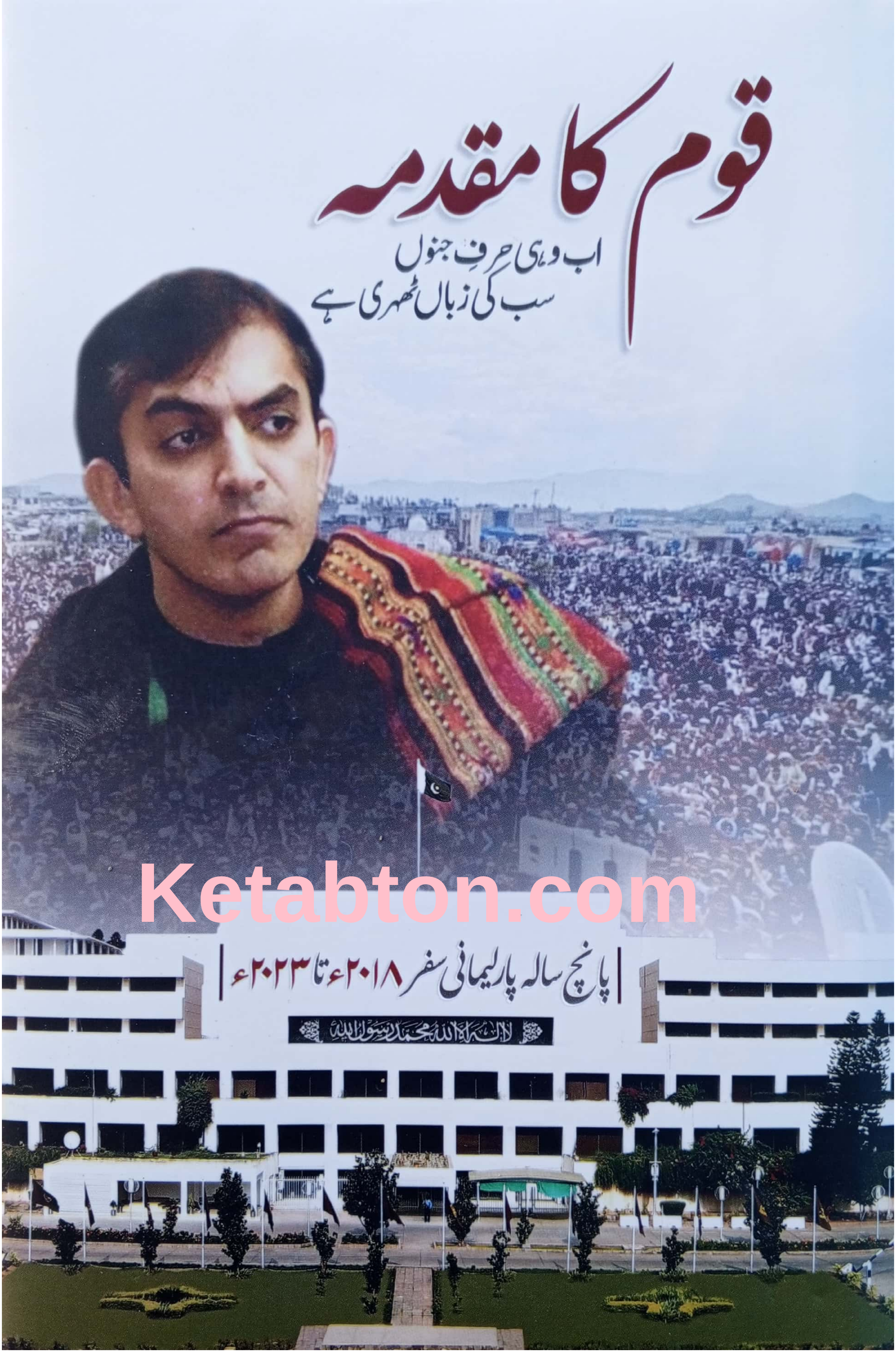

Ketabton.com

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

قوم کا مقدمہ

اب وہی حرفِ جنوں
سب کی زباں ٹھہری ہے

| پانچ سالہ پارلیمانی سفر ۲۰۱۸ء تا ۲۰۲۳ء |

ناشر	کتاب کور، پشاور
سنِ اشاعت	جنوری، 2024ء
تعداد	1000
قیمت	روپے
ملنے کا پتہ	کتاب کور، پشاور نگارشات، لاہور تکتو کتاب کور، کوئٹہ

کتاب کور خپرندویه ټولنه

Shop No: 08, Lower Ground Sheikh Yaseen Tower
Arbab Stop, University Road, Peshawar
Contact No: 0314- 051546

فہرست

سال 2018ء 1
17 اگست 2018ء 2
احتساب ہر ایک کا ہونا چاہیئے 2
19 ستمبر 2018ء 5
پنجاب حکومت کا متنازعہ اشتہار 5
30 اکتوبر 2018ء 6
بنوں جلسہ میں Good طالبان کا غیر قانونی طریقہ 6
31 اکتوبر 2018ء 8
فاٹا کو انٹرنیٹ کی سہولت دی جائے 8
05 نومبر 2018ء 9
سوال نمبر 120 9
09 نومبر 2018ء 10

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

طاہر داوڑ کی مشکوک طور پر گمشدگی 10
23 نومبر 2018ء 12
طاہر داوڑ کے قتل کی تحقیقات کی جائے 12
10 دسمبر 2018ء 15
بکا خیل کیمپ میں IDPs کو سہولیات فراہم کی جائے 15
14 دسمبر 2018ء 19
عارف وزیر کی بے جا گرفتاری 19
سال 2019ء 20
16 جنوری 2019ء 21
حیات پریغال اور گلالئی اسماعیل کو ECL میں ڈالنے کی وجہ؟ 21
21 جنوری 2019ء 25
طاہر داوڑ کے کیس کی تفتیش کی جائے 25
22 جنوری 2019ء 27
خیسور کے واقعے پر ایک کمیٹی بنائی جائے 27

22 اپریل 2019ء 29
ECL میں ڈالے گئے لوگوں کی وضاحت 29
23 اپریل 2019ء 31
سابقہ فاٹا کی قومی و صوبائی سمبلی کی تعداد برقرار رکھی جائے 31
24 اپریل 2019ء 33
بکا خیل کیمپ میں IDPs کے لئے کوئی ترکیب ڈھونڈی جائے 33
29 اپریل 2019ء 34
ڈی جی ISPR کی طرف سے کی گئی پریس کانفرنس کا جواب 34
30 اپریل 2019ء 38
فوجداری قانون میں ترمیم 38
08 مئی 2019ء 39
پاکستانی شہریت میں ترمیم 39
09 مئی 2019ء 41
قاعدہ 123 کے ذیلی قاعدے کی معطلی کی تحریک 41

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

10 مئی 2019ء 43
سابقہ فاٹا کے لئے قومی اور صوبائی اسمبلی کی سیٹس کی تعداد بڑھا دی جائیں 43
13 مئی 2019ء 45
آئینی ترمیم کا بل 45
30 ستمبر 2019ء 47
پی ٹی ایم کے ورکرز کی گرفتاری اور شہادت 47
04 دسمبر 2019ء 59
شمالی وزیرستان کے رضا اللہ نامی نوجوان کو انصاف دی جائے 59
13 دسمبر 2019ء 61
باچا خان انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے مسئلے کو ختم کیا جائے 61
16 دسمبر 2019ء 62
APS Attack کے کیس میں تحقیقات کی جائے 62
سال 2020ء 64
01 جنوری 2020ء 65

بجٹ کی پوری تفصیلات بتا دی جائے 65
02 جنوری 2020ء 67
میرانشاہ بازار کے زمین مالکان کا احتجاج اور مختلف مسائل پر بحث 67
30 جنوری 2020ء 71
منظور احمد پشتین کی گرفتاری اور ملک غداری کا الزام 71
10 فروری 2020ء 76
ٹول ٹیکس سے مستثنی گاڑیوں کی وضاحت 76
شمالی وزیرستان میں میرانشاہ بازار کے مالکان کا 45 دن کا احتجاج 76
13 مئی 2020ء 78
کورونا وائرس کی وباء اور لاک ڈاؤن 78
سابقہ فاٹا میں انٹرنیٹ کو بحال کیا جائے 80
08 جون 2020ء 83
بیرون ملک پاکستانیوں کے لئے ایمرجنسی پروگرام بنا دیا جائے 83
11 جون 2020ء 84
دہشت گردی کی وباء 84

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

18جون 2020ء 87
وزیرستان میں جنگلات کی کٹائی اور کچھ اور مسائل پر بحث 87
25جون 2020ء 96
سینیٹ آف پاکستان کی مختلف مسائل پر سفارشات 96
دہشت گردی کی مذمت 99
26جون 2020ء 101
کابینہ کے تحت مطالبہ 101
27جون 2020ء 102
مختلف مطالبات 102
30جون 2020ء 104
قبائل کے مابین تنازع کو حل کیا جائے 104
10جولائی 2020ء 105
انسانی حقوق پر قائمہ کمیٹی کی متواتر رپورٹ 105
13جولائی 2020ء 106

بجٹ پر بحث 106
16جولائی 2020ء 107
افغانستان کے IDPs کی کچھ بندوبست کی جائے 107
17جولائی 2020ء 109
رپورٹ کی پیشکشی میں تاخیر کی تحریک 109
پاکستانی TV ڈرامے میں پختونوں کی بے عزتی 112
28جولائی 2020ء 113
ضلع بونیر کے متعلق متنازعہ مضمون اور TV ڈرامے کے خلاف ایکشن لیا جائے 113
11اگست 2020ء 115
منشیات کے کنٹرول کے بارے میں رپورٹ 115
آئینی ترمیم 115
12اگست 2020ء 117
سی پیک کو طورخم کے بجائے پشاور تک محدود کرنے کی وضاحت کی جائے 117
21اگست 2020ء 118
حاصل بزنجو کی وفات پر اظہار تعزیت 118

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

15 ستمبر 2020ء 119
موٹروے واقعے کی مذمت اور دوسرے مسائل پر بحث 119
19 اکتوبر 2020ء 123
آئل ریفائنریوں کی پیشرفت رپورٹ 123
کرک گیس اور تیل کے حوالے سے ایف آئی اے کی انکوائری 123
20 اکتوبر 2020ء 125
بل پیش نہیں کی گئی 125
ہائی کورٹس (اسٹیبلیشمنٹ) میں مزید ترمیم 126
29 اکتوبر 2020ء 128
CPECاتھارٹی 128
Narcoticsکی Custody کو کم کیا جائے 129
سال 2021ء 130
29 جنوری 2021ء 131
PTV; HR Recruiment 131
01 فروری 2021ء 132

افغانستان سے درآمدات و بر آمدات 132
02 فروری 2021ء 134
آئینی ترمیم 134
بوگس ڈومیسائل اور شناختی کارڈز 136
04 فروری 2021ء 137
کرک میں آئل ریفائنرز 137
22 فروری 2021ء 138
کیبینٹ سیکرٹریٹ پر قائمہ کمیٹی کی پیشگی رپورٹ 138
23 فروری 2021ء 139
NGO Workersکی شہادت پر بحث 139
26 فروری 2021ء 141
دہشتگردی کے خلاف رپورٹ 141
01 مارچ 2021ء 143
آئٹم پیش نہیں کی گئی 143
02 مارچ 2021ء 144

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

شہید اسد خان اچکزئی کے لئے فاتحہ خوانی 144
انسداد نشہ آور مواد 144
29 مارچ 2021ء 146
جانی خیل واقعہ اور Missing Persons کی موضوع پر بحث 146
01 اپریل 2021ء 149
آئینی ترمیم 149
سول سرونٹس بل 154
16 اپریل 2021ء 157
طالبان کو ہم مذہب کے ساتھ نہیں جوڑ سکتے 157
اسلام آباد میں لینڈ مافیاز کے خلاف کارروائی کی جائے 158
19 اپریل 2021ء 160
گھریلو تشدد (روک تھام اور تحفظ) 160
17 مئی 2021ء 163
فلسطین میں اسرائیل کی طرف سے ظلم و تشدد کی مذمت 163
بیگم نسیم ولی خان کی وفات پر اظہار تعزیت 164

طالبان کے ہوتے ہوئے افغانستان میں امن نہیں آسکتا 165
18 مئی 2021ء 167
بوجہ قانون سازی تقریر نہیں کی گئی 167
21 مئی 2021ء 168
علی وزیر کی بے جا گرفتاری 168
24 مئی 2021ء 169
واحد قومی نصاب 169
شکار پور اور شمالی وزیرستان کے مظالم کی مذمت 169
27 مئی 2021ء 171
صحافی اسد علی طور کے ساتھ کئے گئے واقعے کی مذمت 171
07 جون 2021ء 172
جانی خیل میں ملک نصیب خان کی شہادت اور ٹارگٹ کلنگ کی شدید مذمت 172
08 جون 2021ء 174
جانی خیل کے مسئلے پر بحث 174
ہائی کورٹس (اسٹیبلیشمنٹ) (ترمیمی) بل 176

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہائی کورٹس (اسٹیبلیشمنٹ) آرڈر میں مزید ترمیم 178
19 جون 2021ء 179
جانی خیل اور مختلف مسائل پر بحث 179
21 جون 2021ء 187
عثمان کاکڑ کے قتل کی تحقیقات کی جائے 187
25 جون 2021ء 188
این ایف سی ایوارڈ 188
سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ 188
سابقہ فاٹا کے طلباء کے لئے سکالر شپ کی سفارش 190
جانی خیل میں احتجاج 191
26 جون 2021ء 194
مختلف تحاریک 194
شمالی وزیرستان کی بجلی کا مسئلہ 196
افغانستان اور پاکستان میں دہشت گردی 197
28 جون 2021ء 201

تحاریک 201
پاکستانی میڈیا کی عثمان کاکڑ قتل کیس پر خاموشی 201
تحاریک 204
تحاریک 206
29 جون 2021ء 207
سرحدی اضلاع 207
30 جون 2021ء 208
ہائیر ایجوکیشن کمیشن 208
08 جولائی 2021ء 212
وزیرستان میں ٹارگٹ کلنگ کے خلاف کارروائی کی جائے 212
12 جولائی 2021ء 214
ہمیں اپنی غلطیوں کو دوبارہ دہرانا نہیں چاہیئے 214
13 جولائی 2021ء 219
مختلف بلوں کی پیشکشیں 219
16 جولائی 2021ء 222

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

افغانستان کے موجودہ مسائل 222
02 اگست 2021ء 223
سوال نہیں سنا گیا 223
03 اگست 2021ء 224
شہیدوں کے لئے فاتحہ خوانی 224
میرانشاہ سٹی میں بڑھتی ہوئی ٹارگٹ کلنگ 224
کورم کی کمی کی نشاندہی 226
06 اگست 2021ء 227
رحیم یار خان میں مندر پر حملہ اور عبید اللہ کاسی کی اغواء ہونے کا مذمت 227
10 اگست 2021ء 229
آئینی ترمیم (آرٹیکل نمبر 54 میں ترمیم) 229
29 ستمبر 2021ء 234
SDGs کی Distribution کا طریقہ کار 234
کورم کی نشاندہی 234
14 اکتوبر 2021ء 236

محمد پرویز ملک کے تعزیتی ریفرنس میں اظہار تعزیت 236
ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو خراج عقیدت 236
عمر شریف کی وفات پر اظہار افسوس 237
26 اکتوبر 2021ء 238
لیگل پریکٹیشنرز اور بار کونسلز میں ترمیم کا بل 238
مجرمانہ ترمیمی بل 242
08 نومبر 2021ء 244
کیبنٹ کی منظوری کا ترمیم 244
10 نومبر 2021ء 246
شاہ رگ، ہرنائی میں ملازمین کی درخواست 246
16 نومبر 2021ء 248
پارلیمنٹ کو غیر فعال نہ کیا جائے 248
17 نومبر 2021ء 250
علی وزیر کو اجلاس میں بلایا جائے 250
انتخابات کی بل 251

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سال 2022ء 255
10 جنوری 2022ء 256
سانحہ مری پر تعزیت 256
13 جنوری 2022ء 259
منی بل پر ڈیبیٹ 259
کسٹم سٹیشنز کو ضم شدہ اضلاع سے باہر لے جائیں 260
18 جنوری 2022ء 264
وقاص گورائیہ کیس 264
10 اپریل 2022ء 266
میاں محمد شہباز شریف کی تقریر 266
نئے حکومت کا پہلا تقریر 267
16 اپریل 2022ء 269
شمالی وزیرستان میں آباد IDPs 269
11 مئی 2022ء 273
قائد اعظم یونیورسٹی میں طلباء کا احتجاج 273

اسلام آباد پریس کلب کے سامنے افغان مہاجرین کا احتجاج 274
ضرب غضب کے دوران شمالی وزیرستان کے بازاروں کا مسمار ہونا 274
صدر کے غیر آئینی طریقے کو مسترد کرنا 275
16 مئی 2022ء 277
ملک غداری کا مقدمہ 277
شمالی وزیرستان میں خودکش حملہ 278
23 مئی 2022ء 280
جنگل پر آگ لگنے کی وجہ بتا دی جائے 280
24 مئی 2022ء 282
Missing Persons کی ایشو کی بھر پور مذمت 282
میر علی ڈگری کالج کے پروفیسرز پر حملے کی شدید مذمت 282
08 جون 2022ء 284
اسلام آباد کمیونیٹی انٹیگریشن بِل 284
13 جون 2022ء 287
پختونخواہ کی مختلف پہاڑوں پر لگی ہوئی آگ 287

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

16جون 2022ء ... 289
بجٹ اجلاس پر بحث ... 289
IDPs کا واپسی کا بندوبست ... 296
21جون 2022ء ... 298
شمالی وزیرستان، حیدر خیل میں ٹارگٹ کلنگ ... 298
22جون 2022ء ... 301
افغان مہاجرین کو تحفظ دی جائے ... 301
23جون 2022ء ... 302
علی وزیر کی گرفتاری کے بارے میں معلومات دی جائے ... 302
27جون 2022ء ... 303
علی وزیر گرفتاری کیس ... 303
29جون 2022ء ... 305
ضم شدہ اضلاع کے کسٹم اسٹیشنز کو دوسری جگہ شفٹ کیا جائے ... 305
27جولائی 2022ء ... 307

پختونخواہ میں سیلاب کی تباہ کاریاں اور ٹارگٹ کلنگ کے خلاف سخت مذمت ... 307
28جولائی 2022ء ... 310
وزیرستان میں گیس کا مسئلہ ... 310
29جولائی 2022ء ... 312
شمالی وزیرستان میں IDPs کی واپسی کا بندوبست کیا جائے ... 312
01اگست 2022ء ... 314
ماڈل کورٹس کے حوالے سے سوال ... 314
10اگست 2022ء ... 315
شمالی وزیرستان میں امن و تحفظ کی درخواست ... 315
10اکتوبر 2022ء ... 319
سوات میں سکول وین پر حملہ ... 319
17 اکتوبر 2022ء ... 324
ملتان ہسپتال میں پانچ سو لاشیں ... 324
پشتون طلباء کو تحفظ دی جائے ... 324
حکومت کی طرف سے بھتہ ... 325

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

19 اکتوبر 2022ء 327
ملتان میں ملنے والی نا معلوم لاشیں، افغان پالیسی، ٹروتھ اینڈ ریکنسلیئیشن 327
21 اکتوبر 2022ء 331
Enforced Dissapearance بِل میں متنازعہ شق 331
11 نومبر 2022ء 336
سپریم کورٹ کی طرف سے جواب میں تاخیر 336
14 نومبر 2022ء 338
وانا میں دہشت گردی کے خلاف احتجاج 338
17 نومبر 2022ء 340
وزیرستان میں 3G/4G کا مطالبہ 340
21 نومبر 2022ء 343
پروفیسر اسماعیل کیس 343
24 نومبر 2022ء 346
خیبر پختونخواہ بار کونسل میں فاٹا کی نمائندگی کا بِل 346

ہیرات سیکیورٹی ڈائیلاگ میں شرکت سے روکنا 348
12 دسمبر 2022ء 356
چمن بارڈر پر طالبان کا حملہ 356
سال 2023ء 359
01 فروری 2023ء 360
پشاور پولیس لائن مسجد میں خودکش حملہ 360
06 فروری 2023ء 370
پرویز مشرف کے لئے قومی اسمبلی میں فتح خوانی 370
17 فروری 2023ء 372
پیر روشان یونیورسٹی بِل کی منظوری 372
20 فروری 2023ء 373
قومی اسمبلی رولز کی خلاف ورزی 373
24 فروری 2023ء 375
سرکاری ملازمت میں سابقہ فاٹا کا کوٹہ 375

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

27 مارچ 2023ء 377
فاٹا کے لئے ریلیز شدہ بجٹ 377
29 مارچ 2023ء 384
سپریم کورٹ (Practice) اینڈ (Procedure) Bill میں ترمیم 384
30 مارچ 2023ء 394
قومی مہاجرین کا بل 394
ڈی ایس پی اقبال مہمند کی وفات 395
شہید اقبال مہمند کے لئے دعائے مغفرت 396
03 اپریل 2023ء 398
بلوچستان میں FC کے کردار پر بحث 398
13 اپریل 2023ء 400
وزیرستان میں متوقع ملٹری آپریشن پر اعتراض 400
17 اپریل 2023ء 404
مفتی عبدالشکور کی اچانک موت پر اظہار افسوس 404
سابقہ فاٹا کی فنڈز 405

26 اپریل 2023ء 407
سوات سی ٹی ڈی میں دھماکہ 407
صحافی گوہر نوید کی اغواء 407
توہین پارلیمنٹ کرنے والوں سے پوچھ کچھ کی جائے 408
27 اپریل 2023ء 412
پرائم منسٹر آف پاکستان میاں شہباز شریف کی پہلی تقریر 412
09 مئی 2023ء 414
خیبر پختونخواہ کو گندم کی ترسیل پر پابندی 414
16 مئی 2023ء 419
ڈی جی آئی ایس پی آر کی طرف سے خبر 419
30 مئی 2023ء 421
ڈالر کی قیمت میں بے قابو اضافہ 421
17 جون 2023ء 422
بجٹ پر بحث 422
19 جون 2023ء 427

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

علی وزیر کی گرفتاری 427

23 جون 2023ء 429

جوبائیڈن اور انڈیا پرائم منسٹر کی ملاقات 429

پشاور ہائی کورٹ کے ججز کی تعداد کو بڑھا دیا جائے 429

24 جون 2023ء 431

شمالی وزیرستان کی گیس 431

20جولائی 2023ء 433

عتیق داوڑ صاحب کی سہادت پر اظہار تعزیت 433

اغواگردی کی روک تھام کی جائے 434

کوئلہ کان کنوں کے ساتھ انصاف کی جائے 435

08اگست 2023ء 437

الوداعی تقریر 437

پشتون خطے میں دہشت گردی 439

محسن داوڑ
قوم کا مقدمہ

سال 2018ء

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

17 اگست 2018ء

احتساب ہر ایک کا ہونا چاہیئے

جناب سپیکر: محسن داوڑ۔

جناب محسن داوڑ: ہمیں بھی موقع ملا آخر میں، سب سے پہلے تو ہم مبارکباد پیش کرتے ہیں **محترم عمران خان صاحب** کو کاش وہ ابھی تک موجود ہوتے تا کہ ہماری جو مدعا ہے وہ بھی سُن لیتے، مبارکباد پیش کرتے ہیں اس امید کے ساتھ کہ جو وعدے انہوں نے اس قوم کے ساتھ کیئے ہیں ان وعدوں کو وہ پائے تکمیل تک پہنچائے گے۔ یہ احتساب کا جو نعرہ یہاں پر لگایا اسی احتساب کے نعرے کے بنیاد پر جو ان کا انتخاب کیا گیا میرے خیال میں ساری قوم، پوری کی پوری قوم ان کی حمایت کریں گی اور بلاشبہ اس کا آغاز اس پارلیمنٹ سے ہی کیوں نہ کیا جائے لیکن یہ بھی ہماری توقع ہوگی کہ احتساب کا یہ عمل صرف پھر اس پارلیمنٹ تک نہیں رکے گا۔ جو کہ ہماری روایت ہے کہ پارلیمنٹ کا احتساب ہوتا ہے لیکن بعض کچھ ایسی مقدس گائیں ہیں جن کو ابھی تک Judge نہیں کیا گیا۔ یہی ہمارا مطالبہ ہوگا کہ یہ احتساب کا عمل پھر آگے جا کر ان Judges، ان جرنیلوں اور ان Journalists تک بھی پہنچے گا جو ایک طریقے سے یا دوسرے طریقے سے کسی نہ کسی شکل میں کسی نہ کسی embezzlement میں ملوث ہیں۔

جناب سپیکر! ہم مطالبہ کریں گے کہ ان لوگوں کا بھی احتساب ہو۔ جنہوں نے ضرب عضب آپریشن راہ نجات کے دوران وزیرستان کے گھروں اور وزیرستان کے بازاروں کو مسمار بھی کیا اور ان کو لوٹا بھی۔ میرے خیال میں ان لوگوں کا بھی احتساب ہوگا جو اس لوٹ مار میں ملوث ہیں۔ جناب سپیکر! میں مختصر بات کرتا ہوں اور شکر ادا کرنا چاہوں گا اپنے حلقے کی عوام کا بھی جنہوں نے تمام تر ریاستی دھمکیوں اور ہر قسم کے ہتھکنڈوں کے باوجود اور غداری کے سرٹیفکیٹ اور غداری کے فتوؤں کے باوجود ہوش اور ہمت سے کام لیا۔ خصوصاً اپنی ماؤں، بہنوں کو جنہوں نے بیس بیس، پچیس پچیس کلومیٹر دور جا کر ووٹ ڈالے اور ہمیں اس ایوان تک پہنچایا۔

جناب سپیکر! یقیناً یہ ہمارے عوام کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ میری بھی کامیابی ہے لیکن اس کامیابی کی مبارکباد شاید اس وقت تک ہم نہ لے سکیں، جب تک ہمارے ضرب عضب سے متاثر شدہ ہمارے بھائی، ہماری بہنیں ابھی تک جو IDPs کیمپوں میں موجود ہیں۔ اس مبارکباد کے مستحق ہم اس وقت تک نہیں ہوسکتے جب ان کو واپس اپنے گھروں پر ان کا اپنا حق نہ پہنچا دیں۔ جناب سپیکر! اس وقت تک ہم مبارکباد کے مستحق نہیں ہوسکتے جب تک اپنے مسمار شدہ اور لوٹے ہوئے مکانات کا ازالہ نہ کر سکیں۔ جناب سپیکر! اس وقت تک شاید ہم اس مبارکباد کے مستحق بھی نہ ہوں جب تک ہم اپنی عوام کی وہ عزت نفس بحال نہ کر سکیں جس کو ہمارے ان ریاستی اداروں نے اپنے پیروں تلے روند ڈالا ہے۔ مختلف چیک پوسٹوں پر بھی اور آپریشنز پر بھی اور مختلف حیلوں بہانوں سے جو raid یا attack ہوتا ہے جو raid یا attack کے بعد پورے کے پورے گھروں کو، پورے کے پورے علاقوں کو، پورے کے پورے گاؤں کو وہ تشدد کا نشانہ بناتے ہیں۔ جناب سپیکر! جب تک وہ عزت نفس ہم بحال نہیں کر پاتے ہم اس وقت تک مبارکباد کے مستحق نہیں ہو پائیں گے اور بھی یہاں پر **اختر مینگل صاحب** نے اس طرف اشارہ کیا اور اس طرح کی کچھ کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں جو کہ ہزاروں کی تعداد میں ہمارے **فاٹا** کے بھائی اور ہمارے دوست جو سالوں سے سات سات، آٹھ آٹھ سال سے لاپتہ ہیں، اور ہم یہ مطالبہ نہیں کر رہے ہیں کہ جناب سپیکر! ان کو آپ رہا کر دیں اور اگر ان پر کوئی الزامات ہیں تو اس ملک میں قاعدہ ہے ایک قانون ہے، ایک procedure ہے۔ آپ ان کو اس ملک کی عدالت میں پیش کر دیں۔ جناب سپیکر! اس وقت تک ہم کسی قسم کے مبارکباد کے مستحق نہیں ہیں۔ جب تک ہم ان تمام missing persons کو پاکستان کے اداروں تک نہ لا سکیں۔

جناب سپیکر! میں ایک بات اور کہنا چاہوں گا۔ یہاں پر پارلیمنٹ کی خود مختاری کی بات ہوئی۔ یقیناً پارلیمنٹ کی خود مختاری کے علاوہ اس ملک کی ترقی کا اور کوئی حل ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ یہ ملک خود مختار ہوگا تو تب ہم آگے جا سکیں گے اور policies اس پر بہت زیادہ debate ہوئی، policies اس پارلیمنٹ میں ہی بنی چاہیں یہ پارلیمنٹ policies dictate کرے گا نہ کہ کہیں اور سے dictation آئے گی اور اس پارلیمنٹ پر ہی عمل ہوگا۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب سپیکر! ایک بات میں اور کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر ایک عجیب قسم کا قانون ہے اس ملک میں، ایک بندہ ہے جو حکومت کی ہی بنی ہوئی JIT کے مطابق 444 سے بھی زیادہ ماورائے عدالت قتلوں میں مطلوب ہے۔ He has been accused in more than 400 target killings **راؤ انوار** جس کا نام ہے اور ہم دیکھ چکے ہیں کہ جس شاہانہ طریقے سے، ہم وہ منظر بھی دیکھ چکے ہیں کہ یہاں پر تین دفعہ کا منتخب وزیر اعظم ایک بکتر بند گاڑی میں لایا جاتا ہے اور ہم نے وہ مناظر بھی دیکھے ہیں جو چار سو سے زیادہ ٹارگٹ کلنگ میں ملوث **راؤ انوار** کو شاہانہ انداز میں عدالت میں بغیر کسی ہتھکڑی کے، بغیر کسی روک ٹوک کے اس کو لایا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! اگر احتساب ہوگا تو ان تمام باتوں کو مد نظر رکھا جائے گا۔

ایک بات اور ہمارا ایک ساتھی **حیات گل** جو کہ سوشل میڈیا پر اسی دکھتی مٹی کی آواز اٹھاتا تھا۔ اس قوم کے بچوں کی آواز اٹھاتا تھا۔ جن کی عزتوں کو پیروں تلے روندا گیا ہے۔ جناب سپیکر! اس جرم کی پاداش میں اس کو قید میں رکھا گیا ہے اور ابھی تک مختلف حیلوں بہانوں سے ان کی ضمانت کے لیے مختلف ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں۔ عجیب قانون ہے جناب سپیکر! راؤ انوار کے بارے میں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

19 ستمبر 2018ء

پنجاب حکومت کا متنازعہ اشتہار

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب! پلیز دو منٹ میں۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! **علی وزیر صاحب** نے بات کی میں مزید تھوڑا سا Ad کرنا چاہوں گا، پرویز خٹک صاحب کا بھی بہت شکریہ کہ انہوں نے respond کیا لیکن یہ Ad پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے آیا ہے اور پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے اس پر Apology آنی چاہیئے اور ایک بات میں مزید کرنا چاہوں گا کہ شاید پنجاب گورنمنٹ کو اللہ اتنی ہمت بھی دے کہ جو international bank sectarian outfits ہے، کہ ہماری جگہ کبھی جا کر ان کی تصویریں لگادی جاتیں تو بہت بہتر ہوتی، بہت بہتر۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

30اکتوبر 2018ء

بنوں جلسہ میں Good طالبان کا غیر قانونی طریقہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب! آپ جلدی بتائیں۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ finally مولانا صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب! آپ کی بات سن لی ہے جواب بھی آگیا ہے ابھی محسن داوڑ صاحب کو موقع دیں کہ وہ بھی اپنا اظہار خیال کر سکیں۔ محسن داوڑ صاحب! آپ اپنی بات مکمل کر لیں۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر بہت شکریہ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات ہم نے سن لی، جواب بھی آگیا، اب یہ محسن داوڑ صاحب کو موقع دیں کہ وہ بھی اپنا اظہار خیال کر سکیں۔ محسن داوڑ صاحب آپ برائے مہربانی اپنی بات مکمل کریں۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! بہت شکریہ، کل سے ہم چیخ رہے تھے، چلا رہے تھے finally آج موقع ملا۔ یقیناً پانی کا مسئلہ بھی بہت ضروری ہے، معیشت کا مسئلہ بھی بہت ضروری ہے لیکن انسان کی جان و مال بھی بہت ضروری ہے۔ پرسوں ہی ہمارا، **پشتون تحفظ موومنٹ** کا جلسہ بنوں میں ہوا۔ تو جیسے ہی وہ جلسہ ختم ہوا، شاید چند لوگوں کو وہ کچھ بہت ہی ناگوار گزرا۔ تو وہاں پر جو

لوکل اچھے طالبان ہیں جن کو good طالبان کہا جاتا ہے اور وہ good کیوں ہیں اب یہ کم از کم ہمیں پتہ نہیں ہے۔ یہ جو concerned authorities ہیں وہ ہی ہمیں بتا سکتی ہیں کہ وہ good کیوں ہیں اور ان کے خلاف ابھی تک کارروائی کیوں نہیں ہوئی۔ تو ان good طالبان نے ہمارے ساتھیوں سے موبائل چھینے اور پھر کل ہی ہمارے جو وہاں کے لوکل رہنما **ندیم اصغر** ہیں، جنہوں نے اس پوری management میں بہت بھرپور کردار ادا کیا تھا اس کے چچازاد بھائی کو کل target killing میں مار دیا گیا ہے۔ **مجیب الرحمٰن** نامی شخص جو کہ سکول ٹیچر تھا اس کو target killing میں جلسہ کے ایک ہی دن بعد مار دیا گیا۔ تو جناب سپیکر! ہمارا مطالبہ ہے کہ اس کی تحقیقات ہونی چاہیے اور یہ جو good اور bad کا چکر ابھی تک جاری ہے اس کو جلد سے جلد ختم کیا جائے، بہت شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

31 اکتوبر 2018ء

فاٹا کو انٹرنیٹ کی سہولت دی جائے

جناب سپیکر: محسن داوڑ۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب سپیکر۔ جاننا چاہیں گے کہ فاٹا میں بالخصوص شمالی وزیرستان میں بھی اور جنوبی وزیرستان میں بھی کیا وجہ ہے کہ cellular networks کو وہاں پر اب کیوں اجازت نہیں دی گئی۔ موبائل فون نیٹ ورکس کو بھی اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں پر جو اس سے related 3G and 4G networks ہیں اس کو بھی۔

جناب سپیکر: علی محمد خان صاحب۔

جناب محسن داوڑ: ایک سیکنڈ سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محسن داوڑ: موبائل فون تو چھوڑیے وہاں پر پی ٹی سی ایل کے کنکشن بھی نہیں دیے جا رہے ہیں اور ان کے لیے اتنا لمبا چوڑا process ہے۔ وہاں پر جو لوکل Seven Div ہے وہاں سے اجازت لینی پڑتی ہے اور وہ کسی کو اجازت دیتے ہی نہیں ہیں۔ مطلب یہ PTCL کی بات ہے۔ انٹرنیٹ تو بالکل آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہاں پر کسی کو سہولت دیں گے۔ شکریہ۔

05 نومبر 2018ء

سوال نمبر 120

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب! Two supplementary! Next question۔ ہو گئے ہیں۔ سب کو دیں گے پورا نظر کرم ہو گا۔ محسن دواڑ صاحب۔

Mr. Mohsin Dawar: Question No. 120.

جناب سپیکر: منسٹر صاحب، Minister for Defence پرویز خٹک صاحب! reply نہیں آیا اس کا۔

وزیر دفاع (جناب پرویز خٹک): سر یہ Question already ہم نے refer کیا ہے InteriorMinistry کو۔ کیونکہ زیادہ جو data ہے وہ Interior Ministry compile کر رہی ہے تو دو تاریخ کو ہم نے ان کو refer کیا ہے تو اگر اس کو defer کیا جائے تو detailed answer وہاں سے کیونکہ ہمارے پاس detailed answers نہیں ہیں تو Interior Ministry اس کو سارے جو data ہے وہ collect کرتی ہے۔

جناب سپیکر: اس کو defer کرتے ہیں۔ محسن صاحب! چونکہ Interior کا ہے تو اس کو defer کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

09 نومبر 2018ء

طاہر داوڑ کی مشکوک طور پر گمشدگی

Mr. Speaker: Mohsin sahib please.

POINT OF ORDER

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر، جناب سپیکر! کافی عرصے سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے لوگ missing ہوتے جارہے ہیں فاٹا کے اور پوری پشتون بیلٹ بلوچستان بلکہ پورے پاکستان سے لیکن اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ اب ہمارے پولیس آفیسرز بھی missing ہورہے ہیں۔ **طاہر داوڑ صاحب** چونکہ ایک Serving SP Rulrr Peshawar ہے وہ پچھلے گیارہ سے بارہ دن سے اس کو اسلام آباد سے اٹھایا گیا ہے اور ابھی تک اس کے کوئی whereabouts پولیس نے معلوم نہیں کیا۔

جناب سپیکر: فواد صاحب! تھوڑا اس سوال کو غور سے سن لیں تاکہ respond بھی کریں۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! یہ بہت ہی اہم ایشو اس لیے ہے کیونکہ اس کا بہت ہی bright carrier رہ چکا ہے **طاہر داوڑ صاحب** کا اور کئی operations throughout his career وہ کر چکے ہیں militants کے خلاف اور اس کے response میں اس پر کئی دفعہ حملے بھی ہوئے ہیں خودکش حملے بھی ہوئے ہیں اور کئی دفعہ target بھی ہوئے ہیں زخمی بھی ہوئے ہیں کئی دفعہ۔ اب وہ suspiciously missing ہے اسلام آباد سے اور اسلام آباد میں بھی ایف ٹین سے۔ پوچھنا ہم یہ چاہیں گے کہ کونسا ایسا محکمہ ہے جو پولیس سے بھی زیادہ طاقتور ہے جن سے کوئی پوچھ بھی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر! بہت ہی strong impact اور بہت ہی زیادہ ایک demoralizing impact ہوگا پولیس فورس کے اوپر۔ اگر اس چیز کو sort out نہیں کیا گیا اور ان کے whereabouts معلوم نہیں کیے گئے کیونکہ جب ایک پولیس فورس کا آفیسر اس طرح missing ہو جاتا ہے اور ان کا کوئی پتہ نہیں لگتا۔ 75 سے 78 دن ہو گئے ہیں ابھی تک کوئی معلومات نہیں ہیں۔

ظاہری بات ہے وہ جو فورس لڑ رہی ہے جو face کر رہی ہے ہر قسم کے threats کو بھی اور خطرے کو بھی اور جو respond بھی کر رہی ہے وہ ظاہری بات ہے اس پر ان کا impact بہت زیادہ بُرا ہوگا۔ تو جناب سپیکر! گزارش ہے کہ ہمیں بتایا جائے کہ وہ کونسی ایسی قوت ہے۔ پولیس والوں نے شروع میں ان کی فیملی کو کہا تھا کہ آپ comment نہ کریں اس ایشو پر اور جب معاملہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اس کے بعد اس کو کہہ رہے ہیں کہ ابھی تک فی الحال کوئی معلومات نہیں ہیں۔ بہت شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

23 نومبر 2018ء

طاہر داوڑ کے قتل کی تحقیقات کی جائے

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کو دیکھ لیں اور اس کے بعد علی محمد صاحب move کریں گے۔ جی محسن داوڑ صاحب۔

POINT OF ORDER

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر! پچھلے اجلاس کے اختتام پر ہمارے ایک پولیس آفیسر جس کو اسلام آباد سے اغواء کیا گیا تھا۔ اس کے بارے میں یہاں پر آواز اٹھائی تھی۔ بد قسمتی سے چند دن پہلے، جن کی dead body افغانستان اور پاکستان کے بارڈر کے علاقے سے بر آمد ہوئی۔ جناب سپیکر! یہ بہت ہی افسوسناک واقعہ ہے۔ وہ اس لحاظ سے کہ یہ صرف ایک abduction نہیں تھی، یہ نہ صرف ایک murder نہیں تھا۔ جس طریقے سے یہاں سے اٹھایا گیا اس کو اور پھر اس کے اغواء ہونے کے بعد جس بے حسی کا مظاہرہ کیا ریاست نے اور پھر جس طریقے سے اس کو افغانستان لے جایا گیا۔ یہ تمام سوالات، یہ تمام معاملات ریاست کی کارکردگی پر سوالات اٹھا رہے ہیں۔ جن کے جوابات ریاست کو دینے ہوں گے۔

جناب سپیکر! ہمیں سمجھ یہ نہیں آ رہی ہے کہ اٹھارہ دن تک کوئی یہ پوچھے اسلام آباد پولیس سے کہ ان کی performance کیا تھی وہ اتنے لا تعلق ہو گئے تھے اس کیس سے شاید ان کو پتہ تھا کہ یہ کیس ان کے پاس ہے۔ اس لیے انہوں نے investigation کی ہی نہیں۔ وہ اتنے بے حس ہو گئے تھے اور یہ سوال ہم پوچھیں گے کہ وہ کون سی قوت تھی، جن صاحب سے آپ پوچھ نہیں رہے تھے کہ کیوں اٹھایا گیا ان کو یہ بھی ہم پوچھیں گے کہ وہ کون سی طاقت ہے جس کے سامنے پولیس بے بس تھی اور ہم یہ بھی پوچھیں گے کہ وہ کون سی طاقت ہے جن کے سامنے پورے اسلام آباد کے کیمرے بھی بے بس تھے اور اتنا بڑا واقعہ ہوا اور کسی ایک کیمرے میں وہ نہیں آئے۔ ہم یہاں پر شاید ہمیں جواب یہ ملے گا کہ کیمرے کام نہیں کر رہے تھے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ صرف اسی علاقے میں کام کیمرے کر نہیں رہے تھے جہاں سے ان کو اٹھایا گیا اور جناب سپیکر! یہ بھی ہم پوچھیں

گے وہ کونسی طاقت ہے جس کے سامنے اسلام آباد سے لیکر طورخم تک تمام کی تمام چیک پوسٹ، تمام کی تمام وہاں پر جو چیک پوسٹ ہیں وہ کھل جاتی ہیں، نہ انہیں کوئی روکتا ہے اور نہ ہی کوئی ان کو ٹوکتا ہے اور یہ پوری دنیا جو ہمارے اوپر الزام لگا رہی ہے کہ یہاں سے مداخلت ہوتی ہے پڑوسی ملکوں میں، یہاں سے لوگ جاتے ہیں وہاں پر دہشت گردی کرتے ہیں۔ میرے خیال میں ہم نے عملی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ اس بات میں حقیقت ہے، اگر حقیقت نہ ہوتی تو یہ واقعات نہ ہوتے۔ ہم نے بڑے بڑے دعوے کیے ہیں کہ ہم نے fencing کر دیا ہے بارڈر پر، ہم نے secure کر دیا ہے یہ کس طرح کی fencing ہے۔ لیکن میرے خیال میں یہ شاید پورے کا پورا fence صرف وہاں پر قبائل کے لئے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا point آ گیا ہے، آپ کا نقطۂ نظر آ گیا ہے۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! میں conclude کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! ہمیں جوابات چاہییں کہ جن لوگوں پر JIT بنائی ہے تو ان میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ ان معاملات کی تحقیقات کرا سکیں۔ اٹھارہ دن تک یہ اسلام آباد پولیس ٹس سے مس نہیں ہو رہی تھی اور اب یہ کیا کر لے گی۔ اس کے بعد جو ڈرامہ رچایا گیا اور dead body کو receive کرتے ہوئے جو ڈرامہ رچایا گیا اور اس کے بعد جناب سپیکر ہم اس بات کی بھی معلومات چاہیں گے کہ کس نے مختلف چینلز پر ہمارے خلاف tickers چلوائے، کس ادارے سے وہ پیغامات آ رہے تھے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کسی دوسری طرف جا رہے ہیں۔

جناب محسن داوڑ: ان تمام چینلز پر زبردستی میرے خلاف ticker چلائے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا نقطۂ نظر آ گیا ہے۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! ہمیں ان تمام باتوں کا جواب چاہیے۔ بجائے یہ کہ صفائی پیش کرتے، اپنی performance show کرتے، جوابات دیتے، الٹا ہمارے خلاف media campaign چلا رہے ہیں۔ ان کی family نے ایک بین الاقوامی کمیشن، جناب سپیکر! یہ ایک فرد کی موت نہیں تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے آپ کا نقطۂ نظر آ گیا ہے۔ علی محمد خان صاحب آپ جواب دیں۔ مہربانی، آپ بیٹھ جائیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب علی محمد: جناب سپیکر! اس کے بعد قرارداد بھی پڑھنی ہے لیکن میں اپنے آنریبل دوست اور آنریبل ممبر صاحب کو بتا دوں کہ ہمارے انٹیریئر منسٹر فار سٹیٹ شہریار آفریدی صاحب ہیں اور وہ اس کیس کو دیکھ رہے ہیں۔ میں کل خود شہید کے گھر گیا تھا، **داوڑ صاحب** کے گھر گیا تھا اور وہاں پر دعا ہوئی اور پھر ان کے بھائی **محترم احمد داوڑ صاحب** سے بھی ادھر ہی ملاقات ہوئی اور ان کی کچھ demands بھی تھیں جو کہ شہریار صاحب نے دیکھی ہیں اور آئی جی صاحب کے knowledge میں ہے۔ میں پھر کل I.G. KP صاحب کے پاس بھی گیا اور ان سے ملاقات بھی ہوئی اور ان کو بتایا کہ جو کچھ ہو سکتا ہے ان کے بچوں کو facilitate کیا جائے۔ جو investigation ہے تو شہریار صاحب خود آئیں گے اور ایوان کے سامنے پوری detail رکھیں گے لیکن پوری investigation ہو جائے اور جو **محسن صاحب** کے خدشات ہیں تو ان کا ہمیں پورا احساس ہے اور انشاء اللہ اس کو address کیا جائے۔ سر یہ دوسری قرارداد ہے 18 ربیع الاول پر جو کہ ابھی گزری ہے اور میں پورے ایوان کا اور سب سے زیادہ مولانا چترالی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ چترالی صاحب نے تجویز پیش کی اور پورے ایوان نے اس کی تائید کی۔

10 دسمبر 2018ء

بکا خیل کیمپ میں IDPs کو سہولیات فراہم کی جائے

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محسن داوڑ۔

جناب محسن داوڑ: سوال نمبر 3۔

Facilities provided to IDPs in Baka Khel North Waziristan

3. *Mr. Mohsin Dawar:

Will the Minister for States and Frontier Regions be pleased to state the details of Internally Displaced Persons Camps, financing management system and present conditions of thousands of people, whether facilities being provided to IDPs in Baka Khel North Waziristan are sufficient; if not, reasons thereof?

Minister for States and Frontier Regions: Currently there is only one camp TDPs of erstwhile FATA. The Baka Khel Camp is situated in FR (Frontier Regions) Bannu around 18 kilometer south of Bannu City.

The camp is jointly managed by Pak Army and FATA Disaster Management Authority (FDMA). The camp has 4 phases (clusters) and can accommodate 3,200 families/19,200 individuals at a given time. Currently the camp is used as a transit hub for the TDPs who fled to Afghanistan and as soon as areas of their return are declared safe, repatriation of these families will commence and will be accordingly de-commissioned. Pak Army is also responsible for the security and conflict resolution, whereas FDMA is responsible for provision and maintenance of the tents, CRIs (Core relief Items), Education and Water & Sanitation, whereas health services are provided by the Health Department through a BHU (Basic Health Unit) and PRCS (Pakistani Red Crescent Society) funded by United Nations. The food is provided by WFP through its partner Sarhad Rural Support Program (SRSP). The camp is very well-organized by all standards, and services provision is quite satisfactory. Since the establishment, no epidemic has been reported in the camp due to good standards of hygiene maintained at the camp and household level. However, improved health services are definitely an area to be considered for additional support, including those for mental and physical disabilities. The services provided in the camp are free electricity, gas cylinder, nonfood items, health, education, water, drinking water, recreational facilities and food for all the inhabitants. A commercial area has also been set-up to enable camp inhabitants to start small businesses in the camp.

Financing Mechanism: Funds are provided by the Federal Government. i.e. SAFRON directly to FDMA, however, in order to lessen the burden on government exchequer, FDMA also involves NGOs support to provide better health and sanitation facilities.

Facilities Provided: Details of the facilities are annexed.

(Annexure has been placed in the National Assembly Library)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

Mr. Speaker: Answer be taken as read, supplementary.

جناب محسن دواڑ: جناب سپیکر! یہ بکا خیل کیمپ میں **نارتھ وزیرستان** کے **IDPs** ہیں پانچواں سال تقریباً ان کا ہے اور یہ پانچویں دفعہ وہ موسم سرما میں خصوصاً جب وہاں پر بارش ہوتی ہے تو آپ خود ہی اندازہ لگالیں کہ کتنا مشکل ہوتا ہے وہاں پر وقت گزارنا۔ یہاں پر جواب میں آیا ہے کہ

as soon as areas of their return are declared safe, repatriation of these families will commence and will be accordingly de-commissioned.

تو کیا ہم جان سکتے ہیں کہ کم و بیش پانچ سال ہو گئے ہیں ابھی تک ان کے ایک ضلع کا ایک چھوٹا سا علاقہ ہے وہ ابھی تک کلیئر نہیں ہو پا رہا ہے تو کیا ہم جان سکتے ہیں کہ کب تک یہ بچارے اس کیمپ میں رہیں گے اور ان کا علاقہ ہے وہ کب تک کلیئر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: علی محمد خان۔

وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور (جناب علی محمد): بہت شکریہ جی۔ کب تک ہو گا۔ exact date تو میں **محسن صاحب** کو نہ دے سکوں as soon as it is possible ہو جائے گا۔ اتنا میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ اس وقت جو آپ کے بکا خیل کیمپ میں جتنے پاکستانی وہاں پر ہیں زیادہ تر ان کی اکثریت انہی کی ہے جب یہاں پر آپریشن ہوا اور جب دہشت گرد آئے اور جس سے بہت نقصان ہوا، سب کو ہوا۔ ہمارے وہاں کے **فاٹا** کے پختونوں کو بھی ہوا اور ہماری سیکیورٹی ایجنسیز فورسز نے بھی بہت بڑا loss اس کا suffer کیا۔ امن آرہا ہے اور امن آیا ہے بتدریج آرہا ہے الحمد اللہ بہت حد تک وہاں پر repatriate ہو گیا ہے اور ان کیمپس میں دو طرح کے پاکستانی تھے ایک وہ جو اپنے علاقوں سے displace ہو کر یہاں آگئے۔ دوسرے وہ جو آپریشن کے دوران

افغانستان چلے گئے اور وہاں سے پھر وہ واپس آ گئے ہیں۔ جو بارڈر پار نہیں گئے وہ تقریباً سارے کے سارے repatriate ہو چکے ہوئے ہیں۔ وہ پھر دیکھ لیں گے اگر اس میں کوئی فرق ہے یا آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں کچھ ابھی رہتے ہیں لیکن اکثریت **محسن صاحب** اس میں انہی پاکستانیوں کی ہے جو افغانستان گئے تھے واپس آ گئے ہیں اور وہ آپ کو exact figures بھی میں آپ کو دے دیتا ہوں۔ 2041 فیملیز ہیں جو اس وقت وہاں پر resident ہیں وہ تقریباً 1091 کے قریب یہاں پر بندہ بنتا ہے اور جب تک یہ وہاں پر موجود ہیں کوئی بھی TDP ہو اور اس میں سر situation یہ ہے کہ اگر وہ کیمپ میں نہ بھی ہو لیکن اگر اپنے علاقے تک نہیں جا سکا تو اس کو تب بھی TDP status ہے اور اس کی facilities available ہیں۔

تھوڑا سا میں آپ کو بتا دیتا ہوں جو میں نے fresh figures آج gather کیے ہیں کہ ان کو permoth ایک TDP کو جو فیملی ہے ان کو کیا ملتا ہے۔ ہر ماہ ان کو 40 کلو گرام، rice چالیس کلو گرام گندم کا آٹا ہے 5 لیٹر آئل آٹھ کلو دال اور ایک کلو salt وہاں پر ملتا ہے assistance allowance 12000 ان کو تب تک ملے گا جب تک وہ اپنے علاقوں میں repatriate نہیں ہو جاتے اس میں جیسے ہی ان کو clearance ملتی ہے TDP status ختم ہو جاتا ہے وہاں پر جاتے ہیں when they go there اس کے لیے بھی ایک allowance ہے اور ہمارے پاس اس کا پیکج موجود ہے جس میں اس کو one time دس ہزار روپے ٹرانسپورٹ کے لیے ملتے ہیں اور 25000 روپے one time ان کو ملتے ہیں اور I think چھ ماہ تک assistance allowance وغیرہ بھی ہے اور وہ exact میں آپ کو بتا دیتا ہوں اور six months کے لیے food راشن ان کو ملتا ہے۔ بہر حال آپ نے یہ پوچھا ہے کہ کتنے رہتے ہیں اور کتنے وہاں پر remaining ہیں اور وہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کو اور انفارمیشن چاہیے تو **محسن صاحب** کو اور بھی انفارمیشن انشاءاللہ provide کر دیں گے۔

(کچھ دیر بعد)

جناب سپیکر: جی محسن! مختصر بات کر لیں please just for two minutes

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

POINT OF ORDER

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! یہ اچھی بات ہے۔ قرار داد پاس ہوئی۔ لیکن ہمیں ان کاغذی قرار دادوں سے آگے بڑھ کر تھوڑے حقائق بھی دیکھنے چاہیے کہ حقیقت میں Human Rights کی situation ہے کیا ہمارے ملک میں۔ آپ عوام کی تو بات ہی نہ کریں۔ یہاں پر ایک ممبر پارلیمنٹ، بلکہ دو ممبران پارلیمنٹ، 30 تاریخ کو پشاور ایئرپورٹ سے جانا چاہتے ہیں دوبئی، انہیں روکا جاتا ہے جب وجہ پوچھی جاتی ہے تو ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی کوئی justification نہیں ہوتی۔ پھر تین چار گھنٹے بعد انہیں بتایا جاتا ہے کہ آپ کا نام ECL پر ہے کہ آپ نے صوابی میں ایک جلسہ کیا تھا۔ حالانکہ اس جلسے میں explanation ہم نے کچھ نہیں کیا تھا۔ نہ ہی ہم نے کوئی چوری کی تھی نہ ہی ہم نے کوئی ڈاکہ ڈالا تھا۔ ہم نے حقائق بیان کیے تھے اور ان حقائق بیان کرنے کی پاداش میں ہمارے خلاف ایک **ایف آئی آر** درج کی گئی، تو اس کے نتیجے میں ہم آپ کو ملک سے باہر نہیں جانے دے رہے۔

جناب سپیکر! یہ ایک پارلیمنٹ کی situation ہے۔ یہاں پر ہم نے دیکھا ہے کہ آرٹیکل 6 میں مطلوب ڈکٹیٹر کو کتنی آسانی سے یہاں سے جانے دیا جاتا ہے۔ اور آج تک ریاست پوری طور پر ناکام ہے اس کو واپس لانے میں۔ اور یہاں پر جو peaceful جو آئینی اور قانونی طریقہ کار کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے حقوق کی بات کرتا ہے ان کے ساتھ کے اس طرح کا رویہ اپنایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک بات بھی کرتا چلوں۔ آج ہمارے **پشتون تحفظ موومنٹ** کے **منظور پشتین** وہ جب کوئٹہ ایئر پورٹ پر اترتے ہیں تو وہاں پر Baloch Missing Persons کا ایک کیمپ لگا ہوا ہے کوئٹہ میں۔ وہ جب اس میں شرکت کرنے جاتے ہیں تو اس کو کوئٹہ ایئرپورٹ پر بتایا جاتا ہے کہ آپ کی انٹری تین مہینے کے لئے بلوچستان میں بند ہے۔ تو اس کو وہیں سے واپس کراچی بھیج دیا جاتا ہے۔ تو جناب سپیکر! یہ ہمارے ملک میں Human Rights کی situation ہے اور جو داستانیں ہیں وہ میں بار بار یہاں پر repeat نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔

14 دسمبر 2018ء

عارف وزیر کی بے جا گرفتاری

جناب سپیکر: جی اگلا سپلیمنٹری داوڑ۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! Task Force سے related ایک سوال ہے کہ **فاٹا** کے لیے بھی ایک Task Force بنائی گئی تھی تو گزارش یہ ہے کہ اس کی کارکردگی کے بارے میں بھی ہمیں تھوڑا سا بتا دیا جائے کہ کیا performance ہے اس کی ابھی تک۔ کیونکہ تیس اکتوبر کو **پشاور ہائی کورٹ** کا ایک فیصلہ آیا۔ جس میں وہاں پر جو IGR ہے، اس کو انہوں نے set aside کیا۔ پھر انہوں نے صوبائی حکومت کو بھی یہ instructions دیں کہ تیس دن کے اندر اندر آپ کوئی alternative set up لیکر آئیں۔ تیس نومبر کو وہ بھی ٹائم ختم ہو گیا۔ اب تیس نومبر کے بعد وہاں پر ایک legal vacuum ہے۔ مطلب کوئی implementation ہی نہیں ہے تو اس میں ذرا ہمیں بتایا جائے کہ کیا situation ہے۔ مطلب ہے اسی طریقے سے کہ **فاٹا** کو فلاں میں رکھا جائے۔ پانچ چھ دن پہلے ہمارا ایک ساتھی وہاں پر گرفتار ہوا ہے **عارف وزیر**۔ اس کا یہ بھی نہیں بتایا ہے کہ کس قانون کے تحت اس کو گرفتار کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہاں پر نہ FCR ہے، نہ ہی وہاں پر IGR ہے تو یہ جو ہمارا existing system ہے Pakistan کا وہ بھی وہاں پر extended نہیں ہے تو ایک لا قانونیت اس قسم کی ہے۔

Scanned with CamScanner

سال 2019ء

16 جنوری 2019ء

حیات پریغال اور گلالئی اسماعیل کو ECL میں ڈالنے کی وجہ؟

جناب سپیکر: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر، finally ہمیں موقعہ ملا۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ۔

جناب محسن داوڑ: جی ماشاءاللہ۔ پچھلے سیشن سے ہم چیخ رہے ہیں، چلا رہے ہیں کہ ہمیں موقع دیا جائے لیکن المیہ یہ ہے کہ جو ہمارے بڑے یہاں بیٹھے ہوئے ہے ان کی آپس کی confrontation میں ہم تک جب بات آتی ہے تو یا تو ہاؤس Adjourn ہو جاتا ہے یا واک آؤٹ ہو جاتا ہے تو ہمیں بات کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ جناب سپیکر! بہت ہی important issue ہے چند دن پہلے **شمالی وزیرستان** میں میرے حلقے کے ایک گاؤں تحصیل بویہ سے ایک بائیس سالہ نوجوان کو فوجی اہلکاروں نے اٹھایا شک کی بنیاد پر۔ پھر جب وہاں کا لوکل جرگہ اسے چھڑانے کے لئے گیا، اور وہاں پر جو officials تھے ان سے ملاقات کی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے تھوڑی سی تفتیش کرنی ہے اس کے بعد ہم اس کو آپ کے حوالے کر دیں گے۔ جناب سپیکر! ضروری بات ہے جناب سپیکر! تین دن پہلے ان کی dead body ان کے لواحقین کے حوالے کر دی گئی۔ اس کی custodial---

جناب سپیکر: ڈاکٹر شیریں مزاری صاحبہ! اگر آپ سن لیں Kindly تھوڑا۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! during custody ان کی death ہوئی ہے torture سے اور یہ بھی on the record ہے کہ ان کو وہ he was an official وہ خاصہ دار فورس کا بندہ تھا اس کو وہاں سے اٹھایا گیا اور پھر جس طریقے سے اس کو دفنایا گیا۔ جب میں وہاں پر گیا تو اس کے جو دوست تھے وہ مجھے کہنے لگے کہ ہمیں اس کا چہرہ دیکھنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔ تو جناب سپیکر! پوچھیں گے کہ شاید، شاید ہی شیریں مزاری صاحبہ بھی جا رہی ہیں میرا خیال میں اگر میرے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library
Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

(مداخلت)

جناب محسن داوڑ: ٹھیک ہے، بہت شکریہ۔ اگر کوئی مجھے اس کا جواب دے کہ کوئی ریاست میں اتنی سکت ہے کہ اس بندے کے لواحقین کو کچھ نہ کچھ انصاف دلا سکے۔ یہ ایک سلسلہ چلتا آرہا ہے جناب سپیکر۔ پچھلے سال **نقیب الله محسود** کو قتل کیا گیا اسی طریقے سے target killing میں **راؤ انوار** نامی شخص اس پر الزامات ہیں کہ اس نے ساڑھے چار سو کے قریب لوگوں کو target killing میں مارا ہے اور وہ **راؤ انوار** اب ہم نے سنا ہے کہ وہ بہت ہی باعزت طریقے سے بری بھی ہو گیا ہے تو میرے خیال میں یہ ہماری ایک capacity ہے ہماری ریاست کی کہ وہ اتنی high profile جو murders ہوتے ہیں اس کا بھی ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس کو ہم سزا نہیں دلا سکتے۔ ساتھ ہی ساتھ جناب سپیکر! میں یہ بھی پوچھوں گا کہ اگر وزیر داخلہ صاحب نہیں ہیں لیکن اگر انکے behalf پہ کوئی اور منسٹر مجھے یہاں جواب دے کہ **طاہر داوڑ** کیس کا کیا بنا۔ وہ بھی ایک بہت ہی suspicious تھا۔ اس کا کیا بنا ہمیں تو اس وقت کہا گیا تھا کہ بھئی آپ جو کسی قسم کی commission فلاں international commission کی یہ بات نہ کریں یہ جو local commission ہے یہ جو JIT بنی ہے اس تک آپ انتظار کریں وہ JIT کا بھی پھر ہمیں پتہ نہیں چلا کہ اس کی رپورٹ۔ تو اگر اس کے behalf پر کوئی اور منسٹر صاحب اس ہاؤس کو بتائے پوری detail کہ کیا بنا۔ دوسری جناب میں ECL کی بھی تھوڑی بات کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ نے ایک جگہ پہ کافی points اٹھائے ہیں۔

جناب محسن داوڑ: نہیں، نہیں جناب سپیکر! یہ ایشوز جمع ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ایک ہے۔ آپ نے ایک وقت میں سارے points اٹھا دیئے۔

جناب محسن داوڑ: مجھے دو منٹ چاہیے جناب۔ دو منٹ چاہیے یہ ایشوز کافی عرصے سے جمع ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! ECL کے بعد پھر ہمارا یہ ECL پہ نام ڈالا گیا we appreciate کہ **وفاقی حکومت** نے پھر ایکشن لیا اور ہمارے نام ہٹائے لیکن ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ بھئی وہ ڈالا کیوں گیا؟ ایک FIR کے بنیاد پر وہی قسم کی FIR **عمران**

خان صاحب کے خلاف بھی کٹی ہیں، **عارف علوی صاحب** کے خلاف بھی کٹی ہے، جو ساری سیاسی FIR ہیں۔ وہی یہ فہرست اسی طرح کے FIR کو base بنا کر اچھا پھر ایک ECL کے علاوہ اور لسٹ بھی ہے جس کی کوئی قانونی حیثیت ہی نہیں ہے جس کو PNIL کہتے ہیں اس PNIL کی وضاحت شیریں مزاری صاحبہ! she is well in picture وہ بتائیں گی کہ اس کی قانونی حیثیت وہ پولیس اور FIA اس کو use کرتی آرہی ہے کوئی قانونی حیثیت اس کی نہیں ہے۔

اسی طرح جناب سپیکر! بلاول بھٹو صاحب کا نام ڈالا گیا۔ وہ CM سندھ کا نام ڈالا گیا۔ مطلب کیا message دینا چاہتے ہیں ہم چھوٹے صوبوں کو اور ساتھ ہی ساتھ ہماری ایک اور ساتھی، ہماری بہن **گلالئی اسمٰعیل** جناب یہ internationally ہمارا جو image بن چکا ہے اس terrorism کے معاملات میں وہ پوری دنیا جانتی ہے۔ ایک آدھ اس طرح کا soft image رکھنے والے جو ہمارے ساتھ کوئی youth ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہم اس طرح کا عمل کرتے ہیں۔ **گلالئی اسمٰعیل** کو اسی FIR کے بنیاد پر ECL میں ڈالا گیا ہے جس سے اس FIR کے بنا پر ہمارا نام ڈالا گیا تھا، اس کیس میں جناب سپیکر! آپ کے ضلع سے اس کا تعلق ہے۔ اب یہ بتایا جائے کہ کیا، اچھا جس کیس میں اس کا نام ڈالا گیا ہے اس کیس میں اس کی bail بھی accept ہو چکی ہے۔ اس نے ہائی کورٹ میں رٹ ڈالی ہوئی ہے لیکن المیہ یہ ہے کہ ہارا تو ہر طرف سے ہی، اچھا ساتھ ہی ساتھ چار مہینے سے اس کی رٹ پڑی ہوئی ہے وہ وہاں تک جو اس کا نمبر آتا ہے تو وہ leftover ہو جاتا ہے تاریخ بدل جاتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آگیا۔

جناب محسن داوڑ: ساتھ ہی ساتھ جناب سپیکر! آخری بات۔ ایک اور ہمارا نوجوان **حیات پریغال** جو pharmacist ہے دبئی میں اپنی مزدوری کر رہا تھا، لیکن گناہ صرف اس کا یہ تھا کہ یہ جو مسائل بنتے ہیں جو یہ اس طرح کی یہ target killings ہوتی ہیں اس کو highlight کرتا تھا social media پر۔ جب وہ آیا یہاں پر، جب وہ آیا پاکستان وہاں پر تو اس کو ایجنسیوں والوں نے اٹھایا پھر اس کے بعد FIA کے حوالے کر دیا۔

اس کا نام ابھی تک ECL میں ہے، کہ وہ واپس پھر جا نہ سکے پھر واپس اپنی فیملی کے لئے وہاں پر وہ مزدوری نہ کر سکے۔ تو میرے خیال میں جناب سپیکر! ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ہمیں اس طرف دھکیلا جا رہا ہے کہ میرے خیال میں شائد یہ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اگر اس پختون نوجوانوں کا کوئی image ہونا چاہیئے- اس دنیا میں تو وہ **حکیم اللہ محسود** اور **بیت اللہ محسود** کی شکل میں ہونا چاہیے۔ وہ ہم کسی صورت میں **حیات پریغال** اور **گلالئی اسمٰعیل** کی شکل میں۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

21 جنوری 2019ء

طاہر داوڑ کے کیس کی تفتیش کی جائے

جناب سپیکر: ملک پرویز صاحب بات کریں گے لیکن اس سے پہلے، میں محسن! آپ کو Personal Explanation پر دیتا ہوں۔

POINT OF PERSONAL EXPLANATION

جناب محسن داوڑ: شکریہ۔ جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے **طاہر داوڑ** کیس کے بارے میں ذکر کیا ہے اور ان کے مرڈر کو دو مہینے ہو گئے ہیں اور دو مہینے کے بعد ابھی بھی اس JIT کی رپورٹ ہمیں نہیں ملی اور نہ ہی اس کی کوئی تفصیل اس ایوان کے ساتھ شیئر کی گئی ہے۔ تو ذرا ہمیں update تو کیا جائے کہ اصل میں کیا ہوا ہے۔ پھر جس پارلیمانی کمیٹی کی بات کی گئی کہ پرائم منسٹر صاحب نے ایک پارلیمانی کمیٹی بھی بنائی ہے اور میں بھی اس کا ممبر ہوں۔ تو دو مہینے پہلے کمیٹی بنی ہے اور میں اس کا ممبر بھی ہوں اور مجھے تو پتہ نہیں ہے، میرے تو علم میں نہیں ہے کہ ایسی کوئی کمیٹی بنی بھی ہے اور میں اس کا ممبر بھی ہوں۔ کمیٹی تو بعد کی بات ہے اور ہمیں ذرا update تو کیا جائے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محسن صاحب! پارلیمانی کمیٹی تو اسمبلی بناتی ہے، میرے نوٹس میں تو کوئی پارلیمانی کمیٹی نہیں ہے۔

جناب محسن داوڑ: ابھی منسٹر صاحب نے کہا ہے۔

جناب سپیکر: وہ unofficial ہو گا۔

جناب محسن داوڑ: وہ official یا unofficial ہو تو میرے علم میں نہیں ہے۔ جناب سپیکر! آپ مجھے دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، سب نے بات کرنی ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! مجھے دومنٹ دے دیں اتنی بڑی تقریر ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! یہ تو **طاہر داوڑ** کا کیس ہوا، **خیسور** میں جو اس دن واقعہ ہوا اور اس کی جو ویڈیو آئی۔ جناب سپیکر! ایک بچہ ہے اور وہ کہتا ہے کہ میرے باپ کو اٹھایا گیا، میرے بھائی کو اٹھایا گیا مجھے ان کی فکر نہیں ہے، لیکن خدارا میرے گھر کے اندر اس طرح گھس کر نہ آیا کریں۔ جناب سپیکر! میں مزید تفصیل میں نہیں جاتا کیونکہ علی بھائی نے اور مفتی صاحب نے بھی اس پر تفصیلاً بات کر دی، لیکن ایک کمیٹی اس کے لیے بھی ہونی چاہیے۔

ساہیوال کے بارے میں، میں یہ کہوں گا کہ ساہیوال کا جو واقعہ ہوا ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے لیکن میرے خیال میں ہم اس دفعہ پھر افسوس ہی کرتے رہیں گے کیونکہ ہم اس سے پہلے بھی کئی واقعات اس طرح دیکھ سکتے ہیں۔ **راؤ انوار** باعزت ریٹائرڈ ہو گیا ہے اور اس کو کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ یہاں پر APS کی بات ہوئی کہ جس میں ہمارے ڈیڑھ سو سے بھی زیادہ بچوں کو درندگی سے مارا گیا۔ لیکن ان بچوں کے لواحقین ڈیڑھ دو سال صرف اس جوڈیشل کمیشن کے لیے فریاد کرتے رہے اور انصاف تو دور کی بات وہ جوڈیشل کمیشن بھی نہیں بن رہا تھا۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ کروں گا کہ اس وقت تک یہ system set نہیں ہو سکتا، انصاف اس وقت تک نہیں مل سکتا کہ جب تک اس ملک میں exceptionalism کا یہ کلچر رہتا ہے۔ جناب سپیکر! یہاں پر تو محافظ ہی قاتل ہیں اور پولیس والے اس طرح کا عمل کرتے ہیں تو اس پر تو بات بھی ہوتی ہے۔ میں حقیقت میں اس ایوان کو ایک آزاد اور ایک خود مختار ایوان تک سمجھوں گا جب ان لوگوں پر بھی یہاں پر بحث ہو گی جو ہے تو محافظوں کی کتاب میں ہی لیکن میرے خیال میں شاید اس طرح کا کوئی عمل اگر ان کے ہاتھوں ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ ان لوگوں کے اس جرم کے اوپر اس پارلیمان میں بحث بھی نہ ہوتی۔ جناب سپیکر! ہم دہشت گردی کے ستائے ہوئے لوگ جب فریاد کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

22 جنوری 2019ء

خیسور کے واقعے پر ایک کمیٹی بنائی جائے

میڈم چیئر پرسن: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ میڈم سپیکر۔ میڈم سپیکر! میں ساہیوال incident پر تو کل بات کر چکا ہوں۔ کل جب ساہیوال واقعے کے ساتھ میں نے **شمالی وزیرستان** کے گاؤں **خیسور** میں ہونے والے ایک واقعہ کا بھی ذکر کیا مجھ سے پہلے **مفتی شکور صاحب** اور **علی وزیر صاحب** نے بھی اسی کا ذکر کیا تھا۔ تو ہماری حکومتی بینچوں سے موصوف اٹھے بجائے اس کے کہ جو مسئلہ تھا وہ جو بچے کی وہاں سے فریاد آئی تھی اس پر مرہم رکھنے کی باتیں کرتے انہوں نے اپنی تقریر سے مزید اشتعال پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! میرا خیال میں ان کو ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت سازش کے تحت یہاں پر بلایا گیا تھا کہ وہاں پر اس طرح کے حقائق بیان ہو رہے ہیں آپ ذرا وہاں پر جائیں اور ان حقائق کا جو ان کا انداز ہے جو دنیا کو معلوم ہے اس پر میں زیادہ بحث کرنا بھی نہیں چاہتا کیونکہ میں اس بحث کے قابل نہیں سمجھتا۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ ان کے الفاظ سے ان کی تقریر سے پوری پشتون قوم کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے۔ یہاں پر فریاد ہو رہی ہے کہ ایک بچہ ہے جو کہتا ہے کہ میرے بھائی اور میرے باپ کو اٹھایا ہوا ہے اور فوجی اہلکار روز آ جاتے ہیں اور پھر اندر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چارپائی نکالو۔ قسم قسم کے مطالبات کرتے ہیں تفتیش کی بنیاد بنا کر چادر اور چار دیواری کو پامال کرتے ہیں۔ یہاں پر موصوف اٹھ کر کہتا ہے کہ گھس بیٹھے اندر بیٹھے ہیں۔ جناب! گھس بیٹھا وہاں پر نہیں بیٹھا ہے، گھس بیٹھے وہ ہیں جو اس پارلیمنٹ میں نہ ہوتے ہوئے بھی اس پارلیمنٹ پر اپنے فیصلے مسلط کرنا چاہتے ہیں، گھس بیٹھے وہ ہیں کہ جو پاکستان کی عدلیہ میں نہ ہوتے ہوئے بھی پاکستان کی عدلیہ پر بھی اپنے فیصلے مسلط کرنا چاہتے ہیں، گھس بیٹھے وہ ہیں جو پاکستان کی صحافت میں نہ ہوتے ہوئے بھی ہماری صحافت پر بھی اپنے فیصلے مسلط کرنا چاہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب سپیکر! پورے سسٹم کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔ میں ان کی تقریر کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ بجائے اس کے کہ حکومت کی طرف سے ایک کمیٹی کا اعلان ہوتا ہے کہ ہم اس **خیسور** کے incident پر ایک کمیٹی بناتے ہیں کہ جو اس بات کی تحقیقات کرے کہ وہاں پر کیا ہوا۔ میں بہت معذرت سے کہنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر اس طرح کی اشتعال انگیز تقریر کرنا اور ہم کیا پیغام دینا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! آج بھی صبح جب میں اٹھا تو دو تصاویر میری نظروں سے گزری ہیں۔

میڈم چیئرپرسن: محسن داوڑ صاحب! آپ نے کل تقریر کر لی ہے۔ ذرا مختصر کریں۔ آپ کو دوبارہ موقع دیا ہے۔

جناب محسن داوڑ: ایک تصویر وہ تھی جس میں **راؤ انوار** جو ساڑھے چار سو کے قریب ٹارگٹ کلنگ کے واقعات میں ملوث ہے وہ عدالت میں آرہا ہے لیکن نہ اس کو ہتھ کڑی لگی ہوئی ہے اور نہ کچھ اور۔ وہ بڑے پروٹوکول میں آرہا ہے اور بڑے شاہانہ انداز سے۔ ایک ہمارے PTM کے activist **عالمزیب محسود** جس کا کام یہ تھا کہ وہ missing persons کی profiling کرتا تھا اور ان کا ڈیٹا compile کرتا تھا اور اس پر اس کا کام کرتا تھا اس کو ایک تقریر کی base پر آج جب عدالت میں پیش کیا گیا تو سر سے لے کر پیر تک اس کو کپڑوں میں ڈھانپا ہوا تھا جیسے کسی بہت ہی بڑے دہشت گرد کو روانہ کیا ہو۔ میڈم سپیکر! یہ ہماری ریاست کی بہت ہی بہترین معنوں میں تشریح کرتی ہے وہ تصاویر۔ آخر میں میں یہ کہوں گا کہ اگر یہ سوشل میڈیا نہ ہوتا تو اس طرح کے کئی جرائم ہوتے شاید کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی۔ میں آخر میں یہی مطالبہ کروں گا حکومتی بینچوں پر جو ہمارے ساتھی بیٹھے ہیں کہ جو کل والا واقعہ ہے اس پر ایک کمیٹی بنائیں اور اپنے جو Treasury Benches کے نمائندے ہیں اپنی پارٹی کے جس نے کل تقریر کی اس کے خلاف کارروائی کرے اور ساتھ ہی ساتھ **خیسور** میں جو incident ہوا ہے اسی کو بھی اسی کمیٹی میں include کیا جائے تاکہ اس کی تحقیقات ہو سکے کہ کیا مسئلہ ہوا تھا۔ بہت شکریہ۔

22 اپریل 2019ء

ECL میں ڈالے گئے لوگوں کی وضاحت

جناب سپیکر: مسٹر محسن داوڑ، question نمبر 58۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! question نمبر 58۔

Details of Persons on ECL

58. *Mr. MohsinDawar:

Will the Minister for Interior be pleased to state:

(a) *the names of persons included in Exit Control List (ECL) by the present Government alongwith date-wise approval of the cabinet in each case;*

(b) *the charges levelled against each one of them; and*

(c) *whether Members of National Assembly and Senate were also included in the ECL; if so, the details thereof?*

Minister for Interior (Mr. Ijaz Ahmad Shah): (a) & (b) 461 persons have been placed on ECL by the present Govt. Detail of names and charges leveled against them and date of approval of the Cabinet is at **Annex-I.**

(c) yes, 06 MNAs were also placed on ECL with the approval of Cabinet as per detail at **Annex-II.** However, the names of 3 MNAs were removed from ECL as per detail at **Annex-III.**

(Annexures have been placed in the National Assembly Library)

Mr. Speaker: Answer be taken as read, supplementary.

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر لسٹ مانگی تھی کہ کتنے افراد کو ECL میں ڈالا ہے موجودہ حکومت نے تو ماشاءاللہ کافی فعالیت نظر آتی ہے 461 بندوں کو ڈالا ہے اور یہ باوجود اس کے کہ یہ data جو ہے 2019/01/22 تک ہے مطلب اس میں تین مہینے اور بھی add ہوئے ہیں اس میں کتنے افراد کو add کیا گیا ہے وہ detail ابھی انہوں نے provide کرنی ہے۔ problem یہ ہے جناب سپیکر! کہ ایک تو ECL میں ڈالنے کے لئے کہ جو criteria انہوں نے رکھا ہے اکثر صرف ہمیں، میں اپنے کیس کی بات کروں گا اور ہمارے جو ساتھی ہیں ان کے کیس کی بات کروں گا کہ صرف FIR کی بنیاد پر لوگوں کو آپ ECL میں ڈال دیتے ہیں۔ اور اس پر سپریم کورٹ کی کافی Judgements آچکی ہیں کہ آپ صرف سپریم کورٹ کو Base نہیں بناسکتے۔ ہمارے کئی افراد کئی ساتھی **منظور پشتون، گلالئی اسمٰعیل، سید عالم محسود، ثناء اعجاز**۔ ان سب کو ایک FIR کے بنیاد پر اب وہ صرف ایک FIR درج ہوئی ہے اس میں تحقیقات ہو گی trial ہو گا کیس چلا، اس کے بعد اگر بندہ convict ہوتا ہے تو اس کے بعد آپ اس کو ECL میں ڈال سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محسن داوڑ: ایک سیکنڈ۔ ہمارے کچھ ساتھی، یہ **گلالئی اسمٰعیل** اور **سید عالم محسود** انہوں نے ہائی کورٹ سے، وہ ہائی کورٹ نے بھی ان کے حق میں فیصلہ دیا ہوا ہے کہ آپ ان کے نام ECL سے ہٹادیں۔ **ثناء اعجاز، سید عالم محسود** اور **گلالئی اسمٰعیل** لیکن ابھی تک Ministry of Interior نے ان کے نام ECL سے نہیں نکالے۔

23 اپریل 2019ء

سابقہ فاٹا کی قومی و صوبائی سمبلی کی تعداد برقرار رکھی جائے

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب آپ آئٹم نمبر 42 پیش کریں۔

Mr. Mohsin Dawar: I introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan. [The Constitution (Amendment) Bill, 2019.] (Article 51 & 106).

میں اس بل کے مختصر سے خدوخال بیان کر دیتا ہوں۔ جناب سپیکر! ہمارا سابقہ **فاٹا** تھا، بہت زیادہ مسائل سے گزرا، وہاں پہ بہت زیادہ آپریشنز ہوئے اور اس دفعہ دس سال بعد جب ملک میں مردم شماری ہو رہی تھی تو وہاں کی آبادی تقریباً displaced تھی۔ مولانا جمال الدین صاحب اگر موجود ہوتے تو اس نے Standing Committee میں یہ بارہا اٹھائی تھی کہ جب census ہو تو census form میں **فاٹا** کے displaced لوگ جو ہیں ان کے لیے اپنا الگ خانہ رکھیں۔ انہوں نے وہاں پر agree بھی کیا تھا لیکن اس پر پھر عمل نہیں ہوا۔

اس کے بعد اسی پرانے فارم پر مردم شماری ہوئی۔ جب مردم شماری ہوئی تو **فاٹا** کی آبادی کو properly count نہیں کیا گیا۔ ہمارے ملک میں پتہ نہیں کب مردم شماری ہو گی اور first time ہمیں provincial assembly میں share مل رہا ہے۔ چونکہ مردم شماری نہیں ہوئی ہے اس لیے وہ شہر بھی ہمیں properly نہیں ملا۔ ہم نے اس بل میں یہ مطالبہ کیا ہے کہ قومی اسمبلی میں ہماری **فاٹا** کی بارہ کی بارہ سیٹیں برقرار رکھی جائیں اور صوبائی اسمبلی میں ہماری نمائندگی اس طرح ہو کہ ایک قومی اسمبلی کی بنیاد پر ہمیں دو صوبائی اسمبلی کی سیٹس دی جائیں۔ اس طرح ہماری چوبیس سیٹس بنتی ہیں۔ یہ بل ہم نے پیش کیا ہے کیونکہ وہاں census properly نہیں ہوا ہے۔ میرا اپنا گاؤں اس میں count نہیں ہوا۔ یہاں چند دن پہلے ایک سوال بھی کیا تھا کہ بکا خیل

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

میں جو IDPs رہ رہے ہیں ان کو آپ لوگوں نے کہاں count کیا ہے؟ Bureau of Statistics کی طرف سے جواب آیا ہے کہ ان کو ہم نے بنوں میں count کیا ہے۔ اس کی واضح مثالیں ہیں۔ لہٰذا سب سے گزارش یہ ہے کہ اس چیز کو consider کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں مزید ترمیم کرنے کا بل دستور ترمیمی بل 2019ء آرٹیکل 51 اور 106 پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(بل پیش کرنے کی اجازت دی گئی)

24 اپریل 2019ء

بکا خیل کیمپ میں IDPs کے لئے کوئی ترکیب ڈھونڈی جائے

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ، جناب سپیکر! ایک تو میں نے پہلے بھی سوال پوچھا تھا منسٹر صاحب نے ہی ایک جواب دیا تھا کہ جو IDPs ابھی تک بکا خیل کیمپ میں ہیں یا افغانستان میں ہیں ان کیلئے کیا mechanism ہے؟ اب چار سال ہو گئے ایک ضلع clear نہیں ہو رہا۔ ہمارا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں پر جن کی کمرشل properties ضائع ہوئی ہیں ان کی compensation کا ابھی تک کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔ ایک ہفتے سے ہمارے **شمالی وزیرستان** کے جو shopkeepers association ہے، جو commercial property کے owners ہیں وہ یہاں پر پھر رہے ہیں۔ انہوں نے ایک سال پہلے یہاں پر دھرنا دیا تھا، وہاں پر **ڈی جی آئی ایس پی آر** اور **مراد سعید صاحب** بھی میرے خیال میں اگر یہاں پر موجود ہوں، انہوں نے ان کے ساتھ ایک جرگہ کیا تھا، **سلیم صافی صاحب** بھی اُس میں موجود تھے کہ یہ معاوضہ آپ لوگوں کو ملے گا لیکن ابھی تک ان کیلئے کوئی پالیسی جو وہاں پر مکانات مسمار ہوئے ہیں، پٹرول پمپ مسمار ہوئے ہیں، جو markets مسمار ہوئی ہیں ان کی compensation کیلئے ابھی تک وہاں سے District administration کی طرف سے Claim آچکے ہیں لیکن ابھی تک اس کیلئے کوئی طریقہ کار وضع نہیں ہوا۔ وہ لوگ دربدر پھر رہے ہیں، اگر اُس کی بھی تھوڑی وضاحت کی جائے کہ ان کیلئے ان کے پاس کوئی پالیسی ہے۔

دوسرا جناب سپیکر! ایک اور بات کی ہمیں سمجھ نہیں آرہی، وہاں پر education cities کا اعلان ہو رہا ہے۔ South Waziristan میں بھی ہوا ہے ابھی **شمالی وزیرستان** میں بھی سنا ہے ہو رہا ہے لیکن کور کمانڈر جا کر وہاں پر افتتاح کر رہا ہے، اب مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ کور کمانڈر کس capacity میں جا کر وہاں پر education cities کا افتتاح کر رہے ہیں۔ اُن کا تو اپنا ایک کام ہے یہ جو جتنا بھی development کا کام ہے وہ صوبائی حکومت کو کرنا چاہیے، بہت شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

29 اپریل 2019ء

ڈی جی ISPR کی طرف سے کی گئی پریس کانفرنس کا جواب

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آپ کا نقطۂ نظر آگیا ہے۔ محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب سپیکر! میں تھوڑا سا وقت آج چاہوں گا۔ کیونکہ آج بہت ہی لمبی پریس کانفرنس خصوصاً ہمارے خلاف ہوئی ہے اور پورے پاکستان کا میڈیا اس کو لائیو دکھا رہا تھا۔ جناب سپیکر! **ڈی جی آئی ایس پی آر** کی طرف سے پریس کانفرنس اور اس پریس کانفرنس میں پھر ہمارے اوپر الزمات کے بوچھاڑ میں number wise ایک ایک الزام کا جواب دینا چاہوں گا۔ جناب سپیکر! جب سے یہ تحریک ابھری ہے پہلے ہی دن سے۔ کیونکہ بیانیہ اتنا مضبوط تھا اور اتنے مضبوط حقائق کو لیکر یہ تحریک آگے بڑھی تھی اور وہاں کے جو مسائل ہیں ان کی حقیقی تصویر کشی وہ دنیا کے سامنے کر رہی تھی تو یہ ہمارا المیہ رہا ہے کہ جب کبھی بھی یہ **باچاخان** اور **صمد خان سعید** اور **ولی خان** سے لیکر اب تک جب کبھی بھی کسی نے ریاستی بیانیہ کے خلاف بولنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے خلاف چند جو fix قسم کے الزامات ہیں جو ہر دور میں ہمارے مشران کے اوپر بھی لگتے رہے اور آج ہمارے اوپر بھی وہ لگائے جا رہے ہیں۔ سب سے پہلے جو الزام ہے کہ وہ یہ ہے کہ یہ لوگ غدار ہیں۔ ان کو foreign funding ہوتی ہے تو ہم نے تو پہلے ہی دن کہہ دیا تھا کہ ہم احتساب کے لیے تیار ہیں۔ دنیا کا جو بھی فورم آپ suggest کرتے ہیں ہم احتساب کے لیے تیار ہیں۔ لیکن آپ کو بھی احتساب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ الزام ہمارے اوپر اس لیے لگایا جا رہا ہے کہ ہم احتساب مانگ رہے ہیں۔ ہم ان target killings کا احتساب مانگ رہے ہیں، ان extra judicial killings کا احتساب مانگ رہے ہیں، ان missing persons کا احتساب مانگ رہے ہیں، جو دس دس سال بغیر کسی جرم کے بغیر کسی trial کے حکومت خانوں میں سڑ رہے تھے تو جب کبھی بھی یہ مسائل کوئی سامنے لیکر آتا ہے تو ان کے اوپر الزام لگتا ہے کہ یہ foreign funded ایک ایجنڈا لیکر آرہے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ عوام کی رائے کی اور عوام کی سوچ و فکر کی جناب سپیکر! یہ توہین ہو رہی ہے۔ بار بار ہم نے یہ کہا ہے کہ ہمارے اوپر جو الزامات لگا رہے ہیں۔ پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں once again یہ پارلیمانی احتساب کرے۔ جس طریقے سے بھی چاہتے ہیں ہم پارلیمان کے سامنے اپنے آپ کو حاضر کرتے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! ایک اور بات میں یہاں پر کرنا چاہوں گا کہ اپنی جو treasury benches ہیں جو ہمارے حکومتی بھائی ہیں ہمارے ان سے بہت معذرت کے ساتھ کہ یہ کیا آپ نے ایک جمہوری نظام کو paralyze کر کے رکھ دیا ہے کہ ایک ادارے کا ترجمان حکومت کی پالیسی بیان کر رہا ہے، فارن پالیسی بیان کر رہا ہے، internal policy بیان کر رہا ہے اور پھر اسی پریس کانفرنس کے دوران جب ایک صحافی اٹھ کر سوال کرتا ہے کہ اگر یہ الزامات ہیں تو ہم ان کو بلاتے ہیں اپنے پروگرام میں۔ آپ نے جو الزامات ان کے اوپر لگائے ہیں۔ ہم ان کو موقعہ دیتے ہیں کہ بھائی ان کا یہ جواب دیں۔ پھر اسی پریس کانفرنس میں یہ instructions بھی جاری ہوتی ہے کہ نہیں۔ ان کو آپ نے پروگرامز میں نہیں بلانا۔ جناب سپیکر! یہ کس قسم کی جمہوریت ہے، یہ کونسی جمہوری حکومت ہے۔

جناب سپیکر! جمعہ کو خان صاحب نے یہ جو آج **ڈی جی آئی ایس پی آر** نے بات کی ہے، چند دن پہلے یہی بات ان ہی الفاظ کے ساتھ خان صاحب نے **جنوبی وزیرستان** میں ایک جلسے کے دوران کی تھی کہ ان لوگوں کو foreign سے funding آرہی ہے۔ جناب سپیکر! میں اب **پی ٹی آئی** کے ساتھ اس confrontation میں نہیں جانا چاہتا ہوں کہ یہ بیان کہاں سے آیا تھا اور کس نے dictate کیا تھا وہ آج ثابت ہو گیا۔ ہم اس پر احتجاجاً جب میں نے دو تین دن یہاں پر بولنا چاہا موقعہ نہیں ملا۔ ہم نے پریس کلب میں booking کی کہ ہم نے پریس کلب میں ان تمام باتوں کا جواب دینا ہے۔ ہم نے اپنے ایک صحافی ساتھی کو فون کیا تو اس نے کہا کہ آپ کی booking ہو چکی ہے۔ جب وہاں پر ہم گئے تو انہوں نے کہا کہ آپ دونوں ban ہیں۔ آپ دونوں پریس کانفرنس نہیں کر سکتے یہاں پر۔ ہمیں سیکرٹری پریس کلب کی طرف سے یہ حکم ملا ہے۔ ہماری پریس کانفرنس پر بھی پابندی لگا دی۔ پھر ہمیں lawn میں پریس کانفرنس کرنی پڑی۔

جناب سپیکر! ایک الزام آج یہاں پر بھی لگا کہ PTM اس وقت کہاں تھی جب وہاں پر لوگوں کے گلے کاٹے جا رہے تھے۔ جناب سپیکر! PTM اس وقت بھی اسی مٹی پر موجود تھی۔ جب ہمارے لوگوں کے گلے کاٹے جا رہے تھے اور ہم ہی نے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

resist کیا ہے، کسی اور نے نہیں کیا جناب سپیکر! ہم نے ہی یہ resist کیا ہے یہ جو بندہ یہاں پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا پورے کا پورا خاندان اس دہشت گردی کے نظر ہو گیا ہے اور آج وہ صاحب کہتے ہیں کہ **PTM** والے وہاں پر اس وقت کہاں پر تھے۔ جب وہاں پر لوگوں کے گلے کاٹے جا رہے تھے۔ پندرہ سو کے قریب ہمارے مشران کو اسی target killings کا نشانہ بنایا گیا۔ ان کا کوئی اور گناہ نہیں تھا۔ نہ انہوں نے چوری کی تھی اور نہ انہوں نے ڈاکہ ڈالا تھا، نہ انہوں نے کسی کو قتل کیا تھا۔ ان کا صرف ایک گناہ یہ تھا کہ وہ وہاں پر جو دہشت گردی ہو رہی تھی جو وہاں پر proxy war ہو رہے تھے جو so called planted or engineered دہشت گردی ہو رہی تھی اس کو انہوں نے condemn کیا تھا اور اس کی وہ مذمت کر رہے تھے۔

جناب سپیکر! ایک اور بات کی طرف بھی اشارہ کیا گیا کہ جب **طاہر داوڑ** کا واقعہ ہوا تو انہوں نے مجھے وہ کیوں دی، وہ dead body جناب سپیکر! تین دن تک ریاست پاکستان تمام حکومت اس کا انتظار کیا جاتا رہا۔ اب ہم نے تو اپنی dead body کو receive کرنا تھا اور وہاں پر جو بھی واقعہ ہوا۔ اگر **شہریار آفریدی صاحب** یہاں پر موجود ہیں تو پھر وہ پوری تفصیل سے اس کو چیز کو یہاں پر explain کر دیں گے، میں اس detail میں جانے کی کوشش نہیں کروں گا۔ لیکن وہ عینی شاہد ہے کہ وہاں پر کیا ہوا اور میں نے وہاں پر کیا رول ادا کیا۔ جناب سپیکر! میں یہ باتیں پوچھنا چاہوں گا کہ وہاں سے dead body لانے پر تو بہت زیادہ واویلا ہوا۔ لیکن **طاہر داوڑ** کی investigation کا کیا بنا۔ اس وقت اس کے لواحقین ان کے بھائی اور اس کے بیٹے کو یہاں پر بلایا گیا۔ جب پی ایم صاحب نے ان کو بلایا اور مجھ سے انہوں نے پوچھا کہ ہم جا کر ان سے ملیں یہ نہ ملیں۔ میں نے کہا کہ آپ ضرور جائیں۔ آپ کو جن کی طرف سے یہ پیغام آیا ہے وہ آپ کو انصاف دلانے کی بات کرتا ہے تو آپ ضرور جائیں۔ وہ جب آئے تو ان کو کہا گیا کہ ایک جے آئی ٹی بنے گی۔ پھر اس کے supervision کے لیے ایک پارلیمانی کمیٹی بنے گی۔ نہ ہی وہ پھر جے آئی ٹی کا پتہ چلا، نہ ہی وہ پارلیمانی کمیٹی کا پھر پتہ چلا۔ جناب سپیکر! Investigation سے ڈرنے والے ہم نہیں اور نہ ہی ہم investigation سے بھاگنے والے ہیں۔ حقائق آپ کے سامنے ہیں کہ **طاہر داوڑ** کیس میں پیش رفت کیوں نہیں ہو رہی، ایک بات۔

دوسری بات، **نقیب اللہ محسود** کا جو کیس تھا اُس پر بھی آپ کہتے ہیں کہ بھئی اُس کے خلاف یہاں پر جو دھرنا بیٹھا تھا اس کو را نے فنڈ کیا ہوا ہے۔ اب ایک victim ہے، ہمارا جو ایک بندہ extra judicially شہید ہوا ہے اور اسی پاکستان کی ایک

JIT کہتی ہے کہ اِس بندے نے 444 اور بھی بندوں کو مارا ہے۔ اس کے protest میں ایک کمیٹی جب نکلتی ہے تو پھر آپ اس کو کہتے ہیں یہ RAW funded ہے۔ جناب سپیکر! پھر آپ نے یہ بھی دیکھا کہ پھر وہی **راؤ انور** کس طرح دندناتا پھر رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا نقطۂ نظر آ گیا ہے۔

جناب محسن داوڑ: نہیں جناب سپیکر، مجھے مکمل کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا نقطۂ نظر آ گیا ہے۔

جناب محسن داوڑ: میں دو منٹ چاہتا ہوں، جناب سپیکر مجھے مکمل کرنے دیں، ایسا نہیں ہوگا، مجھے مکمل کرنے دیں۔ پھر وہی راؤ انور نظر بند ہوتا ہے، گرفتار بھی صحیح طریقے سے نہیں ہوتا اور پھر جب وہ عدالت جاتا ہے کس شان سے آتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے پاس بہت لمبی لسٹ ہے۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر please خدا کیلئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو میں نے پورا موقع دیا ہے، آپ کا پورا point آ گیا ہے۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! مجھے explain کرنا ہے۔ کرکٹ پر ایک گھنٹہ بحث ہو گئی تو اس پر نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا point آ گیا ہے۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر 5 منٹ۔

ناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو میں پورا موقع دے چکا ہوں۔ آپ میرے پاس چیمبر آئے اور میں نے ابھی یہاں پر آپ کو پورا موقع دیا ہے۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! میں مکمل تو کر دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا مکمل ہو گیا ہے، مجھے آپ کے نقطہ نظر کی پوری سمجھ آ گئی ہے۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! میں بہت ہی احتیاط سے بول رہا ہوں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

30 اپریل 2019ء

فوجداری قانون میں ترمیم

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب آئٹم نمبر 19 پیش کریں۔

THE CRIMINAL LAW (AMENDMENT) BILL, 2019 (SECTION 365 C)

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ finally آج موقع مل ہی گیا اس کو پیش کرنے کا۔ جناب سپیکر!

I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898[The Criminal Law (Amendment) Bill, 2019] (Section 365C).

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بارے میں تھوڑا تفصیل بتائیں۔

محسن داوڑ: جناب سپیکر! بنیادی طور پر یہ جو بل ہے۔ یہ enforced disappearances جو کہ بہت ہی زیادہ burning issue ہے آج کل ہمارے پشتون بیلٹ اور بلوچستان میں بھی لوگ missing ہیں۔ آٹھ اور نو سالوں سے ان کو پتہ نہیں کہ ان کا trial کب ہو گا شروع ہو گا بھی یا نہیں۔ تو بنیادی اس چیز کو recognize کرنے کی کہ اگر کوئی پولیس یا law enforcement agencies جو بھی ہے بعض کے تو ہم یہاں پر نام بھی نہیں لے سکتے۔ جو بھی اس چیز میں involve ہو اس کے لئے قانون میں ایک مخصوص punishment ہو۔ تو اس کے لئے یہ Amendment ہم آج لیکر آئے ہیں۔ اس میں تو ہم نے Life imprisonment Suggest کی ہے۔ ان کے لئے جو کسی بھی ادارے سے تعلق رکھتے ہوں اور وہ کسی سطح پر بھی enforced disappearance میں ملوث ہوں۔

08 مئی 2019ء

پاکستانی شہریت میں ترمیم

Mr. Speaker: Item No. 12. Mr. Mohsin Dawar.

THE PAKISTAN CITIZENSHIP (AMENDMENT) BILL, 2019

Mr. Mohsin Dawar: Thank you Mr. Speaker! I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Pakistan Citizenship Act, 1951 [The Pakistan Citizenship (Amendment) Bill, 2019].

Mr. Speaker: Minister for Interior do you oppose it?

جناب اعجاز احمد شاہ: Sir, I oppose it. اس کی reason یہ ہے سر! کہ یہ جو بل Introduce ہوا ہے۔ ہر ملک کو یہ Priority ہوتی ہے کہ جتنے بھی بل ہوں یا جو بھی لاء بنے یا قانون بنے According to the Enviroment of the Country یہ Right ہے فلاں ملک میں یا امریکہ میں یا یورپ میں we cannot say this thing that this bill is being تو اس لیے یہاں بھی ہونا چاہیے۔ تو اس کا far reaching effect ہے اس لیے میں اس کو oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب! اس کے salient feature بتائیں۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! بنیادی طور پر اس بل کا مقصد یہ ہے کہ ہمارا جو Citizenship Act ہے وہ بہت ہی زیادہ gender discriminatory ہے مجھے سمجھ نہیں آتی شاید ہی دنیا میں ایسا کوئی ملک ہو جس میں اس طرح کا سسٹم چل رہا ہو۔ اگر کوئی پاکستانی مرد کسی غیر ملکی خاتون سے شادی کرتا ہے تو اس خاتون کو پاکستانی شہریت مل جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی پاکستانی خاتون غیر ملکی مرد سے شادی کرتی ہے تو اس مرد کو پھر وہ شہریت نہیں ملتی۔ یا تو اس چیز کو بند ہونا چاہیے دونوں طرف سے۔ اگر کوئی مرد

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

غیر ملکی خاتون سے شادی کرتا ہے تو اس کو بھی نہیں ملنی چاہیے۔ صرف یہ چیز ایک gender تک کیوں محدود ہے اگر ہونا چاہیے تو across the board ملنی چاہیے۔ اگر ملنی چاہیے شہریت تو پھر دونوں طرف سے ملنی چاہیے۔ میرے خیال میں اگر کوئی strong قسم کی دلیل پیش کر دیں جواب میں کہ reason کیا ہے کیوں اس چیز کی اجازت نہیں دی جا رہی۔

Mr. Speaker: Minister for Interior.

جناب اعجاز احمد شاہ: سر! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی request کی ہے دیکھیں اس کی جو connotation ہے وہ یہ ہے کہ یہ bill misuse ہو گا۔ ابھی میں آپ کو بتانا نہیں چاہتا, this bill will be misused Sir. So, اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ اس کو کمیٹی میں بھی نہ بھیجا جائے. we oppose it.

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو oppose کر رہے ہیں۔ پٹیل صاحب اسی حوالے سے بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ جی۔

جناب عبدالقادر پٹیل: شکریہ۔ 2008ء سے 2013ء تک میں انٹیریئر کمیٹی کا چیئرمین تھا اس وقت یہی بل مشترکہ طور پر ایوان میں موجود خواتین ممبران نے پیش کیا تھا جس میں ڈاکٹر دونیا عزیز کشمالہ طارق اور ماروی میمن صاحبہ سب تھیں۔ اس میں سر انٹیریئر سیکرٹری صاحب نے کمیٹی میں آ کر یہ statement دیا تھا کہ یہ سپریم کورٹ میں sub judice ہے یہ matter تو میں چاہ رہا تھا کہ اس ایوان کی تھوڑی سی اس بات میں رہنمائی کر دوں۔ اس کا فیصلہ ابھی تک آیا نہیں ہے یہ sub judice ہے۔

Mr. Speaker: Ok. Now, I put the Motion to the House. The question is that the leave to introduce a Bill further to amend the Pakistan Citizenship Act, 1951 [The Pakistan Citizenship (Amendment) Bill, 2019] be granted. (The leave was not granted)

(interruption)

جناب سپیکر: دوبارہ put کرتے ہیں۔ دوبارہ put کرتے ہیں۔ (The leave was not not granted)

09 مئی 2019ء

قاعدہ 123 کے ذیلی قاعدے کی معطلی کی تحریک

MOTION FOR SUSPENSION OF SUB-RULE (2) OF RULE 123

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ، جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اور ہم فاٹا کے تمام اراکین، فاٹا کے تمام عوام انتہائی مشکور ہیں تمام سیاسی جماعتوں کے، چاہے وہ Treasury Benches پر ہوں یا اپوزیشن پر ہوں۔ تحریک انصاف کے قائدین ہوں، پاکستان پیپلز پارٹی کے ہوں، پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ہوں، جمعیت علمائے اسلام کے ہوں، جماعت اسلامی، متحدہ مجلس عمل، بی این پی، ایم کیو ایم، پاکستان مسلم لیگ (ق) کے ہوں، جتنے بھی سیاسی قائدین ہیں ہم سب کے انتہائی مشکور ہیں جنہوں نے ہمیں unanimously ابھی تک اس بل میں support کیا ہے۔ یہ فاٹا کے عوام کا بہت ہی دیرینہ مطالبہ تھا کیونکہ وہاں پر ان کی جو نمائندگی تھی وہ proper نہیں تھی۔ تو اس بل کے بعد ان کو قومی اسمبلی میں بھی اور صوبائی اسمبلی میں بھی نمائندگی ملے گی۔ I move under rule 288 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007 that the requirement of sub-rule (2) of rule 123 of the said rules be dispensed with in order to take into consideration the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2019.

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

Mr. Speaker: Now, I put the Motion to the House. It has been moved under rule 288 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007 that the requirement of subrule (2) of rule 123 of the said rules be dispensed with in order to take into consideration the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2019. (The Motion was adopted).

10 مئی 2019ء

سابقہ فاٹا کے لئے قومی اور صوبائی اسمبلی کی سیٹس کی تعداد بڑھا دی جائیں

جناب سپیکر: آئیٹم نمبر 4۔ جو اس پر بات کرنا چاہے تو مجھے ناموں کی لسٹ دے دیں

THE CONSTITUTION (AMENDMENT) BILL, 2019

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر!

I beg to move that the Bill further to amend constitution of the Islamic Republic of Pakistan (Amendment) Bill, 2019], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

جناب سپیکر: اس کا آپ بتادیں کہ اس کے salient feature کیا ہیں۔ تھوڑا اس کی وضاحت کریں۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! بنیادی طور پر اس بل کا مقصد جو جنگ زدہ **فاٹا** ہے میں یہاں زیادہ تلخ بات نہیں کروں گا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی بھی ہمارا ساتھی ناراض ہو۔ سب نے یہاں پر اتفاق رائے کا مظاہرہ کیا ہے۔ بنیادی طور پر اس بل کا مقصد یہ ہے کہ جو جنگ زدہ **فاٹا** ہے جس کو اسی ریاست کے پالیسیوں نے، تکالیف اور مسائل سے گزارا ہے۔ وہاں پر displacement ہوئی ہے۔ وہاں کے لوگوں نے تباہی و بربادی دیکھی ہے۔ انہوں نے اپنے عزیزوں اور مشران کے گلے کٹتے دیکھے ہیں۔ اس تمام situation میں جب وہاں پر مردم شماری کی گئی تو وہاں پر رہنے والا کوئی تھا ہی نہیں۔ میں مردم شماری کی بحث میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ اس پر ہمارے بہت سارے ساتھیوں کے تحفظات ہیں۔ ہمارا کیس کچھ unique اس لحاظ سے ہے کہ ہم

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

وہاں پر موجود تھے ہی نہیں۔ اور انہیں آپریشنز کی وجہ سے ہم وہاں سے displace ہو چکے تھے۔ پچھلی دفعہ بھی میرا یہاں پر ایک سوال آیا تھا اور وہ سوال census کے بارے میں تھا۔

جناب سپیکر: آپ بل پر آئیں۔

جناب محسن داوڑ: سر! اس بل میں ہم نے propose کیا ہے کہ جو پچیسویں آئینی ترمیم ہوئی تھی۔ اس میں **فاٹا** کو merge کیا گیا تھا خیبر پختونخوا کے ساتھ، تو اس میں جو باقی ملک کا فارمولا تھا وہ ہم پر بھی apply ہوا۔ لوگوں کو شاید اس وقت اس کا اندازہ نہیں تھا کہ اس چیز سے ہمیں لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ ہماری سینیٹ کی سیٹیں بھی ختم ہو جائیں گی۔ اور قومی اسمبلی کی سیٹیں جو ہمیں 2002ء سے ملی ہیں۔ یہ بارہ سیٹیں جس پر ہم نے 2002ء، 2008ء، 2013ء اور 2018ء کے چار الیکشن لڑے۔ تو وہ سیٹیں بھی کم ہو کر 6 ہو جائیں گی۔ اور ساتھ ہی ساتھ accordingly جو ہمیں first time share مل رہا ہے صوبائی اسمبلی میں تو وہ بھی نامناسب ہے۔ ہمیں 16 سیٹیں دی گئی تھیں۔ ہم قومی اسمبلی کی 12 نشستوں پر الیکشن لڑتے رہے۔ اور صوبائی اسمبلی کی 16 جنرل سیٹیں جو ہمیں دی گئیں تو وہ انتہائی کم تھیں۔ تو اس بل میں ہم نے propose کیا ہے کہ قومی اسمبلی کی 12 سیٹیں جن پر پچھلے 4 انتخابات میں ہم منتخب ہو کر آتے رہے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ ایک favour ہوا تھا۔ جو above the normal formula ہمارے سابقہ فاٹا کے عوام کے ساتھ جو favour کیا گیا تھا۔ تو وہی برقرار رہے۔ اگر یہ 12 سے کم ہو کر 6 ہو گئیں تو ہمارے لئے مسائل پیدا ہونگے۔ ساتھ ساتھ ہم نے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ اس میں جو 16 سیٹیں صوبائی اسمبلی کی ہیں تو جو سٹینڈنگ کمیٹی کی طرف سے رپورٹ آئی ہے اس میں یہ propose کیا گیا ہے کہ قومی اسمبلی کی سیٹیں 6 سے 9 ہو جائیں اور صوبائی اسمبلی کی جنرل نشستیں 16 سے 20 ہو جائیں۔ اور پھر اسی کی proportionate جتنی بھی ہماری Reserve Seat بنتی ہیں۔ تو اس میں سر میں ایک امینڈمنٹ بھی لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ بعد میں process ہو گا۔

محسن داوڑ: تو سر یہ مطالبات ہیں۔ اور یہ بل کے contents ہیں۔ بنیادی طور پر مقصد یہ ہے کہ جو پچھلی arrangement ہوئی تھی **فاٹا** کے ساتھ وہ برقرار رہے۔ اور جو ہمیں نئی نمائندگی مل رہی ہے صوبائی اسمبلی میں، وہ بھی مناسب ملے تا کہ صحیح نمائندگی ہو سکے۔ شکریہ۔

13 مئی 2019ء

آئینی ترمیم کا بل

THE CONSTITUTION (AMENDMENT) BILL, 2019

جناب ڈپٹی سپیکر: آئیٹم نمبر ۶ قانون سازی **جناب محسن داوڑ** کی جانب سے ۱۰ مئی ۲۰۱۹ء کو پیش کردہ دستور ترمیمی بل قائمہ کمیٹی کی رپورٹ کی صورتحال پر غور کرنے کی تحریک پر مزید غور۔ تو اس حوالے سے، جناب راجہ پرویز اشرف صاحب۔

(اس موقع پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

راجہ پرویز اشرف: شکریہ جناب سپیکر! اس سے پہلے یہ جو ب introduce ہوا ہے۔ اس سے پہلے۔۔۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: جی پلیز no cross talk

راجہ پرویز اشرف: جناب **محسن صاحب** نے ایوام کی توجہ اس بات پر دلوائی کہ کچھ معاملات ایسے ہوتے ہیں۔ جنہیں rules اور regulations کی پابند کرتے ہوئے اس august House کی کارروائی میں شامل کیا جاتا ہے۔ اگر ہر چیز کو ہم ایک unholy haste کے طریقے سے اور bulldoze کرتے آگے نکلیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو بہت عام چیزیں ہیں۔ آپ Constitutional Amendment کرنے جا رہے ہیں اور آپ rules کو bypass کر رہے ہیں تو یہ تو ایک بہت بڑا اعتراض آسکتا ہے اس ہاؤس کے اوپر اور دیکھنے والے کیا کہیں گے۔ یہاں کاغذ کو پڑھنے کی مہلت نہیں دی جاتی اور اس کے بعد رائے شماری کرادی جائے تو میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ دیکھیں جو بل یہاں پر ابھی ساؤتھ پنجاب کے حوالے سے اس وقت پیش کر دیا گیا اور گورنمنٹ اس میں خوامخواہ اس میں credit لینے کی، ایک جلدی کر کے credit لینے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ بل already

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سینیٹ میں موجود ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے اس کو پہلے ہی یہاں سے پاس کروایا ہوا ہے۔ اب یہ جو دوڑ ہے ناں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے سے اس سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پارلیمان کا جو تقدس ہے اس پر حرف آرہا ہے۔

30 ستمبر 2019ء

پی ٹی ایم کے ورکرز کی گرفتاری اور شہادت

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اوکے۔ یہ Motion adopt کرتے ہیں۔ اوکے۔ محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ میں اپنی گفتگو کا آغاز اپنے پشتو کے ایک شعر سے کرتا ہوں تاکہ ہمارے ان ساتھیوں کو اچھی طرح سمجھ آجائے۔۔۔

زما تړلي لاس او ستا درنې څپېړې
یو وخت خو به اشنا دا پهٔ حساب کېنې راولم

میں شاید Translation کے ساتھ انصاف نہ کر سکوں لیکن اتنا کہوں گا کہ یہ جو میرے باندھے ہوئے ہاتھ اور آپ لوگوں کے بھاری بھاری تھپڑ ہیں ایک وقت آئے گا کہ انشاءاللہ ان سب چیزوں کا حساب ہو گا۔

جناب سپیکر! جب ایک ریاست اور اس کے ایک مخصوص علاقے میں رہنے والے عوام کے درمیان تعلق اس نہج پر پہنچ جائے کہ ریاست قتل بھی کرے، تشدد بھی کرے اور پھر بجائے کسی ندامت یا پشیمانی کے الٹا مورد الزام بھی ان مقتولین کو ٹھہرائے، الٹا جیلوں میں بھی ان مقتولین کو ڈالے، ان زخمیوں کو بھی ٹھہرائے، ایف آئی آر بھی ان لوگوں پر کاٹے تو پھر ان لوگوں کے ذہنوں میں جو تاثر کافی عرصے سے ایک احساس محرومی کا موجود رہا ہے کہ شاید یہ ریاست ہماری اپنی ریاست نہیں ہے یہ ریاست ہم میں برابر شہریوں کے حقوق نہیں دیتی، یہ ہمیں اپنے شہریوں کے جیسے نہیں بلکہ اپنے غلاموں جیسے treat کرتی ہے، یہ تاثر بھی پھر مزید پیوست اور پختہ ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! واقعے کی ڈیٹیل بیان کرنے سے پہلے میں شکریہ ادا کروں گا اپوزیشن کی تمام جماعتوں کا، تمام سیاسی قائدین کا، میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جس سے میں شکریہ ادا کر سکوں **محترم بلاول بھٹو زرداری صاحب** کا جنھوں نے ہر جلسے میں، ہر تقریر

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

میں ہمارا ذکر کیا۔ پیپلز پارٹی کے تمام قائدین کا میں مشکور ہوں۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی تمام قیادت کا، شاہد خاقان عباسی صاحب کا خصوصاً کہ جنہوں نے انکار کر دیا تھا کہ جب تک سب کے Production Orders جاری نہیں ہوں گے میں اس وقت تک ہاؤس میں نہیں آوں گا۔ ہم ان کے بھی مشکور ہیں۔

ہم مشکور ہیں عوامی نیشنل پارٹی کی پوری قیادت کے، ہم مشکور ہیں پختونخواہ ملی عوامی پارٹی کی پوری قیادت کے، ہم مشکور ہیں بلوچستان نیشنل پارٹی کے، جناب اختر مینگل صاحب اور ان کی پوری پارٹی کے مشکور ہیں، جمعیت علمائے اسلام کی پوری قیادت اور تمام ممبران کا جنہوں نے ہمارے لیے آواز اٹھائی۔ ساتھ ہی ساتھ اور جتنی بھی سیاسی جماعتیں ہیں، جتنے بھی سیاسی قائدین ہیں۔ میں معذرت خواہ ہوں اگر کسی کا نام میں بھول گیا ہوں۔ سول سوسائٹی کے جو ساتھی تھے، سوشل میڈیا پر جنہوں نے support کیا اور جنہوں نے بھی support کیا ہم ان کے انتہائی مشکور ہیں کہ اتنے سخت وقت میں بھی انہوں نے ہمارے لیے آواز اٹھائی اور حق کا ساتھ دیا۔

جناب سپیکر! ذرا گزارہ کرو میری بات سنو۔ آپ لوگ سال ڈیڑھ بولتے رہے۔ آپ لوگ میری بات سنیں، one sided بولتے رہے، ہمیں یہاں پر موقع دیا جائے۔

Mr. Speaker: No cross talk please. Address the Chair Please.

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! 19 مئی کی شام کو ہمیں اطلاع ملی کہ **شمالی وزیرستان** کی تحصیل دتہ خیل کے گاؤں ڈوگہ مشر میں چلے جائیں۔ ایک واقعہ ہوا ہے اور وہاں پر سرچ آپریشن کے دوران ایک خاتون پر تشدد ہوا ہے اور چند افراد کو سیکورٹی فورسز اٹھا کر لے گئی ہیں۔ جس پر احتجاج ہو رہا ہے اور جب ہمیں اطلاع ملی تو انہوں نے یہ request کی کہ آپ لوگ یہاں پر پہنچیں کیونکہ یہ ایک دفعہ نہیں بار بار ہو رہا ہے اور جب بھی یہ واقعات ہوتے ہیں تو ہمیشہ جب علاقے کے عمائدین وہاں پر مذاکرات کرتے ہیں تو ان کے ساتھ اس بات پر agreement ہوتا ہے کہ اگر آئندہ ہم کبھی کوئی سرچ آپریشن کریں گے تو ہم علاقے کے عمائدین کو اپنے ساتھ لے کر کسی گھر کے اندر جائیں گے یا وہاں پر جو پولیٹکل انتظامیہ ہے یا جو پولیٹکل محرر ہیں تو ان کو ہم اپنے ساتھ لے کر اندر جائیں گے۔ لیکن بار بار اس چیز کی violation ہوئی ہے اور ابھی بھی ہو رہی ہے اور چند دن پہلے سپین وام

میں بھی ہوئی ہے۔ تو اس پر احتجاج ہو رہا تھا اور ہم سحری کے بعد پشاور سے نکلے اور وہاں پر جب ہم صبح پہنچے تو احتجاج جاری تھا اور لوگ وہاں پر جمع تھے اور ہم جب پہلے بیریئر پر پہنچے تو ہمیں روکا گیا کہ آپ لوگ آگے نہیں جاسکتے۔ ہم نے کہا کہ ہم یہاں کے elected نمائندے ہیں تو ہمیں جانے دو اور ان کی بات سننے دو اور اس کے بعد پھر ہم آپ سے بات کریں گے کہ اس مسئلے کو ہم نے کس طریقے سے حل کرنا ہے۔ ہم وہاں پر گئے اور وہاں پر جو ہمارے ساتھی تھے تو انہوں نے ہمیں ہار پہنایا اور خوش آمدید کہا اور ہم نے پہلا بیریئر cross کیا اور پھر اس کے بعد دوسرے بیریئر پر ہمیں پھر روکنے کی کوشش کی گئی اور ہم نے ان سے بھی کہا کہ ہمیں آگے جانے دو اور ان سے بات کرنے دو۔ جب بات ہو گی تو اس کے بعد پھر آپ کے ساتھ ہم مذاکرات کریں گے اور آپ کے جو افسران ہیں تو ان سے ہم بات کریں گے کہ ہم نے اس مسئلے کو کس طرح حل کرنا ہے یا ان کے جو مطالبات ہیں ان کو ہم نے کس طرح حل کرنا ہے۔ جیسے ہی ہم نے دوسرا بیریئر cross کیا اور ساتھیوں نے ہمیں خوش آمدید کہا اور ہمارے حق میں نعرے لگائے تو پیچھے سے فائرنگ شروع ہوئی۔ initially چونکہ پیچھے سے فائرنگ شروع ہوئی اور ہم سامنے دیکھ رہے تھے تو میرا اندازہ یہ تھا کہ یہ فائرنگ ہوائی فائرنگ ہے اور یہ صرف اس crowed کو disperse کرنے کے لیے یہ فائرنگ کی گئی ہے لیکن جب آس پاس کے لوگوں کو گرتے ہوئے ہم نے دیکھا اور خون بہتے ہوئے ہم نے دیکھا تو پھر اس کے بعد ہمیں اندازہ ہوا کہ یہ straight firing ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر! اس فائرنگ کے نتیجے میں ہمارے پندرہ ساتھی اسی وقت شہید ہوئے۔

Mr. Speaker: Please continue.

جناب محسن داوڑ: اور چالیس سے زیادہ زخمی ہوئے۔ اس کے بعد ہم نے وہاں پر احتجاج شروع کیا اور **علی وزیر صاحب** کو اسی وقت موقع پر گرفتار کیا گیا۔ جب ہم نے احتجاج شروع کیا اور ہم نے چار دن تک وہاں پر احتجاج کیا اور پورے **شمالی وزیرستان** میں کرفیو نافذ تھا۔ Across the country کے اراکین پر crackdown شروع کیا گیا اور کسی کو MPO 3 پر اٹھا رہے ہیں اور کسی کو دہشت گردی کے مقدمات میں اٹھا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! چار دن کے بعد میرے گاؤں کا بھی محاصرہ کر لیا گیا اور مزید تشدد کا خطرہ تھا اور مزید ہلاکتوں کا خدشہ تھا اور پھر میں نے اپنے آپ کو CTD police کے حوالے کیا اور کیس عدالت میں چلا اور اس کے بعد ہماری ہائیکورٹ سے ضمانت ہوئی ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس کے بعد ہمارے اوپر ایک الزام لگا کہ ہم نے حملہ کیا ہے۔ حقائق یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پندرہ ساتھی شہید ہوئے ہیں۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ ان کی FIR کس کے خلاف کٹی ہے۔ ہمارے چالیس ساتھی جو زخمی ہوئے ہیں تو ان کی FIR کس کے against کٹی ہے۔ میرے پاس ان ساتھیوں کی لسٹ ہے جو اسی موقع پر شہید ہوئے ہیں، ثناء اللہ، مدو خان، چیزائی، غنی خان، گل باری خان، بلال، بخت اللہ، نیابت خان، صادق خان، دلاور خان، ناصر، بہرام خان، محمد سلیم، رفیع اللہ اور بعد میں ہمارا ایک ساتھی ہسپتال میں شہید ہوا۔ میں حکومت سے پوچھتا ہوں کہ ان کی FIR کن کے خلاف کٹی ہے اور ہمارے اوپر تو یہ الزام تھا کہ آپ نے سیکورٹی فورسز کے بندوں کو مارا ہے، سیکورٹی فورسز کے بندوں کو آپ نے زخمی کیا ہے۔ ہم پر تو FIR کٹی ہے اور ہم نے تو عدالتوں کو face کیا ہے۔ لیکن ہمارے جو ساتھی وہاں پر شہید ہوئے ہیں تو ان کی FIR کن کے خلاف کٹی ہے تو میں ان سے اس سوال کا جواب چاہتا ہوں۔ ہمارے اوپر یہ الزام لگا ہے کہ ہم نے گولیاں چلائی ہیں اور ہم نے لوگوں کو مارا ہے۔

جناب سپیکر! اس ہاؤس میں میں challenge دیتا ہوں **محسن داوڑ** اور **علی وزیر** پر کوئی ایک بھی گولی ثابت کر دے تو پھر ہمیں اس ڈی چوک میں پھانسی دی جائے۔ لیکن ہم بھی انصاف کے طلبگار ہیں کہ جو ساتھی وہاں پر شہید ہوئے ہیں تو ان کو انصاف ملنا چاہیے۔ اس واقع کے بعد جو reaction مختلف حلقوں کی جانب سے دیکھا گیا تو میں اس پر تھوڑی بات ضرور کروں گا۔ میں سب سے پہلے میڈیا کی بات کر رہا ہوں کہ میڈیا نے اس پورے عمل میں کردار ادا کیا ہے تو میں اس سے بہت زیادہ مایوس ہوا ہوں۔ میں جب میڈیا کی بات کرتا ہوں تو میڈیا سے مراد میرے یہ بھائی نہیں ہیں کیونکہ یہ بذات خود اس corporate media کے جبر کا شکار ہیں۔ میں ان ساتھیوں سے مخاطب نہیں ہوں، میں ان چینلز مالکان سے اور ان میڈیا سینٹرز کے مالکان سے ہوں کہ جو ہر دن اپنا ایمان بھی بیچتے ہیں اور ان کو شرم بھی نہیں آتی، ان کو شرم بھی محسوس نہیں ہوتی ہے۔ ہمارا مدعا سننے کے لیے یا اس کو پورے پاکستان تک پہنچانے کے لیے کوئی نہیں تھا اور انٹرنیشنل میڈیا پر بھی پریشر لانے کی کوشش کی گئی کہ ہماری آواز دنیا تک نہ پہنچے۔ اس کے بعد ہاؤس میں اس پر debate ہوئی اور حکومت کی طرف سے کچھ بیانات آئے اور ایک وفاقی وزیر صاحب کی طرف سے جو کہ اس وقت موجود نہیں ہیں لیکن بہرحال جیل کے اندر ریڈیو، اخبار اور دوسری چیزوں پر ہمارے اوپر پابندی تھی۔ لیکن ہماری ملاقات اپنی فیملی کی آتی تھی تو وہ پورے ہفتے کی روداد بتاتے تھے۔ گرفتاری کے بعد جب ہم custody میں تھے تو وہاں پر

ایک ID attack ہوا جس میں کچھ فوجی افسران کی ہلاکتیں ہوئیں، جس میں کچھ فوجی افسران جاں بحق ہوئے۔ اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں جیل میں پڑا ہوا ہوں اور اس کی FIR بھی ہمارے اوپر کٹی، چلیں شہید ہوئے۔ اس کے بعد اس واردات کی FIR بھی ہمارے اوپر کٹی۔ جناب سپیکر! ان کو اس ID attack سے اڑانے والے وہی لوگ ہیں جن کو آپ پشاور میں دفتر دیا کرتے تھے، ذرا جرات دکھاؤ اور جو اصلی مجرم ہیں ان کے خلاف FIR کاٹو۔ آپ حقائق سے کب تک منہ چھپائیں گے، یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے مذاکرات کے لیے اپنی طرف سے موجودہ وزیر اعظم صاحب جناب عمران خان کا نام تجویز کیا تھا کہ ہماری طرف سے یہ dialogue کریں گے۔ جب وہ لوگ حملہ کرتے ہیں تو اس کی FIR ہمارے اوپر کٹتی ہے اور ہم انہی لوگوں کے victims ہیں۔ ہم جن کے خلاف نکلے ہیں، ہم تشدد کے خلاف نکلے ہیں، ان دہشت گردوں کو پھر کس نے بنایا ہے، یہ میں خود اگر کہوں گا کہ تو شاید غداری کا فتویٰ لگے، اگر میں خود کہوں گا کہ ان دہشت گردوں کو کس نے بنایا تو پھر شاید میرے اوپر ایک اور دہشت گردی کا مقدمہ قائم ہو، لیکن یہ جناب وزیر اعظم پاکستان عمران خان خود کہہ رہے ہیں کہ القاعدہ کو بھی ہم نے بنایا ہے، دہشتگردوں کو بھی ہم نے بنایا ہے تو جناب سپیکر پھر میں یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ ان دہشتگردوں نے جو ہزاروں۔

جناب سپیکر: جی wind up کریں please

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! تھوڑا سا تو گزار کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ wind up کریں۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! wind up کرنے کی بات نہیں ہے، جناب سپیکر 2 مہینے، میں نے ابھی Production Order والا گلہ بھی نہیں کیا ہے۔ ہم نے چار مہینے اس موقع کا انتظار کیا ہے۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: جی No cross talk please۔

جناب محسن داوڑ: گزارا کرو، بھائی سننے دو۔

جناب سپیکر: جی No cross talk please۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! وہ جو اس پوری جنگ میں ان فوجی جوانوں نے شہادتیں دی۔ تو اس کا انصاف کس سے لیا جائے؟

جب وہ اب خود ہی مان رہے ہیں کہ بھئی ان کو ہم نے train کیا ہے۔ جو عوام شہید ہیں، جو خود کش دھماکے ہوئے ہیں، جو قبائلی مشران شہید ہیں، جو سیاسی قائدین شہید ہوئے ہیں، جو سیاسی ورکرز شہید ہوئے ہیں ان کا خون، ان کا انصاف ہم کس سے لیں؟

جناب وزیر اعظم صاحب آئیں گے تو میرے خیال میں وہ ان تمام باتوں کا جواب قوم کو دیں گے۔ یہاں پر ہماری غیر موجودگی میں کچھ وفاقی وزراء کی طرف سے بھی کچھ بیانات آئے ہیں۔ ایک بیان جو پارلیمنٹ سے باہر ایک وفاقی وزیر صاحب نے کہا، جو پھر ہم تک پہنچا، ایک وزیر صاحب سے کہیں پر میڈیا نے یہ پوچھا کہ آپ ان کا Production Order تو انہوں نے کہا کہ Production Order قانون کے مطابق ہو گا لیکن ان کی اس ریاست کے ساتھ وفاداری مشکوک ہے۔ ہم مزید اس ریاست سے وفاداری کے سرٹیفکیٹ لینے والے نہیں ہیں۔ ریاست پاکستان کو اب ہم سے اپنی وفاداری show کرنی ہو گی۔

یہ پچھلے 20 سال سے اور آپ لوگ ان تمام حقائق کو accept کر رہے ہیں، جناب سپیکر! یہ حقائق اب پاکستان کے موجودہ آرمی چیف نے خود Russia میں ایک کانفرنس میں کہا تھا کہ 20 سال پہلے جو بویا گیا تھا اُس کو ہم کاٹ رہے ہیں۔ تو 20 سال پہلے جو بویا گیا تھا اس کا شکار کون ہوا ہے؟ 20 سال پہلے امریکی مفادات کیلئے یہاں پر جو جنگی ذہنیت بنائی گئی اس کا شکار کون ہوا ہے؟ جو فصل بوئی گئی اس کا شکار کون ہوا؟ جو ایک mindset create کرنے کی کوشش کی گئی اور ہمارا curriculum جو امریکہ کی یونیورسٹیوں سے بن کر آتا تھا اُس کا شکار کون ہوا؟

ہماری پختونوں کی ایک پوری نسل کو اپنے جنگی مقاصد کیلئے اس ریاست نے استعمال کیا تا کہ جنونی پیدا ہوں، وہ جو جہادی product ہے، وہ جو امریکہ کی جنگ ہے اس کیلئے ان کو استعمال کرنے میں ان کو آسانی ہو، تو وفاداری یہ ہوتی ہے؟ وفاداری یہ ہوتی ہے کہ 11/9 کے بعد پوری دنیا کے دہشت گرد وہاں پر آ کر گھس جائیں اور پھر وہ دہشتگرد ہمیں ماریں، انہی دہشتگردوں نے

پھر ان فوجی جوانوں کو بھی شہید کیا ہے جن کی شہادت کے پیچھے کچھ پالیسی ساز چھپنے کی کوشش کرتے ہیں، وفاداری یہ ہوتی ہے؟ اپنی عوام کے ساتھ تعلق یہ ہوتا ہے؟ اپنی عوام کے ساتھ انصاف یہ ہوتا ہے؟

پھر اس کے بعد جس طریقے سے آپریشن ہوئے۔ پھر آپریشن جن لوگوں کے خلاف ہوئے، جناب سپیکر! میں نے تو اسی ہاؤس میں ایک سوال جمع کرایا تھا وہ Ministry of Interior, defense کے پاس بھیج رہا تھا، Defense, Interior کے پاس بھیج رہا تھا، میں نے صرف یہی پوچھا تھا کہ ضرب عضب کے دوران جو دہشت گرد ہلاک ہوئے ہیں ہمیں ان کی لسٹ دی جائے۔ وہ ہمیں ہوئی؟

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! Please 2 minute۔

Mr.Speaker: Please Wind up.

جناب محسن داوڑ: میں wind up کر رہا ہوں۔ تو ہم انہی دہشت گردوں کے خلاف ایکشن کا مطالبہ کرتے تھے۔ ایک اور وفاقی وزیر صاحب نے کچھ کہا کہ یہ پتہ نہیں NDS ہے، پتہ نہیں افغانستان ہے کہ پتہ نہیں کیا چیز ہے۔ مراد سعید صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے کسی امتیاز وزیر صاحب کا نام لیا کہ ان کا میرے ساتھ کوئی تعلق تھا۔ جناب سپیکر! میں بھی Pakhtoon Student Federation کا ممبر رہ چکا ہوں، وہ بھی Pakhtoon Student Federation کا ممبر رہ چکے ہیں۔ جس طرح بلدیو کمار ابھی ہندوستان میں جا کر یہ statement دیتا ہے کہ وہاں پاکستان میں اقلیتوں پر تشدد ہوا ہے اور پوری تحریک انصاف اس کو disown کر دیتی ہے اسی طرح اگر میں ایک تحریک میں رہ چکا ہوں، اُس کا اپنا عمل ہے۔ وہ اس کا خود جواب دے گا۔ آپ اس کو میرے ساتھ جوڑا نہ کریں۔ مراد سعید صاحب۔

(مداخلت)

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر صاحب! اس طرح نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: آپ Chair کو address کریں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب محسن داوڑ: انہوں نے میرا نام لیا تھا میں نے اُسی کو جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں مجھے دینا ہے، میرے ساتھ بات کرنی ہے you address the Chair please

جناب محسن داوڑ: Pakhtoon Student Federation کے یہ بھی بہت لاڈلے رہ چکے ہیں۔ میں تو ان کے ساتھ ایک تنظیم میں تھا یہ شاید دوسری تنظیم میں تھے لیکن پوری تنظیم کے یہ بھی بہت لاڈلے تھے۔

جناب سپیکر: آپ wind up کریں۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر علی محمد خان صاحب نے یہاں پر ایک بات کی۔

جناب سپیکر: باقی لوگوں نے بھی بات کرنی ہے، Interior منسٹر صاحب نے۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! میں چار مہینے بعد یہاں پر آیا ہوں۔ جناب سپیکر! چار مہینے میرا Production Order نہیں جاری ہوا۔

جناب سپیکر: two minutes میں wid up کریں۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر میری بات تو سن لیں۔ پھر اس چار مہینے کے دوران ہمیں under rule 723 جو ہے Custody of dangerous prisoners، ہمیں اس رول کے ماتحت جیل میں رکھا گیا تھا اور اب ہمیں اپنے اظہار کا موقع تو دیا جائے کہ ہمارے اوپر وہاں پر کیا گزری اور پھر ہماری غیر موجودگی میں ہمارے خلاف یہاں پر جو باتیں ہوئیں مجھے ان کا جواب دینا چاہئے۔ یہاں پر علی محمد خان صاحب نے **طاہر داوڑ** کیس کا ذکر کیا اور وہاں پر یہ کہا آرڈر پر گیا تھا، جناب سپیکر! یہ بہت ضروری ہے، میں اس چیز کی وضاحت ضرور چاہتا ہوں کیونکہ وہ بار بار اس چیز کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ بھئی میں بارڈر پر گیا تھا۔

جناب سپیکر! جب **طاہر داوڑ** کا واقعہ ہوا تو تین دن اس کے لواحقین پولیس کا انتظار کر رہے تھے اور پولیس ہر دن ان کو یہی کہتے تھی کہ ان کی dead body ایمبولینس میں ہے اور وہ پہنچ رہی ہے، طورخم پر receive کر لیا، تین دن تک ان کے ساتھ غلط بیانی ہوتی رہی ہے۔ تیسرے دن جب افغانستان سے کچھ قبائل کے رابطے ہوئے تو اُن کی فیملی کے سامنے اُن کو کہا گیا کہ بھئی ہم یہ dead body اپنے قبائلی بھائیوں کو دیں گے۔ ہم یہ اب نہ پاکستان کے حکام کو دیں گے نہ اب پاکستان کی حکومت کو، اس کے

باوجود وہاں پر جو پولیس حکام تھے میں نے اُن سے کہا کہ کیا situation ہے؟ انہوں نے کہا کہ dead body ہیلی کاپٹر میں ہے۔ جب ہمیں confirm ہوا کہ وہ dead body طورخم پر پہنچ چکی ہے اور وہ handover نہیں کر رہے تو اس کے بعد میں اپنے قبائلی عمائدین کو لے کر وہاں پر گیا۔ اگر یہاں پر شہریار آفریدی صاحب موجود ہوں لیکن میرا خیال ہے آج موجود نہیں ہیں، وہاں پر میری ان سے جو گفتگو تھی میں نے negotiate کیا۔ پھر میں نے اُن کو convince کیا کہ آپ یہ dead body ان لواحقین کے حوالے کریں۔ انہوں نے کہا کہ آپ چند مشران کو اپنے ساتھ لے کر آئیں۔ یہ dead body ہم نے نہ اپنی حکومت کو دینی تھی اور نہ آپ کی حکومت کو دینی ہے، یہ ہم نے اپنے قبائلی بھائیوں کو دینی ہے۔ اس کے بعد جب ہم وہاں پر گئے، وہ dead body کی لیکن اس dead body کے قصے کے پیچھے کچھ چیزیں بہت چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہیں۔ یہاں Floor of the House چار دفعہ کہا گیا ہے کہ **طاہر داوڑ** کیس میں پارلیمانی کمیٹی بنے گی وہ پارلیمانی کمیٹی کہاں ہے؟ یہاں Floor of the House چار دفعہ کہا گیا ہے۔

جناب سپیکر: میں ایک چیز explain کر دوں۔ آپ نے ابھی بات کی ہے، اس اسمبلی میں کوئی commitment نہیں ہوئی کہ کوئی پارلیمانی کمیٹی بن جائے۔ میرے سامنے کوئی نہیں ہوئی لیکن اگر کوئی privately ہوئی ہے، دیکھیں پارلیمانی کمیٹی وہ ہوتی ہے جب ہاؤس میں کوئی Motion move کرتا ہے اور اس کے بعد کوئی پارلیمانی کمیٹی بنتی ہے تو اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہوئی۔ میں نے اس لئے کہا کہ میں ریکارڈ درست کر دوں۔

جناب محسن داوڑ: ٹھیک ہے، مجھے عرض کرنے دیں، اسمبلی کا ریکارڈ نکلوا لیں گے، شہریار آفریدی صاحب کے الفاظ آپ سن لیں۔ اگر انہوں نے یہاں پر commit نہ کیا ہو تو میں اس بات سے withdraw کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں یہ نہیں کہتا کہ کس نے کیا کہا۔ میں کہتا ہوں کہ پارلیمانی کمیٹی بنانے کیلئے ایک Procedure ہوتا ہے۔ کوئی Procedure Adopt نہیں ہوا۔

جناب محسن داوڑ: نہیں ہوا تو پھر اپنے وفاقی وزیر کو تھوڑا پڑھایا کریں کہ اُن کے پاس جو اختیار نہیں ہے تو اس کی commitment کیوں کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! وہ اس وقت وفاقی وزیر مملکت برائے داخلہ تھے۔ اس کے بعد میں اس ہاؤس سے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی کمیٹی کو ایک طرف رکھ دیں، privately بھی وہ commitment ہوئی تھی، اس کی فیملی کے ساتھ بھی وہ commitment ہوئی تھی اور اس کی فیملی کے ساتھ مزید جن وعدوں کی commitment ہوئی تھی وزیر اعظم پاکستان نے اُن میں سے ایک وعدہ بھی پورا نہیں کیا۔ جو جے آئی ٹی بنی تھی، جناب سپیکر اس جے آئی ٹی کی رپورٹ تو پیش کر دیں، علی محمد خان صاحب یہ تو کہتے ہیں کہ میں وہاں پر افغانستان ہوں لیکن آپ اتنی جرات بھی دکھائیں کہ یہ کہہ سکیں کہ **طاہر داوڑ** کو کس نے مارا۔ آپ اتنی سی تو جرات تو دکھائیں کہ اُس کی تحقیقات کا کیا بنا؟ وہ چیز سن کر آپ تو بالکل خاموش ہو جاتے ہیں لیکن اپنی نوکری کو پکا کرنے کیلئے آپ لوگ چیختے بھی ہیں، چلاتے بھی ہیں کیونکہ آپ لوگوں کو یہ نوکری ملی ہی اس لئے ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ، Interior منسٹر صاحب۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: مراد سعید صاحب۔

وزیر برائے مواصلات و پوسٹل سروس (جناب مراد سعید): بسم اللہ الرحمن الرحیم

(مداخلت)

جناب سپیکر: انہوں نے ذاتی وضاحت کرنی ہے۔ مراد سعید صاحب۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: چلیں مراد سعید صاحب! ایک منٹ، محسن صاحب! wind up کریں۔

جناب سپیکر: انٹیریئر منسٹر۔ جی مراد سعید صاحب۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: وہ وضاحت کر رہے ہیں۔ انہوں نے ذاتی وضاحت کرنی ہے۔ جی مراد سعید صاحب۔ چلیں محسن صاحب! وائنڈ اپ کریں۔

جناب محسن داوڑ: میرے خلاف یہاں پر گھنٹوں تقریریں ہوئی ہیں اور ہم یہاں پر اب بولیں بھی نہ۔ جناب سپیکر! **طاہر داوڑ** کے قتل کی investigation کا ہم مطالبہ کرتے رہیں گے ایک چیز۔ دوسری چیز جناب سپیکر! جس چیز کا ہم رونا رو رہے تھے کہ ہمارے missing persons ہیں، ہمارے لوگوں کو اٹھایا جاتا ہے centers میں رکھا جاتا ہے۔ ہم یہ خواہش لے کر نکلے تھے کہ ہم صوبے کے ساتھ ضم ہو جائیں گے تو شاید اسمبلی میں ہم آ جائیں گے تو ایک کچھ نہ کچھ ریلیف ہمیں مل جائے گا۔ لیکن ہم کیا دیکھتے ہیں کہ 9 اگست کو In Aid of Civil Power Ordinance جو کہ صرف پہلے وہ ان علاقوں میں جہاں پر آپریشن ہو رہے تھے فاٹا کے سابقہ فاٹا وہاں پر لاگو تھا۔ 9 اگست کو ایک آرڈیننس صوبائی حکومت نے چپکے سے ایشو کیا اور اس آرڈیننس کو پورے صوبے میں پھیلا دیا۔ اب وہ ایک چیز سے کتنا damage بنا ہے اس مخصوص علاقے سے restricted علاقے سے جتنا damage بنا ہے اس چیز کو کنٹرول نہیں کر پا رہی ہے یہ ریاست اور انہوں نے پورے صوبے میں اور جس کے بارے میں پشاور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جناب وقار احمد سیٹھ صاحب کے یہ ریمارکس ہیں کہ صوبائی حکومت نے آئین کو معطل کر دیا ہے۔ تو جناب سپیکر یہ ہم کس طرح وہاں پر خیبر پختونخواہ میں عملاً اس وقت مارشل لاء نافذ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں ایک چیز اور اس کے بعد میں end کرتا ہوں کہ یہاں پر ایک ترمیم میں نے اپنی گرفتاری سے پہلے میں نے پیش کی تھی اور اس کو پورے ہاؤس نے unanimously منظور بھی کیا تھا۔ میں نہیں سمجھتا کہ کون ہے 288 ممبران ایک چیز کو منظور کر لیتے ہیں اور اس کے بعد بھی وہ ردی کی ٹوکری میں چلا جاتا ہے۔ اس چیز کی کچھ نہ کچھ وضاحت تو کچھ ہونی چاہیے کہ پورا ہاؤس وزیر اعظم خود اس چیز پر متفق تھے اور اس کے بعد وہ Amendment شاید وہ میرے ہاتھوں سے نکلی تھی اس لیے اس کو ردی کی ٹوکری میں پھینکا گیا ہے اب پھر کوئی اور وجہ ہے۔ میرے خیال میں اگر ایک ترمیم منظور ہوئی ہے تو اس کا fall out ہونا چاہیئے۔

آخر میں جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم عقیدتاً **عدم تشدد** کے پیروکار ہیں۔ ہم عقیدتاً **باچا خان** کے پیروکار ہیں۔ تشدد سے ہمیں نفرت ہے۔ تشدد کے خلاف ہی **پی ٹی ایم** نکلی ہے۔ اس violence کے خلاف PTM نکلی ہے۔ ہمیں اگر کوئی تشدد کی طرف دھکیلنے کی بھی کوشش کرے گا تو ہم تشدد نہیں کریں گے۔ 14 مرے ہیں 1400 اگر مریں 14000 بھی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

مریں 14 لاکھ بھی مریں تو یہ ہمارا اپنی قول سے بھی وعدہ ہے لیکن بولیں گے ضرور۔ حقائق دنیا تک پیش ضرور کریں گے۔ میں صرف ایک آخری شعر اپنے کچھ ساتھیوں کو dedicate کرتا ہوں اور اس کے بعد ایک شعر پر میں آپ سے اجازت چاہوں گا۔

(پشتو)

جن کے بارے میں میں نے کہا کہ وہ خود ہی سمجھ لیں اور آخر میں ایک پشتو کے شعر پر میں اجازت لینا چاہوں گا۔

(پشتو)

بہت شکریہ۔

04 دسمبر 2019ء

شمالی وزیرستان کے رضا اللہ نامی نوجوان کو انصاف دی جائے

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بسم اللہ الرحمن الرحیم بہت شکریہ جناب سپیکر! یہاں پر منیر اور کرزئی صاحب نے ابھی بات کی **فاٹا** کی لاقانونیت کی۔ میں ایک گزارش صرف کرنا چاہتا ہوں کہ پانچ دن پہلے وہاں پر ایک **شمالی وزیرستان** کی میرانشاہ حسنی سیل کی ہمزونی گاؤں میں ایک IED blast ہوتی ہے اور اس IED blast کے بعد randomly جس طرح routine میں وہاں پر ہوتا ہے کہ کوئی بھی واقعہ ہو randomly لوگوں کو punishment دی جاتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ آپ identify کریں کہ کس نے جرم کیا ہے۔ دس بندوں کو اٹھایا جاتا ہے، فوجی اہلکار آتے ہیں دس بندوں کو اٹھاتے ہیں بغیر کسی جرم کے۔ پھر اس میں سے ایک **رضاء اللہ** نامی نوجوان جو during custody تشدد سے اس کی موت ہوتی ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا۔ صرف ایک سوال کرنا چاہوں گا کہ **رضاء اللہ** کو انصاف کون دے گا؟ شکریہ۔

(کچھ دیر بعد)

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔ مختصراً۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر صاحب! المیہ یہ ہے کہ ہم سوال پوچھتے ہیں بجائے یہ کہ وہاں سے جواب آئے الٹا وہاں سے پھر تنقید شروع ہو جاتی ہے۔ میں نے صرف ایک سادہ سا سوال کیا تھا کہ ایک بندہ ہے اس کو انصاف کون دے گا۔ یہ بات تو جناب سپیکر! میں نے ابھی کی بھی نہیں کہ خاک آپ ایک کیس لڑیں گے کہ جب آپ کا اپنا ہاؤس ہی ان آرڈر نہ ہو اپنے ملک میں۔ جو نقشہ انہوں نے کشمیر کا کھینچا ہے لیکن اس پر میں بحث نہیں کرنا چاہتا لیکن انہوں نے مجھے مجبور کیا جو نقشہ انہوں کشمیر کا کھینچا ہے **وزیرستان** میں خڑکمر واقعے کے بعد وہاں پر کرفیو لگا اور وہاں پر صحافیوں کو جانے پر پابندی تھی HRCP کی ٹیم وہاں گئی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس کو جانے نہیں دیا گیا۔ سیاسی جماعتوں کو وہاں پر جانے پر پابندی تھی اور وہاں پر لوگوں پر تشدد کیا گیا ہے یہ سوالات ہم پوچھ رہے ہیں وہاں سے کوئی واضح جواب نہیں ملا۔ ہم یہ پوچھ رہے ہیں کہ پانچ دن سے وہاں احتجاج جاری ہے اس بندے **رضا اللہ** کو انصاف کون دے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

13 دسمبر 2019ء

باچا خان انٹرنیشنل ایئر پورٹ کے مسئلے کو ختم کیا جائے

جناب سپیکر: شکریہ، محسن داوڑ صاحب سپلیمنٹری پلیز۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے detail بتائی لاہور، کراچی اور اسلام آباد کی۔ پشاور کے **باچا خان ایئر پورٹ** پر بھی بہت بڑا مسئلہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ جب وہاں پر انٹرنیشنل فلائٹس صبح کے وقت پہنچتی ہیں تو ایک اس کی belt اتنی چھوٹی ہوتی ہے کہ جب سامان وہاں پر dump کی جاتا ہے تو وہی سامان rotate کرتا رہتا ہے کیونکہ وہ belt بہت ہی چھوٹی ہے۔ میں خود ایک فلائٹ میں تقریباً اڑھائی تین گھنٹے انتظار کر چکا ہوں۔ اس کے بعد ہی مجھے سامان ملا۔ تو kindly اگر پشاور کی بھی detail بتا دی جائے اور اس مسئلے کے حل کیلئے بھی اگر ان کے پاس کوئی تجاویز ہوں تو وہ بھی بتا دیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

16 دسمبر 2019ء

APS Attack کے کیس میں تحقیقات کی جائے

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

POINTS OF ORDER

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ ڈپٹی سپیکر صاحب! سب سے پہلے تو محترم جناب وزیر خارجہ صاحب نے جو منظر کشی کی ہے۔ ہندوستان میں جو نیا Citizenship Act انہوں نے پاس کیا ہے۔ تو سب سے پہلے ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ اور ہم اس Citizenship Act کو بنیادی انسانی حقوق کے خلاف بھی سمجھتے ہیں اور یہ عمل بذات خود، ہندوستان جو اپنے آپ کو عوامی جمہوریہ سمجھتے ہیں میرے خیال میں اس پر بذات خود ایک بہت بڑا سوالیہ نشان بھی ہے۔ جناب سپیکر! آج سولہ دسمبر ہے، یہاں پر امین الحق بھائی نے بھی اس طرف اشارہ کیا کہ آج سے پانچ سال پہلے سولہ دسمبر کو **آرمی پبلک سکول پشاور** میں، ایک انتہائی دردناک واقعہ پیش آیا۔ بطور ریاست میرے خیال میں یہ ایک بہت ہی بڑی مجرمانہ غفلت اس لحاظ سے بھی تھی کہ صوبے کے دارالحکومت میں بیچ شہر ہمارے بچوں کو مارا جارہا تھا اور ہماری ریاست بے بس تھی۔ لیکن اس سے بھی زیادہ جس مجرمانہ فعل کے ہم مرتکب ہوئے ہیں وہ یہ کہ اب پانچ سال گزر گئے ہیں، اور ہم نے ابھی تک واقعہ کی تحقیقات نہیں کیں۔

(مداخلت)

جناب محسن داوڑ: میں کشمیر پر بھی آرہا ہوں، تو پانچ سال گزر گئے ابھی تک ہم نے اس واقعہ کی تحقیقات کی ہیں۔ وہ لواحقین، ان بچوں کے والدین، مارے مارے پھر رہے تھے اور انہوں نے ہائی کورٹ، سپریم کورٹ اور کوئی دروازہ نہیں چھوڑا جو انہوں نے کھٹکھٹایا نہ ہو۔ ان کی کاوشوں کے نتیجے میں، 9 مئی 2018ء کو سپریم کورٹ نے یہ حکم دیا تھا کہ پشاور ہائی کورٹ کے ایک جج کی

سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا جائے جو تحقیقات کرے اس APS attack کی۔ اور دو مہینے کے اندر اندر اپنی سفارشات submit کرے۔

پھر وہ مسئلہ delay ہو گیا اور آخر کار ان لواحقین کو پھر سپریم کورٹ کو رجوع کرنا پڑا اور 5 اکتوبر 2018ء ایک دفعہ پھر سپریم کورٹ نے یہ حکم جاری کیا کہ ہائی کورٹ کا جو جوڈیشل کمیشن ہے وہ چھ ہفتوں کے اندر اندر اپنی رپورٹ submit کرے۔ جناب سپیکر! پانچ سال مکمل ہو چکے ہیں۔ پہلے تو وہ کمیشن بن نہیں رہا تھا۔ اب جب وہ کمیشن بن گیا ہے۔ تو ابھی تک اس کی رپورٹ submit نہیں ہو پا رہی۔ ہماری ریاست، ہماری حکومت، ہماری قوم ہمارے ان بچوں کو یہ نہیں بتا پا رہی کہ ہم نے ان کو کیا انصاف دیا یا ان مجرموں کی گرفتاری کے لئے، گرفتاری تو دور کی بات جناب سپیکر! ہم نے آج تک تحقیقات ہی نہیں کیں۔ تو مطالبہ یہ ہے کہ وہ جو جوڈیشل کمیشن بنا تھا اس کو پابند کیا جائے کہ جلد از جلد وہ اپنی رپورٹ پیش کرے اور اس رپورٹ کی روشنی میں پھر جو مرتکب افراد تھے ان کے خلاف کارروائی بھی کی جائے۔ بہت شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سال 2020ء

01 جنوری 2020ء

بجٹ کی پوری تفصیلات بتا دی جائے

جناب قائم مقام سپیکر: شہریار خان آفریدی صاحب! میری آپ سے گزارش ہے کہ **محسن داوڑ صاحب** کو اعتراض ہے کہ جو آپ نے figures بتائے تو آپ نے ابھی ان کے ساتھ اکیلے بیٹھ کے ان figures کو ان کو بتاتا ہے کہ جو ان کے اعتراضات ہیں اس کو ختم کرنا ہے آپ نے۔ جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب سپیکر! Question Answer Hour میں بھی یہ figures quote کیے گئے۔ اب پھر وہی figures repeat ہوئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ان کو direction دے دی ہے کہ وہ آپ کے ساتھ بیٹھیں گے آپ کو مطمئن کریں گے۔

جناب محسن داوڑ: حقیقت یہ ہے جناب سپیکر کے ہمارے ساتھ وعدہ ہوا تھا سو بلین کے Development Budget کا۔ یہ جو 62 Billion لکھا گیا ہے اس کا تو ہمیں پتہ نہیں ہے کہ یہ کس مد میں ہے یہ تو وہ تنخواہوں والا بجٹ ہے جو اس کے اوپر لکھا گیا ہے۔ اس میں utilized کتنے ہوئے ہیں یہ ذرا آپ detail بتائیں۔ دوسری چیز۔

جناب قائم مقال سپیکر: یہ آپ کو پوری۔۔۔

جناب محسن داوڑ: میں ایک چیز جناب سپیکر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

جناب محسن داوڑ: Planning Commission کی میں figures بتاتا ہوں 27 دسمبر، تین چار دن پہلے کی figure میں بتاتا ہوں۔ یہ جو 48 billion allocate ہوا ہے اس میں صرف 8 بلین release ہوئے ہیں۔ اور ADP جو ہے 71 بلین کی جو

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ADP ہے وہ اس میں صرف 4.4 billion release ہوئے ہیں۔ مطلب جتنا بھی 166 یا کتنے ارب روپے کا بجٹ انہوں نے بتا یا اس میں صرف ابھی تک بہت ہی کم آٹھ جمع چار اعشاریہ چار اتنے ارب روپے۔ تو یہ جناب سپیکر ہمارے ساتھ مذاق نہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کو پورا detail بتائیں گے۔

جناب محسن داوڑ: اربوں روپے بتائی جا رہے ہیں release ابھی تک کچھ بھی نہیں ہوا۔ یہ الفاظ کی ہیرا پھیری ہے حقیقت میں ایسا کچھ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شہریار خان آفریدی صاحب! آپ نے ان کو جو ہے بعد میں آپ نے ان کو پورا detail بتانا ہے۔

جی۔

جناب محسن داوڑ: آخری چیز جناب سپیکر صاحب آخری چیز۔ یہاں پر 88 بلین کہا گیا ہے کہ جو NFC میں ہمارا share بنتا ہے تو NFC تو ابھی ہوا نہیں تو انہوں نے ہمارا share کس طرح evaluate کر لیا؟ NFC تو ابھی تک آتا نہیں ہے تو یہ figure پتہ نہیں کہاں سے ہے۔

جناب قائم مقال سپیکر: ٹھیک ہے۔

02 جنوری 2020ء

میرانشاہ بازار کے زمین مالکان کا احتجاج اور مختلف مسائل پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! آج صبح "ڈان اخبار" میں ایک سٹوری چھپی ہے اور وہ ہے ریلوے کے CEO کی appointment سے related ہے۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی ریلوے کی CEO کی جو appointment ہوئی ہے اس میں میرٹ کی violation ہوئی تھی۔ آج جو سٹوری میری نظروں سے گزری ہے اس میں ایک دفعہ پھر جو seniority list ہے اس کو ignore کیا گیا ہے۔ وہاں کے جو واحد eligible آفیسر ہے گریڈ 22 کے لیے جنہوں نے گریڈ 21 میں دو سال گزارے ہیں **سعید خان صاحب**۔ اس کو recommendations میں اس سمری سے drop کیا گیا ہے جو CEO کی appointment کے لیے پرائم منسٹر کے پاس بھیجی گئی ہیں۔ جونیئر موسٹ آٹھویں یا نویں نمبر پر گریڈ 21 کے جو آفیسرز ہیں ان کو اس سمری میں include کیا گیا ہے اور junior most آٹھویں اور نویں نمبر پر جو گریڈ 21 کا آفیسر ہے ان کو اس سمری میں include کیا گیا ہے۔ تو اگر یہاں پر ریلوے کا کوئی representative ہو نا اس کے behalf پر کوئی اور فیڈرل منسٹر یہاں پر موجود ہو جو اگر ان کا جواب دے سکیں۔

دوسری چیز، جناب سپیکر! **شمالی وزیرستان** میں وہاں کے میرانشاہ بازار کے جو landowners ہیں وہ 15 دن سے وہاں پر احتجاج کر رہے ہیں، جو بازار کی landcompensation ہے اور building loss کیلئے جس compensation کا وہ مطالبہ کر رہے ہیں، ان کے احتجاج کو 15 دن ہو گئے ہیں۔ صوبائی حکومت بھی on board ہے وہ بھی اس سے واقف ہے۔ وفاقی حکومت میں بھی میری مراد سعید صاحب سے بات ہوئی، کئی دفعہ، ایک فعہ انہوں نے ان کا جرگہ بھی بلایا تھا۔ تو جناب سپیکر! kindly اس

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کو ذرا seriously take up کریں حالانکہ کوئی ایسا فورم نہیں بچا جہاں پر انہوں نے اپنی فریاد نہ پہنچائی ہو۔ وہ لوگ پھر یہاں پر آجائیں گے۔

ایک اور important بات میں ضرور یہاں پر کرنا چاہوں گا، جناب **سپیکر! فاٹا** کو کافی عرصہ تک جو پولیٹیکل ایجنٹ ہوتا تھا وہ بادشاہ ہوتا تھا۔ وہاں پر permits ہوا کرتے تھے اور illegal permits ہوا کرتے تھے اور ان permits سے جو income آتی تھی وہ سرکاری خزانے میں نہیں جاتی تھی۔ وہ اسی پولیٹیکل ایجنٹ کی disposal پر ہوتی تھی۔ پورے **فاٹا** میں تقریباً وہ چیز ختم ہو گئی لیکن **شمالی وزیرستان** میں permits کے نام پر وہ بھتہ خوری ابھی تک جاری ہے۔ ایک ایک گاڑی سے آٹھ آٹھ، دس دس ہزار روپے بھتہ لیا جاتا ہے اور یہ سویلین انتظامیہ لے رہی ہے۔ المیہ یہ ہے کہ یہ سرکار کے خزانے میں نہیں جارہا ہے اور اس کی بندر بانٹ جہاں جہاں ہوتی ہے میں اس طرف اس لئے نہیں جاؤں گا کہ شاید پھر میرے الفاظ حذف ہو جائیں۔ میں نے اس مسئلے سے چیف منسٹر کو بھی آگاہ کیا ہے، اس مسئلے سے میں نے Prime Minister of Pakistan کو بھی آگاہ کیا ہے لیکن ابھی تک کسی نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔

جناب سپیکر! آخری بات، کل میر علی میں پھر attack ہوتا ہے، ایک blast ہوتا ہے اس کے بعد اس کے reaction میں firing ہوتی ہے، اس میں ایک پولیس اہلکار جو اس وقت فٹ بال کے ایک میچ کا تماشائی تھا، سہیل نامی پولیس کا سپاہی تھا، اس کی اس سے death ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! قانون سب کیلئے ایک ہونا چاہئے۔ تو میں اس کیلئے کسی انکوائری کی demand کروں گا کہ اس واقعے کی بھرپور اور شفاف تحقیقات ہوں تاکہ پتہ چل سکے یہ negligence کس کی طرف سے تھی؟ لوگ کیوں اس طرح مارے جارہے ہیں؟ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مراد سعید صاحب! ان کا ذرا ہمیں جواب دیں جو انہوں نے سوالات اٹھائے ہیں۔

جناب مراد سعید: سپیکر صاحب! وزیرستان کے حوالے سے جو ایشوز اٹھائے گئے ہیں میں ان کا جواب دے دوں گا۔ ریلوے منسٹری کے حوالے سے جو سوال ہے جو ریلوے منسٹری کو پتہ چلا گیا ہوگا اس کی وضاحت ان کی طرف آنی چاہئے۔ سپیکر صاحب!

ابھی میڈم منسٹر شیریں مزاری صاحبہ کہہ رہی ہیں کہ ابھی تک اس کی approval نہیں ہوئی جس story کا یہ کہہ رہے ہیں۔ چونکہ کیبنٹ میں آنا ہے، وہاں سے approval ہونی ہے تو لہٰذا ابھی ت ک فیصلہ نہیں ہوا جس کی آپ نے بات کی ہے۔

دوسری چیز، سپیکر صاحب! آپ کو یاد ہو گا پچھلے سیشن میں بھی سپیکر صاحب نے بھی احکامات جاری کئے تھے۔ جب ہم اپوزیشن میں تھے تو ویرستان کی تاجر برادری نے اسلام آباد پریس کلب کے سامنے مظاہرہ کیا تھا۔ ہم اپوزیشن میں تھے تو انہوں نے اس وقت کی گورنمنٹ سے کچھ مطالبات کئے تھے۔ تاجر برادری جن کی دکانوں کو نقصان پہنچا ہے اور دکانوں کے اندر جن کا سامان پڑا ہوا تھا تو اُس سامان کا بھی ان کو معاوضہ دیا جائے۔ سپیکر صاحب! میں نے اس دھرنے میں بھی شرکت کی۔ محسن کو اس بات کا علم ہے۔ الحمدللہ ڈیڑھ سال کے اندر ان کا جو پرانا نقصان تھا جو ہم اپوزیشن میں demand کرتے تھے، وہ یہاں پر آکر مظاہرے کرتے تھے تو الحمدللہ تاجر برادری کو ان کا معاوضہ ادا کر دیا گیا ہے۔ اللہ کا شکر ہے جن کے گھر اُجڑے تھے یا جن کی دکانیں اُجڑیں تھیں ان کی دکانیں ایک مرتبہ پھر سے آباد ہونا شروع ہو جائیں گی۔

اب انہوں نے ٹریڈرز کی بات کی ہے، اب یہ دوسری چیز سامنے آئی ہے۔ سپیکر صاحب! مہ ہمیشہ سے کہتے آرہے ہیں کی ہمارے انضمام شدہ اضلاع ہیں، جو سابقہ فاٹا ہے۔ انہوں نے اس ملک کے لیئے بہت زیادہ قربانیاں دی ہیں۔ ان کو محروم رکھا گیا تھا۔ کیونکہ جب کسی علاقے میں اگر آپ نے آپریشن کرنا ہی تھا تو وہاں پر ان کے علاقے آباد کرنا، ان کے گھر آباد کرنا اور ان کی دکانیں آباد کرنا، ان کی زندگی کا وہاں پر پھر سے آغاز کرنا یہ ان کا بنیادی حق ہے جو آپ نے ادا کرنا تھا۔ سپیکر صاحب نہیں ہو سکا تو الحمد اللہ حکومت کی کوششوں سے، عمران خان صاحب کی خود اپنی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے جو دکانداروں اور ان کی دکانوں کے اندر نقصان پہنچا تھا وہ معاوضہ دے دیا گیا۔

ایک اور چیز، فاٹا کے اندر ایک اور فیصلہ ہوا تھا جب انضمام ہو رہا تھا۔ انضمام کے وقت یہ بات کی گئی تھی کہ جو medical students ہیں آپ نے ان کے کوٹے کو بڑھانا ہے اور اس پر implement کرنا ہے۔ آپ کو یاد ہے کہ وہ نہیں ہوا تھا۔ آپ کے جرگے سے بھی میری ملاقات ہوئی، ہم نے اس کو pursue کر دیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس ایوان میں جس چیز کے اوپر بحث ہوئی تھی وہ implement بھی ہو گیا، ان کا کوٹہ بھی بڑھ گیا الحمدللہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سپیکر صاحب! تیسری چیز، جو انہوں نے ابھی permits کے حوالے سے بات کی ہے۔ یہ ایک نئی چیز سامنے آئی ہے۔ کم از کم میری نظر میں تو پہلی دفعہ آئی ہے۔ تو آپ جو ریکارڈ وغیرہ ہے یا جو documents ہیں آپ مجھے بھی دیجئے گا جس طرح ہم نے باقی چیزیں کی ہیں اس کو بھی کریں گے لیکن سپیکر صاحب! ایک اور چیز۔ کل یہاں پر ایک بات discuss ہوئی تھی، وزیرستان کے حوالے سے جو سوال ہوا تھا کہ ابھی تک صرف 8 بلین دیا گیا ہے 48 بلین کا وعدہ کیا گیا تھا۔ سپیکر صاحب! آپ اگر کل کا سوال دیکھیں اور جواب دیکھیں، میں نے اپنے بھائی کو سمجھایا بھی کہ وہ release تھا، مطلب یہ نہیں ہے کہ 48 بلین نہیں رکھا گیا لیکن وہ جو ابھی تک spent ہو چکا ہے وہ 8 بلین تھا۔ جو 48 بلین آپ کیلئے رکھا گیا ہے اس کی implementation ہونی ہے وہ آپ لوگوں کے اوپر ہی لگنا ہے۔ سپیکر صاحب! الحمدللہ ترقی کا ایک سفر شروع ہو چکا ہے، انشاء اللہ جو بھی ایشوز ہوں گے، یہی پارلیمنٹ کا فائدہ ہے کہ آپ ایشوز اٹھاتے ہیں ہم اس کو address کرتے ہیں اور اسی طرح لوگوں کیلئے آسانیاں پیدا ہوتی ہیں، شکریہ۔

30 جنوری 2020ء

منظور احمد پشتین کی گرفتاری اور ملک غداری کا الزام

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب! پہلے آپ نے جو اس پارلیمنٹ کے بارے میں الفاظ کہے ہیں اس کو واپس لیں پھر آپ کو Floor دیتے ہیں۔

محسن داوڑ: جناب سپیکر بہت شکریہ۔ میں نہیں سمجھتا کہ کس تقاریر کی طرف وہ اشارہ کر رہے ہیں۔ میں اس کا جواب دوں گا۔ **علی وزیر** کے تقریر کا بھی میں آخر میں جواب دوں گا۔ جناب سپیکر! مجھے موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے **علی وزیر** کو موقع دیتے ہیں۔ جی **علی وزیر**۔ انہوں نے کہا کہ آپ وضاحت کریں۔ **علی وزیر!** جو آپ نے اپنا بیان دیا ہے اس پہ ایک دفعہ غور کریں۔ **علی وزیر!** پہلے آپ بات کریں۔

جناب علی وزیر: پہلے محسن بات کر لے پھر میں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو انہوں نے بولا ہے پہلے وہ اپنے الفاظ واپس لیں اس کے بعد آپ کو موقع دیتے ہیں۔ **علی وزیر**۔

جناب علی وزیر: پہلے **محسن** کو موقع دے دیں اس کے بعد میں بات کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بولنا نہیں چاہتے۔ انہوں نے جو بولا ہے وہ الفاظ پہلے واپس لیں اس کے بعد میں آپ کی طرف آتا ہوں۔

جناب علی وزیر: میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ جواب دیں۔

جناب علی وزیر: پہلے **محسن** کو موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

محسن داوڑ: جناب سپیکر بہت شکریہ۔ میں ان الفاظ کا بھی جواب دوں گا لیکن اس سے پہلے میں اپنی مدعا یہاں پر پیش ضرور کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ اس کا جواب دیں۔ اس کے بعد آگے بات کریں۔

جناب **محسن داوڑ:** جناب اس جواب پر بھی آرہا ہوں۔ آپ ذرا بات تو سن لیں۔ میں جس چیز کے لیے Floor مانگنا چاہتا ہوں آپ ذرا وہ بات پہلے سن لیں پھر جس چیز کا آپ مطالبہ کر رہے ہیں میں اس پر بھی بات کروں گا۔ میں جس طرح بولنا چاہوں آپ مجھے Dictation نہیں دے سکتے۔ جناب سپیکر! ستائیس تاریخ کو **پشتون تحفظ مومنٹ** کے قائد **منظور پشتین** کو پشاور سے گرفتار کیا جاتا ہے۔ الزام اس پر صرف یہی ہے اور الزام وہی ہے جو کہ **باچا خان** کے اوپر بھی لگا تھا، جو کہ **ولی خان** سے لے کر **اسفندیار ولی** تک سب پر لگا تھا۔ جو **صمد خان اچکزئی** سے لے کر **محمود خان اچکزئی** تک سب پر لگا تھا۔ **فاطمہ جناح** کے اوپر بھی لگا تھا، جو کہ **خیر بخش مری** کے اوپر بھی لگا تھا، جو کہ **جی ایم سید** کے اوپر بھی لگا تھا، جو کہ **عطاءاللہ مینگل صاحب** کے اوپر بھی لگا تھا۔ یہ مجھ پر بھی لگا ہے اور شاید یہاں پر اور وہ لوگ تالپور صاحب بیٹھے ہیں **بھٹو صاحب** پر بھی اور جو بھی یہاں پر بیٹھے ہیں جس نے بھی سچ کی بات کی ہے جس نے بھی جمہوریت کی بات کی جس نے بھی پاکستان کے آئین کی بات کی ہے اس پر الزام یہی لگا ہے کہ یہ اس ملک کا بھی غدار ہے اور یہ آئین بھی نہیں مانتا یہ قانون بھی نہیں مانتا۔ جبکہ حقیقت کیا ہے؟ ان تمام شخصیات پر بھی اس طرح کے مقدمے قائم ہوئے ابھی تک پاکستان کی ایک بھی عدالت میں کسی ایک بھی شخصیت کے اوپر ایک بھی جرم ثابت نہیں ہوا۔ اگر ثابت صرف کسی کے خلاف ہوا ہے تو وہ پرویز مشرف کے خلاف ہوا ہے جو بڑے دھڑلے سے کہتے تھے کہ آئین کیا چیز ہے؟ آئین کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے اس کو dustbin میں بھی پھینک سکتے ہیں۔ تو یہ صاحبان اس وقت کہاں تھے جب اس پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے آئین کے بارے میں ایک ڈکٹیٹر اس طرح کے الفاظ استعمال کر رہے تھے۔

جناب سپیکر! پھر جب عدالت بنتی ہے اس پر ایک مقدمہ چلتا ہے اور اس مقدمے میں وہ convict ہوتا ہے یہ بہت ضروری بات ہے جناب سپیکر! وہ convict ہوتا ہے تو اس conviction کے بعد ایک ادارے کے ترجمان آتے ہیں تو پھر اس

چیز پر تنقید کرتے ہیں۔ پھر اس پر اظہار ناراضگی کرتے ہیں کہ یہ سزا کیوں سنائی گئی ہے۔ ایک فرد نے جو جرم کیا ہے ایک ادارہ اسے own کرتا ہے۔ جناب سپیکر! یہ بہت خطرناک بات ہے۔ یہ آئین اس پارلیمنٹ نے بنایا ہے۔ اس آئین کا رشتہ ہے اس ریاست اور اس عوام کے درمیان۔ یہی آئین ایک دوسرے کو باندھتا ہے۔ اس آئین کی جو بھی مخالفت کرتا ہے وہ غدار ہے۔

میں آخر میں صرف اس بات پر بھی آؤں گا لیکن یہ کس طرف ہم جا رہے ہیں۔ یہ کونسا کلچر ہم promote کر رہے ہیں۔ یہ ایک Specific Narrative بنانے کی ہم کوشش کر رہے ہیں۔ **منظور پشتین** کی گرفتاری کے خلاف اس دن جب پریس کلب کے سامنے ہم احتجاج کر رہے تھے تو مجھے بھی گرفتار کر لیا تھا۔ کھینچ کر مجھے لے کر گئے اور گاڑی میں ڈالا تو جب مجھے گاڑی میں ڈال رہے تھے تو ایک پولیس کا سپاہی، ذرا اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ یہ وہ Narrative ہے جو ایک انجینئر طریقے سے پریس کے ذریعے اور دوسرے تمام اس طرح کے بیانات کے ذریعے پاکستان کے عوام کے ذہنوں میں ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وہ سپاہی چلاتا ہے مجھے گرفتار کیا جا رہا تھا اور وہ چلاتا ہے کہ "ہندوستان مردہ باد" اور "اسلام زندہ باد"۔ تو گویا اس طرح ایک اور مذہب کے خلاف بھی کچھ کلمات کہے گئے ہیں میں ان کو repeat نہیں کرنا چاہتا۔ جب اپنے مفادات کی بات تھی تو dollars کی جنگ کے لئے میں س سے بہتر مسلمان بھی تھا، میں مجاہد بھی تھا، مجھے لڑواتا بھی گیا۔ لیکن جب میں اپنے حق کی بات کرتا ہوں، جن میں اس جن کے خلاف بات کرتا ہوں، جب میں اس جنگ کی مذمت کرتا ہوں، جب میں اس جنگ کے روکنے کی بات کرتا ہوں تو پھر مجھے اور تو اور مجھ پر کفر کے فتوے بھی لگنے شروع ہو گئے ہیں۔ وہ جو مختلف ممالک کے ایجنڈے کے فتوے تھے وہ تو ختم ہو گئے ہیں میرے خیال میں وہ ابھی کام نہیں کر پا رہے ہیں۔ اب یہ فتوے بھی لگنے شروع ہو گئے ہیں کہ فلاح ہم کسی اور مذہب کے ہیں۔ اب ہم کافر بھی ہو گئے ہیں۔ یہ جس تدبیر کی آپ بات کر رہے ہیں۔ مجھے وہ الفاظ یاد نہیں ہیں جو **علی وزیر صاحب** نے استعمال کیے ہیں۔ لیکن شاید آپ کو اپنے پرائم منسٹر صاحب کے الفاظ یاد ہوں۔ وہ الفاظ جو انہوں نے اس پارلیمنٹ کے لیے کہے تھے اس کے بارے میں بھی آپ تھوڑا کہیں کہ اس پارلیمنٹ کے خلاف اس نے کیا کہا تھا۔

جناب سپیکر! میں اپنی تحریک کے بارے میں ایک بات کرتا ہوں جب سے یہ تحریک شروع ہوئی ہے جس دن سے یہ تحریک شروع ہوئی ہے ہم پر یہ بات بھی کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ ایک گملا بھی ہم نے توڑا ہو۔ مقدمات سیاسی بنتے رہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

آپ کے پرائم منسٹر کے اوپر بھی دہشت گردی کے مقدمات ہیں۔ آپ کے موجودہ صدر پاکستان کے اوپر بھی دہشت گردی کے مقدمات ہیں۔ کیا کیا تھا؟ میں جب یہاں پر احتجاج کے لیے آتا تھا تو میں نے ایک گملا بھی نہیں توڑا تھا۔ میں دس دن سے یہاں پر بیٹھا تھا۔ میں نے کوئی روڈ بھی بلاک نہیں کیا تھا۔ میں نے ایک گملا بھی نہیں توڑا تھا۔ آپ نے تو پارلیمنٹ پر بھی حملہ کیا ہے۔ آپ نے تو پی ٹی وی پر بھی حملہ کیا۔ اس سے زیادہ دہشت گردی اور کیا ہو سکتی ہے۔ ان کو تو کسی نے گرفتار نہیں کیا۔ وہ تو اب بھی وزارت عظمیٰ کی کرسی پر براجمان ہیں۔ آپ کے صدر ابھی بھی پاکستان کے صدر ہیں ان پر بھی اسی طرح کے دہشت گردی کے مقدمات ہیں۔

تو جناب سپیکر! ہم یہ بات کرنا چاہتے ہیں کہ دو دن پہلے پرویز خٹک صاحب بیان دیتے ہیں کہ میں مذاکرات کی دعوت دیتا ہوں۔ پھر اس کے دوسرے دن بعد **منظور پشتین** کو گرفتار کر لیتے ہیں، تو یہ ماجرہ ہے۔ یہ ملک کون چلا رہا ہے؟ ہمیں یہ بتا دیا جائے کہ یہ ملک کون چلا رہا ہے؟ وفاقی وزیر دفاع ہمیں مذاکرات کی دعوت دیتا ہے اور پھر اس کے دوسرے دن بعد **منظور پشتین** کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ پھر جناب سپیکر! یہاں پر اسلام آباد میں ایک پُرامن احتجاج ہو رہا تھا مجھ سمیت 29 بندے پھر آخر میں 23 بندے رہ گئے تھے جس میں **عوامی ورکرز پارٹی** کے لوگ بھی تھے جس میں **پشتون تحفظ موومنٹ** کے لوگ بھی تھے ان کو گرفتار کیا گیا اور پھر ان پر مقدمے بھی درج کر دیے گئے تھے۔ مقدمہ بھی غداری کا۔ ہر مقدمہ جب درج ہوتا ہے تو پھر اس میں غداری کی دفعہ ضرور شامل ہوتی ہے۔

آخر میں جناب سپیکر! مجھے یہ لگتا ہے کہ شاید پورا ملک ہی غدار declare ہو جائے سوائے چند افراد کے، سوائے چند سرکاری آفسران کے۔ خدارا اس چیز پر عدالتوں کا بھی وقت ضائع نہ کریں prosecution کا بھی وقت ضائع نہ کریں اور اس پورے ملک کو غدار بنانے کا پروجیکٹ جس نے بھی اپنے سر لیا ہے ان کو بھی اس پراجیکٹ سے روکیں کہ یہ انتہائی خطرناک پراجیکٹ ہے۔ اس طرح سے ریاست نہیں چل سکتی۔ اس طرح سے ملک نہیں چل سکتا۔ جو اپنے حق کی بات کرتا ہے مجھے پتہ ہے **مراد سعید** پھر اپنی نوکری پکی کرنے کے لیے بھرپور جو بھی اس کے دل میں آئے گا وہ بولے گا لیکن میں اس کو یہ بتاتا چلوں کہ ذرا اپنی قوم کی بھی فکر کرو۔ یہ نوکری آپ کو کچھ نہیں دے گی۔ یہ صرف ایک سال رہے گی، دو سال رہے گی، تین سال رہے گی، ان کو صرف گالی

دینے کے لیے یہاں پر بٹھایا گیا ہے۔ کیا آپ نے گالیاں دینی ہیں؟ ان سب کو گالیاں دینی ہیں جو اپنے حق کی بات کرتا ہے۔ آپ کو گالیاں دینے کے لیے بلایا گیا ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

10 فروری 2020ء

ٹول ٹیکس سے مثتثنی گاڑیوں کی وضاحت

جناب سپیکر: محسن داوڑ آن سپلیمنٹری۔

جناب محسن داوڑ: مختصر سا سوال ہے کہ ذرا اگر یہ بتادیں کہ ایسی بھی گاڑیاں ہیں جو ٹول ٹیکس سے مثتثنیٰ ہیں۔ ہاں نا نہیں۔ اگر ہیں تو کونسی ہیں؟

جناب سپیکر: مراد سعید صاحب۔

جناب مراد سعید: سپیکر صاحب! بالکل ایسی گاڑیاں ہیں۔ وہ مختلف ہمارے ججز آتے ہیں، پاکستان کی سیکورٹی ایجنسیز کے آتے ہیں۔ میرے خیال میں انہوں نے جو پوچھا ہے یہ پہلل سے قانون بنا ہوا ہے اور ان کو exemption ہے ٹول ٹیکس سے۔ ایمبولنس آتی ہیں 1122 کی گاڑیاں آتی ہیں ہماری سپریم کورٹ کے اور ہائی کورٹ کے ججز آتے ہیں یہ exempted ہیں۔

شمالی وزیرستان میں میرانشاہ بازار کے مالکان کا 45 دن کا احتجاج

جناب چیئرپرسن: جناب محسن داوڑ صاحب۔

POINTS OF ORDER

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! پچھلے ہفتے بھی فلور لینے کی کوشش کی تھی، ایک بہت ہی important مسئلہ ہے۔ **شمالی وزیرستان** میں میرانشاہ بازار کے جو owners ہیں وہ ۴۵ دن سے **وزیرستان** میں احتجاج کر رہے تھے اور اس کے بعد پچھلے بارہ دنوں میں سے وہ پشاور کی صوبائی اسمبلی کے باہر احتجاج کر رہے ہیں اور جو لوگ شناخت ہوئے ان کا معاوضہ چاہتے ہیں۔ لیکن

ابھی تک نہ وفاقی اور صوبائی حکومت کی طرف سے کسی قسم کی کوئی engagement نہیں ہوئی اور اسی طرح ہمارے **جنوبی وزیرستان** کے جو ساتھی ہیں محسود ایریا میں وہ احتجاج کر رہے ہیں۔ ان کو بھی تقریباً بارہ تیرہ دن ہو گئے ہیں۔ ان کے ساتھ ابھی تک کسی قسم کا رابطہ نہیں کیا۔ گزارش کروں گا کہ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور میرے خیال میں صوبائی حکومت اس کو individually شاید حل بھی نہ کر پائے۔

وہ احتجاج کر رہے ہیں ٹانک میں، تقریباً بارہ، تیرہ دن ہو گئے ہیں ان کے ساتھ کسی نے ابھی تک کسی قسم کا رابطہ نہیں کیا۔ تو گزارش کروں گا کہ چونکہ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور میرے خیال میں صوبائی حکومت اس کو individual شاید حل نہ کر پائے۔ تو یہاں سے وفاقی حکومت کی طرف سے کوئی منسٹر اگر اس کی responsibility لے اور صوبائی حکومت کے ساتھ اس چیز کو coordinate کرے اور اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرے۔

دوسری چیز جناب سپیکر! دو، تین دن سے ایک بہت اہم خبر گردش کر رہی ہے۔ کہ **تحریکِ طالبان پاکستان** کا سابقہ ترجمان، **احسان اللہ احسان** فرار ہو گیا ہے۔ اب یہ اتنا important issue ہے کہ اس پر ابھی تک وفاقی حکومت کا کوئی response نہیں آیا۔ تو میں اس سے پہلے کہ اس مسئلے پر ہم کوئی بات کر سکیں میں چاہوں گا کہ وفاقی حکومت کی طرف سے اس مسئلے کی کوئی نہ کوئی explanation آئے۔ کہ ہوا کیا ہے؟ آیا اس بات میں کوئی حقیقت ہے یا نہیں۔ اس چیز کو وہ explain کر کے دیں۔ اور تین سوالات میں یہاں چھوڑ تا جاؤں گا اور وفاقی حکومت کی طرف سے جو بھی چاہے وہ اس کا جواب دے کہ احسان اللہ احسان کو کس کیس میں گرفتار کیا گیا تھا؟ کس عدالت میں اس کو present کیا گیا تھا اور اس کو کس جیل میں رکھا گیا تھا۔ ان سوالات کے جواب ہم وفاقی حکومت سے چاہیں گے۔ اور اگر وہ واقعی فرار ہوا ہے تو جناب سپیکر! یہ بہت ہی serious مسئلہ ہے۔ اس پر پھر ایک وفاقی پارلیمانی کمیٹی قومی اسمبلی کی بنی چاہیے۔ سب سے پہلے میں چاہوں گا کہ اگر یہ اس کی وضاحت کریں کہ اس میں حقیقت کیا ہے؟

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ آپ کے سوال نوٹ ہو گئے ہیں اور متعلقہ وزیر صاحب جب آئیں گے تو وہ اس کا جواب دیں گے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

13 مئی 2020ء

کورونا وائرس کی وباء اور لاک ڈاؤن

جناب چیئرپرسن: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ سب سے پہلے تو آج موقع ہمیں ملا ہے اور اس سے پہلے اس بات کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ کم از کم اس اجلاس کے لیے تو بتایا گیا ورنہ **کورونا** سے related اب تک جتنی بھی پارلیمانی پارٹیز کی یا مختلف میٹنگز ہو چکی ہیں چاہے حکومت کی طرف سے بلائی گئی ہو یا اپوزیشن کی طرف سے اس میں ہمیں بلانے کی زحمت نہیں کی گئی۔ ہم سب سے پہلے تو ان تمام ہیلتھ ورکرز کو جتنا بھی para-medics staff ہے، جتنے بھی ڈاکٹرز ہیں۔ جو فرنٹ لائن پر اس وباء کے ساتھ لڑ رہے ہیں سب سے پہلے ان کو salute پیش کرتے ہیں، خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ اتنے خطرے کے ماحول میں بھی وہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اس کا مقابلہ کر رہے ہیں اور عوام کو تحفظ دے رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ جتنے بھی ہمارے colleagues اس اسمبلی میں جو **کورونا وائرس** کا شکار ہوئے ہیں، **منیر اورکزئی صاحب** وہ recover ہو چکے ہیں، **گل ظفر صاحب** اور **محبوب شاہ صاحب** اور اگر کوئی ہو میں نام بھول ہو گیا ہوں تو معذرت خواہ ہوں تو ان کی جلد از جلد صحت یابی کیلئے بھی ہم دعا گو ہیں۔

جناب چیئرمین! بنیادی طور پر تفصیلی بات ہو چکی ہے، بار بار repeat کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے، وہی باتیں repeat ہو رہی ہیں، specifically میں لاک ڈاؤن پر تھوڑا زور ڈالنے کی کوشش کروں گا کہ لاک ڈاؤن اور سب سے اوپر سمارٹ لاک ڈاؤن، یہ ایک ایسی اصطلاح تھی کہ جب ہم یہ جو law enforcement agencies اور پولیس والوں سے ملتے تھے تو وہ بھی کہتے تھے کہ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ یہ سمارٹ لاک ڈاؤن کیا ہوتا ہے یا لاک ڈاؤن بذات خود کیا چیز ہوتی ہے۔ جو جتنے بھی عرصے تک، یہ لاک ڈاؤن وہاں پر اب تو ختم ہو گیا ہے، لیکن جب یہ لاک ڈاؤن impose تھا، میرے خیال میں وہ رزلٹ نہیں نکلے، وہ فائدہ نہیں ہوا، وہ مقاصد حاصل نہیں کر سکے جس کیلئے وہ لاک ڈاؤن impose کیا گیا تھا کیونکہ partial lockdown لاک

ڈاؤن تو ہمیں یہ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ چند دکانوں کو بند کر کے لوگوں کا جم غفیر، اپنے صوبے میں تو جہاں جہاں میں گھوما ہوں مجھے تو وہی routine کے معاملات نظر آ رہے تھے تو وہ containment اس طریقے سے دیکھنے میں نہیں آئی جس طریقے سے ہونی چاہئے تھی، تو میرے خیال میں صرف لوگوں کے وہ کاروبار و روزگار ضائع ہوئے ہیں باقی وہ فائدہ ہم نے حاصل نہیں کیا کہ ہم اس چیز کو contain کر سکیں۔

اب ہم یہاں پر South Korea کی بات کرتے ہیں مجھ سے پہلے **ہوتی صاحب** نے بھی یہ بات کی، پرائم منسٹر صاحب بھی اس کی example دیتے ہیں کہ South Korea میں بھی لاک ڈاؤن impose نہیں کیا تھا اور انہوں نے کنٹرول کر لیا ہے۔ تو ہمارے اور SouthKorea کے درمیان بہت بڑا فرق ہے، South Korea کی ٹیسٹنگ capacity ہے میرے پاس جو چند دن پہلے کی figures ہے تو 12365 ہے۔ انہوں نے بالکل کنٹرول بھی کیا، trace بھی کیا لیکن انہوں نے اتنی بڑی تعداد میں testing بھی کی اور پھر اس طریقے سے جو tracing ہوئی اس کے بعد پھر انہوں نے accordingly جو precautionary measures تھے وہ بھی لئے اور اس چیز کو پھر انہوں نے ختم بھی کیا ہے۔ لیکن ہماری تو situation بالکل ہی الٹی ہے۔ ہمارے پاس جو چند دن پہلے کی figures ہے، خیبر پختونخوا جو سب سے زیادہ affected صوبہ ہے، جہاں پر سب سے زیادہ deaths ہوئی ہیں تو وہاں پر 528 ٹیسٹ فی ملین ہیں، پنجاب میں 646 ہیں، بلوچستان میں 813 ہیں، سندھ میں سب سے زیادہ 1288 ٹیسٹ فی ملین پاپولیشن ہیں۔ لیکن یہ چند دن پہلے کی figures ہے اس میں انیس بیس کا فرق آیا ہو گا۔ اور پھر جب ہم خصوصاً خیبر پختونخوا کی بات کریں تو وہاں پر جو زیادہ ٹیسٹنگ ہوئی ہے جو پشاور ویلی، پشاور، مردان، مردان میں چونکہ پہلا کیس آیا تو زیادہ وہاں پر ہوئی لیکن یہ جتنے remote ایریاز ہیں، کوہستان میں ابھی تک کوئی ٹیسٹ نہیں ہوا جو چند دن پہلے کی figures ہیں، مہمند میں چند دن پہلے تک 15 ٹیسٹ فی ملین پاپولیشن ہوئے South وزیرستان میں 32 ٹیسٹ ہوئے، North وزیرستان میں 42 ٹیسٹ فی ملین ہوئے۔ اب یہ وہ علاقے ہیں اور جو statistics ہیں وہ ہمیں یہ بتا رہے ہیں کہ 77 فیصد جو spreading ہوئی ہے ان علاقوں میں وہ domestic spread کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اب وہاں پر joint family system بھی ہیں اور مطلب interaction بھی بہت زیادہ ہے، awareness campaign بھی اس طریقے سے نہیں چلائی گئی تو اس میں vulnerability پھر اور بھی زیادہ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے اور ہم یہاں پر جب دیکھ رہے ہیں کہ وہاں پر ٹیسٹنگ capacity اس جیسی نہیں ہے جتنی ہونی چاہئے تھی تو ہماری ایک تو یہ recommendation ہے کہ جتنے بھی remote ایریاز پورے ملک میں ہیں، یہ میرے اپنے صوبے کے figures لئے ہیں شاید سارے صوبوں میں یہی مسئلہ ہو کہ جو capitals ہیں اور جو اربن ایریا ہیں وہاں پر شاید ٹیسٹنگ زیادہ ہو اور جتنا آپ آگے چلتے جائیں وہاں پر ٹیسٹنگ capacity اتنی نہیں ہو۔ تو جو بھی جتنے بھی remote ایریاز ہیں وہاں پر ٹیسٹنگ capacity کو آپ گریڈ کرنے کی ضرورت ہے۔ اوورسیز جتنے بھی ہمارے ساتھی ہیں، ہمارے ملک کے جتنے بھی وہاں پر بسنے والے لوگ ہیں خصوصاً ہمارے خیبر پختونخوا کے لوگ وہاں Gulfcountries میں بہت ہی زیادہ ہیں اور وہ پورا نقشہ مجھ سے پہلے **ہوتی صاحب** نے کھینچا تو میں پھر اس کو repeat نہیں کرنا۔

لیکن مسئلہ ان کا یہ ہے کہ ایک تو ان کی واپسی کا مسئلہ ہے، وہاں پر وہ jobless ہو چکے ہیں ان کی جو آمدن تھی وہ بھی ختم ہو چکی ہے اب جو وہ واپس آنے کی کوشش کرتے ہیں تو پہلے تو فلائٹس نہیں ہوتیں اور پھر جب **پی آئی اے** کی فلائٹس ہوتی ہیں تو وہ بھی بہت مشکل سے پہلے ان کو ٹکٹ ملتا ہے، پھر جب ان کو ٹکٹ ملتا ہے تو وہ اس کا fare تین گنا یا چار گنا ہوتا ہے۔ تو یہ بھی ایک suggestion ہے کہ **پی آئی اے** کے حکام کو چاہئے تھا کہ فلائٹس بھی بڑھائیں اور subsidize ریٹس پر وہ ان ممالک سے لوگوں کو یہاں لے کر آئیں لیکن ہم الٹی چیز دیکھ رہے ہیں کہ سسٹم بالکل الٹا چل رہا ہے۔

ساتھ ہی ساتھ بہت ہی ضروری چیز جس کی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں یہاں پر ایجوکیشن منسٹر نے آنلائن کلاسز کی بات کی۔۔۔

سابقہ فاٹا میں انٹرنیٹ کو بحال کیا جائے

جناب چیئرپرسن: داوڑ صاحب! چونکہ کافی ٹائم ہو گیا تو آپ wind up کیجئے۔

جناب محسن داوڑ: میں wind up کرتا ہوں، میں نے ایک اور ایشو پر بھی دو منٹ بات کرنی ہے مجھے تھوڑا ٹائم دیجئے گا۔ آنلائن کلاسز کی یہاں پر بات ہوئی، ہمارے ex-FATA کے جتنے بھی لوگ ہیں ایک دو ڈسٹرکٹ کو چھوڑ کر ان کے طلباء

سالوں سے چیخ رہے ہیں اور جب سے یہ لاک ڈاؤن ہوا ہے اور آنلائن کلاسز کا وہاں پر آغاز ہوا ہے تو وانا میں احتجاج جاری تھا، نارتھ وزیرستان میں احتجاج ہوا، وہ یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ ہمیں 3G اور 4G کی سہولت دی جائے، وہاں پر cellular نیٹ ورک جا چکے ہیں لیکن وہ 3G اور 4G on نہیں کر رہے تو ہمیں یہ بھی بتانا جائے کہ وہ کونسی قوت ہے جو ابھی تک انٹرنیٹ کو وہاں پر نہیں چھوڑ رہی، اس لاک ڈاؤن کی situation میں وہاں پر بس وہی اشرافیہ ہے، اب تو پرائم منسٹر صاحب نے خود ہی نام لے لیا اور وہ اشرافیہ ملک میں ایک ہی اشرافیہ ہے اُس کی طرف بھی میں آرہا ہوں۔ دوسری چیز جو بہت important ہے۔

جناب چیئرپرسن: داوڑ صاحب wind up کریں۔

جناب محسن داوڑ: چیئرمین صاحب! میں ایک بہت ضروری ایشو کو discuss کرنا چاہتا ہوں، چند دن پہلے ہمارے **علی وزیر صاحب** کا چونکہ **کورونا** positive آچکا ہے اللہ ان کو جلد از جلد recover کرے، وہ خود آتے تو وہ اس معاملے پر بحث کرتے۔ ان کے چچازاد بھائی **عارف وزیر** جن کو چند دن پہلے وانا میں ایک target killing کے ذریعے شہید کیا گیا اور یہ ان کی فیملی کی کوئی پہلی شہادت نہیں، اسی دہشت گردی کی جو جنگ ہے اس میں وہ 18 شہادتیں دے چکے ہیں لیکن **عارف وزیر** کی جو شہادت ہے وہ کچھ منفرد اس لئے ہے کہ normally تو ہونا یہ چاہئے تھا کہ ایک target killing کا ایک دہشت گردی کا اگر واقعہ ہو تو ریاست کی یہ responsibility بنتی ہے کہ وہ جائے investigate کرے اور جو culprits ہیں ان کو پکڑے۔ یہاں پر تو ہم الٹا دیکھ رہے ہیں کہ جتنے بھی proxy accounts ہیں وہ اس چیز کو celebrate کر رہے تھے، یہاں تک کہ حکومت مکمل خاموش تھی، وفاقی اور صوبائی حکومت کی طرف سے اس قتل کی کوئی مذمت نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ گورنر پنجاب صاحب کی official ٹیم کے verified account کی طرف سے ایسا مواد۔۔۔

جناب چیئرپرسن: جی شکریہ۔

جناب محسن داوڑ: نہیں، جناب سپیکر! یہ بہت ضروری بات ہے، میں wind up کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرپرسن: دیکھئے جس مقصد کیلئے اجلاس بلایا گیا ہے تو اسی پر کریں، آپ **کورونا** پر کریں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب محسن داوڑ: کورونا کی آڑ میں human rights کی violation بھی نہیں ہونی چاہیے، **کورونا** کی آڑ میں دہشت گرد وزیرستان سے لیکر باجوڑ تک گھوم رہے ہیں، وہ grouping کر رہے ہیں، یہ **کورونا** سے تو آپ چھٹکارا پالیں گے۔ لیکن جو دہشت گردی کی وباء جنہوں نے ستر ہزار کے قریب ہمارے بندوں کو شہید کیا ہے۔ اس سے بھی نمٹنا ہو گا اور یہ سب **کورونا** کی آڑ میں ہو رہا ہے۔ میری آخری بات یہ ہے تو یہ بہت ضروری چیز ہے۔ ہم ان شہادتوں سے، میرے سامنے **ہوتی صاحب** بیٹھے ہیں، **عوامی نیشنل پارٹی** کے ہزار سے زیادہ کارکن اسی دہشت گردی کا نشانہ بنے ہیں، وہ اب بھی اپنے نظریے سے پیچھے نہیں ہٹے ہیں۔ یہاں پر **پیپلز پارٹی** کی قیادت وہ خود اس کا نشانہ بنی ہے۔ لیکن وہ اپنے نظریے سے پیچھے نہیں ہٹی۔ یہی بات میں ادھر repeat کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کے واقعات، اس طرح کے حملے یہ ہمیں اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹا سکتے۔ یہ اپنی سوچ، اپنے نظریے سے پیچھے ہمیں نہیں ہٹا سکتے ہیں، چیئرمین صاحب! ریاست کو کچھ responsibility----

08 جون 2020ء

بیرون ملک پاکستانیوں کے لئے ایمرجنسی پروگرام بنا دیا جائے

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جی بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! اب بہت ہی important issue یہاں پر raise ہوا ہے overseas Pakistanis خصوصاً پشتونخوا اور Ex-FATA کے وہاں پر کافی تعداد میں ہمارے لوگ موجود ہیں۔ ایک تو جو process شروع ہوا ہے جس کو اگر کسی نہ کسی طریقے سے ٹکٹ مل بھی جاتا ہے تو اس کی cost اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ تین گنا وہ ٹکٹ ان سے نارمل ریٹ سے زیادہ ہویا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ لوگ تین تین مہینے سے اپنے ڈیروں میں بیٹھے ہوئے ہیں وہاں پر بھی ان کو تنخواہیں نہیں مل رہی اور وہاں پر جو چھوٹی موٹی ان کی جمع پونجی تھی وہ بھی تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ تو میرے خیال میں ایمرجنسی basis پر کچھ نہ کچھ پروگرام ان کے لیے بنانا چاہیے تاکہ ان کو واپس لایا جا سکے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

11جون 2020ء

دہشت گردی کی وباء

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔ پلیز پانچ منٹ میں اپنی بات مکمل کیجئے گا۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ پانچ نہیں سات منٹ میں پوری بات مکمل کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اور لوگ بھی ہیں۔ میں اس وقت تکلیف میں ہوں۔ میری تکلیف محسوس کریں۔ میں بھی تین گھنٹے سے اوپر بیٹھ چکا ہوں۔

جناب محسن داوڑ: میں کوشش کروں گا کہ پانچ منٹ میں تقریر ختم کروں گا لیکن پانچ منٹ، پانچ منٹ ہی ہونے چاہئیں۔ جناب سپیکر! بات COVID پہ ہونی چاہیے تھی۔ لیکن چونکہ مسئلہ وہ already اس پہ discussions ہو چکی ہے۔ میں صرف کہوں گا کہ یہاں پر جو بہترین قسم کی تصویر پیش کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ ہم روزمرہ کی بنیاد پر ہسپتالوں میں جاتے ہیں۔ حالات اس سے بہت زیادہ بدتر ہیں۔ چند دن پہلے اسلام آباد میں بہت دیرینہ ساتھی **پختونخواہ ملی عوامی پارٹی** کے سیکرٹری **قیوم اچکزئی** COVID-19 کا شکار ہوئے تھے اور ہسپتال میں ventilator نہ ہونے کی وجہ سے ان کی death ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! دنیا کورونا سے لڑ رہی ہے۔ **کورونا** بھی یقیناً ایک وباء ہے۔ ہم **کورونا** سے بہت بڑی وباء دہشت گردی کا ابھی تک سامنا کر رہے ہیں۔ پچھلے کچھ عرصے سے یہ دہشت گردی کی وباء ایک دفعہ پھر زور پکڑ رہی ہے۔ پچھلے ہفتے میں دو دن کے اندر تین target killings کے واقعات ہوئے ہیں۔ اس میں ایک **ملک مسعود الرحمٰن**، ایک لاہور یونیورسٹی کے طالبعلم **اسرار خان** اور **ملک عصمت اللہ**، دو دن کے اندر تین target killings ہوئی ہیں۔ اس سے پہلے عید کے دن **شمالی وزیرستان** کے میر علی

تحصیل میں گنجان آباد علاقے میں ایک **سی ایس پی آفیسر زبید اللہ** کو target killing کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور پھر اس کے قاتل کہاں چلے جاتے ہیں یہ ابھی تک کسی کو پتہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہ دہشت گرد پھر سے recruit ہو رہے ہیں اور پورے وزیرستان سے لے کر باجوڑ تک recruit ہو رہے ہیں۔ ہمیں یہ پوچھنا ہے کہ وہ جو ضرب عضب ہوا تھا، وہ جو راہِ نجات ہوا تھا اس پر اربوں ڈالر خرچ ہوئے تھے، جو لوگ displace ہوئے تھے، جو لوگوں کے مکانات تباہ ہوئے تھے، وہ کس لیے ہوئے تھے، ان تمام operations کا outcome کیا تھا؟ اب وہ دہشت گرد پھر سے recruit ہو رہے ہیں۔ میں یہ ابھی سے warn کرتا ہوں۔ یہ میرے الفاظ یاد رکھیے گا کہ اس دفعہ جو تباہی مچے گی وہ پرانی تباہی جو اب تک دہشت گردی کی وجہ سے مچی تھی، یہ ملک میرے خیال میں اس کو بھول جائے گا۔

جناب سپیکر! اتنے خرچے ہوتے ہیں، اتنے فنڈز خرچ ہوتے ہیں اس کے باوجود ان آپریشنز کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ ہمارا جو سابقہ فاٹا ہے اس کے حقوق پر دن دیہاڑے ڈاکہ مارا جا رہا ہے۔ پچھلی PSDP میں ہمارے فاٹا کے جو فنڈز مختص کیے گئے تھے، آئی ڈی پیز کے لئے جو فنڈز مختص کیئے تھے 23.5 ارب روپے، ان 32.5 ارب روپے میں ساڑھے پندرہ ارب روپے آئی ڈی پیز کے فنڈ سے divert کر کے سیکیورٹی کو دیے گئے ہیں اور پھر **یوتھ ہنرمند پروگرام** کے لیے جو دس ارب روپے دیے گئے تھے اس میں سے بھی پانچ ارب روپے کا کٹ لگا کر اس کو سیکیورٹی کے لیے divert کر دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! جو آئی ڈی پیز اپنی compensation کے لیے وہ **اتمان زئی جرگہ** جو دو مہینے پشاور میں اور دو مہینے میر انشاہ میں احتجاج کر رہا تھا ان تمام پیسوں میں ان کی compensation ہو سکتی تھی۔ جو ٹانک میں احتجاج کر رہے تھے ان پیسوں سے ان کی compensation ہو سکتی تھی لیکن نہ ان کو وہ پیسے دیے گئے اور جو سترہ ارب روپے بچتے تھے وہ بھی پورے کے پورے ان پر خرچ نہیں کیے گئے۔

جناب سپیکر! یہ سب کچھ دن دیہاڑے ہو رہا تھا۔ یہ میرے خیال میں pandemic کا یہ فائدہ، COVID-19 کا یہ فائدہ اٹھایا گیا ہے کہ اتنا بڑا کٹ لگا دیا۔ میں نے پہلے بھی اس چیز کو یہاں پر اٹھایا تھا اور وہاں پر ایک منسٹر صاحب نے کہا کہ نہیں اتنے پیسے مختص کیے گئے ہیں لیکن یہ دن دیہاڑے ہمارے فاٹا کے فنڈز پر ڈاکہ ڈالا گیا۔ جناب سپیکر! ان تمام چیزوں کے ساتھ ایک اور چیز کی بھی نشاندہی کرنا چاہوں گا۔ **علی وزیر صاحب** جا چکے ہیں۔ **عارف وزیر** کے قتل کی تحقیقات میں ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہوئی۔ ساتھ ہی کچھ متنازع قسم کے بیانات آرہے ہیں۔ آئی جی صاحب کی طرف سے بھی اور ہم warn کرتے ہیں کہ جو لوگ بھی اس طرح کے بیانات دے رہے ہیں ان سب کو ہم شامل تفتیش کرنے کی درخواست دیں گے اور عنقریب ہی دیں گے۔ یہاں پر وعدہ ہوا تھا **طاہر داوڑ** کے قتل کی تحقیقات کا، وہ جو JIT بنی تھی اس کی ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں آئی اور اس کے بیٹے نے اعلان کر دیا ہے کہ میں احتجاج کے لیے اسلام آباد جاؤں گا۔

جناب سپیکر! کچھ دنوں سے ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔ یہ پارلیمنٹ پاکستان کا سپریم ادارہ ہے۔ اس ملک میں جو بھی فیصلہ ہوتا چاہیے اس پارلیمنٹ کو آگاہی ہونی چاہیے بلکہ فیصلہ ساز ادارہ ہی یہی ہے۔ جو بھی پالیسی بنے اس پارلیمنٹ میں بنے۔ یہاں پہ کچھ مہینوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔ یہاں پر **زلمے خلیل زاد** آتے ہیں۔ وہ بھی ملاقات آرمی چیف کے ساتھ کرتا ہے۔ یہاں سے کچھ وفود جاتے ہیں وہاں پر **اشرف غنی** کے ساتھ اور وہ بھی آرمی چیف کی سربراہی میں جاتے ہیں۔ ہم نے یہ پوچھنا تھا کہ کون سی کھچڑی پک رہی ہے۔ ہمیں بھی کچھ پتہ چلے کہ کیا پالیسی بن رہی ہے۔ اس ملک کے لیے۔ یہ فارن منسٹر صاحب کو اس کے بارے میں تفصیلات کرنا چاہیے ہماری اس پارلیمنٹ کو کہ کیا سسٹم ہو رہا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ جی۔

18 جون 2020ء

وزیرستان میں جنگلات کی کٹائی اور کچھ اور مسائل پر بحث

جناب چیئر پرسن: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: آپ کا بہت شکریہ۔ بہر حال یہ غلطیاں آج کی تقریر میں ہوتی رہیں گی۔ کل بھی اس کے بارے میں کافی بحث ہوئی تھی اور باقی ممبران نے بھی اس طرف اشارہ کیا تھا کہ یہ جو front row ہے اس میں جو ذمہ داران ہیں، جو وفاقی وزراء ہیں ان کو یہاں پر موجود ہونا چاہیے تھا کہ یہاں پر جو بحث ہو، جو suggestions یہاں سے جائیں وہ نوٹ بھی ہوں اور اس پر بعد میں عمل بھی ہو۔ سپیکر صاحب نے اس کے اوپر Ruling بھی دی تھی لیکن آج پھر unfortunately۔ چیئرمین صاحب! شروع کرنے سے پہلے یہ کہوں گا کہ کل یہاں پر ایک وفاقی وزیر صاحبہ نے de-forestation کے بارے میں ایک بات کی تھی۔۔۔

جناب چیئر پرسن: داوڑ صاحب ایک منٹ ٹھہریں۔

جناب چیئر پرسن: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ چیئرمین صاحب! میں پھر بھی یہ کہوں گا کہ آپ نے ایک دفعہ پھر ان کو تاکید کی ہے وہ یہاں پر آجائیں۔ میرے خیال میں شاید ان کو بھی یہ اندازہ ہو۔ **علی محمد خان صاحب** نے یہ کہا ہے کہ پارلیمنٹ کے اجلاس سے زیادہ اہم کوئی meeting نہیں ہے اور یہ حقیقت بھی ہے۔ میرے خیال میں شاید ان کو بھی پتہ ہے کہ ہمارے نوٹس لکھنے سے ویسے کچھ نہیں بنے گا۔ شاید اسی لیئے وہ پارلیمنٹ کے اجلاس کو اتنی importance نہیں دیتے۔ بہر حال میں اس point سے شروع کروں گا جو کل یہاں پر وفاقی وزیر صاحبہ نے de-forestation کے بارے میں کہا پتہ نہیں کتنے percentage تھے؟ اتنے percent تک یہ جو سابقہ جن کی حکومت رہ چکی ہیں وہ لے کر آئے ہیں۔ سب سے پہلے شروعات اسی سے کرتے ہیں کہ آپ کی حکومت

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے۔ آپ ہی یہ initiative لیں۔ ایک کمیشن بنائیں، ایک پارلیمانی کمیٹی اور جو بھی آپ کو step لینا چاہئیں specifically de-forestation میں یا کہ اس بات کی تحقیقات ہو سکیں کہ **شمالی وزیرستان** کے علاقے شوال سے لے کر سوات اور باجوڑ تک جتنی بھی de-forestation ہوئی ہیں اس میں کون ملوث رہا ہے؟

جناب چیئرمین! جب یہ حکومت آئی ہے بلکہ اس سے پہلے بھی 2013 میں جو حکومت آئی تھی اور جو **پی ٹی آئی** کے ورکرز کی جو enthusiasm تھی اور جو بڑے بڑے دعوے ہو رہے تھے اور وہ سنگاپور کی تصاویر سوشل میڈیا پر دکھائی جا رہی تھی کہ پانچ سال بعد ہمارے خیبر پختونخواہ کا یہ حال ہو گا۔ وہ تصاویر کو دیکھ کر منٹو صاحب کے افسانے منگو، نیا قانون یاد آجاتا تھا جس میں وہ ایک منگو کوچوان ہوتا ہے۔ وہ بے چارہ 1935ء کے انڈین ایکٹ کے بارے میں اس کی enthusiasm ہوتی ہے لیکن پھر جب اس کو حقیقت کا پتہ چلتا ہے تو اس میں کچھ خاص فرق نہیں ہوتا۔ وہی scene ہماری عوام کے ساتھ بھی ہو رہا ہے کہ وہ توقعات بھی رکھتے ہیں اور جب وہ حقیقت آشکارہ ہوتا ہے تو پھر وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس سے پہلے میں Health Workers کے بارے میں بات کروں گا کہ جو front line soldiers ہیں، جو اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر ایک لڑائی لڑ رہے ہیں۔ اس موجودہ بجٹ میں ان Health Workers کے لیے چاہے وہ ڈاکٹرز ہیں، چاہے وہ paramedics ہیں، چاہے وہ نرسز ہیں، جتنے بھی Health Workers ہیں۔ ان کے لیے ایک special Risk Allowance کہ جب تک یہ Pandemic رہے ان کی تنخواہوں مین ایک خصوصی Risk Allowance ہونا چاہیے تھا۔ On the top of that کہ جو وفاقی سرکاری ملازمین ہیں ان کی تنخواہوں میں اضافہ ضرور ہونا چاہیے کیونکہ ہم جانتے ہیں وہ پورا سال یہی estimate لگاتے رہتے ہیں کہ inflation ratio اگر اتنی بڑھی ہے اور ان کے جو expenses اتنے بڑھے ہیں۔ اسی کے لحاظ سے وہ اپنی calculation کرتے رہتے ہیں کہ آنے والے بجٹ میں ہماری تنخواہیں اتنی بڑھیں گی لیکن انتہائی مایوسی کا سامنا ہے ان تمام سرکاری ملازمین کو کہ تنخواہوں میں ایک فیصد بھی اضافہ نہیں ہوا۔

میں appreciate کروں گا۔ کل میری نظروں سے ایک خبر گزری کہ سندھ حکومت نے پندرہ فیصد سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کا اعلان کیا ہے۔ ایک خبر میری نظر سے گزری ہے۔ میں appreciate کرتا ہوں اور ایک request ضرور

ہوگی کہ باقی جتنی بھی suggestions یہاں سے جائیں ان کو آپ خاطر میں لاتے ہیں یا نہیں لاتے لیکن کم از کم اس suggestion کو آپ ضرور خاطر میں لائیں۔

یہاں پر ہمارے ایک وفاقی وزیر صاحب نے اپنی تقریر میں اس بات کا بھی ذکر کیا کہ یہ جو International Surveys ہیں، International Reports آتی ہیں اس کے بارے میں انہوں نے اپنی ایک رائے کا اظہار کیا۔ ہمیں گوروں کی غلامی سے نکلنا چاہیے اور جو یہاں پر researchers ہیں۔ بالکل ٹھیک ہے لیکن آپ کے لیڈر ساری عمر West کو quote کرتے آرہے ہیں۔ یہ مثالیں تو ساری عمر آپ کے لیڈر ہی دیتے آتے آرہے ہیں۔ مجھے اب یہ یاد نہیں ہے کہ اس election campaign کے دوران وہ Ad چلا ہے کہ نہیں ہے کیونکہ ہم خود بھی اپنی campaign میں busy تھے۔ ہم میڈیا سے تھوڑے دور رہتے تھے لیکن پچھلے الیکشن میں ہم وہ Ad دیکھتے تھے کہ ایک پی ٹی آئی والا Ad چلتا تھا ایک paid جو advertisement ہوتی ہے کہ ایک پاکستانی ہے وہ سبز پاسپورٹ لے کر ایک ایمبیسی (Embassy) میں جاتا ہے تو گورا جب دیکھتا ہے کہ بھئی یہ تو پاکستانی پاسپورٹ لے کر آیا تو سیدھا ہی اس کے اوپر ویزہ لگا دیتا ہے اور ایک تاثر دینے کی کوشش کی گئی تھی پاکستانی عوام کو کہ ہم آپ کے لیے اس طرح کا ماحول بنائیں گے۔ یہاں پر سٹیٹ بینک اور خزانہ، کل یہ بحث بھی ہو رہی تھی کہ یہاں پر imported لوگ آرہے ہیں کہ پہلے ہم **آئی ایم ایف** کے لیے رہے تھے کہ بھئی ہم **آئی ایم ایف** کے پاس جائیں گے ہی نہیں اور اب پورے کے پورے آئی **ایم ایف** کو یہاں لے کر آگئے ہیں۔ تو اس روش کو بھی بدلنا ہو گا۔

جناب چیئرمین! یہی ہم سنتے آرہے ہیں مطلب لوگوں پر یہی الزام لگاتے رہے ہیں کہ آپ کی جائیدادیں باہر ہیں آپ کے بچے وہاں پر پڑھتے ہیں آپ علاج کے لیے باہر جاتے ہیں۔ آپ دوسروں کو بُرا بھلا کہتے ہیں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ آپ بھی انہیں کو فالو کرنا شروع کر دیں۔ تنقید تو آپ کرتے ہیں لیکن اس بات کے جواب میں پھر آپ کچھ نہیں کہتے کہ آپ یہ کام کیوں کر رہے ہیں۔ جن کے اوپر آپ الزام لگا رہے ہیں وہ اپنا جواب دیں گے۔ لیکن آپ اس بات کا جواب تو نہیں دے رہے ہیں کہ جو یہاں پر اعتراضات اٹھتے ہیں آپ پر کہ آپ سٹیٹ بینک کے گورنر یا خزانہ یا اس سے پہلے ہم دیکھ چکے ہیں یہاں پر imported Prime Minister بھی by the way دیکھ چکے ہیں۔ وہ جو **خواجہ آصف صاحب** نے کہا کہ ان کا نام تو ECL میں

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہونا چاہیے کیونکہ ویسے تو ECL کے بارے میں موجودہ حکومت کچھ بہت ہی زیادہ efficient ہے۔ ہماری پوری کی پوری **پشتون تحفظ مومنٹ** اس وقت ECL پر ہے۔ کسی کے اوپر جلسے کا الزام ہے، کسی کے اوپر جلوس کے الزام ہے اور کسی کے اوپر کوئی الزام بھی نہیں اس کے بغیر بھی وہ ECL میں ہے۔ مطلب یہ جو ECL گردی شروع ہو چکی ہے تو وہ مطلب جن کے بارے میں اتنے، جن کو اتنے بڑے assets حوالے ہو چکے ہیں ان کے بارے میں یہ چیز خاطر میں رکھنی چاہیے۔ یہاں پر دو سال سے چیئرمین صاحب ایک ہی چیز دیکھ رہے ہیں بلکہ کافی عرصے سے اس ملک میں یہی چیز دیکھ رہے ہیں کہ سب سے آسان طریقہ یہ ہے revenue generation کی قیمتیں بڑھائیں۔ بجلی کی قیمتیں بڑھائیں اور یہ پٹرولیم کے بارے میں تو وفاقی وزراء اور موجودہ حکومت کی tweets ابھی تک ریکارڈ پر ہے کہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں قیمت اتنی ہے اور اس کو ہم روپے میں convert کریں تو ایک liter کی قیمت اتنی بنتی اور یہ 40 روپے آپ سے حکومت ایک لیٹر پر چارج کر رہی ہے۔ تو میرے خیال میں یہ حکومت اس فارمولے سے بھی زیادہ exaggerate کر رہے ہیں لیکن problem صرف یہی ہو گی کہ ابھی اس وقت پٹرولیم کی قیمتیں میرے خیال میں دنیا میں سب سے lowest position پر ہیں۔ یہ ریٹس جب بڑھیں گے تو اس کے بعد ظاہری بات ہے آپ کا جو original rate ہے اس پر تو دینا نہیں ہے اور آپ نے پھر وہی ٹیکس بڑھایا ہے اور وہ بوجھ ایک دفعہ پھر انہیں عوام کے اوپر آئے گا۔ وہ جو آپ نے اپنے وعدے کیے تھے اور آپ کے وفاقی وزراء فارمولے بنا کر tweets کیا کرتے تھے۔ میرے خیال میں یا تو وہ اپنے tweets واپس لیں یا یہ جو اتنی تری petroleum levy ہے اس کو بہتر کریں۔

ہائیر ایجوکیشن کمیشن، چیئرمین صاحب! پچھلے دو تین دن پہلے جب بجٹ پیش ہوا اور میں نے ہائیر ایجوکیشن کمیشن کے جو موجودہ چیئرمین صاحب ہیں ان کی statement بھی دیکھ لی ہے۔ تو ایچ ای سی کے لیے جو فنڈ مختص کیا گیا ہے اور اس پر جو cuts لگائے ہیں already جو بھی جتنے بھی ہمارے ہائیر ایجوکیشنز ہیں وہ اپنی تاریخ کے بدترین دور سے گزر رہے ہین ان کے پاس تنخواہوں کے پیسے نہیں ہیں۔ وہ جو پروفیسر سے لے کر کلاس فور تک جتنے بھی ملازمین ہیں ان کو تنخواہیں نہیں مل رہی ہیں اور بدترین financial crisis سے وہ لوگ گزر رہے ہیں۔ اس situation میں HEC کے بجٹ کو میرے خیال می بڑھایا چاہیے تھا۔ ساتھ ہی ساتھ میں ایک اور مسئلہ کی طرف بھی اشارہ کروں گا کہ یہاں پر آنلائن کلاسز جب سے۔۔۔۔

جناب چیئرپرسن: آرڈر ان دی ہاؤس پلیز۔

جناب محسن داوڑ: جب سے یہ **کورونا** ہوا ہے تو آنلائن کلاسز شروع ہو چکی ہیں لیکن ہمارے طلباء اس سے محروم ہیں چترال کے بھی بلوچستان کے بھی اور ہمارا جو سابقہ فاٹا ہے اس کے سٹوڈنٹس بیچارے چلا رہے ہیں کہ آپ لوگوں نے semesters شروع کیے ہوئے ہیں اور ہمیں accessibility ہی نہیں ہے۔ ہم پڑھیں اور پڑھیں کہاں سے اور بار بار ہم نے اس چیز کو یہاں پر اٹھایا بھی ہے اور مجھے ابھی بھی یاد ہے کہ علی محمد خان صاحب نے کہا تھا کہ بھئی یہ fourth generation war پتہ نہیں کون سی war ہے یہ fifth generation war ہے شاید پھر ابھی چھٹی generation کی war بھی شروع ہو جائے ساتویں بھی شروع ہو جائے لیکن یہ پھر ہمارے لیے کیوں شروع ہوتی۔ پورے ملک میں نہیں ہوتی صرف ہمارے لیے ہی ہوتی ہے۔ یہ دہشت گردی تو پورے ملک میں تھی تو آپ پھر بند کر کے مطلب اسلام آباد کو بھی بند کر لیں یہاں پر بھی دھماکے ہوئے ہیں۔ یہ تو دہشت گردی کے architects ہیں آپ کو بھی علی محمد خان صاحب پتہ ہے کہ وہ کہاں پر ہیں۔ وہاں پر انٹرنیٹ بند ہے۔ گزارش ہے کہ اس انٹرنیٹ کو یہ جو 3G ہے 4G ہے جتنے بھی وہ ادارے ہیں Universal Services Fund وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم straight away چیز کرنے کی پوزیشن میں ہیں لیکن وہ جو اجازت دینے والے ہیں اگر وہ ہمیں اجازت دے دیں۔ Provinces کا جو شیئر ہے کل بھی اس پر بات ہوئی۔ ہمارے صوبے پختونخواہ اور خیبر پختونخواہ کے پیسوں میں 154 بلین کی کمی ہوئی ہے۔ یہ جو **این ایف سی** کے فارمولے کے ساتھ جو کھلواڑ ہو رہا ہے اور جو خود ساختہ TORs آ رہے ہیں اور جس میں وہ خود ساختہ تبدیلیاں ہو رہی ہے جناب چیئرمین! یہ بہت ہی خطرناک عمل ہے۔ کیونکہ یہ آئین کے بھی خلاف ہے اور بنیادی طور پر اس کے پیچھے ہمیں سازش نظر آ رہی ہے جو اس حکومت کے آنے کے ساتھ ہی جس کی سرگوشیاں ہم سنتے تھے۔ بنیادی طور پر ٹارگٹ اٹھارھویں ترمیم ہے۔ کل تو برملا اظہار بھی اس کا ہو گیا پرائم منسٹر صاحب کی طرف سے بھی۔ لیکن جناب چیئرمین! میں ایک بات یہاں پر بتایا چلوں کہ جب سے یہ ملک بنا ہے 1947ء سے لے کر ابھی تک اس فیڈریشن کو متحد رکھنے کے لیے واحد ایک عمل ہے جو ہوا ہے جس نے چھوٹے صوبوں کے grievances کو کچھ حد تک address کیا ہے وہ اٹھارھویں ترمیم ہے۔ اٹھارھویں ترمیم کو چھیڑنے کے جو منصوبے بنائے جا رہے ہیں وہ انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتیں ہیں۔ میں آسان الفاظ میں کہہ دوں کہ اٹھارھویں ترمیم کے بغیر اس فیڈریشن

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کا چلنا شاید مشکل ہو جائے۔ یہ انتہائی نازک مسائل کو اس وقت چھیڑا جا رہا ہے جب ہم ایک عالمی وباء کا مقابلہ کر رہے ہیں اور ہمیں ایک عالمی وباء کا سامنا کرنا ہے۔ تو یہ NFC کی distribution جو ہے جو ردوبدل کیا گیا ہے اس کی ہم شدید مذمت بھی کرتے ہیں اور حکومت کو چاہیے کہ اس چیز کو دوبارہ revise کرے۔

یہاں پر چیئرمین صاحب! ڈیفنس کے بجٹ میں 12 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ یہاں پر ڈیمنز کا بھی ذکر ہوا اور ہمیں ایک وباء کا سامنا ہے اور اس وقت نہ تو ہم کوئی جنگ لڑ رہے ہیں اور ہمیں کوئی مزید جنگی اوزار کی ضرورت ہے۔ اس وقت تو ہمیں ٹینکس کی بجائے وینٹی لیٹرز کی ضرورت ہے۔ یہ جو increase ہے اس کو کہیں اور استعمال کیا جانا چاہیے تھا اور ساتھ ہی ساتھ میں نے پچھلے دنوں ایک سوال جمع کروایا تھا اور اس کا جواب جو آیا ہے کہ پچھلے پانچ سال میں ہمارے جو PSDP پراجیکٹس ہیں نارتھ وزیرستان کی مجھے detail بتائی جائیں۔ وہ detail جب بتائی گئی تو اس میں اکثریت ڈیفنس سے related ہی تھی کہ کہیں barracks بن رہے تھے، کہیں کچھ بن رہا تھا، کہیں کچھ بن رہا تھا، لیکن development sector میں کوئی خاص چیز نظر نہیں آئی۔ میں پچھلے پانچ سال کی PSDP کی بات کر رہا ہوں تو وہ جنگ اس وقت ہم لڑ رہے ہیں وہ ہمارے ہیلتھ ورکرز لڑ رہے ہیں تو ان پر یہ پیسے خرچ ہونے چاہئے تو اس میں تھوڑا سا اضافہ ہونا چاہیئے تھا۔ جناب سپیکر! اب میں اپنے سابقہ فاٹا کا جو بجٹ ہے اس پر آیا ہوں۔

جناب چیئرپرسن: داوڑ صاحب! wind-up کریں۔

جناب محسن داوڑ: سر! ابھی تو میں اپنی بات پر آیا ہوں، پچھلے سال بھی ہمارے ساتھ اعداد و شمار کا دھوکہ ہوا تھا اور میں نے اس کو اس Floor پر اٹھایا بھی تھا۔ یہاں سے وفاقی وزراء کے بیانات ریکارڈ پر موجود تھے کہ یہ سارے کا سارا پیسہ لگے گا۔ میرے پاس یہ پلاننگ کمیشن کے سارا ڈیٹا موجود ہے۔ IDPs کیلئے 32.5، ان کی واپس آبادکاری کیلئے مختص ہوا تھا اس پر اپریل میں کٹ لگا اور 15.4 ارب روپے defence security enhancement کو دے دیئے گئے تھے۔ 17 ارب روپے رہ گئے تھے ان 17 ارب روپے میں سے بھی 8 ارب روپے سے کچھ زیادہ لگے باقی پیسے نہیں لگے۔ اب یہاں پر جو ہارے لوگ شمالی وزیرستان میں احتجاج کر رہے تھے، دو مہینے انہوں نے میرانشاہ میں احتجاج کیا، دو مہینے انہوں نے پشاور میں احتجاج کیا تھا۔ ان کے جتنے بھی claim تھے وہ اس سے حل ہو سکتے تھے لیکن نہیں دیئے۔

وہاں ٹانک میں جو دھرنا ہوا وہ جو اپنے گھروں کی compensation مان رہے تھے ان کا سارے کا سارا claim اس سے compensate ہو سکتا تھا، اسی allocated fund سے لیکن وہ نہیں ہوا۔ وہ جو باقی 17 ارب روپے بچے تھے وہ بھی پورے نہیں لگائے۔ demand موجود تھی۔

جناب چیئرپرسن: آپ wind-up کریں۔

جناب محسن داوڑ: جناب چیئرمین! پھر میں بیٹھ جاتا ہوں پھر بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ میں ابھی تو فاٹا کے مسئلے پر آیا ہوں۔

جناب چیئرپرسن: داوڑ صاحب! آپ کے تقریباً 20 منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب محسن داوڑ: چیئرمین صاحب! تھوڑی خیر ہے، ہم ان سے بھی request کر لیں گے۔

جناب چیئرپرسن: 7 منٹ تھے۔

جناب محسن داوڑ: میں کرتا ہوں، ایک منٹ۔ یہ 17 ارب روپے وہ خرچ نہیں ہوئے۔ اچھا جناب چیئرپرسن! آگے چلتے ہیں۔ 10 ارب روپے ہمارے youth ہنرمند کیلئے تھے اس میں سے 5 ارب کا کٹ لگا وہ بھی security enhancement میں چلا گیا وہ جو 5 ارب رہ گئے تھے وہ بھی utilize نہیں ہوئے ایک ارب روپے سے کچھ زیادہ۔ اچھا باقی security enhancement پر آتے ہیں۔ اب سکیورٹی کیلئے 32 ارب روپے سے زیادہ کچھ already allocate ہو چکے تھے، 15 ارب روپے ایک سے ہیں، 5 ارب روپے دوسرے آئے، 53 ارب روپے تھے اس کی ماشاءاللہ بہت زبردست utilization ہوئی۔ 12 جون تک کی میرے پاس figure ہے تو 49 ارب روپے تک وہ utilization ہو چکی تھی اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ جب تک یہ financial year کی closing ہو گی تو وہ 53 کے 53 بھی جرچ ہو چکے ہوں گے۔ اگر نہیں ہوتے تو وہ IDPs والے پیسے نہیں ہوتے اور security enhance والے ماشاءاللہ بہت اچھی طرح ہو جاتے ہیں۔

اچھا پھر جو 10 years development plan ہے، اس میں 48 ارب مختص تھے 23 ارب خرچ ہوئے باقی سارے نہیں۔ اور جو merged districts کیلئے سپیشل فنڈ ہر 24 ارب آتا تھا اس میں بھی صرف 14 ارب روپے خرچ ہوئے۔ اچھا اس

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

دفعہ کیا کام کیا گیا ہے اس دفعہ اس 48 ارب کو، کل بھی بہت بڑے بڑے figures مل رہے تھے، اس 48 ارب کو بھی آدھا کر دیا گیا ہے اس دفعہ 24 ارب ہے اور باقی جو 24 ارب شروع سے آرہا ہے وہ as it is تو کل 48 ارب روپے رکھے گئے ہیں اور ہمارے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا؟ اور ہمارے ساتھ وعدہ یہ کیا گیا تھا کہ آپ کو ہم---

(اذان ظہر)

جناب چیئرپرسن: محسن داوڑ صاحب! wind-up کریں آپ کا آخری منٹ ہے۔

جناب محسن داوڑ: ایک منٹ میں نہیں، مجھے پانچ منٹ دے دیں۔

جناب چیئرپرسن: پانچ منٹ نہیں، آخری منٹ ہے۔ wind-up کریں۔

جناب محسن داوڑ: میں پانچ منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! ہمارے ساتھ وعدہ یہ ہوا تھا جو سرتاج عزیز صاحب کی کمیٹی کی recommendations تھیں اس میں یہ وعدہ ہوا تھا کہ NFC میں 3 Percent share ہونا چاہئے اور جب تک NFC نہیں ہوتی 100 بلین ان merged areas کیلئے ten years تک ہونے چاہئے جب تک ان کی uplifting نہیں ہوتی لیکن نہ وہ 100 ارب ہم نے دیکھے اور ہم پھر آخر میں یہی کہیں گے کہ پھر ہمیں وہ 3 فیصد بھی نہیں چاہئیں۔ ہمارا شیئر اگر آپ calculate کریں اگر فاٹا کو as a separate entity لیں تو ہمارا 46 Percent بنتا ہے تو اس کے لحاظ سے پھر ہمارا شیئر 100 ارب سے بھی زیادہ بنے گا۔ تو ہم یہی چاہتے ہیں، ہماری suggestion پھر یہی ہو گی کہ ہمیں ہمارا specific share دیا جائے at least 10 years تک۔ اس کے بعد پھر جو کے پی کا ہمارا شیئر بنتا ہے پھر وہی ہمارا حساب کیا جائے لیکن دس سال تک فاٹا کو as a separate entity consider کیا جائے اور جو separate ہمارا NFC میں شیئر بنتا ہے اسی کے لحاظ سے پھر ہمیں فنڈنگ کی جائے۔

چیئرپرسن: شکریہ۔

جناب محسن داوڑ: نہیں جناب چیئرمین! ایک سیکنڈ، میں دو تین منٹ میں complete کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! یہاں پر میں ایک چیز ضرور کہوں گا کہ کرک کے ہمارے ساتھ ضرور یہ کر دیں، جب natural resources کی بات ہوتی ہے، کل یہاں

پر مینگل صاحب نے بھی بات کی کہ وہ وہی حالات ہیں، وہی reason ہوتی ہے کہ مطلب پھر اس طرح کے حالات پیدا ہوتے ہیں کہ سوئی سے گیس آتی ہے، لاہور تک پہنچ جاتی ہے لیکن وہاں ان لوگوں کو نہیں پہنچتی۔ یہی مسئلہ کرک کا ہے۔ وہاں جو لوکل ہیں ان کو گیس available نہیں ہے اور جناب چیئرمین! کل میری نظروں سے ایک بیان گزرا جس میں وہ کہہ رہا تھا کہ گیس کی چوری کو روکنے کیلئے ہم نے اتنے تھانوں کی approval دی ہے۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ وہ domestic میں کتنی چوری ہو گی، تین سو، چار سو یا پانچ سو روپے کی، وہ جو بڑا scam آیا تھا جس کی ایف آئی اے کی رپورٹ بھی 23 ارب روپے کی تھی۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔

جناب محسن داوڑ: میں ختم تو کر لوں، وہ جو scam آیا تھا جس میں ایف آئی اے نے رپورٹ پیش کی تھی، اربوں روپے کا scam ہے جو crude oil وہاں سے چوری ہوا تھا، جو لوگوں کا حق وہاں سے چوری ہوا تھا جس میں اربوں روپے کے crude oil, NLC اور ساتھ میں اور لوگ تھے جو انہوں نے چوری کئے تھے اس پر بھی کچھ نہ کچھ تحقیقات ہونی چاہئے۔ میں آخر میں exports کا بھی کہوں گا۔ جناب چیئرمین! یہاں پر میں ایک اور چیز کی recommendation دوں گا، ہمارا تو سارے کا سارا دارو مدار ہی ہمارے بارڈر پر ہوا کرتا تھا، چند دنوں سے یا پچھلے دس دن سے وہاں چمن گیٹ پر دھرنا بیٹھا ہوا ہے لوگ احتجاج کر رہے ہیں کہ بارڈر نہیں کھل رہا، ان لوگوں کا سارا بزنس یا سارا کاروبار ہی اسی چیز پر based ہے تو اس کا بھی ہم مطالبہ کرتے ہیں اور پھر یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ جتنے بھی بارڈرز ہیں، میرے پاس یہ ساری لسٹ ہے مطلب ہمارے ملک کی پالیسیوں کی وجہ سے ہماری ایکسپورٹ جو افغانستان کیلئے ہے وہ گھٹ رہی ہے، وہ کسی زمانے میں 2.34 بلین تھی۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ جناب۔

جناب محسن داوڑ: چیئرمین صاحب! ایک آخری منٹ، وہ ساتھ ہی ساتھ غلام خان بارڈر جو ہے طورخم ہے یا جتنے بھی بارڈرز ہیں ان سب کو اسی طرح کھولنا چاہئے جس طرح واگہ بارڈر کھولا۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

25 جون 2020ء

سینیٹ آف پاکستان کی مختلف مسائل پر سفارشات

جناب چیئرپرسن: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب چیئرپرسن بہت شکریہ، جناب چیئرپرسن! بہت سی سفارشات آئی ہیں، بہت سی recommendations آئی ہیں میں چند پر ہی بحث کروں گا۔ سب سے پہلے Recommendation No 42. The Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the salary of the government employees should be enhanced at least 10 percent. So I strongly recommend it. ہم بھی اس کی حمایت کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ یہاں پر ایک اور سیکشن میں بھی ہیلتھ ورکرز کیلئے بھی ایک recommendation ہے یہ 40 میں تو اور بھی ہونی چاہئے جتنے بھی government employees ہیں لیکن specifically میں نے اپنی بجٹ speech میں بھی کہا تھا کہ جو ہیلتھ ورکرز ہیں ان کیلئے on the top of that ایک risk allowance بھی ہونا چاہئے۔

43. The Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the Tobacco must be treated as a crop like wheat, maze, sugarcane etc and that must be exempted from tax and duties.

جناب چیئرمین! اگر سپیکر صاحب ہوتے تو وہ خود بھی اس ایشو سے کافی زیادہ aware ہیں کیونکہ ان کا خود بھی تعلق صوابی سے ہے اور یہ چونکہ ہمارا صوبہ سب سے زیادہ produce کرتا ہے اور یہ ان کا کافی پرانا مطالبہ ہے۔ صوابی، مردان، چارسدہ میں یہ

اضلاع بہت زیادہ produce کرتے ہیں تو ہم اس چیز کو بھی strongly recommend کرتے ہیں اور حکومت کو چاہیئے کہ اس چیز پر بھی نظر ثانی کرے۔

58. The Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the 11 percent cut imposed on the share of the provinces in violation of National Finance Commission must be revised immediately.

جناب چیئرمین! اب مسئلہ یہاں پر یہ ہے یہ ہمارا آئین، یہ پاکستانی ریاست کا اپنے عوام کے ساتھ، اپنے صوبوں کے ساتھ، ایک سوشل کنٹریکٹ ہے اور اس میں واضح طور پر Article 160, Clause 3A میں لکھا ہوا ہے کہ The share of provinces in each award of National Finance Commission shall not be less than the share given to the provinces in the previous award. Clause 3A میں لکھا ہوا ہے کہ جو پچھلے ایوارڈ میں شیئر دیئے گئے ہوں اس سے کم نہیں ہونے چاہئے تو یہ واضح طور پر اس میں لکھا ہوا ہے اور ہم اگر یہ پھر بھی کریں گے تو میرے خیال میں یہ آئین کی violation ہوگی اور پھر جناب چیئرمین باتیں عدالتوں میں جائیں گی۔ تو نہیں ہونا چاہئے کہ ہم اس پارلیمنٹ کے مسائل، اس پارلیمنٹ کا جو اپنا prerogative ہے اس کو عدالتوں میں لے کر جائیں تو اس پر بھی نظر ثانی کی ضرورت ہے اور جو provinces پر جو cut لگایا گیا ہے میرے خیال میں اس کو revive ہونا چاہئے اور جو تمام صوبوں کا due share ہے، میں فاٹا کے حوالے سے specifically کیونکہ خان صاحب نے اپنی speech میں بھی کہا تھا کہ میں نے اپنی بجٹ speech میں بھی کہا تھا کہ ہمیں 10 سال تک as an independent entity consider کیا جائے اور ہمارا جو اپنا شیئر بنتا ہے اور جو ہماری اپنی calculation کے مطابق 4.6 ہے ہمیں وہ دیا جائے۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد 74 ہے۔ The senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the government should enhance the budgetary allocation to Online Education Development Program, as IT, internet access especially in the remote areas.

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب چیئرمین! شاید ہی اس وقت سابق فاٹا کا ایسا کوئی بھی ضلع ہو جہاں پر آج protest نہیں ہو رہا ہو، آج بھی پشاور میں ایک protest تھا، وانا میں بھی protest تھا، کل شمالی وزیرستان میں، ہر جگہ پر یہ protest ہو رہا ہے کہ ہمارا سمیسٹر شروع ہو گیا ہے اور ہمارے پاس انٹرنیٹ نہیں ہے۔ تو یہ بنیادی recommendation ہے اور اس چیز پر ضرور غور ہونا چاہئے کہ جہاں پر انٹرنیٹ نہیں ہے، آج کے اس دور میں بھی ہمارے پاس 3G and 4G نہیں ہے تو میرے خیال میں یہ انتہائی افسوس کی بات ہے اور اس پر غور ہونا چاہئے۔

75. The Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the Budgetary allocation of Higher Education we بالکل Commission should be enhanced to Rs. 100 billion.

strongly support کیونکہ یہاں پر مجھ سے پہلے بھی حنا ربانی کھر صاحبہ نے بھی یہ بات کی کہ HEC کا چیئرمین بیچارا مجبور ہو کر میڈیا پر سامنے آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نہیں چلا سکتا، یہ بجٹ sufficient نہیں ہے اور ہم پچھلے سال سے مختلف یونیورسٹیوں میں دیکھ رہے ہیں کہ اتنا Worst economic crisis ہے کہ وہ اپنے کلاس فور ملازمین کو Salaries نہیں دے سکتے۔

76. The Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the government should allocate funds for improvement in the Aviation sector to upgrade Airports all over the country.

بالکل جناب چیئرمین! مجھ سے پہلے بھی یہ ذکر ہوا ہے، کل بھی ہمارے بنوں کے ایک ممبر نے یہ بات کی ہے کہ پچھلی حکومت میں بنوں ایئرپورٹ کا وعدہ ہوا تھا لیکن اس کے بعد ابھی تک اس پر عمل نہیں ہوا اور بنوں ایئرپورٹ کی اتنی strategic location ہے کہ آدھا جو Ex-FATA ہے، southern districts ہیں۔

جناب چیئرپرسن: داوڑ صاحب یہ recommendations کے اندر ہے؟

جناب محسن داوڑ: جی بالکل ہے، یہ بنوں کا specific نہیں ہے لیکن over all Airports کا اس میں لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرپرسن: آپ recommendation کے اندر رہتے ہوئے باتیں کریں۔

جناب محسن داوڑ: Recommendation ہی ہے over all general قسم کی recommendation ہے۔

80. The Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the realistic tax collection target should be set instead of Rs. 4.963 trillion as set by FBR.

جناب چیئرمین! یہ پھر وہی مسئلہ ہے، پچھلے سال بھی 5.5 ٹریلین کا ٹارگٹ رکھا گیا تھا اور 3.9 achieve ہوا ہے۔ جب پچھلے سال 3.9 ٹریلین achieve ہوا ہے تو میرے خیال میں اس سال میں کون سا "الہ دین کا چراغ" ہوگا کہ اس سال ہم اس کو achieve کر سکیں گے۔ کیونکہ اس کا پھر affect نیچے پڑتا ہے تو ہمیں اس بارے میں بھی تھوڑا realistic ہونا چاہئے اور ایسی figure اپنے لئے set کرنی چاہئے جس کو پھر ہم بعد میں achieve بھی کر سکیں۔ that is all Mr. Chairman.

جناب چیئرپرسن: شکریہ داوڑ صاحب۔

دہشت گردی کی مذمت

جناب چیئرپرسن: محسن داوڑ صاحب۔

POINTS OF ORDER

جناب محسن داوڑ: چیئرمین صاحب! بہت شکریہ۔ میں صرف ایک بات پہ comment کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس وقت نہ کر سکا کیونکہ recommendations پر بحث ہو رہی تھی۔ آج وزیراعظم صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ American یہاں پر آئے، انہوں نے ایک کارروائی کی، cooperation کیا اور اس میں اسامہ بن لادن کو شہید کیا۔ جناب سپیکر! یہ ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ وہ شہید کس کھاتے میں ہو گئے ہیں۔ اس دہشت گردی کی جنگ میں ہمارے لاکھوں افراد مارے گئے۔ پھر

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ان کے بارے میں وزیراعظم صاحب کیا کہتے ہیں جو اسی دہشت کی جنگ میں مارے گئے ہیں۔ ان فوجی جوانوں کے بارے میں وہ کیا کہیں گے جو اسی دہشت گردی کی شکار ہوئے۔ جناب چیئر مین! ہمارے بیانیہ پر آج وزیراعظم صاحب نے مہر تصدیق ثبت کی ہے جب ہم کہا کرتے تھے کہ ہماری ریاست نے دہشت گردوں کو بھی سپورٹ کیا ہے۔ اس معاملے پر یہ انتہائی زیادتی کی ہے۔ ہم شدید الفاظ میں اس کی مذمت بھی کرتے ہیں۔

26 جون 2020ء

کابینہ کے تحت مطالبہ

Mr. Mohsin Dawar moved that the Demand under the head "Cabinet" (page No. 5) be reduced by Rs-100/- (To discuss the Performance of Government particularly with reference to its failure to provide basic necessities protect basic fundamental rights of citizens of Pakistan.)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

27 جون 2020ء

مختلف مطالبات

Mr. Mohsin Dawar moved that the demand under the head "Industries and Production Division" (page No. 2106) be reduced by Rs.100/- (To promote industries and production in North Waziristan.)

Syed Naveed Qamar

Ms. Shagufta Jumani

Shazia Marri

Mr. Mohsin Dawar moved that the demand under the head "Interior Division" (Page No.2271) be reduced by Rs.100/- (To discuss the law and order situation in the country.)

Mr. Mohsin Dawar moved that the demand under the head "Interior Division" (Page No.2271) be reduced by Rs.100/- (To discuss the delay in reinstallation of Passport Office in North Waziristan.)

Mr. Naveed Aamir Jeeva moved that the demand under the head "Interior Division" (Page No.2271) be reduced by Rs.100/- (To discuss the failure of CDA in repairing

and renovating H. No.197-B, St. No.17, Sector G-6/2, Islamabad which is in dilapidated condition and has poor sewage system.)

Ms. Shahida Rehmani

Shazia Marri

Dr. Nafisa Shah

Ms. Shagufta Jumani

MR. MOHSIN DAWAR moved that the demand under the head "National Health Services, Regulation and Coordination Division" (page No. 3100) be reduced to Re. 1/- (To discuss the failure of the Health Ministry to provide health facilities in all the Hospitals of Pakistan.)

Syed Naveed Qamar

Ms. Shagufta Jumani

Shazia Marri

Ms. Mussarat Rafiq Mahesar

Dr. Nafisa Shah

Ms. Shamim Ara Punhwar

Mr. Abdul Qadir Patel

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

30 جون 2020ء

قبائل کے مابین تنازع کو حل کیا جائے

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر بہت شکریہ، میں انتہائی ضروری مسئلہ یہاں پر Discuss کرنا چاہتا ہوں، دو دن سے ہمارے ضلع کرم کے دو قبائل بالتحصیر اور پاڑہ شمکینی کے مابین ایک تنازع جو کافی پرانا زمینی تنازع تھا وہ چلا آرہا تھا لیکن کل سے وہاں پر ان دونوں کے درمیان ایک لڑائی شروع ہوئی ہے اور کافی بھاری اسلحہ بھی وہاں پر استعمال کیا جارہا ہے۔ ہمیں جو انفارمیشن پہنچی ہے اس کے مطابق اس میں 10 کے قریب افراد بھی جان بحق ہو چکے ہیں۔ تو ہماری حکومت سے گزارش ہو گی کہ اس چیز کو جتنا seriously وہ لے سکتے ہیں اتنا seriously لیں۔

ساتھ ہی ساتھ باڑہ میں پچھلے دنوں جو سکول ٹیچر **عرفان اللہ آفریدی** کی extra judicially killing ہوئی تھی اس کے خلاف بھی وہاں پر دھرنا بیٹھا ہوا ہے وہ move ہو گیا، وہ پشاور اسمبلی کے سامنے احتجاج کر رہے ہیں تو ان کا مطالبہ بھی یہی ہے کہ تحقیقات کرائی جائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

10 جولائی 2020ء

انسانی حقوق پر قائمہ کمیٹی کی متواتر رپورٹ

Mr. Speaker: Item No. 10. Mr. Bilawal Bhutto Zardari

نوید قمر صاحب، کون کرے گا؟ آپ کر لیں گے؟ محسن داوڑ صاحب۔

PERIODICAL REPORT OF THE STANDING COMMITTEE ON HUMAN RIGHTS, FOR THE PERIOD JANUARY–JUNE, 2019

Mr. Mohsin Dawar: On behalf of Chairman Standing Committee on Human Rights, I present the Periodical Report of the Committee, for the period January – June, 2019, as required by rule 234-A of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007.

Mr. Speaker: The Periodical Report of the Committee for the period January – June, 2019, as required by rule 234-A of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007 stands presented.

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

13 جولائی 2020ء

بجٹ پر بحث

جناب چیئرپرسن: داوڑ صاحب---

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میرے خیال میں **علی محمد خان صاحب** نے جو بات کی ہے تو میرے خیال میں یہ روایت یہاں پر کچھ زیادہ نہیں ہے اور یہ مناسب نہیں ہے بجٹ سیشن میں آپ کی چیئر سے بار بار رولنگ دی گئی کہ فنانس کے ایڈوائزر صاحب حاضر ہو جائیں لیکن پورے سیشن کے دوران وہ حاضر نہیں ہوئے۔ پچھلے دنوں ایک one window Bill pass ہو رہا فنانس کی اسٹینڈنگ کمیٹی سے لیکن وہ میٹنگ دو دن اس لیے postpon کی گئی کہ ایڈوائزر صاحب وہاں پر پیش نہیں ہو رہے۔ ہمیں یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ کونسی ایسی طاقت ہے ان کے پاس۔ باوجود اس کے کہ آپ کی چیئر سے بار بار رولنگ ہوئی اور اسٹینڈنگ کمیٹی میں بھی وہ پیش نہیں ہوتے۔ وہ **ایسٹ انڈیا کمپنی** کے نمائندے کے طور پر تو یہاں پر نہیں ہیں۔

16 جولائی 2020ء

افغانستان کے IDPs کی کچھ بندوبست کی جائے

جناب چیئرپرسن: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ چیئرمین صاحب میں---

جناب چیئرپرسن: علی محمد خان صاحب! رولز آپ بذات خود جانتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب! میں نے آپ سے یہ request کی ہے کہ جتنی آپ کی suggestions ہیں آپ علی محمد خان صاحب کو written میں دے دیں یہ اس کو take up کریں گے۔ ڈاکٹر مہیش صاحب! wind up کریں---

جناب مہیش کمار ملانی: میرپور خاص سے کینال ہے اور کینال سے پانی تھرپارکر ضلع میں جاتا ہے۔ وہاں آٹھ گھنٹے لوڈشیڈنگ ہے۔ ہمارے پاس کوئی line losses نہیں ہیں، وہاں 100% recovery ہے۔ وہاں چار گھنٹے لوڈشیڈنگ ہے۔ چار گھنٹے ہمارے ضلع میں ہے جہاں پانی آتا ہے وہاں آٹھ گھنٹے ہے۔ اس حوالے سے زیادہ لوڈشیڈنگ ہے۔ ہیسکو کی management صحیح نہیں ہے۔ management یہ ہونی چاہیے۔ ایک جتنی لوڈشیڈنگ ہونی چاہیے۔ یہاں پانی آرام سے پہنچے گا۔ مین مسئلہ یہ ہے کہ وہاں ساٹھ ہزار کے وی کی لائن ہے، وہاں بالکل وولٹیج نہیں ہیں۔ وہاں ایک لاکھ بتیس ہزار کے وی کی line sanction ہے۔ مٹھی تک ٹینڈر بھی گیا ہوا ہے لیکن HESCO mismanagement کے حوالے سے ہے اور وہاں کام نہیں ہو رہا ہے۔ اس سے عمر کوٹ کو بھی فائدہ ہو گا، وہاں سے لائن عمر کوٹ تک جاتی ہے۔

جناب چیئرپرسن: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: چیئرمین صاحب! بہت شکریہ۔ اس ایشو پر میں نے Calling Attention بھی جمع کرایا ہوا ہے لیکن میرے خیال میں اس وجہ سے انہوں نے reject کر دیا کہ یہ provincial matter ہے لیکن مجھے یہ provincial matter

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس لیے نہیں لگ رہا کہ اگر علی محمد خان صاحب تھوڑی توجہ دیں۔ جناب چیئرمین! ہمارے ضرب عضب کے شروع ہونے کے ساتھ ہی **شمالی وزیرستان** کی بڑی تعداد میں آبادی قریبی افغانستان کا بارڈر عبور کر کے افغانستان چلی گئی ہے اور جب تک کرپشن جاری تھا وہ وہاں پر مقیم تھے۔ انتہائی کسمپرسی کی حالت میں وہاں پر زندگی گزار رہے ہیں۔ جو حالات یہاں پر **بکاخیل کیمپ** میں آئی ڈی پیز کی ہے۔ کئی بار ہم یہ بات کر چکے ہیں لیکن آج پھر منسٹر صاحب اگر اس پر توجہ دیں کہ ہمیں کوئی نہ کوئی deadline دی جائے۔ ضرب عضب کو شروع ہوئے چھ سال ہو چکے ہیں اور ابھی تک وہ لوگ افغانستان میں ہیں اور ان کو واپس لانے کے لیے کسی قسم کا کوئی طریقہ کار نہیں بتایا جا رہا ہے۔

یہاں سے بہانہ یہ بنایا جا رہا ہے کہ وہ علاقہ ابھی تک clear نہیں ہے اس کا بھی کچھ کیا جائے۔ جب ایک چھوٹا سا علاقہ چھ سال میں کیوں نہیں clear ہو رہا ہے؟ جناب چیئرمین! وہاں پر ایک اور بات اسی سے related ہے کہ وہاں پر جو علاقہ close ہے۔ وہاں پر چلغوزے کے کافی زیادہ پیداوار ہوتی ہے۔ وہ بہت limited time period ہوتا ہے اور limited time period میں لوگوں کو چھوڑا نہیں دیا جاتا جس سے ان لوگوں کا اربوں روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ ساتھ ساتھ اگر اس کا بھی کچھ بندوبست کیا جائے۔ خصوصی طور پر جو افغانستان کے **آئی ڈی پیز** ہیں خدا کے لیے ان کا کچھ کریں۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔

17 جولائی 2020ء

رپورٹ کی پیشکشی میں تاخیر کی تحریک

Mr. Speaker: Item No. 17 Syed Amin-ul-Haque Sahib. Mr. Mohsin Dawar please.

MOTION FOR CONDONATION OF DELAY IN THE PRESENTATION OF REPORT

Mr. Mohsin Dawar: On behalf of Chairman Standing Committee on Cabinet Secretariat, I beg to move that the delay in the presentation of the report of the Standing Committee on the Calling Attention Notice No. 2, regarding non-restoration/completion of 177 schools in District Abbottabad by Earthquake Reconstruction and Rehabilitation Authority (ERRA) despite lapse of 14 years, which were badly damaged due to earthquake in 2005, referred to Standing Committee on 10th June, 2019, till today be condoned. (moved by Mr. Ali Khan Jadoon, MNA).

Mr. Speaker: Now, I put the Motion to the House. It has been moved that the delay in the presentation of the report of the Standing Committee on the Calling Attention Notice No. 2, regarding non-restoration/completion of 177 schools in District Abbottabad by Earthquake Reconstruction and Rehabilitation Authority (ERRA) despite lapse of 14 years, which were badly damaged due to earthquake in 2005, referred

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

to Standing Committee on 10th June, 2019, till today be condoned. (moved by Mr. Ali Khan Jadoon, MNA).(The Motion was adopted).

Mr. Speaker: Item No. 18 Mr. Mohsin Dawar Sahib please.

REPORT ON THE CALLING ATTENTION NOTICE, MOVED ON 10TH JUNE, 2019, BY MR. ALI KHAN, JADOON, MNA

Mr. Mohsin Dawar: On behalf of Chairman Standing Committee on Cabinet Secretariat, I present report of the Standing Committee on the Calling Attention Notice No. 2, regarding non-restoration/completion of 177 schools in District Abbottabad by Earthquake Reconstruction and Rehabilitation Authority (ERRA) despite lapse of 14 years, which were badly damaged due to earthquake in 2005, referred to Standing Committee on 10th June, 2019.

Mr. Speaker: The report of the Standing Committee on the Calling Attention Notice No. 2, regarding non-restoration/completion of 177 schools in District Abbottabad by Earthquake Reconstruction and Rehabilitation Authority (ERRA) despite lapse of 14 years, which were badly damaged due to earthquake in 2005, referred to Standing Committee on 10th June, 2019 stands presented.

Mr. Speaker: Item No. 19 Syed Amin-ul-Haque Sahib. Mr. Mohsin Dawar please.

MOTION FOR CONDONATION OF DELAY IN THE PRESENTATION OF REPORT

Mr. Mohsin Dawar: On behalf of Chairman Standing Committee on Cabinet Secretariat, I beg to move that the delay in the presentation of the report of the Standing Committee on the Starred Question No. 8, referred to Standing Committee on 4th December, 2019, till today be condoned. (moved by Mr. Abdul Qadir Patel, MNA).

Mr. Speaker: Now, I put the Motion to the House. It has been moved that the delay in the presentation of the report of the Standing Committee on the Starred Question No. 8, referred to Standing Committee on 4th December, 2019, till today be condoned. (moved by Mr. Abdul Qadir Patel, MNA). (The motion was adopted).

Mr. Speaker: Item No. 20 Mr. Mohsin Dawar Sahib please.

REPORT ON THE STARRED QUESTION, ASKED BY MR. ABDUL QADIR PATEL, MNA, ON 4TH DECEMBER, 2019

Mr. Mohsin Dawar: On behalf of Chairman Standing Committee on Cabinet Secretariat, I present report of the Standing Committee on the Starred Question No. 8, referred to Standing Committee on 4th December, 2019.

Mr. Speaker: The report of the Standing Committee on the Starred Question No. 8, referred to Standing Committee on 4th December, 2019 stands presented.

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

پاکستانی TV ڈرامے میں پختونوں کی بے عزتی

جناب سپیکر: محسن صاحب ایک منٹ۔

جناب محسن داوڑ: سپیکر صاحب بہت شکریہ، ہم کافی عرصے سے racial profiling کا رونا روتے رہے ہیں اور پھر الزام یہ لگتا ہے کہ آپ لوگ کل ہی میری نظر سے ایک video clip گزرا، ایک TV drama ہے ایک پرائیویٹ چینل کا، میں نام نہیں لوں گا کیونکہ already وہ کافی notorious ہے۔ اس میں ایک clip ہے جس میں ایک مہمان آیا ہوتا ہے شاید اس کو ایک پشتون کی حیثیت سے دکھایا جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں آپ کیلئے کچھ تحفہ لے کر آیا ہوں اور پھر دوسرا جواب میں اس کو کہتا ہے کہ کیا تحفہ ہو گا؟ **"کوئی نسوار کا تھیلا ہو گا یا کوئی بم ہو گا"**۔ تو مطلب racial profiling اور کیا ہوتی ہے؟ اس چیز کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر: آپ لے کر آئیں اور وہ جو TV ہے اس سے ہم بالکل بات کرتے ہیں، ان کے ساتھ take-up کرتے ہیں۔

28 جولائی 2020ء

ضلع بونیر کے متعلق متنازعہ مضمون اور TV ڈرامے کے خلاف ایکشن لیا جائے

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ! ایک سوال پوچھیں۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب سپیکر! دو مختلف issues پر based ہے یہ Calling Attention ایک تو وہ جو ضلع بونیر سے متعلق ایک متنازعہ مضمون ایک publisher نے اپنی کتاب میں چھاپہ تھا۔ جس کے بارے میں شیر اکبر خان صاحب نے کافی تفصیل مین بات کی اور ظاہری بات ہے کہ ہم جتنا بھی ہم اپنے کے پی صوبے میں پھر چکے ہیں، ضلع بونیر کے جو لوگ ہیں ان کو ہم نے انتہائی مخلص، انتہائی مہمان نواز اور آخری حد تک دوستی پالنے والے لوگ پایا ہے اور جب بھی ہم ان کی تاریخ دیکھیں، بیا بھی کر دیا، پھر میں repeat نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن جتنی بھی استعماری قوتیں اس خطے میں گزری ہیں چاہے وہ مغل ہوں، چاہے وہ انگریز ہوں، چاہے سکھ ہوں، انہوں نے بھرپور ان کی مذمت بھی کی ہے اور شاید اس کی وجہ سے، اس طریقے سے portray کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔

دوسرا جو مسئلہ تھا وہ ایک **ٹی وی ڈرامہ** تھا، جس میں بھی بم اور بارود کو ہمارے ساتھ علی محمد خان صاحب شاید یہ سمجھ گئے تھے کہ وہ بھی کسی سکول میں چلا تھا۔ لیکن وہ ایک **ٹی وی ڈرامہ** تھا، پرائیویٹ ٹی وی چینل میں چلا تھا۔ جس میں پختونوں کو بم اور بارود سے جوڑنے کی کوشش کی گئی تھی۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ ایک mindset ہے جو رچ بس گیا ہے، جو دانستہ طور پر اس کا اظہار کبھی کبھار پھر بھی ہو جاتا ہے۔ پچھلے دن جب **مطیع اللہ جان صاحب** کو بھی اغواء کیا گیا تھا تو وہ بھی یہ کہہ رہے تھے کہ جو اغواء کار تھے وہ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

پاکستانی TV ڈرامے میں پختونوں کی بے عزتی

جناب سپیکر: محسن صاحب ایک منٹ۔

جناب محسن داوڑ: سپیکر صاحب بہت شکریہ، ہم کافی عرصے سے racial profiling کا رونا روتے رہے ہیں اور پھر الزام یہ لگتا ہے کہ آپ لوگ کل ہی میری نظر سے ایک video clip گزرا، ایک TV drama ہے ایک پرائیویٹ چینل کا، میں نام نہیں لوں گا کیونکہ already وہ کافی notorious ہے۔ اس میں ایک clip ہے جس میں ایک مہمان آیا ہوتا ہے شاید اس کو ایک پشتون کی حیثیت سے دکھایا جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں آپ کیلئے کچھ تحفہ لے کر آیا ہوں اور پھر دوسرا جواب میں اس کو کہتا ہے کہ کیا تحفہ ہو گا؟ **"کوئی نسوار کا تھیلا ہو گا یا کوئی بم ہو گا"**۔ تو مطلب racial profiling اور کیا ہوتی ہے؟ اس چیز کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر: آپ لے کر آئیں اور وہ جو TV ہے اس سے ہم بالکل بات کرتے ہیں، ان کے ساتھ take-up کرتے ہیں۔

28 جولائی 2020ء

ضلع بونیر کے متعلق متنازعہ مضمون اور TV ڈرامے کے خلاف ایکشن لیا جائے

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ! ایک سوال پوچھیں۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب سپیکر! دو مختلف issues پر based ہے یہ Calling Attention ایک تو وہ جو ضلع بونیر سے متعلق ایک متنازعہ مضمون ایک publisher نے اپنی کتاب میں چھاپہ تھا۔ جس کے بارے میں شیر اکبر خان صاحب نے کافی تفصیل مین بات کی اور ظاہری بات ہے کہ ہم جتنا بھی ہم اپنے کے پی صوبے میں پھر چکے ہیں، ضلع بونیر کے جو لوگ ہیں ان کو ہم نے انتہائی مخلص، انتہائی مہمان نواز اور آخری حد تک دوستی پالنے والے لوگ پایا ہے اور جب بھی ہم ان کی تاریخ دیکھیں، بیا بھی کر دیا، پھر میں repeat نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن جتنی بھی استعماری قوتیں اس خطے میں گزری ہیں چاہے وہ مغل ہوں، چاہے وہ انگریز ہوں، چاہے سکھ ہوں، انہوں نے بھرپور ان کی مذمت بھی کی ہے اور شاید اس کی وجہ سے، اس طریقے سے portray کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔

دوسرا جو مسئلہ تھا وہ ایک **ٹی وی ڈرامہ** تھا، جس میں بھی بم اور بارود کو ہمارے ساتھ **علی محمد خان** صاحب شاید یہ سمجھ گئے تھے کہ وہ بھی کسی سکول میں چلا تھا۔ لیکن وہ ایک **ٹی وی ڈرامہ** تھا، پرائیویٹ ٹی وی چینل میں چلا تھا۔ جس میں پختونوں کو بم اور بارود سے جوڑنے کی کوشش کی گئی تھی۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ ایک mindset ہے جو رچ بس گیا ہے، جو دانستہ طور پر اس کا اظہار کبھی کبھار پھر بھی ہو جاتا ہے۔ پچھلے دن جب **مطیع اللہ جان صاحب** کو بھی اغواء کیا گیا تھا تو وہ بھی یہ کہہ رہے تھے کہ جو اغواء کار تھے وہ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

یہ تاثر دینے کی کوشش کررہے تھے کہ شاید ہم پشتون ہیں اور وہ ٹوٹی پھوٹی پشتو بولنے کی کوشش کررہے تھے تو ہماری بنیادی مسئلہ اسی mindset کو، اس mindset کو یہ تو چند واقعات ہیں، اس کا تو ازالہ ہو جائے گا۔ لیکن اس mindset کو change کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! ایک چیز میں اور مزید add کرنا چاہوں گا۔ ایک چیز میں بتانا چاہتا ہوں، چند دن پہلے بھی میں نے اس کے اوپر بات کی اور آج پھر اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن مجھے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جب بھی ہم یہاں سے بات کرتے ہیں تو وہاں سے ان سنی کر دی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! دہشت گرد regroup ہو رہے ہیں کے پی کے میں۔

جناب سپیکر: جو question concerned ہے اس کے مطابق بات کریں، علی محمد خان صاحب۔

جناب محسن داوڑ: تیس سیکنڈ میں wind up کر رہا ہوں۔ ہم رہیں گے یا نہیں رہیں گے، یہ دہشت گرد جس شدت سے اور جس speed کے ساتھ پھر regroup ہو رہے ہیں، جس شدت سے وہ target killing کر رہے ہیں، جس شدت سے وہ لوگ وہاں پر operate کر رہے ہیں، یہاں تک کہ وہاں سے بھتے بھی لیکر جا رہے ہیں، ہمارے پاس ثبوت ہے کہ وہ جنوبی وزیرستان کے علاقے لدھا کین اور شکی میل میں ٹھیکیداروں سے بھتے لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس پر توجہ دلاؤ کا نوٹس لیکر آئیں، اس کو ہم پھر کریں گے۔

11 اگست 2020ء

منشیات کے کنٹرول کے بارے میں رپورٹ

جناب سپیکر: Item No.97 جناب صلاح الدین ایوبی صاحب not present، کون ہے اس کمیٹی کا؟ جناب محسن داوڑ صاحب discuss ہوا ہے۔

REPORT ON THE CONTROL OF NARCOTICS SUBSTANCES (AMENDMENT) BILL, 2020

Mr. Mohsin Dawar: On behalf of the Chairman Standing Committee on Narcotics Control to present the report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Control of Narcotics Substances Act 1997 [The Control of Narcotics Substances (Amendment) Bill, 2020].

Mr. Speaker: The report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Control of Narcotics Substances Act 1997 [The Control of Narcotics Substances (Amendment) Bill, 2020] stands presented.

آئینی ترمیم

جناب سپیکر: Item No.25 جناب محسن داوڑ صاحب۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

THE CONSTITUTION (AMENDMENT) BILL, 2020] (ARTICLE 59)

Mr. Mohsin Dawar: I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2020] (Article 59)

جناب سپیکر: اس کے feature بتائیں۔

جناب محسن داوڑ: مختصر الفاظ میں جناب سپیکر! اگر علی محمد خان صاحب توجہ دیں، مختصر الفاظ میں جناب سپیکر! یہی مدعا ہے کہ ہماری جو سیٹیں ہیں سینیٹ کی وہ ہمارے پاس ہی رہنے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ ملیکا صاحبہ۔

محترمہ ملیکا علی بخاری: جناب سپیکر! فاضل ممبر چاہتے ہیں کہ آئین کے Article 59 کی شق میں ترمیم ہو اور اس کے سابقہ ہم فاٹا کے لیے خصوصی سیٹیں رکھی جائیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ فاٹا کا جو ایریا ہے وہ کے پی کے اندر ضم ہو گیا ہے اور یہ ایک بہت historic moment تھا، ایک تاریخی moment تھا کے پی کی عوام اور فاٹا کی عوام کے لیے اور جو سینیٹ میں سیٹیں ہیں وہ کسی ایریا نہیں whole of province کے لیے provide کی جاتی ہیں تو خصوصاً سیٹیں اس وقت ہماری دانست میں نہیں رکھی جاسکتیں۔ اور ہم اس بل کو oppose کریں گے at this moment.

جناب سپیکر: میں اس کو defer کرتا ہوں۔ اس پر ڈسکس کر لیں۔ میں ان کے ساتھ خود بھی personally ڈسکس کر لوں گا۔ اس کو defer کرتے ہیں۔

12 اگست 2020ء

سی پیک کو طورخم کے بجائے پشاور تک محدود کرنے کی وضاحت کی جائے

جناب سپیکر: شکریہ۔ محسن داوڑ صاحب. on Point of Order

(مداخلت)

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ آپ کے حوالے سے کوئی بات کرتے ہیں تو آپ دونوں باتیں کر لیں گے، آپ کا کوئی ایشو ہے، یہ explain کرنا چاہتے ہیں۔

POINTS OF ORDER

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! پچھلے چند دنوں سے سی پیک کی ML-1 جو ہے اس کے حوالے سے خبریں آ رہی ہیں کہ initially اس کی منظوری جو ہوئی تھی وہ طورخم بارڈر تک تھی لیکن اب اس منصوبے میں کچھ رد و بدل کیا گیا ہے اور اس کو پشاور تک محدود کیا گیا ہے۔ یہ سننے میں آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس confirm خبر ہے؟ مراد سعید صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ جو طورخم کی ML-1 ہے۔

جناب محسن داوڑ: بالکل اس کو پشاور تک محدود کیا گیا ہے، تو اس بارے میں وضاحت کر دیں۔ واقعی اس کو پشاور تک کیا گیا یا طورخم تک کیونکہ اس کا بنیادی concept ہی یہی تھا مثلاً افغانستان اور سنٹرل ایشیاء تک جتنے بھی ٹریڈ روٹ ہیں، تو اب سننے میں یہ آ رہا ہے کہ اس کو پشاور تک محدود کر دیا گیا ہے۔ تو اگر اس کی ذرا وضاحت ہو جائے، بہت شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

21 اگست 2020ء

حاصل بزنجو کی وفات پر اظہار تعزیت

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! یقیناً **حاصل بزنجو صاحب** کی وفات سے جو خلاء پیدا ہوا ہے میرے خیال میں اسے پُر کرنا ناممکن ہو گا اور ایک ایسی situation میں کہ جب بلوچستان پہلے سے بھی محرومیوں کا شکار تھا، ایک ایسی توانا آواز جس نے ہمیشہ بلوچستان کے حقوق کے لیئے اور اس ملک میں جمہوریت کے لیئے آواز اٹھائی۔ میرے خیال میں ایسے وقت میں بزنجو صاحب کا چلا جانا ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ اس خلا کو پُر کرنا کافی مشکل ہو گا۔ جس طرح **خواجہ آصف صاحب** نے کہا کہ ان کی یاد میں آج کا Session adjourn ہونا چاہیے، سینیٹ میں definitely ہو گا۔ یہ ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ جناب سپیکر! ان کا سیاستدانوں کی جس lot of politicians سے تعلق تھا وہ میرے خیال میں ختم ہوتی جا رہی ہے۔ میری بھی یہی گزارش ہو گی کہ آج کے اجلاس کو adjourn ہونا چاہیے۔ **حیات بلوچ** کا واقعہ جو ہوا ہے وہ درندگی کی انتہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: Explanation آ گئی ہے۔

جناب محسن داوڑ: اور میں یہ بھی کہوں گا کہ آئی۔جی، ایف سی نہ جاتے تو شاید آج بھی وہاں سے لوگ اس چیز کو defend کرتے، قاتلوں کو defend کرتے۔ شکریہ۔

15 ستمبر 2020ء

موٹروے واقعے کی مذمت اور دوسرے مسائل پر بحث

جناب چیئر پرسن: محسن داوڑ صاحب! House in order please.

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ، جناب سپیکر! Finally بات کرنے کا موقع ملا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب میں بلوچستان جاتا ہو تو مجھے جہاز سے واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ جب میں ڈسٹرکٹ کُرم جاتا ہو تو وہاں پر راستے میں مجھے روک دیا جاتا ہے۔ اور جب پارلیمنٹ میں ہوتا ہو تو بہت ہی مشکل سے وقت ملتا ہے۔ چلیں آپ کا بہت شکریہ جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ اس موضوع پر بات کرنے سے پہلے ایک comment کرنا چاہوں گا۔ کہ جس طریقے سے آج ایک چور دروازے سے قانون سازی آئی ہے اور Anti-Terrorism Act اور ساتھ یہ Penal Code میں جو amendment ہوئی ہے کہ جو بھی آرمڈ فورسز کے خلاف کوئی بھی comment کرے گا اس کے لیئے دو سال کی سزا تجویز کی گئی ہے۔

(مداخلت)

جناب محسن داوڑ: آپ کو کیوں تکلیف ہو رہی ہے۔ آپ فوجی تھوڑے بیٹھیں ہیں۔ آپ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب چیئر پرسن: آپ ان کو بات کرنے دیں، ان کو interrupt نہ کریں۔

جناب محسن داوڑ: آپ اپنے موقع پر بات کریں۔ خوب بات کریں۔ خوب ان کے جوتے پالش کریں۔ لیکن اپنے پر بات کریں۔

جناب چیئر پرسن: آپ محسن داوڑ! بات کریں۔

جناب محسن داوڑ: میں topic پہ ہی آتا ہو لیکن جناب سپیکر! کچھ نہ کچھ روایات کا خیال رکھنا ہو گا۔ اس طریقے سے قانون سازی نہیں ہوتی کچھ نہ کچھ اس پارلیمنٹ کی توقیر کا بھی خیال کیا کریں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب سپیکر!اب سے پہلے تو جو واقعہ ہوا موٹروے پر اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ انتہائی کم ہے اور یہ incidence بد قسمتی سے، پچھلے اس کے اگر ہم statistics نکال کر دیکھیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ کل جو Adviser صاحب تھے پوری ایک briefing لے کر آتے کہ کیا ہو رہا ہے، کیا statistics ہیں، کتنے کیسز ہیں، کتنا conviction rate ہے اس میں۔ اسی کے بعد پھر جو بھی debate ہوتی ہر کوئی اپنا input دیتا تو کوئی positive outcome اس سے نکلتا لیکن وہ جو ان کی statement تھی میرے خیال میں وہ بھی صرف اپنی جان چھڑانے کی کوشش کر رہے تھے۔ یہ ایک series of events ہیں وہ موٹروے پہ ہوتا ہے، بونیر کی ایک بچی کا جو کل یہاں پر ایک ممبر صاحب نے کہا۔ کراچی میں وہ واقعہ ہوتا ہے۔ نوشہرہ میں تقریباً یہ مہینہ پہلے ایک واقعہ ہوتا ہے سیما نامی چھ سالہ بچی تھی وہ ان کے ہاں جب میں گیا وہاں پر تو وہ جو فیملی تھی انہوں نے کہا کہ کوئی حکومتی ذمہ دار ابھی تک ہمیں پوچھنے کے لئے نہیں آیا ہے۔ بہت سے کیسز ایسے ہوتے ہیں جو highlight بھی نہیں ہوتے۔ لیکن conclusion کی جب بات ہوتی ہے اور اس کے لیئے کسی way-out کی بات ہوتی ہے تو میرے خیال میں ابھی جو مجھ سے پہلے ایک تقریر ہوئی، میرے خیال میں solution بھی نکل آیا۔ مسئلہ ہمارا یہ ہے کہ قوانین موجود ہیں، سزائیں بھی موجود ہیں۔ پھانسی ہم نے جیل کے اندر دینی ہے یا بیچ چوراہے پہ دینی ہے؟ لیکن پھانسی آپ تب دیں گے جب بندے کو convict تو کریں۔ اب پانچ فیصد جس crime میں conviction ہو تو کیا خاک روک پائیں گے اس جرم کو۔ یہ ہوتے رہیں گے۔ تو اس کے لئے بنیادی چیز تو یہ ہے کہ conviction rate جو ہے اس کو بڑھانا ہو گا۔ اس کے لئے prosecution کے جو laws ہیں، اس میں بھی سوچنا ہو گا اس کے لئے بھی brain-storming کرنی ہو گی کہ کیا ایسے طریقے ہم اپنا سکتے ہیں جس کی وجہ سے ہم اس crime میں جو conviction rate ہے اس کو بڑھا سکیں۔ اب جب conviction rate بڑھے اور پھر بھی یہاں پر ہمیں کچھ اور ہی دیکھنے کو مل رہا ہے۔ جب سے یہ واقعہ ہوا ہے اس سے لے کر ابھی تک۔ مجھے ایک چیز کی سمجھ نہیں آ رہی۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا جو ہم اب تک سنتے بھی آ رہے تھے Prime Minister صاحب کا تو ایک بہت ہی permanent ایک argument رہا ہے کہ بھئی جو الزام لگتا ہے تو فلاں بھی استعفٰی دیتا ہے۔ یہاں پر بجائے کہ وہ جو Concerned Officials ہیں وہ خود استعفٰی دیں۔ استعفٰی کے بجائے وہ اتنے Controversial Statements دے رہے ہیں اور ان Controversial Statements کے بعد بھی حکومت ان کو

project کر رہی ہے تو ہمیں تو اس وقت تک حکومت کی نیت پر بھی شک ہے کہ وہ sincere نہیں ہے اس investigation میں اور اس کیس کو منطقی انجام تک پہنچانے میں بھی جب تک وہ آفیسر کو ہٹاتی نہیں ہے۔ وہ اتنے controversial statement بڑے دھڑلے سے دے رہے ہیں۔ ان کو کوئی پوچھتا بھی نہیں، یہ پوری کی پوری پارلیمنٹ اس کو تنقید کا نشانہ بنا رہی ہے، عوام اس کو تنقید کا نشانہ بنا رہی ہے لیکن وہ موصوف ہے جو اپنی کرسی سے ہٹ بھی نہیں رہا۔ تو سب سے پہلے تو یہاں سے ایک demand یہ بھی جانی چاہیے کہ یہ جو موصوف ہے جس کی وجہ سے یہ واقعہ پیش آیا اس کو اپنے عہدے سے ہٹایا جائے۔

ساتھ ہی ساتھ جناب سپیکر! ایک اور بھی مسئلہ ہے جب تک قوانین، جب تک اس ملک میں یہ جو exceptionalism کا کلچر ہے یہ برقرار رہے گا اس وقت تک بھی لوگ چھوٹتے رہیں گے، conviction نہیں ہو گی۔ یہاں پر ابھی میرے بھائی ہاشم نہیں ہیں، آج انہوں نے ایک واقعہ کا ذکر کیا کہ چند سال پہلے بلوچستان میں **کپتان حماد** نامی شخص نے ڈاکٹر شازیہ کے ساتھ اسی طرح کا کیس کیا تھا۔ اب بجائے یہ کہ اس کو قانون کے سامنے پیش کیا جاتا پوری کی پوری ریاست اس فرد کے ساتھ کھڑی ہوئی کیونکہ وہ میرا ہے۔ یہ کلچر اگر جاری رہتا ہے تو میرے خیال میں اگر کوئی اس بندے کو، اس حماد نامی شخص کی اگر conviction ہو جاتی ہے، وہ نشانِ عبرت بن جاتا۔

جناب چیئرپرسن: محسن بھائی! conclude فرمالیں۔

جناب محسن داوڑ: میں conclude کرتا ہو، سر! میں conclude کرتا ہو۔ ساتھ ہی ساتھ یہ ہمارے گھر میں آئے گی جس طرح یہ ہماری controlled democracy ہے، controlled ہمارا میڈیا ہے، controlled ہماری judiciary ہے۔ مختلف crimes کے لئے ہمارا response بھی controlled ہے، مطلب اگر ہم نے اپنا responce دینا ہوتا ہے اس کے لیئے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ مجرم کون ہے۔ مجرم کو مد نظر رکھ کے ہی ہمارا response سامنے آتا ہے تو اس طریقے سے مسائل حل نہیں ہو گے اور یہ جو جرائم ہیں اس طریقے سے ہوتے رہیں گے۔ آخر میں ایک اس event سے علیحدہ میں کل بھی اس پر۔۔۔۔

جناب چیئرپرسن: Conclude فرمالیں ٹائم ہو گیا ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب محسن داوڑ: بس یہ ہو گیا۔ ایک اور issue پر جناب چیئرمین! بات کرنا اس لئے چاہوں گا کہ کل بھی میں اس پر بات کرنا چاہتا تھا لیکن یہ debate شروع ہوئی۔ جناب! ایک اور مسئلہ ہمارے علاقے میں یہ ہو رہا ہے کہ وہاں پر خواتین کی جو، ہمارے ہاں ایک اور سسٹم جو ضرب عضب کے بعد یا جتنے بھی آپریشن ہوئے اس کے بعد سے جاری ہے کہ سیکیورٹی فورسز جہاں بھی کوئی معمولی سی بدامنی کا واقعہ ہوتا ہے وہ گھروں کے اندر گھس جاتے ہیں۔ خواتین پر تشدد کرتے ہیں، مردوں پر بھی تشدد کرتے ہیں، بچوں پر تشدد کرتے ہیں، وہ collective punishment اس لئے دیتے ہیں کہ بھئی آپ کے علاقے میں یہ دھماکہ کیوں ہوا۔ جناب سپیکر! FCR جا چکا ہے collective punishment کا تصور ختم ہو چکا ہے لیکن پھر بھی جو سابقہ قبائلی علاقہ جات ہیں وہاں پر یہ مسئلہ ابھی تک جاری ہے چھ عرصہ پہلے جنوبی وزیرستان کے علاقے شکتوئی میں ہوا، میں اپنے ساتھ وہ تصاویر بھی لے کے آیا تھا لیکن وہ فائل مجھ سے کہیں misplace ہوئی ان لوگوں کو بدترین بربریت کا نشانہ بنایا گیا۔ ساتھ ہی ساتھ دو دن پہلے ہمارے شمالی وزیرستان کے علاقے محمد خیل میں یہ واقعہ ہوا۔ ایک attack ہوتا ہے اس کے بعد پھر گھروں میں گھس جاتے ہیں سیکیورٹی فورسز کے لوگ اور اس کے بعد لوگوں کو، خواتین کو تشدد کا نشانہ بناتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ لوگوں کے گھروں سے سامان بھی چوری کر کے لے جاتے ہیں۔ خواتین سے ان کے زیورات بھی چوری کر کے لے جاتے ہیں۔ تو جناب سپیکر! اس ریاست سے میں، میں ہاتھ جوڑ کر request کرتا ہوں کہ یہ کونسی یا کس قسم کی انسانیت ہے، یہ کس قسم کے انسانی حقوق ہیں۔ جن کی پامالی ہو رہی ہے اور ریاست اس کا نوٹس بھی نہیں لے رہی۔ تو جناب سپیکر! ہوتا کیا ہے۔ سزا کس چیز کی دی جاتی ہے کہ یہ بم کیوں پڑا ہے، یہاں پر یہ blast کیوں ہوا۔ اسی مصنوعی جنگ کا نشانہ یہ لوگ بنتے ہیں جو مصنوعی جنگ ہمارے ہی جرنیلوں نے ہماری اوپر ڈالی ہے۔ یہ کوئی natural جنگ نہیں تھی یہ بنائی گئی تھی۔ یہ ڈالر کی کمائی کی جنگ تھی جس کے consequences کا ہمیں ابھی تک سامنا بھی کرنا پڑا ہے اور جس کی وجہ سے ہمارے گھر بار بھی تباہ ہوئے ہیں ہمارے کاروباری برکز بھی تباہ ہوئے ہیں اور وہ تباہی ہم ابھی دیکھتے ہیں اور جب میں ڈالر کی جنگ کی بات کرتا ہو تو وہ میں اس لیئے یہ بات کرتا ہوں کہ ابھی جو چند دن پہلے ایک story یہ جو leaks ہے وہ Papa John's کے قصے ہیں وہ سب نے سنے ہیں۔

جناب چیئرپرسن: آپ کا بہت شکریہ۔

19 اکتوبر 2020ء

آئل ریفائنریوں کی پیشرفت رپورٹ

Progress Report of Oil Refineries

40. Mr. Mohsin Dawar:

Will the Minister for Energy (Petroleum Division) be pleased to state:

(a) *the detail of annual progress report of oil refineries in district Karak; and*

(b) *the details of the contract?*

Reply not received.

کرک گیس اور تیل کے حوالے سے ایف آئی اے کی انکوائری

FIA Inquiries Regarding Karak Gas and Oil

41. Mr. Mohsin Dawar:

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

Will the Minister for Energy (Petroleum Division) be pleased to state:

(a) *whether it is a fact that a report was submitted by FIA regarding irregularities in Karak gas and oil;*

(b) *if so, the details of action taken by the Government in this regard?*

Minister for Petroleum Division (Mr. Omar Ayub Khan): (a) No. This office has not received such report.

(b) No.

20اکتوبر 2020ء

بِل پیش نہیں کی گئی

جناب ڈپٹی سپیکر: آئٹم نمبر 5، جناب محسن داوڑ صاحب! آئٹم نمبر 5 پیش کریں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب جیمس اقبال صاحب! آئٹم نمبر 3 پیش کریں۔

جناب جیمس اقبال: سپیکر صاحب! اس ہنگامے میں کیسے یہ بل پیش کیا جا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بل پیش کریں۔

جناب جیمس اقبال: جناب سپیکر! اتنے ہنگامے میں کیسے کوئی آواز سنے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے آپ کی آواز آ رہی ہے، آپ بل پیش کریں، پڑھنا شروع کریں۔ بل کو introduce کریں۔ جلدی کریں، آئٹم نمبر 2 پیش کریں۔ نہیں پیش کر رہے، اس کو defer کیا جاتا ہے۔ آئٹم نمبر 5، محسن داوڑ صاحب! آئٹم نمبر 5 پیش کریں۔ آپ کی آواز آ رہی ہے، آپ کا مائیک کھلا ہے۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! یہ ایک Point of Order اگر آپ دے دیں تو میرے خیال میں یہ جو سب کچھ defer ہو رہا ہے تو ہم اس سے بچ سکتے ہیں۔ اتنے important بل ہیں اگر اپوزیشن Point of Order مانگ رہی ہے تو میرے خیال میں دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنا آئٹم نمبر پیش کریں، میں ان کو بعد میں دوں گا۔ پہلے میں rules کے مطابق Item-wise اس اجلاس کو چلاؤں گا۔

جناب محسن داوڑ: آپ اب کر لیں، Point of Order میں اتنا مسئلہ نہیں ہوتا۔ اگر آپ Point of Order دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں دوں گا لیکن بعد میں دوں گا۔ آپ پہلے آئٹم نمبر 5 پیش کریں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب محسن داوڑ: اپوزیشن اگر Point of view پیش کرنا چاہتی ہے تو میرے خیال میں آپ ان کو موقع دیں۔ یہ آپ اس کے بعد کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ان کو موقع دے دوں گا آپ پہلے اس کو دیکھ لیں۔

جناب محسن داوڑ: میرے خیال میں پندرہ بیس منٹ میں کوئی فرق نہیں پڑے گا، اتنا بڑا incident ہوا ہے تو یہ پوری اپوزیشن جب احتجاج کر رہی ہے تو میرے خیال میں آپ کو موقع دے دینا چاہیئے۔ یہ تمام بل بہت important ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے آپ بل پیش نہیں کرنا چاہ رہے۔

جناب محسن داوڑ: نہیں بل ہم سب نے پیش کرنے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نہیں کرنا چاہ رہے، اس کو defer کیا جاتا ہے۔

ہائی کورٹس (اسٹیبلیشمنٹ) میں مزید ترمیم

جناب ڈپٹی سپیکر: آئٹم نمبر 9، جناب محسن داوڑ صاحب! آئٹم نمبر 9 پیش کریں۔ سیٹیاں نہ بجائیں، آرام سے اپنی اپنی نشست پر جا کر بیٹھ جائیں اور اپنی باری کا انتظار کریں۔ جناب محسن داوڑ صاحب! آئٹم نمبر 9 پیش کریں۔

THE HIGH COURTS (ESTABLISHMENT) (AMENDMENT) BILL, 2020

Mr. Mohsin Dawar: I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the High Courts (Establishment) Order, 1970 (P.O. 8 of 1970) [The High Courts (Establishment) (Amendment) Bill, 2020].

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب بابر اعوان صاحب! کیا آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں؟

جناب ظہیر الدین بابر اعوان: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ عدالت ہائے عالیہ (قیام) فرمان، 1970ء (پی۔او۔8 بابت 1970ء) میں مزید ترمیم کرنے کا بل [عدالت ہائے عالیہ (قیام) (ترمیمی) بل، 2020ء] پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(بل پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: سید آغا رفیع اللہ صاحب! آئٹم نمبر 13 پیش کریں، آپ کا reject ہو گیا ہے، آئٹم نمبر 11 پیش کریں محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب ڈپٹی سپیکر! آج 4 بل تھے۔ لیکن میں نے آج ایک بھی بل پیش نہیں کرنا۔ آپ defer کرنا چاہتے ہیں، جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہیں کر لیں۔ یہ آپ کس طرح سے ہاؤس چلا رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

29 اکتوبر 2020ء

CPEC اتھارٹی

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ، جناب سپیکر بنیادی طور پر تو جون سے لے کر اب تک یہ جو CPEC اتھارٹی ہے اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ وہ جو اس کا ٹائم تھا وہ پورا ہو چکا ہے۔ اب یہ جو چیز ہمارے سامنے آئی ہے، ایک تو اگر ہم اس کو دیکھیں تو یہ جو Clause 23 ہے Indemnity کی......No suit prosecution orother legal proceedings shall

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ دوسرے کے بارے میں بول رہے ہیں، آپ آئٹم نمبر 8 پر بول سکتے ہیں؟ آپ اکو اس پر دیا ہے۔

جناب محسن داوڑ: تو ٹھیک ہے ہمیں ٹائم کہاں ملتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو ٹائم دیا ہے، جو موضوع ہے آپ اس کے بارے میں بولیں۔

جناب محسن داوڑ: ہاں بولتا ہوں، اب جب بول رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ آئٹم نمبر 8 پر بات کریں۔

جناب محسن داوڑ: اسی پر بولتا ہوں، پھر خیر ہے اس پر بھی کچھ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر آپ کو بعد میں موقع دیتے ہیں۔ خواجہ آصف صاحب۔

Narcotics کی Custody کو کم کیا جائے

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہے شق وار غور۔ جی داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ ڈپٹی سپیکر صاحب! یہ جو بل ہے۔ سٹینڈنگ کمیٹی میں، اس میں جو ایک clause ہے 49A اس پر کافی بحث ہوئی تھی۔ انہوں نے 90 days کی custody رکھی ہوئی تھی۔ اس پر میرا dissenting Note بھی ہے۔ یہاں پر جو ابھی چیز آئی ہے۔ اس میں اس کو 45 کر دیا گیا ہے۔ ہمارا مطالبہ 14 کا تھا۔ کہ 14 سے زیادہ Narcotics میں ضرورت ہوتی نہیں ہے۔ لیکن یہاں پر ٹیکنیکل جو مسئلہ ہے۔ وہاں سے جو چیز پاس ہو کر آئی ہے تو یہاں پر انہوں نے بیچ میں پتہ نہیں کہاں پر Amendment کر دی ہے۔ کمیٹی نے جو رپورٹ پیش کی تھی، اس میں approve انہوں نے 90 days کیا تھا۔ رات کو پتہ نہیں کہاں سے انہوں نے تبدیل کر دیا۔

(آذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ سر! تو گزارش یہ ہے کہ ہمارا وہاں پر یہی مطالبہ تھا کہ اس کو Maximum 14 days سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ Narcotics Cases میں کوئی زیادہ Investigation کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انہوں نے 90 دن رکھا۔ ہم نے Dissenting Note لکھا۔ لیکن یہاں پر 45 کا عدد پتہ نہیں کیسے آگیا۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سال 2021ء

29 جنوری 2021ء

PTV; HR Recruiment

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محسن داوڑ۔ سوال نمبر؟

جناب محسن داوڑ: سوال نمبر 77۔

PTV; HR Recruitment

77. ***Ms. Shagufta Jumani:**

Will the Minister for Information and Broadcasting be pleased to state:

(a) *details of persons who have been appointed in PTV since the inception of incumbent Government;*

(b) *pay and other privileges which are given to each of above appointed person;*

(c) *whether posts upon which such appointments were made, were advertised; if so, the details thereof; if not the reasons thereof;*

(d) *the expertise of above mentioned appointee in the field for which he/she has been appointed; and*

(e) *details of persons who have been removed from their services in PTV, since the inception of present Government alongwith justification thereof?*

Minister for Information and Broadcasting (Syed Shibli Faraz): (a) & (b) Detail of contractual employees including pay & privileges, who have been appointed in PTVC since the inception of incumbent Government is attached at Annexure 'A'.

(c) All recruitments in PTVC are made in accordance with PTV Service Rules approved by Board of Directors. As such, these recruitments have been made strictly following the prescribed procedure.

(d) The requisite information is already available in the attached list at **Annexure. "A" above.**

(e) Detail of persons (Regular & contractual) who have been removed from their services in PTV since the inception of present Government along with justification thereof is placed at Annexure 'B'.

(Annexures have been placed in the National Assembly Library.)

Mr. Speaker: Answer be taken as read, supplementary please.

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال نہیں پوچھنا اور میں نے آج احتجاج کرنا ہے کہ شمالی وزیرستان میں پاک فوج کے اہلکاروں کے ہاتھوں 12000 قتل کیے گئے اور ضیاء الرحمٰن کے قتل کے خلاف۔

جناب سپیکر: ان کا مائیک بند کریں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

01 فروری 2021ء

افغانستان سے درآمدات و بر آمدات

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: سوال نمبر 99۔

Imports /Exports from /to Afghanistan

99. ***Mr. Mohsin Dawar:**

Will the Minister for Commerce be pleased to state the amount of imports and exports with Afghanistan during the last ten years?

Minister for Commerce: The amount of exports and imports with Afghanistan during the last ten (10) years are as under:

Trade With Afghanistan during last ten years

Value in Million US$

Years	Exports	Imports
2010-11	2,336.665	172.009
2011-12	2,249.592	199.403
2012-13	2,065.955	287.806
2013-14	1,870.516	359.184
2014-15	1,962.295	322.749
2015-16	1,437.87	410.05
2016-17	1,271.14	342.67
2017-18	1,500.38	443.00
2018-19	1,294.40	539.51
2019-20	852.31	469.07

Source: Pakistan Bureau of Statistics.

Mr. Speaker: Answer be taken as read, supplementary, please.

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! بہت ہی اہم سوال ہے، اچھا ہوا کہ ایک Task Force بھی اس کے اوپر کام کر رہی ہے، اس سے related یہ سوال ہے۔ پوچھا یہ گیا تھا کہ ہمیں details دی جائیں کہ پچھلے دس سال میں جو exports اور imports ہوئی ہیں افغانستان سے، جناب سپیکر! اس میں اگر آپ 2010-11 کی figures دیکھ لیں تو یہ 2336.66 ملین ڈالرز ہیں اور پھر آپ eventually یہ بھی دیکھ لیں کہ 2019-20 میں یہ 852 ملین ڈالرز پہ آ کر رکی ہیں، اب یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ 2336 ملین ڈالرز سے بجائے اس کے کہ دس سال میں یہ دوگنا یا تین گنا زیادہ ہوتی۔ یہ 852 ملین ڈالرز پر رک گئی ہیں اور ایک Task Force بنائی گئی اس کام کے اوپر، آپ نے اس اشو پر کافی کام کیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جو یہاں پر فیصلہ ہوتا ہے، یہاں پر discussion ہوتی ہے، وہ implement نہیں ہوتا، کچھ مافیاز ہیں جو اس پورے مسئلے میں hurdle بنے ہوئے ہیں۔ اسی Task Force میں یہ فیصلہ بھی ہوا تھا۔ میں غلام خان بارڈر کے contract پر بات کروں گا۔ جناب سپیکر! یہ فیصلہ ہوا تھا کہ گاڑیاں آئیں گی، میران شاہ میں offload ہوں گی۔ ایف۔ بی۔ آر نے notification بھی کیا ہے، وہ ابھی تک implement نہیں ہو رہا ہے تو یہ بتائیں کہ کون ہے جو اتنی رکاوٹیں اٹکا رہا ہے اور Exports 2336 ملین ڈالرز سے 852 ملین ڈالرز تک آئی ہیں اور اس مسئلے میں آپ کی طرف سے جو instructions آئی ہیں، اور اس Task Force کی طرف سے جو instructions آئی ہیں، ان کی implementation میں کون رکاوٹ ڈال رہا ہے؟

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

02 فروری 2021ء

آئینی ترمیم

جناب ڈپٹی سپیکر: آئٹم نمبر 7 پر آتے ہیں۔ محسن داوڑ صاحب! آئٹم نمبر 7 پیش کریں۔

THE CONSTITUTION (AMENDMENT) BILL, 2020

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔

I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan. [The Constitution (Amendment) Bill, 2020] (Article – 59)

جناب ڈپٹی سپیکر: تھوڑی تفصیل بھی بتادیں۔

جناب محسن داوڑ: گزارش ہے کہ فاٹا کو merge تو کر دیا گیا تھا لیکن کئی ایسی چیزیں ہیں جو کہ merger سے پہلے ساتھ تھیں جن سے ہمیں محروم کر دیا گیا ہے۔ فاٹا کی نمائندگی سینیٹ میں تھی اور ہماری آٹھ سیٹیں ہوا کرتی تھیں، ان سے ہمیں محروم کر دیا گیا تھا۔ پھر وہاں پر census بھی proper نہیں ہوا تھا اور census کی base پر ہم نے جو extra seats demand کی تھیں قومی اسمبلی میں، وہ بھی یہاں سے ایک Bill unanimously pass ہوا تھا۔ اس بل کو بھی پتہ نہیں کیوں پھینک دیا گیا ہے، وہ سینیٹ سے process نہیں ہو رہا۔ ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ جب تک ہم at par نہیں آتے باقی صوبوں سے، ملک کے دوسرے علاقوں کے ساتھ اس وقت تک فاٹا کی جو سینیٹ کی سیٹیں تھیں، جو ہماری آٹھ سیٹس ہوا کرتی تھیں ان سیٹس کو برائے مہربانی as it is رہنے دیا جائے۔ جب ہم at par آجائیں گے اس کے بعد ہماری باقی روٹین کی نمائندگی ہو گی جو کہ خیبر پختونخوا کی ہے پھر اس کے ساتھ ہمارا کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح ہے۔ محترمہ ملیکا بخاری صاحبہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و انصاف (محترمہ ملیکا علی بخاری): شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! بنیادی بات یہ ہے کہ ہم محسن داوڑ صاحب کی بات کا احترام کرتے ہیں اور جو انہوں نے مدعا raise کیا اس کا بھی احترام کرتے ہیں لیکن ایشو یہ ہے کہ سینیٹ کی سیٹوں میں ایک provincial parity ہے کہ سب صوبوں کو برابر نمائندگی حاصل ہو گی اور پچیسویں آئینی ترمیم کے بعد فاٹا خیبر پختونخوا کے اندر ضم ہو گیا ہے۔ صوبے کے اندر ضم ہونے کے بعد آئین کی سکیم کے مطابق ہم فاٹا کو special extra seats نہیں دے سکتے کہ جو خیبر پختونخوا کی سیٹس ہیں اسی کے اندر سے فاٹا کے نمائندوں کی سیٹس بھی نکلیں گی۔ اس لیے اس technical basis کے اوپر ہم اس بل کو oppose کر رہے ہیں کیونکہ یہ آئین کی سکیم کے خلاف ہے اور provincial parity کے concept کے بھی خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مطلب آپ اس کی مخالفت کرتی ہیں۔

محترمہ ملیکا علی بخاری: جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں مزید ترمیم کرنے کا بل [دستور (ترمیمی) بل، 2020ء] پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(بل پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی)

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔ جو تحریک کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: ملیکا بخاری صاحبہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

محترمہ ملیکا علی بخاری: جناب سپیکر! ہم نے آپس میں مشاورت کی ہے کیونکہ اس کے اوپر اتنے strong issues ہیں اور محسن داوڑ صاحب بھی اس کے اوپر ایک strong position لے چکے ہیں۔ اس کو کمیٹی میں بھیج دیں اس کے بعد اس پر گفتگو کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو کمیٹی میں بھیج دیتے ہیں۔ آئٹم نمبر 8۔ محسن داوڑ صاحب! آئٹم نمبر 8 پیش کریں۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔

I beg to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan. [The Constitution (Amendment) Bill, 2020] (Article-59)

(کچھ دیر بعد)

بوگس ڈومیسائل اور شناختی کارڈز

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب سپیکر! میرے خیال میں اس ایشو کو مزید complicate کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک بوگس ڈومیسائل کی بات ہے تو اس طرح تو بوگس شناختی کارڈ بھی بنتے ہیں، بلوچستان میں بھی بنتے ہیں اور سابقہ **فاٹا** میں بھی بنتے ہیں، اسی نادرا میں بنتے ہیں، وہاں پر کوئی فرشتے نہیں بیٹھے ہیں۔ پرسوں میرے پاس کیس آیا کہ ہماری فیملی میں پانچ چھ بندوں کو شامل کر دیا ہے۔ ڈومیسائل کو آسان بنانا چاہیے نہ کہ اس کو مزید complicate کیا جائے۔ نادرا پر پہلے ہی بوجھ ہے اور اب مزید بوجھ پڑے گا۔

04 فروری 2021ء

کرک میں آئل ریفائنرز

Oil Refineries in Karak

40. Mr. Mohsin Dawar:

Will the Minister for Energy (Petroleum Division) be pleased to state:

(a) *the detail of annual progress report of oil refineries in district Karak; and*

(b) *the details of the contract?*

Minister for Petroleum Division (Mr. Omar Ayub Khan): (a) No record regarding a refinery in Karak has been found; and

(b) No license has been issued by OGRA to any refinery in Karak.

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

22 فروری 2021ء

کیبینٹ سیکرٹریٹ پر قائمہ کمیٹی کی پیشگی رپورٹ

جناب سپیکر: آئٹم نمبر 20۔ محسن داوڑ صاحب! آپ آئٹم نمبر 20 پیش کریں۔

PREIODICAL REPORT OF THE STANDING COMMITTEE ON CABINET SECRETARIAT FOR THE PRIOD JANUARY – JUNE, 2020

Mr. Mohsin Dawar: On behalf of the Chairperson Standing Committee on Cabinet Secretariat, I present the Periodical Report of the Standing Committee on Cabinet Secretariat, for the period January - June, 2020, as required by rule 234-A of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007.

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! میں نے بعد میں بولنا ہے جس کا آپ نے وعدہ کیا ہے۔

Mr. Speaker: The Periodical Report of the Standing Committee on Cabinet Secretariat for the period January - June, 2020, as required by rule 234-A of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007 stands presented.

23 فروری 2021ء

NGO Workers کی شہادت پر بحث

جناب سپیکر: میں آج ہاؤس کے ساتھ ایک دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بہت معزز ایوان ہے۔ ہم سب کی عزت اور تقدس اسی میں ہے کہ ہم اس ایوان کے رولز کا خیال رکھیں۔ میری request ہو گی کہ کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے رولز کی violation ہو۔ ایک طرف سے دوسری طرف جانا یا کوئی ایسے نازیبا الفاظ استعمال کرنا، اس حوالے سے میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنی پوزیشن اور تقدس کا خیال رکھیں۔ ہمارا آج کا ایجنڈا چونکہ Private Member's Day ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ باقی جو ہمارا ایجنڈا نمبر 2 ہے وہ ہم second day پر لے لیں گے اور آج ہم صرف Private Member's Day لے لیتے ہیں۔ جو پارلیمانی لیڈرز ہیں وہ اپنے نام ہمیں دے دیں تاکہ ہم ان کو accordingly بلا لیں۔ آئٹم نمبر 4۔ محسن داوڑ صاحب آئٹم نمبر 4 پر آپ کا بل ہے۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں request کرتا ہوں کہ اس کو فی الحال deferment کی defer کر دیں۔

جناب سپیکر: اس کو defer کر دیں؟

POINT OF ORDER

جناب محسن داوڑ: جی سر! میری ایک request ہے۔ جناب سپیکر! کل بھی میں اس پر بولنا چاہتا تھا کہ شمالی وزیرستان میں کل صبح خواتین NGO workers کو شہید کیا گیا ہے اور المیہ یہ ہے کہ پاکستانی میڈیا اور پاکستان کی پارلیمنٹ میں اس پر بحث ہی نہیں ہوئی۔ میں نے کل بھی آپ سے request کی کہ یہ بہت serious issue ہے۔ اس پر مجھے تھوڑی دیر بولنے دیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب سپیکر: یہ آپ بالکل صحیح بات کر رہے ہیں۔ اس پر بات کریں گے۔ میں صوبائی حکومت سے اس پر رپورٹ منگواتا ہوں۔ چیف سیکرٹری ایک ہفتہ کے اندر اندر ہمیں رپورٹ کریں کہ اس کی کیا پوزیشن ہے؟

26 فروری 2021ء

دہشتگردی کے خلاف رپورٹ

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب سپیکر! بنیادی بات یہ ہے کہ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس دن رولنگ دی تو یہ report اس ہاؤس میں پیش ہونی چاہیے۔ میں بطور ایک ممبر اسمبلی اس علاقے کا میں شرمندہ ہوں کہ جو یہ واقعہ ہوا ہے۔ دوسری بات یہ جو ایک اور واقعے کی طرف زاہد صاحب نے اشارہ کیا، اسی واقعے سے ایک دن پہلے دس افراد کو وہاں سے اغواء کیا گیا۔ جس میں ایک لوکل گورنمنٹ کے انجنیئر اور ایک ہمارے دوست عتیق اللہ ایڈووکیٹ جو کہ public prosecutor ہے، ساتھ ساتھ اس کے ایک اور بھائی شہنشاہ اور گاؤں کا بھی ایک لڑکا ہے اس میں اور کچھ professionals بھی ہیں تو یہ جناب سپیکر! ہم چیختے ہیں، چلاتے ہیں کہ وہاں پر حالات دن بہ دن خراب ہو رہے ہیں، دہشت گرد regroup ہو رہے ہیں، اس پر باقاعدہ ایک debate کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ پھر پورے پاکستان کو یہ دہشت گردی لپیٹ میں لے اور پھر ایک دفعہ ہم ہاتھ ملتے رہیں تو اس پر ہمیں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ آپ ایک دن مقرر کریں یہ دہشت گرد ایک دفعہ پھر regroup ہو رہے ہیں وزیرستان سے لیکر باجوڑ، باجوڑ سے لیکر چمن تک اور ایسا نہ ہو کہ ایک دفعہ پورے پاکستان، میں اگر زیادہ تفصیل میں جاؤں گا تو مائیک بند ہو جائے گا۔ لیکن اس پر بھرپور تفصیلی بحث کی ضرورت ہے۔ اس بات کی بھی تحقیقات ہونی چاہیے کہ اتنے بڑے آپریشن کے باوجود بھی وہاں پر یہ دہشت گرد کیوں موجود ہیں۔

جناب سپیکر: مرتضیٰ جاوید عباسی صاحب۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب مرتضیٰ جاوید عباسی: شکریہ جناب سپیکر! میں زیادہ ٹائم نہیں لیتا۔ ہم ان واقعات کی مذمت کرتے ہیں جو دہشت گردی کے واقعات فاٹا میں ہو رہے ہیں Tribal Area میں ہو رہے ہیں اور جناب سپیکر! جیسے کہ **محسن داوڑ** نے کہا، اب تو ایسے حالات ہیں کہ پچھلے صوبائی حکومت کے جب الیکشن تھے وہاں پر ایسی جگہیں تھیں جہاں پر ہم اپنی جماعت کی Campaign چلانے کے لئے نہیں جاسکتے تھے تو وہاں پر اب سیاسی ماحول بھی خراب ہو رہا ہے۔ وہاں دہشت گردوں کے جو گروپس ہیں وہ Reorganize ہو رہے ہیں تو آپ سے گزارش ہے کہ حکومت اور ہمارے جو Law Enforcement Agency کے ادارے ہیں وہ فوری طور پر اس پر نوٹس لیں، اس ہاؤس میں اس پر تفصیلی بحث ہو، وہاں سے تعلق رکھنے والے تمام جو ممبرانِ اسمبلی ہیں ان سے input لی جائے اور ایک مستقل لائحہ عمل اس علاقے کے لیے طے کیا جائے تاکہ دہشت گردی کو روکا جاسکا۔ ان لوگوں نے، دہشت گردی کے خاتمے کے لیے قبائلی علاقہ کے لوگوں نے بڑی قربانیاں دی ہیں اور آج تک دے رہے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ فوری طور پر ان کے لیے شہداء پیکیج کا اعلان کیا جائے اس ہاؤس سے اور جس طرح **محسن داوڑ** نے مطالبہ کیا ہے اس پر ایک دن debate کے لیے رکھا جائے۔

01 مارچ 2021ء

آئٹم پیش نہیں کی گئی

Mr. Speaker: Item No. 13 please. Who will move? Mohsin Dawar Item No. 13 please. Shazia Marri please Item No. 13.

شازیہ مری: سر! دیکھی Before This آپ مجھے کسی اور آئیٹم پر بات کر لینے دیں۔ ایجنڈا آئیٹم 4 پر جو ہمارا اعتراض ہے آپ پلیز سنیں۔

جناب سپیکر: میں بات کرنے کا موقع دے رہا ہوں۔

شازیہ مری: نہیں سر! آپ پہلے وہ سنیئے۔ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! یہ بات ہونی چاہیے اگلے آئٹم پر جانے سے پہلے۔

جناب سپیکر: میڈم رپورٹ پیش کریں۔ آپ نے رپورٹ پیش نہیں کرنی؟ میں کسی اور سے پیش کروادوں گا۔ اور کون ہے اس کمیٹی میں؟ عطاءاللہ صاحب پلیز۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

02 مارچ 2021ء

شہید اسد خان اچکزئی کے لئے فاتحہ خوانی

جناب ڈپٹی سپیکر: سب سے پہلے رخصت کی درخواستیں ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! عوامی نیشنل پارٹی بلوچستان کے صوبائی ترجمان اسد خان اچکزئی، جنہیں چند مہینے پہلے اغواء کیا گیا تھا۔ وہ missing تھے۔ پچھلے دنوں ان کی لاش ملی ہے۔ تو ان کے لئے میں دعائے مغفرت کی درخواست کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا چترالی صاحب دعا فرمائیں۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

انسداد نشہ آور مواد

جناب ڈپٹی سپیکر: آئٹم نمبر 42۔ جناب صلاح الدین ایوبی صاحب پیش کریں گے۔ میرے خیال میں معزز رکن باہر چلے گئے ہیں۔ محسن داوڑ صاحب آپ پیش کر دیں۔

Mr. Mohsin Dawar: On behalf of the Chairman Standing Committee on Narcotics Control, I present the report of the Standing Committee on the Bill further to amend the

Control of Narcotics Substances Act, 1997 [The Control of Narcotics Substances (Amendment) Bill, 2019].

جناب ڈپٹی سپیکر: انسداد نشہ آور مواد ایکٹ، 1997ء میں مزید ترمیم کرنے کے بل [انسداد نشہ آور مواد (ترمیمی) بل، 2019ء] پر قائمہ کمیٹی کی رپورٹ پیش کر دی گئی۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

29مارچ 2021ء

جانی خیل واقعہ اور Missing Persons کی موضوع پر بحث

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب پلیز۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! جانی خیل کا واقعہ جس میں چار بچوں کو بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا اور پھر ان کی لاشیں بھی اس صورت میں ملیں کہ ایک چرواہا اور اس چرواہے کے ساتھ جو کتا تھا اس کتے کو وہ لاشیں ملیں۔ وہ جب ان لاشوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اس کے بعد وہاں کے لوگوں کو پتہ چلا کہ یہاں پر کچھ لاشیں پڑیں ہیں۔ جب تحقیقات ہوئیں تو وہ ان بچوں کی ہی لاشیں تھی جن کو پندرہ بیس دن پہلے وہاں سے اغواء کیا گیا تھا۔ جناب سپیکر! وہ انتہائی غریب لوگ ہیں اور یہ انتہائی دردناک واقعہ ہے۔ آپ نے اس کی والدہ کی بات سنی ہو گی۔ وہ کہتی تھی کہ یہ بچہ مجھے بہت زیادہ عزیز تھا ان کی غربت کی انتہاء یہاں تک تھی کہ وہ کہتی ہے کہ جب وہ رات کو گھر میں آتا تھا تو میں اس کو کہتی تھی کہ آپ پانی زیادہ پی لیا کریں تا کہ آپ کا پیٹ بھرا رہے۔

جناب سپیکر! اب بربریت اس حد تک پہنچ چکی ہے۔ جناب سپیکر! اس علاقے میں یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ ان لوگوں کے صبر اور برداشت کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا اس لیے انہوں نے اتنا extreme step اٹھایا ہے نو دن مسلسل لاشوں سمیت وہاں پر احتجاج کر رہے تھے اور یہ ان militant groups سے اتنے تنگ آچکے تھے کہ پھر ان کو اس بات کی پرواہ نہیں تھی کہ ہمارے اس احتجاج کے consequence کیا ہوں گے اور وہ پھر نکل پڑے۔ یہ ایک واقعہ نہیں ہے۔ میں ذرا ایک منظر کشی کرتا ہوں کہ میں وہاں سے ہو کے آرہا ہوں۔

جناب سپیکر: مختصر کریں پلیز۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! بہت ہی ضروری بات ہے۔ پوری قوم پھر پچھتائے گی اگر اس واقعہ کی طرف ہم نے دھیان نہ دیا۔ جناب سپیکر! چند دن پہلے اس سے متصل علاقہ ہے۔ میرے اپنے حلقے میں روڈ بن رہا ہے دوسلی اور گڑیوم کے درمیان، وہاں پر مزدور کام کر رہے تھے۔ ان کو اس مٹی میں کچھ انسانی ہڈیاں ملیں۔ وہ انسانی ہڈیاں جب انہوں نے دیکھیں تو اس میں بٹوا بھی پڑا ہوا تھا۔ اس بٹوے میں ایک شناختی کارڈ پڑا ہوا تھا اور وہ شناختی کارڈ **محمد اسلام** نامی سکول ٹیچر کا تھا جو 2007ء سے missing تھا۔ وہ اکثر ہمارے جلسوں میں آیا کرتا تھا۔ اس کے بچے اور اس کے لواحقین ہمارے جلسوں میں آیا کرتے تھے اس کی تصویر کے ساتھ کہ ہمارے جو والد صاحب ہیں، ہمارے **محمد اسلام صاحب** کہاں پر ہیں؟ اس کے whereabouts بتائے جائیں۔ آج چودہ سال بعد اس کی ہڈیاں ملیں۔ اس طرح سینکڑوں کی تعداد میں اور بھی بہت سے لوگ تھے۔

جناب سپیکر: آپ چودہ سال والی بات کرتے ہیں۔ میں نے clear instruction دی ہے کہ جو اس قسم کا تشدد ہے، یہ صوبائی حکومت اور خاص کر میں نے ان کو instruction دی ہے اس کے اوپر من و عن ایکشن لیا جائے۔ جو لوگ اس قسم کے واقعات میں involve ہیں ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور اس کے خلاف کوئی رعایت نہ برتی جائے۔ شہزاد اکبر صاحب! آپ خود اس کو monitor کریں اور ہمیں رپورٹ دیں۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: آپ wind up کریں پلیز۔

جناب محسن داوڑ: میں wind up کرتا ہوں۔ میں دہشت گردی پر بات کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ بہت ہی ضروری بات ہے۔ سچ تو بولیں گے۔ زوہیب نامی ایک نوجوان ہمارے علاقے لانڈ سید آباد میں جو آئی ٹی کا student تھا۔ رات کو دہشت گرد اس کے گھر میں داخل ہوتے ہیں اور اس کو گھر کے اندر مارتے ہیں۔ جناب سپیکر! جب دہشت گردی عروج پر تھی اس وقت بھی ہمارے علاقے میں جب کوئی اپنے گھر کے اندر جاتا تھا تو اپنے آپ کو محفوظ تصور کرتا تھا۔ آج دہشت گردی اس لیول پر پہنچ چکی ہے کہ لوگوں کے پاس اپنی protection کے لیے کچھ نہیں ہے۔ جانی خیل کے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جو لوگ احتجاج کر رہے تھے ان کا مطالبہ کیا تھا؟ ان کا بنیادی مطالبہ یہ تھا کہ یہ جو دہشت گردوں کے گروپس ہیں، جن کے جگہ جگہ پورے علاقے میں دفاتر ہیں، ان کا آپ خاتمہ کریں۔ آپ ان کا خاتمہ کیوں نہیں کر رہے ہیں؟ جو اتنے بڑے آپریشن کے باوجود اسی طریقے سے عوام میں دندناتے پھر رہے ہیں اور ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا جا رہا ہے۔

01 اپریل 2021ء

آئینی ترمیم

جناب ڈپٹی سپیکر: آئٹم نمبر 12 جناب محسن داوڑ صاحب پیش کریں۔

THE CONSTITUTION (AMENDMENT) BILL, 2021(AMENDMENT IN ARTICLES 1, 51AND 106)

Mr. Mohsin Dawar: I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2021]. (Amendment in Articles - 1, 51 and 106)

جناب ڈپٹی سپیکر: علی محمد خان صاحب بتائیں کیا آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں؟

جناب علی محمد خان: بڑا important Bill یہ move کر رہے ہیں تھوڑا سا بریف کریں گے اگر ایوان کو تو بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی علی محمد خان صاحب معذرت میں نے سنا نہیں کیا آپ مخالفت کرتے ہیں؟

جناب علی محمد خان: میری request ہوگی کہ آنریبل ممبر اس کو یہ تھوڑا سا بریف کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب! بل کی تھوڑی سی تشریح کر دیں۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ ڈپٹی سپیکر صاحب! ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں (پشتو) اس بل میں مطالبہ ہمارا یہی ہے کہ دو دفعہ ہماری صوبائی اسمبلی میں Resolutions Pass ہو چکا ہے پختونخوا کے نام کی تبدیلی کا۔

(آذان مغرب)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بتائیں اس کے بعد پھر نماز کا وقفہ کریں گے۔

جناب محسن داوڑ: تو جناب سپیکر! دو دفعہ ہماری پختونخوا کی اسمبلی سے ہمارے صوبے کے نام کی تبدیلی کے نام سے Resolution پاس ہو چکا ہے اور اس میں مطالبہ بھی یہی کیا گیا تھا کہ صوبے کا نام پختونخوار کھا جائے۔ اٹھارھویں ترمیم جب ہو رہی تھی تو وہ پختونخوا کے بجائے خیبر پختونخوار کھا گیا۔ جس کو بھی تسلیم کر لیا گیا تھا لیکن وہ جس مقصد کے لیے کیا گیا تھا وہ پھر بھی پورا نہیں کیا گیا۔ آپ اسی اسمبلی کا ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں کوئی بھی اسے اپنے نام سے نہیں پکارتا۔ سب KP اور KPK کہتے ہیں۔ مطالبہ اس میں یہ کیا گیا ہے کہ جو original قراردادیں پاس ہوئی تھیں پختونخوا اسمبلی سے وہی نام آئین میں بھی رکھا جائے۔ موجودہ آئین میں اس کو تبدیل کر کے اس کو پختونخوار کھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: علی محمد خان صاحب۔

جناب علی محمد خان: جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! حالیہ سینیٹ الیکشن کے بعد جناب وزیر اعظم پاکستان نے اپوزیشن کو دعوت دی کہ مختلف issues پر آپ آئیں اور legislation کریں اور یہاں پر اپنا role play کریں۔ جس طرح ابھی آج آنریبل ممبر اپوزیشن سے **جناب محسن داوڑ صاحب** بڑی اہم آئینی ترمیم لے کر آئے ہیں۔ اسی طرح کچھ دیر پہلے میں نے ایک موشن پڑھنے کی کوشش کی ٹھیک ہے اپوزیشن والے چاہتے ہیں کہ اور engage کریں میں کر لوں گا As a Minister of Parlimentry Affairs لیکن یہاں پر پھر وہی بات آتی ہے کہ اگر ہم اس ایوان کے اندر ایک پارلیمنٹری کمیٹی بنائیں اور اس پر ہم اپنے جتنے بھی issues ہیں الیکشن کے حوالے سے اس پر گفتگو کر لیں اور آئندہ الیکشن کو مزید شفاف کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کریں کیونکہ اس بات سے تو جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! کوئی انکار نہیں کہ legislation ہونی چاہیے اور بہتری کی گنجائش ہے۔ اگر بہتری کی گنجائش نہیں ہے تو پھر تو کوئی فائدہ نہیں۔ اس کا مطلب پھر یہ ہے کہ آئندہ ہم کسی بھی main issues پر جو الیکشن کے حوالے سے ہیں اس پر بات ہی نہ کریں کیونکہ وہ تو بڑا کلیئر ہے وہاں پر بہت زیادہ سقم ہے اور بہت زیادہ کام ہونا باقی ہے۔ اس کے لیے بہتر جگہ یہی ہے کیونکہ جب پارلیمان میں کام نہیں ہو گا تو پھر باتیں عدالتوں میں جائیں گی۔ بہر حال جب اپوزیشن کے Honourable Parliamentary Leader کو ہم engage کر لیں گے۔ میرے خیال میں اگر اس کی پارلیمنٹری کمیٹی بن

جاتی ہے جس طرح جناب وزیر اعظم صاحب کی خواہش ہے اور ہم سب کی خواہش ہے کہ ہم اس ایوان میں بیٹھ کر legislation کریں اور پاکستان کے عوام کے مفاد میں کریں۔ اگر حکومت کا کوئی flagship project ہو بیشک آپ اس میں ہمیں support نہ کریں۔ لیکن اگر عوام کی کوئی چیز ہو تو اس پر تو کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں یا اس کو کمیٹی کو بھیجا جائے۔

جناب علی محمد خان: جس طرح نہایت ہی موزوں طریقے سے اس چیز کو جناب ڈپٹی سپیکر صاحب آپ نے handle کیا ہے اور اس کو موخر کیا ہے تو ہم انشاءاللہ آپ کو بھی یقین دلاتے ہیں کہ میں اور ہمارے چیف وہپ عامر ڈوگر صاحب اور ہمارے seniors, we will engage with them and we will make sure that Parliamentary Committee on Electoral Reforms بنے اور وہاں پر یہ لوگ بھی اپنے وہ نقاط لا سکیں تا کہ پھر روڈز پر احتجاج کرنے یا میڈیا پر بات کرنے کی بجائے وہ بات ہم پارلیمنٹ کے اندر کریں۔ اگر پارلیمنٹ میں وہ بات نہ سنی جائے تو ظاہر ہے احتجاج پھر ہو سکتا ہے۔ جہاں تک اس **محسن صاحب** کی آئینی ترمیم کا تعلق ہے یہ بڑی important آئینی ترمیم ہے اس پر خیبر پختونخوا اسمبلی کی طرف سے جس طرح **محسن صاحب** نے بات کی کہ Resolution بھی آچکے ہیں۔ ہم اس کو oppose نہیں کرتے۔ لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں اور لاء ڈویژن یہ سمجھتی ہے کہ یہ ایک بہت ہی زیادہ اہم issue ہے اٹھارھویں ترمیم کے بعد NWFP سے کوئی 70 سال بعد خیبر پختونخوا کو ایک نام ملا۔ لیکن آج اس کو آپ دیکھیں تو اس کو خیبر پختونخوا کی بجائے ہمیشہ KPK کہا جاتا ہے جو اور بھی میں سمجھتا ہوں کہ عجیب سی بات ہے کہ اگر ہم سندھ کو سندھ کہتے ہیں بلوچستان کو بلوچستان کہتے ہیں پنجاب کو پنجاب تو اس کو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ گلگت بلتستان کو بھی GB کہہ دیتے ہیں۔

جناب علی محمد خان: اس کو میں سمجھتا ہوں کہ Inter Provincial Ministry, plus Chief Secretary Khyber Pakhtunkhwa کے comments اس میں چاہئیں اور اس میں مزید بھی consultation ہونی چاہیے جو کہ اس کا مناسب forum Standing Committee ہے۔ ہم اس کو oppose نہیں کرتے اس پر وہاں پر ڈسکشن ہونی چاہیے ایک اچھی تجویز ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں مزید ترمیم کرنے کا بل [دستور (ترمیمی) بل، 2021ء] پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ (آرٹیکلز 1، 51 اور 106)

(لہٰذا بل پیش کرنے کی اجازت دی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: آئٹم نمبر 13 جناب محسن داوڑ صاحب! پیش کریں۔

Mr. Mohsin Dawar: I beg to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2021]. (Amendment in Articles - 1, 51 and 106)

جناب ڈپٹی سپیکر: مذکورہ بل پیش کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نماز مغرب کے لیے 15 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لئے برائے ادائیگی نماز مغرب ملتوی کی گئی)

(وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر شام 7 بجے دوبارہ شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: آئٹم نمبر 14 سردار ایاز صادق صاحب۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ آئٹم نمبر 15 بھی اس سے متعلق ہے۔ اب ہے آئٹم نمبر 16۔ سردار ایاز صادق صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں جلدی جلدی کر رہا ہوں۔ آپ کو بھی فائدہ ہے سب کا فائدہ ہے۔ Defer ہو رہا ہے۔ ان کی defer کی request ہے۔ میں بل لے رہا ہوں۔ آپ پلیز بیٹھ جائیں **محسن داوڑ صاحب**۔ آپ کو موقع ملے گا۔ آئٹم نمبر 17 کی بھی defer کی اپیل ہے۔ آئٹم نمبر 19 بھی defer ہے۔

(کچھ دیر بعد)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب! آئٹم نمبر 54 پیش کریں۔

MOTION FOR CONDONATION OF DELAY IN THE PRESENTATION OF REPORT

Mr. Mohsin Dawar: On behalf of the Chairperson Standing Committee on Cabinet Secretariat, I beg to move that the delay in the presentation of report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2020], till today be condoned. (Moved by Jam Abdul Karim Bijar, MNA)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں تحریک ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

تحریک پیش کی گئی ہے کہ سول سرونٹس ایکٹ، 1973ء میں مزید ترمیم کرنے کے بل [سول سرونٹس (ترمیمی) بل، 2020ء] پر قائمہ کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے میں آج تک کی تاخیر سے صرف نظر کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: آئٹم نمبر 55، محسن داوڑ صاحب! آئٹم نمبر 55 پیش کریں۔

جناب محسن داوڑ: جناب ڈپٹی سپیکر! آپ نے وعدہ کیا ہے کہ علی وزیر کے کیس پر میں نے آج بولنا ہے آپ نے اجازت دینی ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سول سرونٹس بِل

جناب ڈپٹی سپیکر: انشاءاللہ۔ آئٹم نمبر 55۔

REPORT ON THE CIVIL SERVANTS (AMENDMENT) BILL, 2020

Mr. Mohsin Dawar: On behalf of the Chairperson Standing Committee on Cabinet Secretariat, I present the report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2020].

جناب ڈپٹی سپیکر: سول سرونٹس ایکٹ، 1973ء میں مزید ترمیم کرنے کے بل [سول سرونٹس (ترمیمی) بل، 2020ء] پر قائمہ کمیٹی کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔ آج سب سے پہلے تو تمام اراکین کو میں appreciate کرتا ہوں کہ آج انہوں نے تعاون کیا اور آج ہم نے ماشاءاللہ ایجنڈا ابھی تقریباً پورا کیا، سب نے مل کے۔ جی محسن داوڑ صاحب۔

POINTS OF ORDER

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ۔ میں پچھلے ساڑھے تین مہینے سے اس ایشو پر Point of Order مانگ رہا ہوں مجھے نہیں مل رہا تھا آج آپ نے دیا، میں آپ کا مشکور ہوں۔ جناب سپیکر! ہمارے colleague ہمارے بھائی علی وزیر صاحب تقریباً ساڑھے تین مہینے سے ایک بے بنیاد کیس میں ان کو گرفتار کیا گیا ہے اور کافی عرصہ ہو گیا ہے وہ کراچی جیل میں ہیں اور امید ہماری یہی ہے کہ عدلیہ اپنا کردار ادا کرے گی لیکن جس طریقے سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ قوانین کو بطور ہتھیار استعمال کیا جا رہا ہے سیاسی ورکرز کے خلاف اس کی مثال ہمیں علی وزیر صاحب کی شکل میں ملتی ہے۔ تین مہینے سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے اور ابھی تک اس کا کیس pending ہے کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا۔ الزام اس پر یہی ہے کہ دہشت گردی، الزام اس پر یہی ہے کہ غداری، الزام اس پر یہی کہ ملک دشمنی۔ اب وہ جو بات کرتا ہے اس بات پر کوئی ڈیبیٹ نہیں کرتا۔ ان کا جو مدعا ہے اس بات پر کوئی توجہ نہیں دیتا۔ بات ان کی صرف اتنی تھی کہ جو علاقہ دہشت گردی سے متاثر ہوا ہے اور یہ جو دہشت گردی ہوئی ہے یہ 20 سال سے 40 سال

تک جو دہشت گردی کے نام پر ڈرامہ ہوا ہے اس کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ جو لوگ اس چیز میں ملوث ہیں ان کے نام اور ان کی تمام چیزیں ریکارڈ پر لانی چاہییں۔ اس کے بعد ہم مستقبل کا فیصلہ بھی کر سکتے ہیں اور اپنا اصلاح بھی کر سکتے ہیں۔ otherwise یہی بار بار repeat ہوتا رہے گا۔ جب وہ یہ بات کرتے ہیں، جب وہ دہشت گردی کی مذمت کرتے ہیں اور جب وہ اس مصنوعی جنگ کی مذمت کرتے ہیں تو ان کو غدار declare کیا جاتا ہے۔ ان کے اوپر دہشت گردی کے مقدمات دائر کیے جاتے ہیں۔ اسی علی وزیر صاحب کے کیس کی proceedings کے دوران جب ہم نے پوچھا کہ آیا اس پر صوبائی حکومت کی consent لی گئی تھی یا نہیں۔ کیونکہ یہ کیس ایسا ہے کہ صوبائی حکومت ہی اس کو دائر کر سکتی ہے افراد اس کو نہیں کر سکتے۔ وہاں پر ہمیں یہ بتایا گیا کہ Prosecutor General کے پاس یہ کیس بھیجا گیا ہے اور اس کی consent سے یہ ایف آئی آر درج ہوئی ہے لیکن آپ سب کو پتہ ہے اور ہمیں بھی پتہ ہے کہ Prosecutor کے پاس بھی کسی حوالدار کی کال آگئی ہو گی تو پھر اس نے اس کی اجازت دی ہو گی۔ صرف علی وزیر صاحب کا کیس نہیں ہے۔ ہمارے ایک اور ساتھی حنیف پشتین، وہ بھی کافی عرصہ سے جیل میں پڑے ہوئے ہیں اور ایک ہماری activist گلالئی اسماعیل ہے اس کو سزا دینے کے لیے ان کے والدین کو جھوٹے کیسز میں پھنسایا گیا ہے اور اس پر بھی دہشت گردی کے کیسز بنائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! آخری بات ہے اور ایک مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ 2013ء میں پشاور میں چرچ میں دھماکہ ہوا تھا اور اس کیس میں ان کو پھنسایا گیا ہے اور دوسری طرف جب ہم دیکھتے ہیں اسی گلالئی اسماعیل کو 16-15-2014 میں وہی حکومت جو اس کو 2013 کے کیس میں پھنسانے کی کوشش کر رہی ہے۔ وہ ان کو ایوارڈز دے رہی تھی۔ میرے خیال میں اگر وہ ملوث بھی تھی اس کیس میں تو پھر وہ پوری جو صوبائی حکومت تھی، پرویز خٹک صاحب ہمارے بہت محترم ہیں اور ان کی پوری صوبائی کابینہ کو اس میں پھر شامل تفتیش کیا جانا چاہیے۔ لیکن یہ اتنے مضحکہ خیز کیس بناتے ہیں کہ بعد میں defend کرنا بھی بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ چاہے وہ علی وزیر کا کیس ہو، چاہے وہ حنیف پشتین کا کیس ہو، چاہے وہ گلالئی اسماعیل کا کیس ہو۔ ان تمام کیسز میں اتنے مضحکہ خیز کیسز بنائے جاتے ہیں اور اس میں کچھ material اور evidence ان کے پاس ہوتا نہیں ہے لیکن بس کھینچے جا رہے ہیں کھینچے جا رہے ہیں۔ مختلف حیلے بہانے سے ان کیسز کو طول دی جاتی ہے اور ان کی جو bail applications ہوتی وہ pending پڑی رہتی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہیں۔ علی وزیر کے کیس میں بھی ان کی bail application ہے اور پروفیسر اسماعیل کے کیس میں بھی۔ عدلیہ سے بھی ہماری یہی گزارش ہے کہ یہ آخری امید ہوتی ہے عوام کی۔ چاہے کوئی سیاسی ورکر ہو، جو بھی ہو عدلیہ آخری امید ہوتی ہے۔ لیکن عدلیہ سے اگر لوگ مایوس ہو گئے تو جناب سپیکر! یہ انتہائی افسوسناک ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کو پورا موقع دیا گیا ہے۔

16 اپریل 2021ء

طالبان کو ہم مذہب کے ساتھ نہیں جوڑ سکتے

جناب سپیکر: میں ایک بات بتاؤں کہ اس ہاؤس میں کوئی آدمی ایسا نہیں بیٹھا جو **حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین** ﷺ کی شان کے اوپر اپنی زندگی قربان نہیں کر سکتا۔ میں ہاتھ اٹھا کے کہتا ہوں کہ ہم سب عاشق رسول ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے بارے میں کوئی سیاست نہیں کر سکتے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا۔ محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے کہا کہ ہم سب عاشق رسول ہیں۔ اس میں دوسری کوئی رائے نہیں ہے لیکن افراد یا کسی فرد کو ہم یہ اختیار نہیں دے سکتے ہیں کہ وہ اپنے کسی بھی مطالبے کو منوانے کے لیے تشدد پر اتر آئے۔ یہاں پر ذکر ہوا، I don't know کہ وہاں سے کس نے ذکر کیا میں categorically یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ **طالبان** دہشت گرد تھے، **طالبان** دہشت گرد ہیں اور **طالبان** دہشت گرد رہیں گے۔ ہم اس کو کسی بھی طریقے سے مذہب کے ساتھ نہیں جوڑ سکتے۔ جناب سپیکر! ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم آگ سے بار بار کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں پر یہ بات ہوئی یہ تحقیقات ہونی چاہئیں کہ **طالبان** کو کس نے بنایا، کیونکہ ہم نے افغانستان میں کرائے کی جنگ لڑی اور پھر اس کے کیا consequences تھے، کیا اس کا ردعمل آیا اور پھر اس ردعمل سے کتنا suffer کیا؟

وہ جو کرائے کی جنگ ہم نے لڑی، اس سے پھر ہم نے بحیثیت سٹیٹ کتنا suffer کیا؟ ان تمام باتوں پر ہم نے ابھی تک کوشش ہی نہیں کی کہ ہم اس چیز کو سمجھ سکیں اور اس چیز کی تحقیقات کر سکیں۔ بات آتی ہے TLP پر کہ ذرا اس کی تحقیقات کریں کہ TLP کس نے بنائی؟ ابھی جسٹس فائز عیسیٰ صاحب ایک reference کا سامنا کر رہے ہیں۔ وہ کیوں سامنا کر رہے ہیں؟ وہ اس لیے کیونکہ وہ تہہ تک پہنچ گئے تھے اور انہوں نے بتا دیا تھا کہ کون اس چیز میں ملوث ہے، یہ **ٹی ایل پی** کس نے بنائی تھی؟

اس ملک کے آئین اور قانون کے مطابق سیاسی نظریات کے پرچار کا ہر ایک کو حق حاصل ہے پھر اس حد تک پہنچ جانا کہ آپ دوسروں کی زندگی کو مفلوج کر دیں، پھر آپ روڈز کو بند کر دیں، پھر آپ تشدد پر اتر آئیں، اس چیز کی کسی صورت بھی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم معمولی سی سیاسی gains کے لئے، چھوٹی موٹی political vested interest کے لیے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہم استعمال کرتے رہے ہیں۔ ہم نے طالبان کو بھی استعمال کیا، ہم نے افغانستان میں بھی اس کو استعمال کیا اور یہاں پر جس طرح ابھی بات ہوئی کہ پارلیمنٹ میں بحث نہیں ہوتی۔ جناب سپیکر! آپ بتائیں، آپ علی محمد صاحب بتائیں!!!

(کچھ دیر بعد)

اسلام آباد میں لینڈ مافیاز کے خلاف کارروائی کی جائے

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب سپیکر! میں wind up کرنے ہی والا تھا اور میرا مائیک بند ہو گیا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جو بھی فیصلہ ہو پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیا جائے۔ جس معاہدے کا علی محمد خان صاحب ذکر کر رہے تھے۔ یہ اگر پارلیمنٹ میں پیش ہو جاتا اور اس کو پارلیمنٹ کی backing ہوتی تو آج پوری پارلیمنٹ اس کو support کر رہی ہوتی لیکن ابھی تک وہ معاہدہ ہمارے سامنے نہیں آیا۔ اسی طرح جو developments ہوں پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیا جانا چاہیے۔ ہمارے پڑوس میں بہت بڑی development ہو رہی ہے، افغانستان میں peace talk جاری ہے اور اس پر بھی پارلیمنٹ کو یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ پاکستان کو اس میں کیا رول ادا کرنا چاہیے اور ہم کیا کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں سے **خلیل زاد صاحب** GHQ تک آتے ہیں اور پھر واپس چلے جاتے ہیں، پارلیمنٹ کو کوئی اطلاع نہیں ہوتی۔ وزیر خارجہ صاحب کو بھی onboard نہیں لیا جاتا۔ یہ جتنی بھی developments ہوتی ہیں پارلیمنٹ کو اس میں onboard ہونا چاہیے اور جب پارلیمنٹ فیصلہ لے گی تو اس میں ایک collective wisdom بھی ہو گی۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں بنی گالہ میں ہمارے ایک دوست **میر ویس خان مندوخیل** یہاں پر کچھ لینڈ مافیاز کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں اور یہ ایک سنگین مسئلہ ہے۔ اسلام آباد میں لینڈ مافیاز سرگرم ہیں اس پر بھی تھوڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ ہمارے لوگ جنگوں سے تنگ آ کر یہاں پر آتے ہیں اور یہاں پر لینڈ مافیاز کے ہاتھوں چڑھ جاتے ہیں۔ آپ کے گھر کے قریب ہی ایک واقعہ

ہوا۔ میر ویس مندوخیل کو ایک لینڈ مافیا کا سرغنہ راجہ ناصر نامی نے قتل کیا ہے۔ میں مطالبہ کروں گا کہ اس کے خلاف بھی کارروائی ہو اور over all یہاں پر اسلام آباد میں لینڈ مافیاز سرگرم ہیں اس پر بھی حکومت کو کچھ کرنا چاہیے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

19 اپریل 2021ء

گھریلو تشدد (روک تھام اور تحفظ)

Mr. Speaker: Item No. 5. Dr. Shireen M. Mazari please.

THE DOMESTIC VIOLENCE (PREVENTION AND PROTECTION) BILL, 2020

Dr. Shireen M. Mazari: Mr. Speaker! First I want to thank the Standing Committee and specially

جو Sub-Comittee بنی تھی **محسن داوڑ** کی سربراہی میں تو انہوں نے اس بل کو Process کیا So I want to extend thanks for their support. Now Item No. 5.

I beg to move that the Bill to establish an effective system of protection, relief and rehabilitation of women, children, elders and any vulnerable person against domestic violence [The Domestic Violence (Prevention and Protection) Bill, 2020], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Speaker: Now, I put the Motion to the House. It has been moved that the Bill to establish an effective system of protection, relief and rehabilitation of women,

children, elders and any vulnerable person against domestic violence [The Domestic Violence (Prevention and Protection) Bill, 2020], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

(The Motion was adopted)

Mr. Speaker: Item No. 6. Dr. Shireen M. Mazari, please.

Dr. Shireen M. Mazari: I beg to move that the Bill to establish an effective system of protection, relief and rehabilitation of women, children, elders and any vulnerable person against domestic violence [The Domestic Violence (Prevention and Protection) Bill, 2020], be passed.

Mr. Speaker: Now, I put the Motion to the House.

It has been moved that the Bill to establish an effective system of protection, relief and rehabilitation of women, children, elders and any vulnerable person against domestic violence [The Domestic Violence (Prevention and Protection) Bill, 2020], be passed.

(The Motion was adopted and consequently the Bill was passed.)

جناب سپیکر: شیریں مزاری صاحبہ آپ اس بل کے حوالے سے بات کریں۔

ڈاکٹر شیریں۔ایم۔مزاری: میں نے شکریہ ادا کرنا تھا Standing Human Rights Committee کا again محسن داوڑ کا کیونکہ انہوں نے Sub-Committee کو Chair کیا اور پھر process کیا I thank him for his support

جناب سپیکر: آپ نے اس بل کے حوالے سے بات کریں جو pass کیا ہے؟

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ڈاکٹر شیریں۔ ایم۔ مزاری: جی، وہی کی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

17 مئی 2021ء

فلیسطین میں اسرائیل کی طرف سے ظلم و تشدد کی مذمت

جناب چیئر پرسن: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ۔ آپ نے درست فرمایا کہ جب تک ہم اپنے اداروں کو بہتر نہیں کریں گے اس وقت تک بہتری کی گنجائش بھی نہیں ہے۔ کافی تفصیلی تقاریر ہوئیں۔ ہمارے لیے کہنے کو کچھ بچا بھی نہیں ہے۔ مذمت کی قرارداد بھی یہاں پر پاس ہوئی لیکن جس طرح یہاں پر مجھ سے پہلے بھی یہ بات repeat ہوئی۔ میں اس چیز کو repeat نہیں کرنا چاہتا لیکن کئی دفعہ اس بات کا ذکر ہوا کہ یہ مذمتیں اور قراردادیں ہم ایک issue پر پاس کرتے آرہے ہی اور پرویز اشرف صاحب نے درست فرمایا کہ ہمیں اپنے آپ کو پہلے بہتر کرنا ہوگا اور وہ قوت حاصل کرنی ہوگی کہ اس کے بعد اگر ہم کسی کی مدد کے لیے اٹھیں تو پھر ہم اس سے کوئی success story بھی بنا سکیں ورنہ یہ مذمتیں اور قراردادیں ہم بچپن سے سنتے آرہے ہی۔

جو فلسطین میں ہو رہا ہے، فلسطین میں جو بربریت ہے اسرائیل کی طرف سے، اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ میرے خیال میں پوری دنیا کو جس طرح علی محمد خان صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ جہاں جہاں بھی ترقی یافتہ دنیا ہے، بعض اوقات بلکہ اکثر اپنے آپ کو human rights کے champions بھی کہتے ہی اور کافی انسانی حقوق پر باتیں بھی کرتے ہیں۔ ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ جو فلسطین میں ہو رہا ہے اور اسرائیل کی بربریت پر ہم خاموشی دیکھتے ہیں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید human rights بھی controlled قسم کا ایک issue ہے۔ جب ان کو اپنی مرضی کا نظر آتا ہے، جب وہ چاہتے ہیں معمولی سی چیز کو بھی بڑھا چڑھا کے پیش کرتے ہیں اور جب اتنے بڑے پیمانے پر بربریت ہو رہی ہو لیکن اس پر ان کی جو خاموشی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ مجرمانہ ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ان کا جو میڈیا ہے اس کی خاموشی بھی کافی معنی خیز بھی ہے اور مجرمانہ بھی ہے کیونکہ اتنے بڑے پیمانے پر وہاں پر بربریت ہو رہی ہے اس پر وہ مکمل خاموش ہیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

بجافرمایافارن منسٹر صاحب نے یہ کہ آج کل کے اس دور میں آپ انفارمیشن کو contain نہیں کرسکتے۔ یہ جو بربریت ہے کسی میڈیاoutlet میں شاید نہیں دکھائی ہوگی لیکن پھر بھی پوری دنیا تک پہنچ گئی ہے۔ آج سوشل میڈیا کا دور ہے کوئی بات چھپ نہیں سکتی۔ جو کردار ادا کیا ہے ویسٹرن میڈیا نے تو میرے خیال میں وہ بھی انتہائی قابل مذمت ہے۔ ہم appreciate کریں گے Human Rights' Watch کی جو رپورٹ سامنے آئی ہے جس کا ذکر اپوزیشن لیڈر نے بھی کیا اور انہوں نے اتنے controlled ماحول میں اتنے hostile environmentمیں ان کی طرف سے جو statement آئی ہے ہم اس کو appreciate کرتے ہی اور ساتھ ہی ساتھ جو Joint Resolution آج آیا ہے پوری اسمبلی کی طرف سے اور تمام سیاسی جماعتوں نے جسJoint Resolution کو سائن کیا ہے تو میرے خیال میں حقیقی معنوں میں بھی یہResolution 22 کروڑ عوام کی ترجمانی کرتا ہے اور یہ ایک بات ثابت بھی کرتی ہے کہ اگر خلوص نیت سے ہم کسی بھی عمل کی طرف کسی بھیissue پر ڈیبیٹ کرنا چاہیں تو ہم تمام سیاسی قوتوں کو اس پر متفق کرسکتے ہیں۔ یہ جو آجJoint Resolution آیا ہے یہ آج اس کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے۔

بیگم نسیم ولی خان کی وفات پر اظہار تعزیت

جناب چیئرپرسن! یہ issue چونکہ مختلف ہے اور مجھے فلور ملا ہے تو میں اس کا ذکر ضرور کروں گا جو کل ہماری پاکستان کی سیاست میں پشتون قوم پرست سیاست کا ایک بہت بڑا نام **بیگم نسیم ولی خان** وہ ہم سے جدا ہوئی ہیں اور ان کی خدمات پاکستان میں جمہوریت کے لیے میرے خیال میں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ ایک ایسے معاشرے میں اور patriarchal معاشرے میں جہاں پر خواتین کے لیے کسی بھی شعبے میں space بنانا کوئی آسان کام نہیں ہے وہاں 1975ء میں اپنی سیاست کا آغاز کیا اور 1977ء کے الیکشن میں دو سیٹوں پر وہ پاکستان کی پہلی خاتون سیاستدان ہے جو دو جنرل سیٹوں پر الیکشن لڑی ہیں اور پارلیمنٹ کی ممبر رہی ہیں اور اس کے بعد چار دفعہ وہ صوبائی اسمبلی کی بھی ممبر رہی۔ جب تک وہ زندہ تھیں عملی سیاست میں حصہ

لیتی رہیں اور نا قابل شکست رہیں۔ پوری زندگی میں ان کو کوئی شکست نہیں دے سکا۔ سیاست کے میدان میں ان کی کافی خدمات ہیں اور ان کے چلے جانے سے جو خلا آیا ہے اس کو پر کرنا کافی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوگا۔ تو ہم خراج عقیدت پیش کرتے ہیں **بیگم نسیم ولی خان صاحبہ** کو۔

طالبان کے ہوتے ہوئے افغانستان میں امن نہیں آسکتا

ایک اور چیز جو فارن منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا ہے اور اس میں یہاں ضرورrespond کرنے کی کوشش کروں گا۔ انہوں نے کچھ خدشات کا اظہار کیا ہے کہ ہمارا جو افغان پراسس میں کردار ہے اس پر کچھ خدشات کا اظہار کیا جارہا ہے۔ تو جناب چیئرمین! حقیقت یہ ہے کہ جہاں پر آگ لگی ہو تو دھواں ضرور اٹھتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک طرف ہمclaim کرتے ہی کہ ہماراrole بہت مثبت ہے اور دوسری طرف اس پر ڈیبیٹ کرنے کی بار بارrequest کر رہے ہیں کہ جوdevelopment ہو رہی ہے ہمارے پڑوس میں تو پارلیمنٹ میں اس پر ڈیبیٹ ہونی چاہیے لیکن نہیں ہو رہی۔ جو ہمارا dubious کردار ہے اس کو بھی clarify کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم صدق دل سے چاہ رہے ہیں کہ ہم وہاں پرpeace process میں مخلص رہیں تو ہمارے جوstakeholders ہیں اس کو equally treat کرنا ہوگا۔ ایسے نہیں ہو سکتا کہ وہاں پر طالبان کی شوریٰ سےoperate کریں اور پشاور اور کوئٹہ میں شوریٰ کے اجلاس ہوں اور جو پوراregion ہےback up support کے لیے اس کوuse کیا جائے اور پھر ہم یہclaim بھی کریں کہ ہم اس پورے پراسس کو حل کرنے میں مخلص بھی ہیں۔ تو جناب چیئرپرسن! ہمارے پورےregion میں جو militancy ہے ہم اس چیز کوdisconnect نہیں کرسکتے کیونکہ ان کے مابین ایک بہت گہراconnection ہے اور جب تک ہم یہ پالیسی تبدیل نہیں کریں گے اورpractically change اس میں نہیں لائیں گے تو یہاں پر بھیmilitancy ختم نہیں ہوگی اور یہ جو راہ نجات اور ضرب عضب اس طرح کے مختلف آپریشن ہو رہے ہیں تو یہ پھر ایک دھوکہ ہی رہے گا۔ ہم

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

عملی طور پر یہاں پر بھی نہ امن قائم کر سکیں گے اور نہ عملی طور پر افغانستان میں اس وقت امن قائم کر سکتے ہیں جب تک طالبان کے لیے ہماری سپورٹ جاری رہے گی۔ بہت شکریہ۔

18 مئی 2021ء

بوجہ قانون سازی تقریر نہیں کی گئی

جناب چیئرپرسن: **محسن داوڑ صاحب** آپ کو Point of Order دیں گے لیکن ابھی تھوڑی سی legislation کرتے ہیں۔ اپوزیشن چونکہ اس وقت میرے خیال میں لابی میں تھی اور یہاں پہ نہیں تھی۔ تو ممبر کی request پہ اس کو دوبارہ لیتے ہیں۔

(ایوان کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرپرسن امجد علی خان شام سات بجکر چالیس منٹ پر دوبارہ شروع ہوئی۔)

جناب چیئرپرسن: السلام علیکم۔ **محسن داوڑ صاحب** سب کو ٹائم دیں گے۔ آج ایجنڈا مکمل ہونے دیں۔ سارے آنریبل ممبران ہیں یہ چاہتے ہیں کہ جتنا بھی legislative Business ہے وہ مکمل ہو جائے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

21 مئی 2021ء

علی وزیر کی بے جا گرفتاری

جناب چیئرپرسن: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ کہتے ہیں کہ "Justice delayed is justice denied" جناب چیئرمین! ہمارے ساتھی **علی وزیر** جو کہ 16 دسمبر کو پشاور سے گرفتار کیے گئے تھے اور 5 مارچ کو ان کی bail application سنی گئی تھی سندھ ہائی کورٹ میں۔ اڑھائی مہینے گزر گئے ہیں 5 مارچ سے اب تک، جتنا بھی ٹائم گزرا، ان کے کیس کا فیصلہ نہیں دیا گیا۔ جناب چیئرمین! National Judicial Policy یہ کہتی ہے کہ ایک ہفتے کے اندر اندر آپ نے bail کے کیسز کا فیصلہ سنانا ہے۔ یہاں پر قانون کو بطور ایک ہتھیار استعمال کیا جارہا ہے ہمارے ساتھیوں کی آواز دبانے کے لئے، سیاسی ورکرز کی آواز کو دبانے کے لئے، جو کہ انتہائی خطرناک ہے۔ Internationally ہمارا image خراب ہو رہا ہے۔ کل بھی **حامد میر صاحب** کا ایک آرٹیکل میں دیکھ رہا تھا کہ Global Democracy Index میں ہم 105 ویں نمبر پر آگئے ہیں اور دنیا کہتی ہے کہ یہاں پر جو جمہوریت ہے وہ جعلی جمہوریت ہے۔ اور دنیا کی 35 جعلی جمہوریتوں میں ہمارا نام لیا جارہا ہے۔ وہ اس لئے کہ یہاں پر اداروں کو کام نہیں کرنے دیا جارہا۔

جناب چیئرپرسن: جی پلیز وائنڈ اپ کریں۔

محسن داوڑ: سر! یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ اگر کل کو عدالت ان کو بری کرتی ہے تو یہ جو اتنا وقت پانچ، چھ مہینے انہوں نے جیل میں گزارے ہیں، تو یہ کس کے ذمہ ہونگے۔ ?Who will be accountable for this

24 مئی 2021ء

واحد قومی نصاب

Mr. Speaker: Mohsin Dawar Sahib supplementary please.

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو مسئلہ curriculum کا ہے یہ purely provincial subject ہے۔ یہ Single National Curriculum کی کیوں ضرورت پیش آئی، ہمیں اس چیز کی سمجھ نہیں آتی۔ جب اٹھارھویں ترمیم پاس ہو رہی تھی تو اس وقت اس پر تفصیلاً بحث ہو چکی ہے۔ اب محترمہ کہتی ہیں کہ سندھ سے response نہیں آیا۔ تمام صوبے اپنا اپنا curriculum بنا سکتے ہیں اور مجھے پتہ ہے کہ جب اٹھارھویں ترمیم پاس ہوئی تھی تو اکثر صوبوں نے اپنا curriculum بنایا تھا۔ اس میں کافی چیزیں آتی ہیں، اس پر تفصیلی ڈیبیٹ کی ضرورت تھی۔ یہ ڈیبیٹ ہوئے بغیر انہوں نے از خود فیصلہ کیا کہ ہم single national curriculum کی طرف جائیں۔ تو اس میں کافی چیزیں ہیں کافی fault-lines ہیں۔ ان کو مد نظر رکھنا ہو گا اور اس پر ڈیبیٹ ہو گی۔ ڈبیٹ کیے بغیر اس نازک مسئلے کو چھیڑنا میرے خیال میں ممکن نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ نے تقریر کی ہے سوال نہیں کیا۔

(کچھ دیر بعد)

شکار پور اور شمالی وزیرستان کے مظالم کی مذمت

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ سپیکر صاحب! میں ایک issue جب اجلاس شروع ہو رہا تھا تو اس وقت بھی اس پر تھوڑی سی بحث ہوئی کہ **شکار پور** میں جو واقعہ پیش آیا ہے۔ کچھ وہاں پر لوکل ڈکیت اور پولیس کے مابین واقعہ ہوا ہے۔ اس میں ہمارے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

علاقے کے دو افراد **عنایت اللہ** اور **نقیب اللہ خان صاحب** جو وہاں پر ٹرانسپورٹر تھے اور ان کو بھی انہوں نے اٹھایا ہے اور اپنے ساتھ ان کو لے گئے ہیں۔ اس پر اگر آپ through Interior Ministry some information لیں کہ کیا situation ہے اور حکومت کیا کر رہی ہے۔ یہ provincial subject ہے لیکن پھر بھی یہ کافی serious issue ہے۔

دوسری بات ہمارے **شمالی وزیرستان** کے ایک ہمذونی علاقہ ہے وہاں پر چار دن سے پھر احتجاج ہو رہا ہے کہ وہاں پر لوکل چار جوانوں کو چند دن پہلے F.C والوں نے اٹھایا ہوا ہے بغیر کسی قاعدے کے، بغیر کسی قانون کے، بغیر کسی due process کو follow کیے ہوئے۔ وہاں پر ایک دھماکہ ہوا اور پھر دھماکے بعد randomly جس طرح collective punishment کا سلسلہ چلتا تھا وہی سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

ٹھیک ہے یہاں پر مظالم پر بات ہونی چاہے کہ کشمیر میں جو کچھ ہو رہا ہے، فلسطین میں بھی جو کچھ ہو رہا ہے لیکن اپنے گھر میں جو کچھ ہو رہا ہے اس پر بھی تھوڑی توجہ دینی چاہیے کہ جو extra judicial killings اور جو اغوا کاری ہو رہی ہے اس پر بھی تھوڑی بحث ہونی چاہیے۔

27 مئی 2021ء

صحافی اسد علی طور کے ساتھ کئے گئے واقعے کی مذمت

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر! میں نے ایک بل جمع کروایا تھا۔ ISI کا ایک Act میں نے جمع کروایا تھا۔ جس کو سینیٹ کی Committee of the Whole نے بھی پاس کیا تھا کہ ISI کے بھی کچھ قواعد اور ضوابط ہونے چاہئیں جس کے ماتحت وہ کام کرے، وہ Act میں نے جمع کیا ہوا ہے۔ یہ تیسرا Private Members’ Day ہے۔ لیکن ابھی تک ایجنڈے پر نہیں آرہا ہے اور مجھے بتایا بھی نہیں جا رہا ہے کہ reason کیا ہے وہ اگر ایجنڈے پر نہیں آرہا ہے تو وہ کہاں پر غائب ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا پتہ کر کے آپ کو بتاتے ہیں۔

جناب محسن داوڑ: اور کل ہمارے صحافی دوست **اسد علی طور** کے ساتھ جو واقعہ ہوا۔ ہم اس کی شدید مذمت بھی کرتے ہیں اور Minister for Human Rights سے کہتے ہیں کہ یہاں پر آپ بل بھی پیش کرتے ہیں، journalists کی protection کے لیے۔ لیکن پھر اس طرح کے واقعات بھی ہو رہے ہیں۔ اس کی بھرپور انکوائری ہونی چاہیے اور پھر ہمیں رپورٹ بھی کرنی چاہیے اسمبلی میں کہ اس واقعے کی کیا investigation ہوئی اور کون اس میں ملوث تھا؟

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

07 جون 2021ء

جانی خیل میں ملک نصیب خان کی شہادت اور ٹارگٹ کلنگ کی شدید مذمت

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔ سب کو موقع دیتے ہیں۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! سب سے پہلے تو گھوٹکی میں جو واقعہ پیش آیا ہے اور جس میں قیمتی انسانی جانوں کا نقصان ہوا ہے ہم اس غم میں ان تمام افراد جو اس واقعے میں جاں بحق ہوئے ہیں۔ ان کی families کے ساتھ، ان کے لواحقین کے ساتھ، ہم اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اور یقیناً ایک بہت بڑا سانحہ ہے اور اس کی میرے خیال میں ایک independent inquiry ہونی چاہیے اور اس inquiry کا پھر time frame بھی ہونا چاہیے کہ ان دنوں میں یہ inquiry complete ہو اور پھر اسے ہاؤس میں پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر صاحب! **جانی خیل** کا ذکر یہاں پر میں اس لئے ضرور کروں گا کہ ایک دو مہینے پہلے وہاں پر چار بچوں کی جو dead bodies ملی تھیں اس کے بعد وہاں پر انہوں نے ایک احتجاجی دھرنا دیا تھا۔ اس احتجاجی دھرنے نے پھر جب اسلام آباد کی طرف مارچ کا اعلان کیا۔ پھر چیف منسٹر اپنی کابینہ کے ساتھ گئے اور وہاں پر انہوں نے اس قوم کے مشران کے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ اس معاہدے کے تحت، اس کا بنیادی نکتہ یہ تھا کہ وہاں پر جو good اور bad طالبان ہیں اس کے خلاف حکومت ایکشن لے گی۔ اب بجائے اس کے کہ اس معاہدے پر عمل ہوتا وہاں ٹارگٹ کلنگ شروع ہو گئی ہے اور دہشت گردی کے واقعات جاری ہیں اور وہ good اور bad طالبان کے گروپ اسی طرح operate کر رہے تھے۔ چند دن پہلے وہاں پر ایک اور قبائلی مشر **ملک نصیب خان** کو ٹارگٹ کلنگ میں شہید کیا گیا اور **ملک نصیب** کی dead body کے ساتھ وہ لوگ آٹھ دن سے دھرنا دے رہے ہیں اور ابھی تک صوبائی اور وفاقی حکومت کی طرف سے وہاں پر مذاکرات تو ایک طرف رکھیں، ابھی تک اس واقعے کی مذمت بھی نہیں ہوئی، نہ ہی ان لوگوں کے ساتھ ابھی تک کوئی مذاکرات ہوئے ہیں۔ تو وہ لوگ آٹھ دن سے dead body کے ساتھ وہاں پر

احتجاج کر رہے ہیں اور بے حسی کی آپ انتہا دیکھیں کہ یہاں سے ایک مذمتی بیان تک جاری نہیں ہوتا۔ اور وہاں پر اس دھرنے میں شرکت کے لیے جتنی بھی سیاسی لیڈرشپ جاتی ہے ان کو روک کر واپس کر دیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں یہ حکومت شاید یہ تاثر دینا چاہتی ہے کہ جو لوگ امن کی بات کرتے ہیں، جو دہشت گردی کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں ان کو روکا جائے گا۔ ان کے اوپر کریک ڈاؤن کیا جائے گا، ان کو گرفتار کیا جائے گا اور دھرنے کیلئے جانے والے لوگوں کو اٹھا لیا جاتا ہے اور ان کو 3MPO میں book کر دیا جاتا ہے۔ **جانی خیل** کی بجلی کاٹ دی گئی ہے، وہاں پر انٹرنیٹ نہیں ہے، کسی کو جانے نہیں دیا جا رہا ہے۔ تو میرے خیال میں کوئی نہ کوئی جواب ملنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم صرف یہاں پر بولتے رہیں اور وہاں سے کوئی response نہ آئے۔ جناب سپیکر صاحب! آپ اس پر Ruling دیں کہ اس بات کا ضرور نوٹس لیں۔

اس کے ساتھ ایک اور دھرنا **شمالی وزیرستان** میں جاری ہے۔ ہم زونی tribe سترہ دنوں سے وہاں پر دھرنا دیے ہوئے ہیں۔ ان کے بچوں کو سکیورٹی فورسز نے اٹھایا ہوا ہے۔ نہ ہی ابھی تک کسی عدالت میں پیش کیا گیا ہے، اور نہ ہی ان پر کوئی FIR ہوئی ہے، حبس بے جا میں رکھا ہوا ہے اور اس کے لیے انہوں نے مسلسل اٹھارہ دن سے دھرنا دیا ہوا ہے۔ لیکن بے حسی کی انتہا ہے جس کا ہم سامنا کر رہے ہیں۔ تو اس کے اوپر بھی Ruling دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

08 جون 2021ء

جانی خیل کے مسئلے پر بحث

جناب سپیکر: شہزادا اکبر صاحب! آپ بنوں، **جانی خیل** والا جو issue ہے، اپنے منسٹرز کو instruction دے دیں کہ اس کے لئے جو ضروری اقدامات ہیں وہ ضرور کریں۔ جی درانی صاحب۔

جناب زاہد اکرم درانی: جناب سپیکر! وہ نوجوان جس کا نام **سلیم آزاد** ہے وہ آج بھی پولیس کی حراست میں ہے۔ ہمارے مفتی شکور صاحب وہاں پر گئے تھے تو ان پر بھی ایف آئی آر کٹی ہے۔ **محسن داوڑ** پر بھی کٹی ہے اور دوسرے جو سیاسی لوگ گئے تھے ان کو ابھی چھوڑ بھی نہیں رہے کہ وہاں دھرنے والوں کے پاس ہم جائیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ اپنا role play کریں کہ لاش کو دفنایا جائے کیونکہ یہ لاش کی بڑی بے حرمتی ہے۔ **جی محسن داوڑ صاحب** پلیز۔

جناب محسن داوڑ: **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بہت شکریہ جناب سپیکر!

(مداخلت)

جناب سپیکر: زاہد درانی صاحب! آپ windup کریں۔

جناب زاہد اکرم درانی: جناب سپیکر! صوبائی حکومت اور ڈپٹی کمشنر جو وہاں پر ظلم کر رہا ہے اور لوگوں کو اٹھا رہا ہے۔ اس نوجوان نے صرف ایک پوسٹ کی تھی اس دھرنے کے حق میں۔ آج پانچواں یا چھٹا دن ہے کہ اس کو تھانے میں رکھا ہوا ہے۔ تو کیا اس ملک میں freedom of speech ہے؟ میرے حلقے میں مارشل لاء لگا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو کینیڈا میں جو واقعہ ہوا ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے۔ یقیناً اس واقعہ کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ ہم اس خاندان کے ساتھ اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ ہمیں امید ہے جو past precedents ہم نے دیکھے ہیں، نیوزی لینڈ میں جو واقعہ ہوا اور نیوزی لینڈ کی پرائم منسٹر نے اس کو tackle کیا، جس طرح انہوں نے دادرسی کی اس واقعہ کے victims کی۔ اسی طرح جو کینیڈا کا واقعہ ہے تو وہاں جو سسٹم ہے اس سے ہمیں امید ہے کہ جو فیملی ہے اس کو انصاف ضرور ملے گا۔

ساتھ ہی ساتھ جناب سپیکر! وہ منیر بونیری صاحب فرماتے ہیں (پشتو) ایک گلہ ہمیں ضرور ہے کہ اس واقعہ کا ہم نے کل بھی ذکر کیا تھا۔ ظلم جہاں بھی ہو ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اس پر بات بھی ہونی چاہیے لیکن آج شاہ محمود قریشی صاحب تیس منٹ تک کینیڈا کے معاملے پر بولے ہیں، تو دو منٹ ان کو جانی خیل کے واقعہ پر بھی بولنا چاہیے تھا۔ ہم یہاں پر بیٹھ کر اسلاموفوبیا کا رونا روتے ہیں۔ یہ میں جو مر رہا ہوں یہ کونسا فوبیا ہے؟ اس کو آپ کیا نام دیں گے اور یہ جو درجنوں کے حساب سے میں آئے روز مر رہا ہوں، تو آج نواں دن ہے کہ انہوں نے لاش وہاں پر رکھی ہے مجال ہے کہ کوئی مذمتی statement ابھی تک دی گئی ہو صوبائی حکومت کی طرف سے۔ وہ چاہتے کیا ہیں؟ وہ چاہتے ہیں کہ ہمیں اس دہشت گردی سے چھٹکارا دلائیں۔ یہ اس good اور bad Taliban سے ہمیں چھٹکارا دلائیں، لیکن مجال ہے کہ صوبائی حکومت ٹس سے مس بھی ہو۔

جناب سپیکر: شہزادا اکبر صاحب! آپ اپنی سیٹ پر چلے جائیں اور آپ اس پر پلیز respond کریں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! ابھی تک انہوں نے مذمتی بیان تک نہیں دیا۔ سیاسی قیادت کو وہاں پر جانے تک نہیں دیا جارہا۔ جس نے بھی وہاں جانے کی کوشش کی، اگر کوئی alternative route سے واقف تھا تو وہ پہنچ جاتا تھا۔ Otherwise **قومی وطن پارٹی** کے وفد کو واپس کر دیا گیا، **عوامی نیشنل پارٹی** کے وفد کو واپس کر دیا گیا، **منظور پشتین** کو واپس کیا گیا۔ جو بھی سیاسی قیادت ہے اس کو main شاہراہ سے جانے نہیں دیا جارہا۔ اس جگہ کو ایک قید خانے میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ وہاں کی بجلی کاٹ دی گئی ہے اور اب ان لوگوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم ایک دفعہ پھر اسلام آباد کی طرف مارچ کریں گے جس میں تصادم کا خطرہ ہے، کیونکہ جو بھی آواز اٹھاتا ہے پولیس اس کو اٹھا کر لے جاتی ہے۔ ان کو حبس بے جا میں رکھا جاتا ہے۔ تو مہربانی کر کے اگر ہم اسلاموفوبیا پر یہاں تقریریں کر رہے ہیں تو اس سے پہلے ہم اپنے گریبانوں میں جھانکیں اور ہمارے اپنے گھر میں، ہمارے اپنے ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اس پر بھی تھوڑی نظر ڈالیں۔ بہت شکریہ۔

(کچھ دیر بعد)

ہائی کورٹس (اسٹیبلیشمنٹ) (ترمیمی) بِل

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب! آئٹم نمبر 13 پیش کریں۔

THE HIGHCOURTS (ESTABLISHMENT) (AMENDMENT) BILL, 2021

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ ڈپٹی سپیکر صاحب۔

I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the High Courts (Establishment) Order, 1970 (P.O.8 of 1970) [The High Courts (Establishment) (Amendment) Bill, 2021].

جناب ڈپٹی سپیکر: تھوڑی سی اس کی تفصیل بھی بتا دیں۔

جناب محسن داوڑ: سپیکر صاحب! بنیادی مسئلہ ہمارا یہ ہے کہ کافی عرصے سے ہمارے پشاور ہائی کورٹ کے ججز کی جو تعداد ہے وہ بیس پر فکس ہے اور کافی عرصہ گزر گیا۔ آبادی بھی بڑھ رہی ہے، کیسز بھی بڑھ رہے ہیں اور pendency بھی بڑھ رہی ہے۔

(آذان مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر صاحب! گزارش یہ تھی کہ ہمارے پشاور ہائی کورٹ کے ججز کی تعداد پہلے بھی کم تھی pendency پہلی ہی تھی اور اس پر جو فاٹا merge ہوا خیبر پختونخوا میں۔ تو وہ جو سات اضافی اضلاع تھے اس کا سارا burden بھی اور پھر وہ FATA Service Tribunal کے جو کیسز تھے وہ جو additional pendency تھی اس کا سارا بوجھ بھی پشاور ہائی کورٹ پر آگیا۔ تو اس بل میں جناب سپیکر! ہم نے پشاور ہائی کورٹ کے ججز کی تعداد میں اضافے کی تجویز پیش کی ہے اور ہم expect کرتے ہیں کہ ہمارے جو فاضل پارلیمنٹری سیکرٹری ہیں وہ اس چیز کو oppose نہیں کریں گی۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملیکا بخاری صاحبہ! آپ بتائیں کیا آپ اس کی مخالفت کرتی ہیں؟

محترمہ ملیکا علی بخاری: نہیں جی جناب سپیکر! پہلے تو **محسن داوڑ صاحب** کی اچھی کاوش ہے کیونکہ خیبر پختونخوا کے عوام کو جو مسائل درپیش ہیں، نظام عدل میں یہ ایک اچھی ترمیم لانا چاہتے ہیں۔ ججز کی تعداد کو بیس سے 29 پر لے کے جانا چاہتے ہیں اور تحریک انصاف ایسے اقدام کو سپورٹ کرتی ہیں جس میں عام آدمی کو انصاف کی راہ میں حائل جو مشکلات ہیں وہ حل ہو سکیں۔ تو ہم

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ان کا جو یہ بل ہے اس کو کمیٹی میں بھیجتے ہیں۔ وہاں اس پر بات ہوگی۔ دیگر Bar Councils کی آراء آئیں گی تو فیصلہ ہو گا کہ یہ بل آگے جائے گا یا نہیں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ عدالت ہائے عالیہ (قیام) فرمان، 1970ء (صدارتی فرمان نمبر 8 بابت 1970ء) مزید ترمیم کرنے کا بل [عدالت ہائے عالیہ (قیام) (ترمیمی) بل، 2021ء] پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(بل پیش کرنے کی اجازت دی گئی)

ہائی کورٹس (اسٹیبلیشمنٹ) آرڈر میں مزید ترمیم

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب! آئٹم نمبر 14 پیش کریں۔

Mr. Mohsin Dawar: I introduce a Bill further to amend the High Courts (Establishment) Order, 1970 (P.O.8 of 1970) [The High Courts. (Establishment) (Amendment) Bill, 2021].

جناب ڈپٹی سپیکر: مذکورہ بل پیش کر دیا گیا ہے۔ نماز مغرب کے لئے 15 منٹ کا وقفہ کرتے ہیں۔

(ایوان کی کارروائی نماز مغرب کے لیے 15 منٹ کے لیے معطل کی گئی)

19 جون 2021ء

جانی خیل اور مختلف مسائل پر بحث

جناب چیئر پرسن: محسن داوڑ صاحب۔ بجٹ میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔ محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ چیئرمین صاحب! سب سے پہلے تو اپنی تقریر کے آغاز میں میرے بھائی نے جو باتیں کی ہیں یقیناً ہمارے جو مسائل ہیں وہ کسی ایک حکومت کی وجہ سے نہیں ہیں۔ پچھلے ستر سالوں میں جتنی بھی یہاں پر حکومتیں گزری ہیں چاہے وہ مارشل لاء ہو چاہے وہ تو تیں indirect جمہوری نظام میں حکومتیں کرتی رہی ہوں کنٹرول کرتی رہی ہوں۔ جو بھی آج کل ہمارے حالات ہیں وہ ان کے responsible ہیں لیکن اپنی تقریر کے آغاز میں پھر اپنے ان تمام ساتھیوں کے لیے اپنے ان پارلیمنٹ کے ممبران کے لیے اپنے بھائی **علی وزیر** کے لیے **خواجہ آصف** کے لیے **خورشید شاہ صاحب** کے لیے ان کے پروڈکشن آرڈر کی میں درخواست کرتا ہوں کہ اس اہم اجلاس میں ان کے حلقوں کی نمائندگی ہونی چاہیے۔ ان کو یہاں موجود ہونا چاہیے تاکہ وہ ان کے حلقے بغیر نمائندگی نہ رہ جائیں۔ میں ایک اور بھی بات کرتا چلوں جناب چیئرمین! اگر الیکشن کمیشن آف پاکستان یہ فیصلہ کر سکتا ہے تو میرے خیال میں آپ کے پاس ان سے زیادہ اختیارات ہیں کیوں کہ آپ Custodian آف دی ہاؤس ہیں۔ آپ کی Responsibility بنتی ہے کہ جو بھی ممبر آف پارلیمنٹ جیل میں ہوں آپ ان کے پروڈکشن آرڈر جاری کریں تاکہ وہ اس اجلاس میں حصہ لے سکیں۔ ساتھ ہی ساتھ بجٹ سے آنے سے پہلے **جانی خیل** کے issue پر آتا ہوں کیونکہ یہ issue بہت ہی زیادہ ضروری ہے۔ **جانی خیل** میں 20 دن سے لوگ بیٹھے ہوئے نعش سمیت اور وہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ یہاں پر جو good طالبان اور bad طالبان کے دفاتر ہیں، مراکز ہیں ان کے خلاف کارروائی ہو لیکن مجال ہے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کہ ان کے خلاف حکومت کچھ کرے، حکومت نہ ان کو engage کر رہی ہے اور نہ ان کے ساتھ جو چیف منسٹر نے معاہدہ کیا تھا اس پر عمل ہو رہا ہے۔

وفاقی وزیر صاحب اگر میری بات سنیں تو میں ان سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ یہاں پر سپیکر قومی اسمبلی نے ایک Ruling دی تھی اور مشیر داخلہ شہزاد اکبر صاحب کو یہ Ruling اور instruction دی تھیں کہ آپ اس واقعہ کی تحقیقات کریں اور ہاؤس میں رپورٹ پیش کریں لیکن ابھی تک وہ رپورٹ پیش نہیں ہوئی۔ میرے خیال میں کوئی ہے جو سب کو اس واقعہ پر بولنے سے بھی روک رہا ہے اور کوئی ہے جو حکومتوں کو ان کے ساتھ engage کرنے سے بھی روک رہا ہے۔ یہ اس لئے important ہے کہ جتنے بھی ہمارے ساتھی وہاں پر بیٹھے ہیں، **جانی خیل** میں احتجاج جاری ہے، دھرنے جاری ہیں اس کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ یہ ہمارے مستقبل کا تعین کرے گا۔ ہمارے پورے ریجن کے مستقبل کا تعین کرے گا۔ کیونکہ اگر یہ احتجاج ناکام ہوا اور پھر جو گیم جس پر میں بعد میں بات بھی کروں گا، جو بجٹ سے reflects کر رہی ہے کہ آگے اس ریجن میں کیا ہونے والا ہے۔ تو میں جتنے بھی ہمارے ساتھی ہیں چاہے ان کا تعلق **پی ٹی آئی** سے ہو ان کو بتا دیتا ہوں کہ، یہ احتجاج ہمارے آنے والے وقتوں کیلئے بہت ہی زیادہ ضروری ہے، اس کا فیصلہ اگر آج نہ ہوا تو آپ میرے یہ الفاظ یاد رکھیں کہ پھر جو تباہی آئے گی وہ تباہی یہ پاکستان سہہ نہیں سکے گا۔

جناب سپیکر! اسی کے تسلسل میں، پچھلی عید سے پہلے ہمارے علاقے میں ہمارے چند ساتھی انجینئر عتیق ایڈووکیٹ، مسعود الرحمن، شہنشاہ اور اور ساتھی طالبان کے ہاتھوں اغوا ہوئے تھے اس پر بھی سپیکر صاحب نے ruling دی تھی لیکن اس کی ابھی تک کوئی رپورٹ یہاں پر پیش نہیں ہوئی۔ کل جو بلوچستان اسمبلی میں ہوا میں اس کی بھی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں، ممبران اسمبلی کے ساتھ وہاں پر جو سلوک کیا گیا، جو سکیورٹی ادارے تھے میرے خیال میں وہ عمل بھی انتہائی قابل مذمت ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ہمارے اس دھرتی کی بہت ہی توانا آواز، پشتون قوم پرست سیاست کا بہت بڑا نام **عثمان کاکڑ صاحب** بیمار ہیں، ان کو شدید چوٹ لگی ہے، ہم ان کی صحت کیلئے بھی دعا گو ہیں۔

جناب چیئرمین! اگر ہم بجٹ پر آتے ہیں تو بنیادی طور پر ہمارے بجٹ کی formulation کچھ اس طرح سے ہے کہ ڈیفنس اور ہمارے جو administrative expenses ہیں اور یہ جو circular debt ہے، ان تینوں کو ملا کر بجٹ کا لگ بھگ 80 فیصد حصہ بن جاتا ہے۔ اب جو باقی portion رہ جاتا ہے، میرے خیال میں اگر کوئی ارسطو بھی آجائے، نام بدلتے رہتے ہیں، یہی حفیظ شیخ صاحب پچھلی بھی کئی حکومتوں میں رہ چکے ہیں، اس حکومت میں بھی وہی رہے یا یہ شوکت ترین صاحب ہیں یہ پچھلی حکومتوں میں بھی رہ چکے تھے، اس حکومت میں بھی انہوں نے بجٹ پیش کیا۔ آپ دنیا کے جتنے بھی بڑے Economists کو یہاں پر لے کر آئیں۔

جناب چیئرپرسن: محسن داوڑ صاحب! **جانی خیل** کی رپورٹ سپیکر صاحب کو submit کر دی گئی ہے۔

جناب محسن داوڑ: اچھا ہمیں پورے ہاؤس کو آگاہ تو کرنا چاہئے کہ اس میں کیا سلسلہ ہوا ہے۔ تو یہ جو formulation ہے اس موجودہ فارمولے کے تحت اگر کوئی ارسطو بھی آجائے تو میرے خیال میں وہ اس طرح کا کوئی بجٹ بنا ہی نہیں سکتا۔ بہرحال بات کرتے ہیں، بجٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس دفعہ ہماری growth میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ وہ growth حقیقی ہے یا artificial ہے یہ تو وقت ہی بتائے گا لیکن چند چیزوں جن کو میں touch کرنے کو ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہیں کہ ایک دفعہ پھر ان سارے امراء کو اس میں ریلیف دینے کی کوشش کی گئی ہے، میں بار بار اس کو repeat نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اس سے پہلے بھی اس پر تفصیلی بات کی ہے مجھ سے پہلے مقررین نے، جو بڑے بڑے industrialists تھے، جو بڑے بڑے سرمایہ دار تھے ان کو اس بجٹ میں ریلیف دینے کی کوشش کی گئی اور جو غریب طبقہ ہے، جو salaried class ہے، جو workers class ہے، ایک تو ان کو پوری تنخواہ نہیں ملتی اور پھر ان کے income tax slab تھے ان میں بھی changes کی گئی ہیں تو سارے کا سارا بوجھ بھی ان کے اوپر ڈالا گیا ہے۔ آپ نے جو 20 ہزار روپے کی minimum wage رکھی ہے تو سب سے پہلے تو بات یہ ہے کہ بھئی اس کو کون یقینی بنائے گا کہ 20 ہزار بھی ملیں۔ لیکن جب 20 ہزار ملے بھی تو آپ اور میں، میں تو حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ مجھے ایک مہینے کا خرچہ، کسی بھی ایک چھوٹے سے گھرانے کا بجٹ 20 ہزار روپے میں کر کے دیں۔ مہنگائی کی شرح جتنی تیزی سے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

بڑھ رہی ہے اور وہ اسی کے تناسب سے 20 ہزار روپے میرے خیال میں انتہائی کم ہے، کیونکہ مجھے ابھی یاد ہے کہ last time 16,000 rupees وہ جو یوسف رضا گیلانی صاحب کے ٹائم if I am not wrong تو کافی عرصہ گزر چکا ہے اس کے بعد میرے خیال میں مہنگائی میں جتنا اضافہ ہو چکا ہے تو اس پر بھی نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

دوسری چیز جو اس پورے بجٹ میں سب سے ambiguous ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے بجٹ کا جو deficit تقریباً 4 ٹریلین ہے اور اس بجٹ میں بھی اس کو reflect کیا گیا ہے کہ اس میں اس کا تقریباً جو چوتھائی حصہ ہے وہ **آئی ایم ایف** کے پروگرام سے پورا ہوگا۔ جناب چیئرمین! پچھلے دنوں خرم حسین صاحب کا ایک article تھا اور اس کا title ہے "A Dangerous Bargain"۔ اس میں انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ یہ جو 1.06 ٹریلین ہے یہ آپ **آئی ایم ایف** کے پروگرام سے پورا کریں گے اور پھر ساتھ ہی ساتھ 10 جون کو انہوں نے ایک story کا ذکر کیا ہے جو Financial Times میں چھپی ہے اور اس کا title تھا "Pakistan Leverages US Military Cooperation to win IMF concession"۔ اب سوال یہ پوچھنا ہے کہ کیا کھچڑی پک رہی ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ **آئی ایم ایف** کی جو شرائط ہیں وہ جو 6th Review میں انہوں نے آپ کو پابند کیا کہ آپ یہ شرائط مانیں گے اور اس کے بعد ہی اس پروگرام کی continuation ہوگی۔ آپ نے وہ شرائط نہیں مانیں تو وہ کون سی گیدڑ سنگھی ہے جس کو استعمال کر کے آپ **آئی ایم ایف** کو راضی کر لیں گے اور ساتھ ہی ساتھ اس story میں ہمارے موجودہ وزیر خزانہ صاحب کو quote کیا گیا ہے اور ان کے الفاظ یہ ہیں کہ "We have been talking to the American officials and they are willing to help"، پھر جب پریس کانفرنس میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے اس چیز کو رد کیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہم اس کی official clarification issue کر دیں گے لیکن وہ clarification ابھی تک issue نہیں ہوئی۔ جو ہم sense کر رہے ہیں، جو ہم وہاں سے smell کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ شاید کوئی نیا جنگی پروجیکٹ ملنے والا ہے اور اس نئے جنگی پروجیکٹ کے بدلے میں ہمیں آئی ایم ایف سے یہ concessions لے کر دیں گے۔ اور اسی لئے خرم حسین صاحب نے لکھا ہے کہ A Dangerous Man اور یہ ہم نے اپنے ملک کی تاریخ میں پہلی دفعہ نہیں دیکھا، یہاں پر ضیاء الحق کو بھی اس طرح کا ایک پروجیکٹ ملا تھا اور اس پروجیکٹ کی بدولت یہاں پر کیا ہوا۔ آپ نے روس کے خلاف امریکہ کی جنگ

لڑی، آپ نے افغانستان کو تباہ برباد کیا اور اس کے بدلے وہاں کا سارا gun culture اور راکٹ لانچر culture وغیرہ ہمارے علاقے میں بھی آگیا، یہ پورے ریجن میں آیا۔

پھر اس کے بعد ایک دوسرا ٹھیکہ پرویز مشرف کو ملا اس کے بدلے میں دہشت گردی آئی، یہاں پر پھر جو تباہی مچی وہ بھی پھر پورے ملک نے دیکھی۔ آج ہمارے جو پالیسی ساز ہیں وہ ایک اور تیسرا جنگی پروجیکٹ لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور یہ جو اب وہاں پر ہو رہا ہے، جانی خیل میں جو ان کو کوئی پوچھ نہیں رہا تو یہ مجھے اسی جنگی پروجیکٹ کا تسلسل نظر آتا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ ایک دفعہ پھر اسی قسم کے حالات اس پورے ریجن میں بنائے جائیں، تاکہ وہ جو مستقبل میں پروجیکٹ ملنے والا ہے اب وہ کسی بھی شکل میں، چاہے آپ نے اڈے دینے ہوں، چاہے کوئی اور جنگی project یا چین کے خلاف یا کسی بھی پورے ریجن میں ان قوتوں یا امریکی یا ان کے جو allies ہیں ان کے vested interest کو secure کرنے کے لیے ان کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے آپ کو جو ٹھیکہ مل رہا ہے۔ ایک دفعہ پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں کہ پچھلے دو پروجیکٹس نے جو تباہی مچائی ہے۔ اس دفعہ اگر آپ نے ایک اور پروجیکٹ لیا تو میرے خیال میں یہ State اس کی متحمل نہیں ہو سکتی یہ برداشت نہیں کر سکے گی اس نئے جنگی project کو اور اس کا ہم reflection دیکھتے ہیں۔

میں کل، پرسوں ہمارے وزیر خارجہ صاحب کا ایک انٹرویو دیکھ رہا تھا ایک میڈیا چینل کے ساتھ۔ اس انٹرویو میں وہ طالبان کو ایسے defend کر رہے تھے جیسے کہ وہ پاکستان کے وزیر خارجہ نہیں طالبان کے وزیر خارجہ ہوں یا شاید ان کو وہ کنٹرول کرنے والے طالبان ہی ہیں، شاید ان کو اضافی چارج دیا گیا ہو چند عرصے کے لیے اس لیے وہ اس طرح کی باتیں کر رہے تھے۔ لیکن اس کے بہت consequences ہوں گے۔ بہر حال، میں wind up کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ یہ چیز انتہائی ضروری اس لیے ہے چیئرپرسن صاحب! یہ اس پورے ریجن کا مستقبل اسکے ساتھ جڑا ہوا ہے اور میرے یہ الفاظ آپ یاد رکھیں کل کو میں زندہ رہوں یا نہ رہوں، جو تباہی آئے گی یہ ملک اس کو برداشت نہیں کر سکے گا۔ یہاں پر ڈیفنس کی بجٹ پر بھی بات کرنا چاہ رہا تھا۔ لیکن دوسری چیز رہ جائے گی۔

Scanned with CamScanner

جناب چیئرپرسن: آپ کا زیادہ ٹائم ہو گیا ہے۔

جناب محسن داوڑ: میں اپنے دوسرے ساتھی کا ٹائم لے رہا ہوں۔ کیا وہ میرے ساتھی نہیں ہیں؟

جناب چیئرپرسن: پھر بھی چودہ منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب محسن داوڑ: میں اپنے صوبے کے چند مسائل ہیں اس پر آتا ہوں۔ دیکھیں net hydel کا ہمارا مسئلہ ہے، پہلے جو AGN Qazi فارمولے کے تحت ہمیں اس پر بھی share نہیں ملتا تھا اور 570 بلین ہمارا AGN قاضی فارمولے کے تحت بنتا ہے وہ ہمارے پختونخوا کو نہیں مل رہا ہے۔ اس کے بعد پھر کے پی اور وفاقی حکومت میں پرویز خٹک صاحب کے دور میں جب وہ وزیر اعلیٰ تھے تب ایک agreement ہوا تھا۔ تو اس base پر بھی ہمیں کچھ نہیں مل رہا ہے اور پچھلے تین برسوں میں ہمارا جو اس فارمولے کے تحت share بنتا ہے اس میں 36 بلین روپے ہمارا over due ہیں، ساتھ ہی ساتھ گیس ہم چار ڈالر per MMBTU، لیکن جب ہمیں پھر ملتا ہے تو وہ بارہ ڈالر پر اس کی قیمت بن جاتی ہے۔ ہمارے صوبے پر ایک اور ڈاکہ ڈالا گیا ہے۔ یہاں پر آئین کے Article 161(b) لکھا ہے کہ "The net proceeds of the federal duty of excise on oil levied at well-head and collected by the federal governments and not from part of the federal consolidated fund." یہ آپ آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ہمارا صوبہ 50% سے زیادہ oil produce کرتا ہے۔ لیکن آپ نے وہ ڈیوٹی دینے کی بجائے آپ نے اس پر levy لگا دی ہے تو وہ اس دفعہ آپ نے 610 بلین کا اندازہ لگایا ہوا ہے تو یہ سارے کا سارا ہمارے صوبے کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا ہے اور ساتھ ساتھ جو water کا ہمارا share تھا اس پر بھی 39th CCL meeting میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ہمیں development کی مد میں adjust کیا جائے گا اور left canal کا جو infrastructure ہے 2018ء میں اس کو adjust کیا جائے گا۔ لیکن اس میں بھی کچھ نہیں ہوا۔

اب آخر میں میں آتا ہوں کہ merged areas کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے اور یہ میرے خیال میں اس پر ہمارے پورے علاقے کی عوام نہ کبھی عمران خان کو معاف کرے گی اور نہ کبھی جو انہوں نے نااہل وزیر اعلیٰ ہمارے اوپر مسلط کیا ہے اس

کو معاف نہیں کرے گی۔ سب سے پہلے ہمارے جو Judicial Reforms ہیں۔ جب merge ہو گیا تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہاں پر عدالتیں لگ جاتیں۔ اکثر merged Districts میں ابھی تک courts نہیں ہیں تو وہ adjacent Districts میں جاتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ کبھی وہ AGR لیکر آتے ہیں، کبھی ADR لیکر آتے ہیں وہ پھر جا کر ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں پھر چیلنج ہو جاتا ہے پھر وہاں پر ہائی کورٹ اس کو اڑا دیتی ہے اور دوبارہ پھر پورا process start سے شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے اوپر بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ NFC Award کا جو وعدہ کیا گیا تھا کہ وہاں پر ہمیں 3% ملے گا یا ایک سو billion ملیں گے وہ بھی ابھی تک پورا نہیں ہوا اور ایک اور interesting چیز جناب چیئرپرسن! پچھلے سال تک Planning Commission کی website پر پورا breakdown دیا جاتا تھا کہ merged Districts کے لیے اتنا پیسہ رکھا گیا ہے، security کے لیے کتنا ہے اور development کے لیے کتنا ہے وہ security والا ماشاءاللہ پورے کا پورا utilize ہو جاتا تھا اور development والا کچھ نہ کچھ portion ہو جاتا تھا باقی lapse ہو جاتا تھا۔ اس دفعہ Planning Commission کی website سے ساری details ہی اڑا دی گئی ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ کرپشن بہت ہی important point ہے، کرپشن کو بنیاد بنا کر یہ حکومت اور یہ جو سیاسی جماعت حکومت میں آئی ہے۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ جب فاٹا تھا، جب وہاں پر کوئی public check نہیں تھا تب بھی اتنی کرپشن ہمارے merged Districts میں نہیں ہو رہی تھی، جتنی آج آپ کی پی ٹی آئی کی حکومت میں ہو رہی ہے۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ کرپشن کے سارے پرانے ریکارڈ پی ٹی آئی کی حکومت نے توڑ دیے ہیں وہاں پر۔ میں نہیں چاہتا کہ health education پر یہاں پر بحث کروں کیونکہ provincial subjects ہے، ان کے یہاں پر responsible لوگ موجود نہیں ہے۔ لیکن جو کرپشن وہاں پر ہو رہی ہے آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ وہاں پر جناب چیئرپرسن! ایک عجیب قسم کا سلسلہ چل رہا ہے وہاں پر پی ٹی آئی کی ایک منسٹر، طالبان اور ہمارے جو security ادارے والے ہیں کرپشن پر یہ سارے ایک page پر ہیں۔ میرانشاہ کینٹ پر ٹینڈر ہوتے ہیں، طالبان protection کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور جس ٹھیکدار کو منسٹر صاحب نے ٹھیکہ دینا ہوتا ہے اس کے علاوہ وہاں پر کوئی داخل بھی نہیں ہو سکتا اور اس کا تحفظ کون کرتا ہے، اس کا تحفظ طالبان کرتے ہیں۔ جناب چیئرپرسن! اور یہ ہوتا میرانشاہ کینٹ میں ہے تو آپ کا خیال ہے کہ وہاں پر جو فوج ہے اور سیکیورٹی ادارے ہیں وہ کیا بے خبر رہتے

(c) ketabton.com: The Digital Library

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ ہمارے وہاں پر چیک پوسٹوں پر بھتہ خوری، پہلے بھی میں اس ہاؤس میں کہہ چکا ہوں چیف منسٹر صاحب اس سے آگاہ ہے، پرائم منسٹر صاحب اس سے آگاہ ہے۔ چیک پوسٹوں پر بڑے پیمانے پر بھتہ خوری ہوتی ہے اور جو easement rights ہیں، ہمارے جو tribes بارڈر پر رہتے ہیں جو دونوں طرف کے ہیں ان کو Durand line کے easement rights کے agreement کے تحت ان کو حاصل ہے کہ وہ آسکتے ہیں اور جاسکتے ہیں۔ ان سے آنے جانے پر پندرہ پندرہ، بیس بیس ہزار روپے ایک ایک بندے سے لیے جاتے ہیں۔ وہ پیسے کہاں جارہے ہیں اس کا بھی جواب دیں۔

آخر میں میرا یہ مطالبہ ہے کہ ہمارے کچھ IDPs افغانستان میں ہیں، ضرب عضب سے پہلے وہ وہاں پر گئے ہوئے تھے، کیونکہ وہ بارڈر پر ہی تھے تو border cross کرنا ان کے لیے بہت آسان تھے۔ بجائے اس کے کہ وہ پیدل آتے تو بنوں یا دوسرے اضلاع میں آتے۔ وہ IDPs جو ضرب عضب کے وقت سے وہاں پر پڑے ہوئے ہیں۔ ہماری وفاقی حکومت کا ان کو واپس لانے کے لیے ابھی تک کوئی پلان نہیں ہے اور نہ ہی ان کا کوئی منصوبہ ہے اور نہ ہی انہوں نے ابھی تک ہمیں جواب دیا ہے۔ کیونکہ ایسا کوئی forum نہیں بچا جس پر ہم نے ان IDPs کے لیے آواز نہ اٹھائی ہو اور ان کو واپس لانے کا ہم نے مطالبہ نہ کیا ہو۔

21 جون 2021ء

عثمان کاکڑ کے قتل کی تحقیقات کی جائے

جناب چیئرپرسن: جی محسن داوڑ صاحب۔ اب سب ٹائم اپوزیشن کے لئے ہے۔

POINT OF ORDER

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ہمارے ملک کے ایک بہت ہی بہادر سیاستدان اور پشتون قوم پرست سیاست کا ایک بہت بڑا نام **عثمان کاکڑ صاحب** جو چند دن پہلے ایک مبینہ حملے میں کوئٹہ میں زخمی ہوگئے تھے۔ اور پہلے کوئٹہ میں پھر چند دن سے وہ کراچی میں زیر علاج تھے۔ آج صبح ان کی death ہوئی ہے اور ان کی فیملی سے جو میرا رابطہ ہوا ہے ان کے بھائی منان کاکڑ سے اور ان کے بیٹے خوشحال نے جو میڈیا سے بات کی ہے۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ان کا murder ہوا ہے اور **عثمان کاکڑ صاحب** نے سینیٹ میں اپنی آخری تقریر میں ایک قسم سے اپنا قتل نامہ لکھ دیا تھا۔ بیان کردیا تھا۔ تو ہم اس پارلیمنٹ کی قومی اسمبلی کے اس فورم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ **عثمان کاکڑ صاحب** کے قتل کی تحقیقات ہوں اور آخری تقریر میں جن قوتوں کی طرف انہوں نے اشارہ کیا تھا کہ وہ ان سے ان کو خطرہ ہے۔ ان کو بھی زیر تفتیش لایا جائے اور ان کی قتل کی تحقیقات ہوں۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

25 جون 2021ء

این ایف سی ایوارڈ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ۔ میرے خیال میں کافی تفصیلی رپورٹ آئی سینٹ میں اور بہت سی recommendations ہیں سب پر تو بات نہیں ہو سکتی لیکن چند recommendations پر بات کرنا ہم ضروری سمجھیں گے۔ سب سے پہلے یہ recommendation نمبر 4 ہے Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that fresh **NFC** Award be announced in terms of Article 160 of the Constitution. اس کا جناب سپیکر! بجٹ speech میں ذکر کیا گیا ہے کہ **این ایف سی ایوارڈ** کے بغیر ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم کس آئین کے تحت اپنا بجٹ بنا رہے ہیں کیونکہ پچھلے سال جس طریقے سے **این ایف سی ایوارڈ** کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کی گئی تھی اور پھر اس کو عدالتوں نے روک دیا تھا اس پر بھی توجہ کی ضرورت ہے اور یہ جو **این ایف سی ایوارڈ** ہے یہ اگر نہیں ہو گا تو یہ میرے خیال میں آئین سے روگردانی ہوں گی۔

سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ

گورنمنٹ ملازمین کی تنخواہوں کی بات ہوئی تو میرے خیال میں ہم اس recommendation کو بھی support کرتے ہیں بلکہ 20 سے 30 فیصد ہونی چاہیے کیونکہ inflation rate جتنا بڑا ہے اور پچھلے سال ان کی تنخواہوں میں ایک روپے کا بھی

اضافہ نہیں ہوا۔ اگر 10 فیصد آپ نے کیا ہے تو ساتھ ہی ساتھ جو tax slabs ہیں ان salaried class کے اسی ٹیکس کے ذریعے وہ پیسہ آپ لوگ واپس لے رہے ہیں۔ اس میں 30 فیصد تک اضافہ ہونا چاہیے۔ پٹرولیم لیوی کے بارے میں جو یہاں recommendation ہوئی ہے کہ اس کو کم کیا جائے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارا حق ہے۔ یہ ان صوبوں کا حق ہے جو پٹرولیم produce کرتے ہیں۔ یہاں پر Federal Excise Duty کی بجائے وہاں پر انہوں نے پٹرولیم لیوی لگا دیا ہے تو یہ صوبوں کے حقوق پر ڈاکہ ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ پٹرولیم لیوی کو سرے سے ہٹا دیا جائے۔ جن صوبوں میں یہ پیداوار ہوتی ہے انہی کو دیا جائے۔ Recommendation No.14 اس میں 25th Amendment کی بات کی گئی ہے اور جو وعدے گئے تھے فاٹا کی عوام کے ساتھ کہ merger کے بعد آپ کو یہ یہ benefits دیے جائیں گے۔ وہاں پر سیکورٹی کی صورتحال دن بہ دن خراب ہوتی جارہی ہے۔ دہشت گردی پھر سے سر اٹھا رہی ہے اس چیز پر بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ نہ کوئی لوکل پولیس بھرتی ہوئی ہے اور نہ ان کو اس طریقے سے proper train کیا گیا اور ان کو grow نہیں کرنے دیا جارہا تو اس پر بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ جہاں تک minimum wage کی بات کی گئی ہے اس میں 25000 Rupees انہوں نے کہا ہے تو ہم اس کو بھی support کرتے ہیں بلکہ 25 کی بجائے 30 thousand Rupees minimum wage ہونی چاہیے۔

ہائیر ایجوکیشن، یہ بہت ضروری ہے جناب سپیکر! کہ پچھلے سال ہم نے بحران دیکھا خصوصاً اپنے خیبر پختونخوا کی تمام یونیورسٹیز کا اور ہم نے دیکھا کہ پچھلے مہینے بھی ان کی ہڑتال چل رہی تھی اور ان کی ساری کلاسیں بند پڑی تھیں۔ کلاس فور سے لے کر پروفیسر تک نہ ان کو increment دی جارہی ہے اور نہ ہی basic pay ان کو مل رہی تھی۔ جتنا ہائیر ایجوکیشن کے بجٹ کو کاٹا گیا ہے اس پہ cut لگانے کی بجائے اس میں مزید اضافے کی ضرورت ہے۔ جو higher education institutes ہیں وہ disfunctional ہو رہے ہیں کیونکہ تنخواہوں کے پیسے بھی ان کے پاس نہیں ہیں۔ اس پر بھی توجہ کی ضرورت ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سابقہ فاٹا کے طلباء کے لئے سکالر شپ کی سفارش

یہ جو recommendation نمبر 55 ہے سکالر شپس کی بات کی گئی ہے بلوچستان اور ex-FATA کے سٹوڈنٹس کے لیے تو ہم بالکل اس کو بھی recommend کرتے ہیں اور اس میں ہمیشہ ہر سال ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ ہماری بیوروکریسی اس میں مسائل لے آتی ہے۔ ہمیں ہر دفعہ اس میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے تو میں متعلقہ جو منسٹریز ہیں ان سے request کروں گا کہ یہ ensure کریں کہ یہ جو بلوچستان اور ex-FATA کی سکالر شپس ہیں چاہے میڈیکل کی ہیں چاہے HEC کی ہیں اس میں بچوں کو تنگ نہ کریں کیونکہ ہر سال نئے سرے سے یہ process چلانا پڑتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس میں میڈیکل سکالر شپس بھی ہیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب! ذرا مختصر کر دیں۔

جناب محسن داوڑ: آخری ہے Senate of Pakistan recommends to National Assembly that the federal government should increase the development budget of ex-FATA to 130 Million. دیکھیں جی! سر تاج عزیز صاحب کی جو کمیٹی تھی اس کی recommendation یہ تھی کہ یا 3 فیصد **این ایف سی** کا دیا جائے یا 100 billion on the top of existing جو ان کی ADP ہوا کرتی تھی تو جو تقریباً 130 بلین بنتی ہے وہ دی جائے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہر دفعہ جو سیکورٹی کے لیے پیسے release ہوتے ہیں وہ پورے کے پورے utilize ہوتے ہیں لیکن وہ 100 بلین روپے والا وعدہ۔۔۔۔

(معزز رکن کا مائیک بند کر دیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: مائیک کھولیں۔

جناب محسن داوڑ: **این ایف سی ایوارڈ** یہ جو consensus سے ہوا تھا۔ Recommendation on **NFC** پر بھی میں پھر request کروں گا کہ دیکھیں یہ انتہائی sensitive مسئلہ ہے۔ آپ Constitution کی violation کر رہے ہیں۔ یہ Constitution وہ Documentc ہے جو اس ملک میں رہنے والے تمام قوموں کو آپس میں جوڑتا ہے اگر State ہی اس کی violation شروع کر دے گی تو پھر آپ عوام سے کیا توقعات رکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

(کچھ دیر بعد)

جانی خیل میں احتجاج

ڈپٹی سپیکر: جناب مخدوم مصطفیٰ محمود صاحب، محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: میں نے دو points پر بات کرنی ہے۔ سب سے پہلے I don't know کہ **شیریں مزاری صاحبہ** یہاں پر موجود ہیں یا نہیں ہیں، **شیریں مزاری صاحبہ** سے میں یہ request کروں گا کہ خدارا **جانی خیل** میں حالات بہت خراب ہیں۔ ایک دو بچوں کو بھی مار دیا، کئی کو زخمی بھی کر دیا ہے اور وہ لوگ اب بھی احتجاج پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن یہاں ایک بے حسی کی انتہاء ہے کہ یہاں سے نہ صوبائی حکومت کچھ کر رہی ہے اور یہاں سے بھی میرے خیال میں شاید شیخ رشید صاحب کو اپنی منسٹری سے اتنا لگاؤ نہیں ہے۔ یہاں پر سپیکر صاحب نے Ruling بھی دی تھی۔ لیکن ان کے باوجود بھی انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا تو یہ request ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ آپ مذاکرات کریں کیونکہ وہ دہشت گردی کے خاتمے کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

جناب سپیکر! میں بات کروں گا Supreme Judiciary پر۔ کہتے ہیں کہ justice delayed is justice denied یہاں پر ابھی بات ہوئی کہ 21 لاکھ کے قریب ہمارے pending cases ہیں ہماری judiciary میں تو ہمیں judiciary کا احترام ہے۔ Judiciary لوگوں کی آخری امید ہوتی ہے۔ کسی بھی grievances کے خلاف یہی آخری forum ہوتا ہے جہاں پر لوگ جا کر اپنی مدعا لیکر جاتے ہیں اور relief مانگتے ہیں۔ لیکن یہاں پر ہماری judiciary کے ساتھ جو حال کیا گیا ہے پچھلے چند سال میں وہ بھی ہم سب کے سامنے ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو پیسے رکھے گئے ہیں اس پر اعتراض نہیں ہے، مزید بڑھانے چاہئیں لیکن service delivery بھی ہونی چاہیے۔ Judiciary کو control نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہی ایک آخری forum ہے جہاں سے لوگ انصاف مانگتے ہیں۔

میں ایک اور suggestion دینا چاہوں گا کہ یہاں پر جو ہمارے The Central Law Officers' Ordinance ہے جو ہمارے Law Officers appoint ہوتے ہیں Attorney General اور ان کی پوری ٹیم appoint ہوتی ہے۔ اس کے procedure پر بھی تھوڑی سی amendment کی ضرورت ہے اور یہ جو The Central Law Officers' Ordinance ہے اس میں amendment اس لیے ضروری ہے کہ ہر حکومت آتی ہے اور اپنی پارٹی کے لوگوں کو وہاں پر Attorney General office میں appoint کر دیتے ہیں تو وہ پھر states کے interest کو serve نہیں کرتے پھر وہ اسی جماعت کے ساتھ ہی ملے ہوتے ہیں۔ آخری چیز کہ جو بڑے بڑے مقدمات ہوتے ہیں۔ پھر اس کے لیے ہم جو private counsel ہوتے ہیں ان کو hire کرتے ہیں اور یہ ایک additional بوجھ ہو جاتا ہے۔ تو اس کے لیے ہماری suggestion یہ ہے کہ اس میں Amendments کی ضرورت ہے۔ Federal Services Comission کے ذریعے اگر اس کو کیا جائے اور ایک اور چیز جس کی میں یہاں پر ضرور بات کرنا چاہوں گا کہ action in aid of civil power جس کو سیٹھ وقار صاحب نے set-aside کر دیا تھا اور اس judgement پر یہ کہا تھا کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہماری حکومت نے یہ جو قبائلی علاقہ جات ہیں ان لوگوں کو اپنے دشمنوں کی طرح treat کیا ہو اور یہ سب کچھ action in aid of civil power کے تحت ہو رہا تھا

اور اس کے cover میں ہو رہا تھا۔ High Court نے اس کو معطل کر دیا مگر unprecedently سپریم کورٹ نے راتوں رات اس پر stay order دے دیا اور ابھی تک، یہ stay پر ہے اور military courts کے جو cases جن کو سیٹھ وقار صاحب نے ختم کر دیا تھا اس کے خلاف بھی۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

(c) ketabton.com: The Digital Library
Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

26 جون 2021ء

مختلف تحاریک

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب! تحاریک تخفیف نمبر بتائیں۔

Mr. Mohsin Dawar: Demand No. 5. Cut Motion No. 98. I beg to move that the Demand under the head "Atomic Energy" (Page No.29) be reduced to Re.1/-(To discuss the failure of the Government to maintain law and order situation in newly merged district of Khyber Pakhtunkhwa).

252۔ جناب محسن داوڑ نے تحریک پیش کی۔

کہ مطالبہ زر زیر مد "عملہ ڈویژن" (صفحہ نمبر 89) کی رقم کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے (تا کہ حال ہی میں خیبر پختونخوا میں ضم کیے گئے اضلاع میں "ایوی ایشن ڈویژن" کے قیام کی سہولت کی فراہم کرنے میں وفاقی حکومت کی ناکامی پر بحث کی جائے)۔

جناب سپیکر: جی محسن داوڑ

DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! کیبنٹ پر بات ہو رہی ہے میں پہلی دفعہ اس ایوان کا ممبر بنا ہوں۔ لیکن ایک political worker کی حیثیت سے کافی عرصے سے اس ملک میں جو political development ہوتی تھیں اس کو ہم ایک

سیاسی ورکر کے طور پر study کرتے تھے اور اسکا جائزہ لیتے تھے۔ With due apology جو بھی ہمارے ساتھی ہیں۔ پارلیمنٹ کو اور کیبنٹ کو اتنا controlled میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ پاکستان کی جتنی پارلیمانی تاریخ ہے کیبنٹ کو اتنا controlled میں نے ابھی تک نہیں دیکھا۔ جناب سپیکر! یہاں پر Production Orders کی بات ہوئی یہ آپ کا اختیار ہے اور ہمارے ساتھی جو آج وہاں بیٹھے ہیں کل یہ یہاں بھی آسکتے ہیں۔ ساری عمر انہوں نے حکومت نہیں کرنی۔ میں دو چیزوں کی طرف اشارہ کروں گا۔ Question Hour جناب سپیکر! ایک بنیادی چیز ہوتی ہے parliamentary procedure میں۔ لیکن اس Question Hour کو جس طریقے سے disfunctional کیا گیا ہے میں جب آیا تو میں نے ایک سوال پوچھا۔ کہ مجھے لسٹ دی جائے کہ ضرب عضب کے دوران کتنے دہشت گردوں کو پکڑا گیا ہے کتنے اس آپریشن کے دوران ہلاک ہوئے ہیں۔ وہ سوال گھومتا رہا گھومتا رہا۔ ڈیفنس والے انٹیریئز کو بھجواتے رہے انٹیریئز والے ڈیفنس کو بھجواتے رہے جواب ابھی تک نہیں آیا۔ جب مجھے پہلی دفعہ ECL میں ڈالا گیا تو سینیٹ کی Standing Committee for Human Rights نے پھر جب ہمیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیبنٹ پر ڈِسکشن کر رہے ہیں یا کسی اور چیز پر؟

جناب محسن داوڑ: سر! یہ کیبنٹ کی performance ہی تو ہے۔ سر! سن تو لیں۔ تو سینیٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی نے ہمیں بلایا، پھر وہاں پر **ایف آئی اے** والے بھی آئے۔ تو ہم نے پوچھا کہ بھئی ہمیں ائیر پورٹ پر کیوں روکا گیا۔ تو ڈی جی ایف آئی اے بشیر میمن صاحب انہوں نے کہا کہ آپ کا نام تو کیبنٹ نے ای سی ایل میں ڈال دیا ہے۔ کیبنٹ کے جو ممبران وہاں موجود تھے ان کو پتہ ہی نہیں تھا۔ تو یہ performance ہے کیبنٹ کی۔ تو میں کہتا ہوں کہ موجودہ کیبنٹ نے عوام کے مینڈیٹ کی توہین کی ہے۔ بہت شکریہ۔

221۔ جناب محسن داوڑ نے تحریک پیش کی۔

کہ مطالبہ زر زیر مد "پیٹرولیم ڈویژن" (صفحہ نمبر 343) کی رقم میں -/100 روپے کی کمی کر دی جائے (تا کہ خیبر پختونخوا میں آئل کے پیداوار کے اضلاع کو گرانٹس کی بابت وفاقی حکومت کی ناکامی پر بحث کی جائے)۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

222۔ جناب محسن داوڑ نے تحریک پیش کی۔

کہ مطالبہ زر زیر مد "پیٹرولیم ڈویژن" (صفحہ نمبر 343) کی رقم کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے (تاکہ خیبر پختونخوا کے ضلع جو کہ "ویل پچوائنٹ" ہے کو نظر انداز کرنے کی بابت وفاقی حکومت کی ناکامی پر بحث کی جائے)۔

150۔ جناب محسن داوڑ نے تحریک پیش کی۔

کہ مطالبہ زر زیر مد "بجلی ڈویژن" (صفحہ نمبر 337) کی رقم میں -/100 روپے کی کمی کر دی جائے (تاکہ نئے ضم شدہ اضلاع میں ڈویژن کی سہولیات کے قیام سے متعلق خیبر پختونخوا میں وفاقی حکومت کی ناکامی پر بحث کی جائے)۔

شمالی وزیرستان کی بجلی کا مسئلہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! بہت شکریہ، میں منسٹر صاحب کی توجہ چاہوں گا کیونکہ یہ بہت ہی important issue ہے۔ ضرب عضب کے بعد شمالی وزیرستان میں بجلی کیلئے TESCO والوں نے کافی rehab process کیا لیکن اس process میں شفافیت بالکل بھی نہیں تھی۔ میں نے پہلے بھی یہ مطالبہ کیا تھا اور آج پھر یہ مطالبہ کروں گا اور چاہوں گا کہ منسٹر صاحب اس چیز کو نوٹ کریں کہ پچھلے تین سال میں rehab process کیلئے جتنا بھی سامان release ہوا ہے چاہے وہ ٹرانسفارمرز ہیں، چاہے وہ بجلی کے poles ہیں اس کی تھوڑی تحقیقات کرالیں کہ وہ on ground کتنے لگے ہیں اور بیچ میں کتنے غائب ہوئے ہیں۔ ایک گزارش تو یہ ہے۔ ساتھ ہی ساتھ چند علاقے ایسے ہیں جہاں پر بجلی کی رسائی ابھی تک نہیں ہوئی، rehab process بھی جاری ہے لیکن کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں پر ابھی تک بجلی نہیں پہنچی۔ ہماری شمالی وزیرستان کی تحصیل ہے، تحصیل دتہ خیل، جو میر انشاہ گرڈ

سے control ہوتی ہے، لگ بھگ 100 کلومیٹر تک کا علاقہ اس میر انشاہ گرڈ سے control ہوتا ہے جو بالکل ناممکن ہے۔ تو ہم اس کی بھی گزارش کریں گے کہ آنے والے ترقیاتی کاموں میں اس کو include کیا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ جو اور گرڈز ہیں تحصیل دوسلیم اور سپین وام میں۔ باقی کئی جگہوں پر فیڈرز کی بھی ضرورت ہے، لیکن میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ وہ جو concerned authorities ہیں ان کے پاس ساری details ہیں۔ منسٹر صاحب سے میں مطالبہ کروں گا کہ سب سے پہلے یہ تحقیقات کرائیں کہ وہاں پر ground میں کتنا سامان لگ چکا ہے اور کتنا غائب ہو چکا ہے۔

دوسری چیز، میں levy کی بات کروں گا۔ یہ ان صوبوں کے ساتھ ظلم ہے جو petroleum produce کرتے ہیں۔ اس دفعہ بھی انہوں نے بجٹ میں لکھا ہے کہ ہم 610 بلین levy کی مد میں وصول کریں گے۔ یہ تو ہمارے حقوق پر ڈاکہ ہے۔ ان صوبوں کے حق پر ڈاکہ ہے کیونکہ Federal Excise Duty انہی کی بنتی ہے جو petroleum produce کرتے ہیں۔ وہ نہیں دیا جارہا اس کی بجائے انہوں نے petroleum levy جو میرے خیال میں آئین کی بھی violation ہے، آئین کے Article 161 کی کلاز (2) کی ساتھ ہی ساتھ hydel power، پرویز خٹک صاحب یہاں پر موجود ہیں۔ اگر ہم AGN Kazi formula کے فارمولے تحت چلیں تو پچھلے تین سال میں ہمارا 570 بلین واجب الادا ہے۔ جب پرویز خٹک صاحب چیف منسٹر تھے تو ان کا وفاقی حکومت کے ساتھ ایک interim agreement ہوا تھا۔ اس فارمولے کے تحت بھی ہمیں پچھلے 3 سالوں میں 60 بلین کے قریب ملنے تھے لیکن 23 بلین ملے ہیں، 36 بلین کے قریب ہمارا ابھی بھی وفاق کے ذمہ واجب الادا ہیں تو اس پر بھی ہمارا مطالبہ یہ ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

افغانستان اور پاکستان میں دہشت گردی

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب۔ ڈپٹی سپیکر صاحب! میں مختصراً بات کروں گا۔ یہ Afghanistan Peace Talks کے بارے میں یہاں پر ہم پہلے بھی کئی دفعہ بحث کر چکے ہیں۔ آج اس بحث میں بھی بار بار اس کا ذکر ہوا۔ ہم اس ہاؤس میں کئی دفعہ سوالات بھی اٹھا چکے ہیں کہ افغانستان سے متعلق جو Peace Talks ہو رہے ہیں میں personally اس کو US Withdrawal Talks کہتا ہوں کہ اس میں افغانستان کے peace سے متعلق کوئی کچھ تھا نہیں لیکن اس US Withdrawal میں بھی پاکستان کا بھی ایک بہت بڑا کردار تھا۔ دوہا میں جو مذاکرات ہو رہے تھے اور اس کے علاوہ یہاں پر جو خصوصی نمائندہ تھے، جو US Special Representatives تھے وہ جب پاکستان آتے تھے تو سیدھے GHQ جاتے تھے۔ ہمارے چیف آف آرمی سٹاف صاحب سے ملتے تھے اور یہ ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ ہوا ہے۔ ہم بار بار یہ سوال اٹھاتے کہ خدارا ہمیں بھی تھوڑا بتایا جائے کہ کیا ہو رہا ہے اور پاکستان اس میں اپنا کیا رول ادا کر رہا ہے؟

پارلیمنٹ کو مکمل طور پر اس پورے process میں ignore کیا گیا ہے۔ آج ہم شاید وزیر خارجہ صاحب سے کچھ سن سکیں کہ اس میں ہمارا کیا کردار تھا اور آگے ہم کیا کردار ادا کرنے جا رہے ہیں؟ ایک چیز پر ہمیں بہت زیادہ clear ہونا چاہیے۔ جناب سپیکر! دہشت گردی اگر ختم ہو گی تو پورے ریجن میں ختم ہو گی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ افغانستان میں دہشت گردی جاری ہو اور پاکستان میں امن ہو۔ یہاں پر دہشت گردی جاری اور وہاں پر امن ہو۔ امن اگر آئے گا تو پورے ریجن میں ایک ساتھ آئے گا۔ دہشت گردی اگر ختم ہو گی تو ایک ساتھ ہی ہو گی۔ جناب سپیکر! ایک اور چیز بتاتا چلوں کہ یہاں پر good and bad Taliban کے چکر میں ہم ابھی بھی پڑ رہے ہیں اور یہ ستر ہزار جانیں گنوانے کے بعد بھی اگر ہم نے کچھ نہیں سیکھا تو پھر میرے خیال میں یہ بات اور بھی زیادہ ثابت ہو جاتی ہے کہ ہم یہ کرنا ہی نہیں چاہتے۔

اس دہشت گردی کو ہم شاید اس کو طرح رکھنا چاہتے ہیں اور ہمیں ختم کرنے کا ارادہ ہی نہیں ہے کیونکہ جتنے بھی militant groups ہیں یہ emerge ہی تحریک طالبان افغانستان سے ہوئے ہیں۔ جب تک وہ رہے گے ان چھوٹے موٹے سارے گروپس کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ یہاں پر افغانستان کی بات ہوئی۔ میرے خیال میں ہم ماضی میں غلطیاں کر چکے ہیں اگر ان غلطیوں کو ہم نے اس دفعہ پھر repeat کیا تو میں اپنی Budget speech میں بھی یہ کہہ چکا ہوں کہ اس دفعہ جو ایک دھچکا ہمیں لگے گا پھر ہم as a State اس کو سہہ نہیں سکیں گے۔ افغانستان میں ہم نے صرف افغانستان کے عوام کی ایک elected حکومت

کو سپورٹ کرنا ہے اور اسی کو accept کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی زبردستی takeover کرتا ہے کل کو تو پھر یہاں پر بھی TTP takeover کر سکتا ہے، پھر وہ بھی دنیا کو کہیں گے پھر ہمیں بھی accept کر لیں۔ آج کل کے موجودہ حالات میں ہمیں بہت زیادہ clear ہونا چاہیے کہ ہم Pakistan as a State صرف افغانستان میں ایک elected حکومت کو سپورٹ کریں گے۔

جناب سپیکر! ایک چیز کہ ہمیں اپنی پالیسی میں بھی تھوڑی clarity لانی چاہیے۔ یہاں پر مجھ سے پہلے ہماری ایک ممبر نے اس کا ذکر کیا کہ clarity ہونی چاہیے۔ اسامہ بن لادن کے بارے میں ابھی بھی confusion ہے کہ وہ شہید ہے یا وہ کوئی اور چیز ہے۔ میرے خیال میں جو ہمارے بچوں کو مارتا ہے، جس نے ہمارے سیاسی قائدین کو مارا ہے، جس نے ہمارے قبائلی مشران کو مارا ہو ہم اس کو شہید نہیں کہہ سکتے۔ وہ دہشت گرد تھا۔ اگر وہ دہشت گرد نہیں تھا تو اس پر بھی بات کر لیتے ہیں۔ ایک دہشت گردی کا واقعہ ہوا۔ یہاں پر Americans آئے، ایبٹ آباد میں اس کو مار دیا۔ پھر ہم as a State یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ جو آئے تھے اس کو مارنے کے لیے وہ دہشت گرد تھے۔ کچھ تو clarity لائیں۔ ہم تو بہت clear ہیں۔ Personally میری اپنی اور شاید یہاں اس ہاؤس میں رہنے والے بہت سے لوگوں کی اس میں کافی clarity ہے لیکن حکومت کے parts سے اس کی clarity آنی چاہیے کیونکہ وزیر اعظم صاحب نے بھی ایک بات کی، وزیر خارجہ صاحب نے بھی ایک بات کی اور میں نے خود نہیں دیکھا لیکن میرے علم میں لایا گیا ہے کہ ہمارے سابق وزیر اعظم صاحب نے بھی اسی طرح کی statement دی ہے اور اس پر clarity دینے سے انہوں نے گریز کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ سالہا سال سے ہماری پالیسی ہی یہی رہی ہے۔

طالبان کا وہاں پر جو conduct ہے، اس پر بھی ہمیں clarity لانی چاہیے کہ ان کے جو violent attacks ہیں ہم ان کو condemned کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں۔ میں appreciate کرتا ہوں کہ سعودی عرب میں علمائے کرام کا ایک مشترکہ فیصلہ ہوا تھا کہ جو افغانستان میں ہو رہا ہے وہ جہاد نہیں ہے۔ اس میں پاکستان کے علمائے کرام بھی تھے۔ میں اس کو سپورٹ کرتا ہوں اور appreciate کرتا ہوں لیکن جو ہم ground پر دیکھ رہے ہیں وہ اس طرح کا نہیں ہے۔ مسلسل ہماری سپورٹ جاری ہے طالبان کے ساتھ اور وہ وہاں پر جو بھی اور یہ جب ہم کہتے ہیں تو اس کے ہمارے پاس ثبوت ہیں لیکن یہ کھیل اگر ہم اسی طرح کھیلتے رہیں گے تو وہ جو یہاں پر ذکر ہوا کہ Russia کے دور میں جو ہوا کہ جب وہاں withdrawal کر رہا تھا تو اس وقت بھی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

خان عبد الولی خان صاحب کی statements ریکارڈ پر موجود ہیں کہ جو کھیل ہم افغانستان میں کھیل رہے ہیں یہ آگ سرحد پار کر کے ہمارے پاس بھی ایک دن آجائے گی اور پھر ہم نے دیکھا کہ وہ آگ پھر یہاں پر آئی اور پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لیا اور ستر ہزار کے قریب ہم نے جانیں گنوائیں ہیں۔

ٹھیک ہے official statement وہ جو خان کا کل انٹرویو تھا New York Times کے بارے میں، official statement ہماری بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں، مگر جو ground پر ہم دیکھ رہے ہیں وہ کچھ اور ہے۔ یہاں پر ابھی ہماری سپورٹ ان کے ساتھ ہے۔ جانی خیل میں جو لوگ بیٹھے ہیں وہ کس لیے بیٹھے ہیں؟ وہ اس لیے کہ جانی خیل کی اپنی ایک strategic position ہے۔ وہاں سے افغانستان کو بھی نارتھ ساؤتھ وزیرستان، بنوں پورے اس ریجن کا وہ strategic base ہے وہاں پر لوگ احتجاج کر رہے ہیں کہ بھئی طالبان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کرتے۔ ایک مہینہ ہو گیا ہے حکومت نے ان کو engage نہیں کیا۔ اس سے تاثر کیا جاتا ہے۔ تاثر یہ جاتا ہے کہ ہم کیوں protect کر رہے ہیں پھر ان militant organizations کو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ محسن داوڑ۔ آخری اپنی بات مکمل کریں۔

جناب محسن داوڑ: آخری بات۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تیسری چوتھی بار کہہ رہے ہیں آخری بات، آخری بات، آخری بات۔ ختم کریں۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ۔

28 جون 2021ء

تحاریک

78. **MR. MOHSIN DAWAR** moved that the Demand under the head "Information and Broadcasting Division" (page No. 1225) be reduced by Rs. 100/- (To discuss the unannounced censorship on freedom of expression in the country.)

105. **MR. MOHSIN DAWAR** that the Demand under the head "Development Expenditure of Information and Broadcasting Division" (page No. 2581) be reduced by Rs. 1000/- (To discuss the failure of Federal Government for not establishing facility in newly merged districts.)

پاکستانی میڈیا کی عثمان کاکڑ قتل کیس پر خاموشی

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! Information Ministry پر بات ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر صاحب! میں کم از کم اس سلسلے میں بہت ہی کلیئر ہوں کہ یہ جو ہماری اس ملک کی میڈیا ہے۔ نہ یہ میڈیا ہمارا تھا۔ نہ یہ میڈیا ہمارا ہے اور نہ ہی یہ میڈیا ہمارا ہو سکتا ہے before I start میں اپنے **محترم خواجہ صاحب** کو ایوان میں آنے پر خوش آمدید بھی کہتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تو جناب سپیکر! میں اس پر بہت clear ہوں کہ یہ میڈیا نہ ہمارا تھا، نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہ میڈیا چاہے نیشنل ہو یا چاہے پرائیویٹ میڈیا ہو۔ یہ ہمیشہ ہمارے against as a propaganda tool استعمال ہوا ہے۔ جب ہم پر حملہ ہوتا ہے تو بجائے اس کے کہ وہ proper وہ حقائق جو ہیں وہ یہاں پر دنیا تک پہنچائیں۔ وہ الٹا یہ پراپیگنڈا شروع کر دیتے ہیں، خڑکمر کا واقعہ سب نے دیکھا اور پوری دنیا نے دیکھا جو international media تھا وہ کچھ اور کہہ رہا تھا اور پاکستان کا میڈیا کچھ اور کہہ رہا تھا۔ یہاں پر بات ہوئی **عثمان کاکڑ صاحب** کے قتل کی اور اس کے بعد پھر ان کا جنازہ جس طریقے سے ہوا۔ کیا وہ پاکستان سے باہر تھا۔ کیوں پاکستان کا پوری میڈیا خاموش تھا ان کے قتل پر اور پھر جس طریقے سے جو ان کو reception ملا جو ان کا جنازہ ہوا وہ میرے خیال میں اپنی سیاسی تاریخ میں اپنی سیاسی زندگی میں اتنی بڑی gathering تھی لیکن پاکستان کا میڈیا بالکل خاموش تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

اس لیے جناب سپیکر! ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ میڈیا نہ ہمارا تھا، نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ ہمارا اتنا بڑا سانحہ ہوتا ہے کہ اس میں درجنوں کے حساب سے لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ یہاں پر میڈیا پر اس کو کوئی coverage نہیں ملتی اور اس کے برعکس یہاں پر اگر کسی کو پاگل کتا بھی کاٹ لیتا ہے یا کسی گدھے گاڑی کا بھی incident ہو جاتا ہے تو اس کو headlines میں جگہ ملتی ہے۔ بہر حال یہ ایک المیہ ہے۔ میں یہاں پر اس موجودہ دور میں جو صحافیوں پر جو سخت وقت گزرا ہے اس پر بھی تھوڑی روشنی ضرور ڈالوں گا۔ یہاں پر ہماری HR کمیٹی کی ایک میٹنگ ہوئی۔ ہمارے جو صحافی بھائی ہیں استور صاحب ابصار عالم صاحب ہیں، مطیع اللہ جان صاحب ہیں، حامد میر صاحب ہیں۔ سب سے پہلے تو ان کو مثبت رپورٹنگ پر مجبور کیا گیا جب انہوں نے مثبت رپورٹنگ نہیں کی تو ان کو channel سے نکال دیا گیا اور جب اپنے سوشل میڈیا پر وہ اپنی بات جاری رکھ رہے تھے تو پھر اس کے بعد کسی کو گولی ماری، کسی پر تشدد ہوا اور المیہ یہ ہے کہ اب تک کسی بھی چیز کا کوئی سراغ نہیں لگایا گیا۔ ساتھ ہی ساتھ پھر غداری کے مقدمے بنے۔ عاصمہ شیرازی صاحبہ کے اوپر بھی، حامد میر صاحب کے اوپر بھی ساتھ ساتھ اور جتنے پولیٹیکل ورکرز ہیں۔ ایک اور چیز جناب سپیکر! ایک عجیب مضحکہ خیز چیز۔ ہماری ایجنسیوں نے کچھ لوگ پالے ہوئے ہیں جو جا کے درخواست دے دیتے ہیں کہ میں ایک محب وطن پاکستانی ہوں سوشل میڈیا پر میں تقریر دیکھ رہا تھا جو مجھے بُری لگی، لہٰذا میں اس کے خلاف درخواست دیتا ہوں اس کے

خلاف کارروائی کی جائے اس کے بعد اس کے اوپر غداری کے مقدمے تھے اور content ایک ہی ہوتا ہے، ایف آئی آر ایک ہی ہے چاہے وہ بہاولپور میں کٹے، لاہور میں کٹے یا اس کے بعد اب پشاور میں کٹے یا وزیرستان، ایک ہی content ہے صرف نام بدلتا ہے۔ تو یہ میرے خیال میں یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ یہ ایجنسیاں زبردستی کرواتی ہیں اور وہ میرے خیال میں آپ اپنے کو expose کرتی ہیں۔ جس طرح **اسد طور** کے کیس میں ہوا۔ انہوں نے نام لے کے بتایا ہے کہ یہ کس ایجنسی کے لوگ آئے تھے اور مجھ پر تشدد کیا۔ نعرے زبردستی لگوائے لیکن ابھی تک کوئی انفارمیشن کوئی اس کا سراغ نہیں لگا سکا۔ مطیع اللہ جان کے کیس میں اب تک نادرا نے رپورٹ نہیں واپس بھیجی پولیس کو، کہ بھئی یہ جو لوگ تھے جو آپ پر حملہ آور ہوئے تھے یہ کون تھے؟ تو میرے خیال میں جناب سپیکر! ایک اور چیز یہاں پر ہو رہی ہے کہ میڈیا میں **محسن داوڑ** نہیں آسکتا، یہاں پر میڈیا پر **منظور پشتین** اور **علی وزیر** نہیں آسکتا۔ لیکن **احسان اللہ احسان** اس میڈیا پر آسکتا ہے۔ وہ اپنا انٹرویو دے سکتا ہے۔ اور میں بہترین definition میرے خیال میں اس وقت کا جو میڈیا ہے وہ بار بار کر چکا ہے۔ میں قبائلی علاقہ جات کا بلوچستان کو رونا روؤں۔ اب اسلام آباد میں ایسے حالات ہیں کہ انکا جینا مشکل ہے۔ آخر میں فواد چوہدری صاحب کو ایک suggestion دینا چاہوں گا کہ یہ جو پی ٹی وی پارلیمنٹ کا ہمارا live broadcast جاتا ہے، جو چینلز ہیں وہ یہاں اٹھاتے ہیں سوشل میڈیا پر چلاتے ہیں، فیسبوک اور یوٹیوب پر۔ میرے خیال میں پی ٹی وی کو بھی سوشل میڈیا پر یہ چیز live streaming کرنی چاہیے، فیسبوک پر بھی اور یوٹیوب پر بھی کیونکہ جو private channels ہیں وہ ویسے بھی اس content کو اٹھا رہے ہیں۔ پی ٹی وی پارلیمنٹ سے ہی لیتے ہیں۔ پی ٹی وی کو خود بھی یہ چیز live چلانی چاہیے۔ اس میں اتنا زیادہ خرچہ بھی نہیں آئے گا۔ جو اس ریجن میں اس وقت ہو رہا ہے میڈیا اس پر اپنا کردار ادا کرنا چاہتا ہے ان کو چھوڑا نہیں جاتا۔ دہشت گردی بڑھ رہی ہے پھیل رہی ہے لیکن ابھی تک ہمارے میڈیا میں سب اچھا ہی رپورٹ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تحاریک

95. MR. MOHSIN DAWAR move that the Demand under the head "National Food Security and Research Division" (page No. 1861) be reduced by Rs. 1000/- (To discuss the failure of Federal Government policy of Food Security in erstwhile FATA after COVID-19.)

96. MR. MOHSIN DAWAR moved that the Demand under the head "National Food Security and Research Division" (page No. 1861) be reduced by Rs. 1000/- (To discuss the failure of the Federal Government by ignoring newly merged district.)

97. MR. MOHSIN DAWAR moved that the Demand under the head "National Food Security and Research Division" (page No. 1861) be reduced to Rs. 1/- (Discuss the failure of the Federal Government for development of food security in erstwhile FATA.)

125. MR. MOHSIN DAWAR moved that the Demand under the head "Development Expenditure of National Food Security and Research Division" (page No. 2675) be reduced by Rs. 100/- (To discuss the failure of the federal government to

provide the erstwhile FATA the best opportunities in regard of Bilateral trade with Afghanistan. (Ghulam Khan and Tarkhan.)

جناب چیئر پرسن: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ چیئرمین صاحب! میں آپ کا مختصر ٹائم لوں گا۔ بنیادی طور پر فوڈ سیکورٹی کی بات ہو رہی ہے سب سے پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ یہ جو merged districts ہیں ان کے ساتھ یہ ہوا کہ جب ہم پختونخوا کا حصہ نہیں بنے تھے تو ہمارے آٹے کا کوٹہ زیادہ تھا۔ جب merge ہو گئے تو وہ بھی reduce ہو گیا ہے۔ دوسری جس چیز پر میں بات کرنا چاہوں گا وہ بھی food security سے ہی related ہے کیونکہ ابھی عید آ رہی ہے۔ ہمارے ہاں چھوٹے جانور کی بہت زیادہ demand ہوتی ہے۔ اسی طرح افغانستان میں بڑے جانور کی زیادہ ڈیمانڈ ہے۔ ہم نے اس کی ایکسپورٹ پر پابندی لگادی ہے۔ حالانکہ وہ جو tribal districts ہیں یا جو بلوچستان کے tribal districts ہیں افغانستان کے ساتھ بارڈر پر۔ وہ وہی پر consume ہوتے ہیں وہی سے ایکسپورٹ ہوتی ہے۔ وہ ملک کے down districts ہیں اس طرف وہ آتی بھی نہیں ہے۔ جب ہم نے بڑے جانور کی ایکسپورٹ پر پابندی لگادی ہے تو وہاں پر انہوں نے چھوٹے جانور کو ban کر دیا۔ ہم نے بار بار اس چیز کو، سپیکر صاحب! is on board کیونکہ Pakistan Afghanistan Parliamentary Friendship Group ہے اس پر ہم نے بار بار اس ایشو کو اٹھایا کہ یہاں سے slaughtered جانور جا رہے ہیں۔ اگر زندہ جانور بھی جائیں تو چھوٹے جانور کی امپورٹ بھی کھل جائے گی۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تحاریک

129. **MR.MOHSIN DAWAR** moved that the Demand under the head "National Health Services Regulations and Coordination" (page No.1893) be reduced to Re.1/-

(To discuss the failure of federal government for establishing National Health Services and Institutions after the pandemic (Covid-19) in erstwhile FATA.)

32. **MR. MOHSIN DAWAR** moved that the Demand under the head "Pakistan Railways" (page No. 2045) be reduced by Rs. 100/- (discuss the failure of the federal government in investigating the accidents in recent past.)

33. **MR. MOHSIN DAWAR** moved that the Demand under the head "Pakistan Railways" (page No. 2045) be reduced by Rs. 100/- (To discuss the lack of facilities provided in trains.)

99. **MR. MOHSIN DAWAR** moved that the Demand under the head "Pakistan Railways" (page No. 2045) be reduced by Rs. 1000/- (To discuss the failure of Federal Government by failing in establishing railway lines in newly merged district of Khyber Pakhtunkhwa.)

29 جون 2021ء

سرحدی اضلاع

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب پلیز۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب سپیکر! میں عرض یہ کروں گا کہ یہ ابھی یہاں پر discussion بھی ہوئی amendment تو نہیں ہے۔ لیکن ایک چیز جس کو میں ضرور یہاں پر point out کرنا چاہوں گا۔ ایک بل میں نے جمع کروایا ہوا تھا اور وہ فنانس سے ہی related ہے، ڈیمانڈ ہم نے یہی کیا تھا کہ جتنے بھی bordering districts ہیں وہاں پر جو Custom offices ہیں آپ وہاں سے move کر کے اس district کے جو adjacent دوسرے districts کی جو boundaries ہیں وہاں پر shift کر دیں۔ اس سے فائدہ یہ ہو گا کہ جتنے بھی bordering districts ہیں چاہے ex-FATA کے مطلب ہمارا افغانستان کے ساتھ border پر ہے یا چمن کا border ہے۔ اس میں لوگوں کو روزگار کا ایک موقع میسر آئے گا۔ کیونکہ ہمارا تقریباً 70% ہمارا livelihood جو تھا وہ اسی bilateral trade پر چلتا تھا۔ اب جب وہاں پر Customs وغیرہ سب کچھ آگیا ہے تو مطلب اب تو ہمارا روزگار تقریباً ختم ہو گیا ہے تو گزارش اس میں یہ تھی کہ کسٹم آفس کو move کیا جائے وہاں پر اسی ڈسٹرکٹ کے بارڈر پر جو کہ سالہا سال سے ہوتا آرہا تھا۔ لیکن اب کیونکہ وہاں پر Custom move ہو گئی ہے تو وہ بل لاء منسٹری کے پاس بھیجا گیا تھا opinion کے لیے لیکن ابھی تک اس کا opinion ------

Mr. Speaker: Thank you, thank you. Now, I put the amendment as moved by Minister for Finance and Revenue to the House. The question is that amendment, as moved, be adopted.

(The amendment was adopted.)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

30 جون 2021ء

ہائیر ایجوکیشن کمیشن

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن دواڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ ڈپٹی سپیکر صاحب! یہاں پر Supplementary Grants پر بحث ہو رہی ہے مختلف heads میں جو اخراجات ہیں۔ Higher Education Commission پہ میں سب سے پہلے بات کروں گا۔ جناب سپیکر! HEC کی جو funding ہے پچھلے دو سال سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان میں ہائیر ایجوکیشن مسائل کا شکار ہے۔ اور میں خصوصی طور پر یہاں پر بات کرنا چاہوں گا ہمارے پختونخوا میں سب سے پہلے جس یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا گیا تھا پشاور یونیورسٹی کا۔ پچھلے کافی عرصے سے وہاں کے professors اور clerk associations وہاں کی جو class four ہے وہ تنخواہوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے اور باقی ان کے جو مختلف مسائل ہے جو کہ majority طور پر funding کے حوالے سے ہی ہیں۔ وہ کافی عرصے سے احتجاج پر ہیں۔

صرف پشاور یونیورسٹی کی ہی بات نہیں ہے اسی premises میں جتنے بھی تعلیمی ادارے ہیں ان سب میں یہ مسئلہ ہے۔ اور ابھی تک وفاقی اور صوبائی حکومتیں دونوں مل کر ان مسائل کا حل نہیں نکال سکیں ہیں۔ میں خصوصی طور پر request کروں گا کہ یہ جو grants ہے وہ ٹھیک ہے یہاں پر تو وہ بحث کے لیے لائے گئے ہیں۔ لیکن جب ہم output کو دیکھتے ہیں اور پھر اپنے جو تعلیمی ادارے ہیں اس سے related اپنے سٹاف کو دیکھتے ہیں۔ ان کے جو employees ہیں، class four تک ان کو دیکھتے ہیں۔ ان کے مسائل دیکھتے ہیں۔ پچھلے چند عرصے سے وہ پشاور یونیورسٹی میں احتجاج کر رہے تھے اور ان کے مسائل کو ابھی تک address نہیں کیا گیا۔ اب کل سے پھر انہوں نے احتجاج کا اعلان کر دیا ہے۔ تو Higher Education کے اوپر خصوصی توجہ دینی

چاہیے۔ تو already اس میں ایک مسئلہ یہ تھا کہ بھائی وہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد devolved subject ہو گیا تھا۔ اب نہ تو وہ properly اس کو devolve کیا جا رہا ہے تاکہ پوری کی پوری responsibility provinces پہ لائی جائے اور وفاقی حکومت بھی اس کو اس طریقے سے address نہیں کر رہی اور ہمارے پختونخوا کا سب سے پرانا جو تعلیمی ادارہ ہے پشاور یونیورسٹی کافی دکھ ہوتا ہے، تکلیف ہوتی ہے۔ یہاں پہ میرے خیال میں majority ہمارے ساتھی وہاں سے graduate ہوئے ہونگے۔ تو خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ Communication پر جب ہم بات کرتے ہیں جناب سپیکر! بار بار ہم نے اس چیز کو اٹھانے کی کوشش کی Standing Committees میں بھی، یہاں پر بھی مختلف forums پر بھی کہ ہمارے جو بلوچستان کے majority علاقے ہیں اور خصوصاً ہمارے جو merged districts ہیں۔ جہاں ابھی تک نہ cellular companies کو access دیا گیا ہے۔ اس کے لیے ایک مخصوص universal services fund ہوتا ہے۔ اب جب ان سے بات کرتے ہیں تو وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم تیار ہیں وہاں پر installation کے لیے بھی، نیٹ ورک start کرنے کے لیے بھی۔ لیکن ہمیں جو security ادارے ہیں ان کی طرف سے clearance نہیں ملی۔ تو پھر جب خصوصاً اس Covid کے ماحول میں Covid میں تقریباً تعلیم آن لائن ہو گئی تھی۔ تو ہمارے جو علاقے ہیں بلوچستان کے اور Ex-FATA کے merged districts ہیں۔ وہ اب انٹرنیٹ کی سہولت سے محروم ہیں وہاں پر 3G, 4G تو بہت دور کی بات ہے وہاں پر ہمیں جو Wi-Fi جو landline internet سے لگتا ہے وہ بھی میسر نہیں ہے۔ تو اس پر بھی ہم خصوصی ریکویسٹ کریں گے کہ یہ باقی جو اخراجات ہیں۔ پورے ملک میں ہوتے ہیں۔ لیکن ان علاقوں میں بھی اس پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

Cabinet Secretariat کی جب ہم بات کرتے ہیں تو یہ SDGs کی مد میں کافی فنڈز release ہوتے ہیں اور یہاں اس پر مجھ سے پہلے بات بھی ہوئی کہ اب سیاسی بنیادوں پر تقسیم ہوتی ہے۔ اپوزیشن کے جتنے بھی حلقے ہیں وہ تقریباً سارے۔ میں اپنے حلقے کی اگر بات کروں تو میرے خیال میں پاکستان میں سب سے زیادہ disturb حلقہ میرا ہے۔ کیونکہ large scale operation ہوا اور جتنی وہاں پر تباہی ہوئی، پورا کا پورا شہر ملیامیٹ کر دیا گیا تھا۔ لیکن چونکہ وہاں کے ایم این اے کی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

representation حکومت میں نہیں ہے۔ تو اس کی وجہ سے یہ جو Sustainable Development Goals ہیں جن کا objective کوئی اور ہے لیکن وہ کسی اور طریقے سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ تو ہمارے حلقے کو اس سے محروم رکھا گیا ہے۔

Interior Ministry کی جب ہم بات کرتے ہیں تو ہم باقی ملک کو چھوڑتے ہیں۔ اسلام آباد میں جو ان کی performance ہے۔ پچھلے دنوں بھی ہماری Standing Committee کی میٹنگ ہوئی تھی Human Rights کی، اس میں ہم نے پوچھا کہ **ایس پی طاہر داوڑ** کے کیس میں یہاں پر ابھی کون سی development ہوئی ہے؟ ایک JIT بنائی گئی تھی اس وقت ہمارے انٹیریئر کے وزیر مملکت ہیں شہریار آفریدی صاحب، ہمارے بھائی ہیں اور یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ اب ان کے پاس منسٹری نہیں رہی۔ جب ہم نے پولیس سے پوچھا تو ان کے پاس کوئی بھی ریکارڈ نہیں تھا، کوئی update نہیں تھی۔ اور investigation کے دوران ان کی فیملی کے ساتھ جو وعدے کیے گئے تھے۔ وہ بھی ابھی تک پورے نہیں ہوئے۔ انٹیریئر منسٹری اگر اپنی ہی forces کے بندے کو protection نہیں دے پا رہی اور انکے قتل کی investigation نہیں کر پا رہی تو اس پر اتنی زیادہ grants اور اتنے زیادہ expenditures کا کوئی جواز نہیں بنتا ہے۔

یہاں پر ہمارے displaced لوگ ہیں، جو انہی آپریشن کی وجہ سے displaced ہوئے ہیں۔ اس میں بھی grant کا ذکر یہاں پر ہوا ہے۔ میں اس پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک نہ ان کو properly land compensation ملی ہے، نہ ان کو ابھی تک building compensation ملی ہے نہ وہاں کی تاجر برادری کو ابھی تک proper compensation ملی ہے۔ وہ جو تھوڑی بہت صوبائی حکومت نے grants approved کی بھی تھیں، وہ بھی کبھی ایک طریقے سے یا دوسرے طریقے سے وہاں پر جو دکاندار ہیں ان کو مختلف حیل بہانوں سے ان میں سے کٹوتی کہ کسی نہ کسی طرح یہ جو پیسے approved ہوئے ہیں ان میں کسی نہ کسی طریقے سے کچھ کٹوتی ہو جائے۔ مختلف حیل بنائے جاتے تھے۔ وہ مجبور ہو کر پھر آخر میں عدالت چلے گئے ہیں۔ اس پر بھی چاہوں گا کہ جو کمی بیشی رہ گئی ہے اس کے لیے بھی کچھ خصوصی ہونا چاہیے۔

جو ہمارے Afghanistan IDPs میں ہیں۔ وہ انتہائی کسمپرسی کی حالت میں ہیں۔ یہ وفاقی حکومت کا فرض بنتا ہے۔ یہ Federal subject اس لیے ہے کہ فارن منسٹری بھی اس میں involve ہے اور پوری وفاقی حکومت بھی اس میں involve ہے، ڈیفنس بھی اس میں involve ہے لیکن ابھی تک جو ہمارے افغانستان میں IDPs ہیں **شمالی وزیرستان** کے ان کی واپسی کے لیے ابھی تک کوئی بندوبست نہیں کیا گیا۔ لہٰذا یہ بھی گزارش ہے کہ ان کی واپسی کا بندوبست کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

08 جولائی 2021ء

وزیرستان میں ٹارگٹ کلنگ کے خلاف کارروائی کی جائے

جناب سپیکر: محسن داوڑ پلیز۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! آج صبح ہمارے **شمالی وزیرستان** کے گاؤں تپی میں قبائلی رہنما ملک عبدالرحمان کو نامعلوم افراد نے target killing کے ذریعے قتل کیا ہے۔ دو تین دن پہلے ایک حرمس گاؤں کے ایک قبائلی رہنما **اصلاح الدین** کا قتل کیا گیا تھا۔ ہم بار بار یہاں پر چیخ رہے ہیں کہ یہ دہشت گردی کا ناسور ہے، ہم اس سے زیادہ اور مزید flexibility کا بھی مظاہرہ نہیں کر سکتے اور اس سے زیادہ مزید کوئی قربانی کی گنجائش ابھی بھی رہتی ہے؟ ہم نے اپنے گھر بار چھوڑ کر، علاقہ چھوڑ کر آپریشن کے لیے خالی کر دیا تھا۔

اس کے بعد بھی اگر وہاں پر امن نہیں آرہا اور آئے دن جو ہمارے قبائلی مشران کی target killing کا سلسلہ آپریشن ضرب عضب سے پہلے تھا وہ پھر سے اسی رفتار سے شروع ہو گیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی خطرناک بات ہے۔ ہم نے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ جو internal دہشت گردی کی regrouping ہو رہی ہے اس پر ایک joint session بلانا چاہیے۔ میں نے عید سے پہلے بھی ایک open letter بھیجا تھا اور کل یہ سوشل میڈیا پر ایک ویڈیو وائرل ہوئی کہ **گلگت بلتستان** بابوسر میں militants کھلے عام اپنی کارروائیاں کر رہے ہیں اور وہ کافی وائرل ہوئی ہے اور ان کی presence کافی visible ہے۔

یہ لوگ پورے پاکستان میں پھر سے پھیل رہے ہیں اور خصوصاً **شمالی اور جنوبی وزیرستان میں**، انہوں نے قبائلی مشران کا ایک دفعہ پھر target killing کا سلسلہ شروع کر دیا ہے جو انتہائی خطرناک ہے۔ میں نے صدر پاکستان کو ایک خط بھی لکھا تھا۔

آپ مشورہ کر کے اس پر ایک joint session بلائیں۔ آج تو صرف میں بول رہا ہوں۔ کل یہ پورے پاکستان میں جب پھیلے گی تبھی لوگ اس کو feel کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

12 جولائی 2021ء

ہمیں اپنی غلطیوں کو دوبارہ دہرانا نہیں چاہیئے

جناب چیئرپرسن: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ چیئرمین صاحب! اب سے پہلے تو میرے بھائی آغا حسن بلوچ صاحب نے بات کی بالکل یقیناً ان کا تو ان کے نمبر کے حساب بھی ایک کمیٹی کے chairmanship کا حق بنتا ہے چار ان کے اپنے نمبر ہیں دو ہم آزاد امیدوار بھی اپنا ووٹ انہی کے کھاتے میں ڈالیں گے۔ ان کی ایک chairmanship یہ کوئی ان کو خیرات نہیں ملی، ان کا اپنا حق بنتا ہے۔ میں جناب چیئرمین! اپنی گفتگو کا آغاز، اپنی تقریر کا آغاز کرنے سے پہلے اتنا ضرور کہوں گا کہ یہاں پر تفصیلی باتیں ہوئیں۔ خواجہ آصف صاحب نے بھی تفصیلی تقریر کی۔ ماضی کی باتیں بھی ہوئی اور ماضی کی غلطیوں کی باتیں بھی ہوئی۔ جو جس طریقہ سے ہمارے سیاستدان facilitator رہ چکے ہیں آمریتوں کے اس پہ بھی بات ہوئی۔ Moral standing کی بھی بات ہوئی politicians کی، Establishment کی بھی بات ہوئی اور اسٹیبلیشمنٹ کے جتنے لوگ اس میں شریک ہوتے ہیں مختلف organs اس پہ بھی تفصیلی بات ہوئی۔ لیکن میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک ان تمام غلطیوں کو ہم ریکارڈ پر نہیں لائیں گے۔ ہم آپ مستقبل کے اصلاح، مستقبل میں اپنی اصلاح نہیں کر سکتے ہیں۔ یہاں پر ایک چیز جو مسلسل discuss ہوئی وہ افغانستان کے حالات ہیں۔ بد قسمتی ہماری یہ ہے کہ افغانستان کے بارے میں ہماری پالیسی پہلے جیسی تھی، ابھی بھی ویسی ہے۔ اس میں کوئی course correction ابھی تک نہیں ہوا۔ جو ہم بھگت چکے تھے اور جو ہم بار بار تکرار کرتے آرہے ہیں کہ ہم اپنی ماضی کی پالیسیز کی وجہ سے بھگت رہے ہیں ان policies کی ہم نے ابھی تک اصلاح نہیں کی۔ اور جب میں کہتا ہوں کہ ان policies کی ہم نے ابھی تک اصلاح نہیں کی تو وہ اس لئے کہ ہم بار بار اس floor پر میں یہ بات repeat کر چکا ہوں کہ ہمارے

علاقے میں دہشت گرد re-group ہو رہے ہیں اور ہم اس کے لیے کوئی پالیسی نہیں بنا رہے۔ ہم اس کی روک تھام کے لئے کوئی پالیسی نہیں بنا رہے۔

جناب چیئرمین! میں نے چند روز پہلے کافی عرصے پہلے سوشل میڈیا پر ایک تقریر دیکھی **اسفندیار خان صاحب** کی۔ غالباً 1997ء کی قومی اسمبلی میں تھی اور اس میں جس طرح آج میں یہاں پر ایک ایک جگہ کی نشاندہی کرا رہا ہوں کہ فلاں جگہ پر دہشت گرد ہیں، فلاں جگہ پر دہشت گرد ہیں، وہ ان کی تقریر ہو بہو وہ 1997ء میں ایک ایک جگہ کی نشاندہی کرا رہے تھے کہ وہاں پر دہشت گردوں کے اڈے ہیں وہاں پر دہشت گرد اپنی کارروائیاں کرتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں کسی نے اس پر توجہ نہیں دی۔ پھر اس کے بعد 9/11 بھی ہوا 9/11 کے بعد پھر جس طریقے سے یہ ساری چیز پھیلی، پھر ساری دنیا نے دیکھی۔ ابھی ابھی وہ چیز اسی طریقے سے re-group ہو رہی ہے۔ آج بھی صبح شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے گاؤں حیدر خیل میں وہاں پر اس پورے ریجن میں ایک ہی girls high school ہے ایک ہی girls examination center ہے وہاں پر ایک دستی بم کا دھماکہ ہوا ہے۔ Attack ان کا girls education پر تھا، attack ان کا ہمارے بچوں کی تعلیم کے اوپر تھا۔ لیکن اس دہشت گردی کی روک تھام کے لئے یہاں پر نہ کوئی debate ہوتی ہے نہ ہی کوئی منصوبہ بندی ہوتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ کل کرم ایجنسی میں، ڈسٹرکٹ کرم میں چار یا پانچ If I am not wrong موبائل کمپنی کے اہل کاروں کو وہاں پر اغواء کیا جاتا ہے اور جو میں نے سنا ہے میں نے خود دیکھا نہیں ہے کہ ان میں سے ایک کی ویڈیو بھی انہوں نے release کر دی جس کو انہوں نے قتل کیا ہے۔ اور باقی جو چار ان کے پاس ہیں ان کی رہائی کے لئے انہوں نے تاوان کا مطالبہ کیا ہے۔ تو یہ کون اس کو روکے گا، کون اس کی روک تھام کرے گا؟

اب ہم بار بار افغانستان کی جب بات آتی ہے تو ہم بار بار یہ کہتے ہیں کہ ہمارا وہاں پر کوئی favourites نہیں ہیں۔ ہم جب یہاں پر کہتے ہیں کہ یہاں سے لوگ جا رہے ہیں، یہاں سے لوگ دہشت گرد وہاں پر ایکسپورٹ ہو رہے ہیں۔ پھر وہاں سے فواد چودھری صاحب کہتے ہیں کہ یہ امر اللہ صالح کی زبان بول رہے ہیں۔ بابا امر اللہ صالح جو حالزامات لگا رہا ہے اس کو justify کرنے کے لئے اس کو ثابت کرنے کے لئے اس کو کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کا اپنا وزیر خارجہ اس پر مہر تصدیق ثبت

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کرتا ہے۔ آپ کے اپنے صدر پاکستان نے کل ہی جو ٹویٹ کیا ہے اس ٹویٹ میں صدر پاکستان کہتے ہیں کہ پاکستان کی ابھرتی معیشت کو دو خطرات لاحق ہیں۔ ایک افغانستان میں بدنامی جس پر ہمیں امید ہے کہ طالبان اور ان کے ہم وطنوں کو امن و آشتی نصیب ہو گی۔ یہ is just like in wedding آپ ایک اپنے پڑوسی ملک پہ حملے کی طرف ایک قدم ہے۔ یہ اس طرح ہے جس طرح آپ ایک پڑوسی ملک پر حملہ آور ہو رہے ہوں اور وہاں پر جو دہشت گرد قوتیں ان کی حکومت کے ساتھ، ان کے state کے ساتھ لڑ رہے ہوں۔ آپ ان کو یہاں سے سپورٹ کر رہے ہو۔ پچھلے دنوں پختونخوا کی صوبائی اسمبلی میں ایک صوبائی وزیر اٹھ کر کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ طالبان تو ہماری جنگ لڑ رہے ہیں افغانستان میں، کل پرسوں ہی کی ایک ویڈیو ہے۔ جس طرح ملک کے طول و عرض میں یہ جنازے آرہے ہیں طالبان کے وہاں پر افغانستان سے۔ پرسوں ہی کی ایک ویڈیو ہے پشاور کی، پشاور سٹی میں یہ طالبان کے ایک جلوس میں وہ جنازے کو receive کرتے ہیں اور وہ پھر نعرہ بازی بھی کرتے ہیں۔ پشاور سٹی میں جناب چیئرمین! پشاور سٹی میں۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ بھئی دنیا ہمارے اوپر الزام لگاتی ہے۔ پھر جب ہم کہتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ بھئی وہ کسی اور کی زبان بول رہا ہے۔

تو جب ہم کہتے ہیں کہ افغانستان میں ہمارے favourites نہیں ہیں۔ ہمارا افغانستان میں favourites ہیں اور واحد favourite جو ہمارا افغانستان میں ہے وہ طالبان ہیں۔ لیکن پھر اس پر بھی تھوڑا سوچ کریں۔ اچھا پھر جس طریقے سے ہمارے پاکستان کی میڈیا وہاں پر ان کی مصنوعی فتوحات، جھوٹی فتوحات کو celebrate کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ سب کو پتہ ہے کہ ہماری میڈیا کس کے کنٹرول میں ہے۔ ایک ticker بغیر پوچھے یہ لوگ نہیں چلا سکتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا بیان بغیر پوچھنے کے نہیں چلا سکتے۔ تو یہ میڈیا سے کون بیانات چلا رہا ہے؟ یہاں پر پاکستان کے اخبارات میں یہ بیانات کون چلا رہا ہے کہ سارے افغانستان پر طالبان نے قبضہ کر لیا۔ پاکستان کے ٹی وی چینلز پر یہ پاکستان کے جو یہاں پر kings گروپ ہے وہ جو anchors ہیں تو وہ یہ perception کیوں بار بار develop کر رہے ہیں کہ بھئی وہاں پر وہ جیت رہے ہیں اور پورے افغانستان پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ انتہائی خطرناک ہے۔ جب واپس اس کا ردعمل آئے گا۔ ایک بات ہم بڑی واضح طور پر کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارے ریاست کو اتنے ہی یہ لوگ پسند ہیں تو یہ ہماری اپنی ریاست کو ان کے حوالے کیوں نہیں کرتے؟ اگر اتنے ہی یہ لوگ

ہمیں پسند ہیں اور ان کو ہم اتنا ہی glorify کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ اتنے اچھے لوگ ہیں، وہ اتنے ذہین لوگ ہیں جس طرح ہمارے وزیر خارجہ صاحب کی ہے تو یہ ہماری اپنی حکومت ان کے حوالے کر دیں، بہت اچھے لوگ ہیں، بہت ہی ذہین لوگ ہیں۔

یہ بہت خطرناک policies ہیں جس کا میرے خیال میں جو ماضی میں کیا، ماضی میں جو ہماری policies تھیں، ابھی تک ہم نے اصلاح نہیں کی۔ ہم کہہ تو رہے ہیں کہ ماضی میں غلطیاں ہوئیں لیکن نہ ابھی تک اصلاح ہوئی ہے اور نہ ہی ہم نے وہ پالیسیاں بدلی ہیں۔ ہم ابھی تک انہی policies پر چل رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! جو proxy ہوتے ہیں وہ پھر proxy ہوتے ہیں۔ وہ آج اگر آپ کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں وہ کل کسی اور کے ہاتھوں میں جا کر آپ کے خلاف بھی کھیل سکتے ہیں۔ پھر آپ لوگوں نے یہ نہیں کہنا کہ ہم سے غلطی ہوئی تھی۔ وہ پھر جب گیم بدلے گی، پھر جو خطرات already ہمیں لاحق ہیں اور جو گراؤنڈ، جو موروثی حالات، جو فصل ہم نے already اس ماحول کے لیے تیار کی ہوئی ہے ہم اس کو پھر contain نہیں کر سکیں گے، پھر جو ہو گا۔ یہاں پر regional power ح کی بات ہوئی، یہاں پر امریکہ کے کردار کی بات ہوئی۔

ہم نے روس کی جنگ سے لے کر اب تک ان کے کردار کو دیکھا ہے، وہ کبھی ایک کو support کرتے ہیں پھر اس کے بعد دوسرے کو support کرتے ہیں پھر تیسرے کو support کرتے ہیں۔ مقصد ان کا صرف انارکی ہی ہے کہ اس پورے ریجن میں انارکی ہو۔ پہلے مجاہدین کو support کیا، پھر طالبان کو support کیا، پھر انہوں نے کہا کہ یہاں پر دہشت گرد بس رہے ہیں، اسامہ ہے، القاعدہ ہے، xyz ہے پھر یہاں پر انہوں نے کہا کہ ہم ایک Democratic Afghanistan چاہتے ہیں۔ اب وہ legitimacy بخش رہے ہیں انہی ساری قوتوں کے خلاف، جن کے خلاف وہ کسی زمانے میں لڑ رہے تھے۔ اب پھر واپس وہی circle پھر سے repeat کرنا چاہتے ہیں جس طرح abrupt وہاں سے withdrawal کر رہے ہیں۔ جس طرح انہوں نے طالبان کے ساتھ مذاکرات کیے افغانستان سٹیٹ کو، ان کی تو اپنی policies تھیں۔

جناب چیئرپرسن: Conclude کریں جی۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب محسن داوڑ: میں wind up کر رہا ہوں۔ ہماری policies کیا ہیں؟ ان کا شاید مفاد یہی ہو کہ اس ریجن میں chaos ہو لیکن ہمارا مفاد کیا ہے؟ ہمیں صرف اگر ڈالر ملتے رہیں گے تو یہ facilitation ہم کرتے رہیں گے، یہ جنگیں لڑتے رہیں گے۔ اس کا مداواح شاید ہم مستقبل میں نہ کر سکیں۔ ایک دو باتیں میں اور کرنا چاہتا ہوں۔ **این ایف سی ایوارڈ** پر بھی بات کرنا چاہوں گا۔ صدر پاکستان کی جو responsibility بنتی ہے، پچھلے سال **این ایف سی ایوارڈ** کے ساتھ جس طرح کھیلنے کی کوشش کی گئی پھر اس کو عدالت میں strike down کیا۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کے ساتھ جس طرح کھیلنے کی کوشش کی گئی اس کو بھی strike down کیا گیا۔ پھر جو Supreme Court کے ایک honourable Judge کے خلاف references بھیجے گئے اور پھر جس طرح ان references کو عدالت کو ایک دفعہ اڑایا پھر دوسری دفعہ ان references کو اڑایا۔ وہ فیصلہ جو سپریم کورٹ کا تھا وہ بذات خود بھی ایک عدم اعتماد تھا اور اس سے پھر ہمارے صدر پاکستان کی post controversial ہو گئی ہے۔ بلوچ مسئلے کی یہاں پر بات ہوئی۔ میرے خیال میں بلوچ مسئلے کا ہم کہتے ہیں کہ دیر آئے درست آئے۔

وزیر اعظم صاحب نے کہا کہ اس کا سیاسی حل نکالتے ہیں لیکن وہ سیاسی حل میں سب کو شامل کرنا ہو گا۔ اس میں ہمارے بھائی آغا حسن بلوچ صاحب ہیں، اور جتنے بھی Baloch Nationalists ہیں، جتنے بھی وہاں پر سیاسی قوتیں ہیں ان سب کو اس process میں include کرنا ہو گا۔ اگر ہم اس پر بھی اس طریقے سے politically isolate کریں گے بعض قوتوں کو اور چند قوتیں شامل ہوں گی تو اس سے پھر مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

میں آخر میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم مستقبل میں کہ ایک واحد راستہ ہے کہ truth and reconciliation commission اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ماضی میں غلطیاں ہوئی ہیں اور ہم ان غلطیوں کی اصلاح چاہتے ہیں تو واحد راستہ truth and reconciliation commission ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا حل نہیں ہے۔ ہمیں ماضی کی غلطیاں admit کرنی ہوں گی اور responsibility بھی fix کرنی ہو گی truth and reconciliation commission بھی بنانا ہو گا اور ساتھ ہی ساتھ public mandate کو respect بھی دینا ہو گا۔ اس کے علاوہ پاکستان کو بچانے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ بہت شکریہ۔

13 جولائی 2021ء

مختلف بلوں کی پیشکشیں

جناب ڈپٹی سپیکر: آئٹم نمبر 37 جناب محسن داوڑ صاحب۔

THE PROVINCIAL MOTOR VEHICLES (AMENDMENT) BILL, 2020

Mr. Mohsin Dawar: Thank you, Mr. Speaker! I beg to move that the Bill further to amend the Provincial Motor Vehicles Ordinance, 1965 [The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2020], as passed by the Senate, be taken into consideration.

جناب ڈپٹی سپیکر: آج سے 90 دن شروع ہوں گے۔ تو محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: یہ سینیٹ سے پاس ہو چکا ہے میرے خیال میں کمیٹی میں بھیج دیا جائے تو 90 days time is enough, priority basis پہ اگر اس کو کمیٹی میں agenda پر لایا جائے تو پھر جو بھی amendments مطلب۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب آئٹم نمبر 39 پیش کریں۔

THE DRUG REGULATORY AUTHORITY OF PAKISTAN (AMENDMENT) BILL, 2020

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

Mr. Mohsin Dawar: I beg, to move that the Bill further to amend the Drug Regulatory Authority of Pakistan Act, 2012 [The Drug Regulatory Authority of Pakistan (Amendment) Bill, 2020], as passed by the Senate, be taken into consideration.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی قومی صحت کی طرف سے کون یہاں پر موجود ہیں، منسٹر صاحب تو یہاں پر ہیں نہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری ہے یا نہیں ہے۔ اس کو بھی کمیٹی کو جو ہے وہ، محسن داوڑ صاحب، جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: ٹھیک ہے جی اس کو کمیٹی میں بھیج دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ اس کا بھی میں اسی طرح ایوان سے رائے لے لیتا ہوں۔

(بل متعلقہ کمیٹی کو بھیج دیا گیا۔)

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب! آئٹم نمبر 41 پیش کریں۔

THE ISLAMABAD PURE FOOD AUTHORITY BILL, 2020

Mr. Mohsin Dawar: I beg, to move that the Bill to provide for the safety and standards of food and for establishment of the Islamabad Pure Food Authority [The Islamabad Pure Food Authority Bill, 2020], as passed by the Senate, be taken into consideration.

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب شوکت علی صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں تفصیل پہلے سے پتہ ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے یہاں پر نہیں ہے۔ اس کو بھی اس طرح کمیٹی سے پوچھ لیتا ہوں۔ محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: میں request ضرور کروں گا کہ ذرا priority پر اس کو کمیٹی میں رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس کو priority پر رکھیں گے۔

(بل متعلقہ کمیٹی کو بھیجا دیا گیا۔)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

16جولائی 2021ء

افغانستان کے موجودہ مسائل

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ طاہرہ اور نگزیب صاحبہ اپنا سوال پوچھیں۔ موجود نہیں ہیں۔

جناب محسن داوڑ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: داوڑ صاحب ابھی وقفہ سوالات چل رہا ہے آپ کو بعد میں ٹائم دوں گا۔

(کچھ دیر بعد)

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

POINTS OF ORDER

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر! کئی دنوں سے یہ بحث ہو رہی ہے کہ حالات جو افغانستان میں ہیں وہ انتہائی خطرناک طرف جا رہے ہیں اور پھر وہاں پر جو developments ہو رہی ہے یہاں پر ظاہر بات ہے کہ ان کا اثر بھی ہے۔ مستقبل میں بھی ہوگا اور پچھلے چند دنوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ rallies ہو رہی ہیں امارات اسلامی، تحریک طالبان، افغانستان، پشاور اور کوئٹہ میں کل رات کو افغانستان کے نائب صدر کچھ سنگین الزامات لگائے ہیں پاکستان ایئر فورس پر اور چاہیے تو یہ تھا کہ آج سینئر ترین لیول پر وہ جو الزامات لگائے گئے ہیں کہ پاکستانی ایئر فورس نے ہمیں یہ متنبہ کیا ہے کہ اگر آپ سپین بولدک کے دس nautical miles تک پہنچیں گے تو پھر ہم آپ کو repel کریں گے۔

02 اگست 2021ء

سوال نہیں سنا گیا

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب! سپلیمنٹری پلیز۔

جناب محسن داوڑ: سپیکر صاحب! میرا سپلیمنٹری جو پہلا Question تھا اس کے حوالے سے ہے جو ایک clause----

جناب سپیکر: نہیں۔ ابھی اس کے اوپر کریں۔

جناب محسن داوڑ: نہیں ضروری ہے سپیکر صاحب! 26 points انہوں نے بتائے اور یہ جو ستائیسواں پوائنٹ تھا جس پر عمل نہیں ہو رہا اسی کی وجہ سے ہم نے مزید بھی خوار ہونا ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

03 اگست 2021ء

شہیدوں کے لئے فاتحہ خوانی

جناب ڈپٹی سپیکر: آئٹم نمبر 2۔ جی محسن داوڑ صاحب۔

FATEHA PRAYER

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ۔ ڈپٹی سپیکر صاحب! اب سے چند گھنٹے پہلے **شمالی وزیرستان** میر علی میں ایک **پولیس ایس ایچ او** کو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس سے پہلے میر انشاہ میں دو ملک صاحبان، **ملک صاحب الرحمان** اور **ملک خیر اللہ** کو بھی ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ تو میں دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا چترالی صاحب! دعائے مغفرت کریں۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

میرانشاہ سٹی میں بڑھتی ہوئی ٹارگٹ کلنگ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! ہم نے اجلاس کے شروع میں فاتحہ خوانی بھی کی۔ ابھی چند گھنٹے پہلے **شمالی وزیرستان** کے میر علی بازار میں ایک ایس ایچ او کو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا گیا۔ اور اس کے قاتل as usual غائب ہو گئے۔ چند دن پہلے میر انشاہ سٹی میں، دو ملک صاحبان، جو ہمارے قریبی ساتھی تھے، **ملک صاحب الرحمان** اور **ملک خیر اللہ**۔ ان کو بھی ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا گیا۔ اور it happened in the heart of Miransha city جہاں پر ایک سائیڈ پر بھی

چیک پوسٹ ہے اور دوسرے سائیڈ پر فوجیوں کی picket ہے قلعہ ہے۔ تو میر انشاہ سٹی میں اور میر علی سٹی میں اس طرح کے واقعات ہو رہے ہیں۔ آپ just imagine کریں کہ پھر peripherals میں کیا ہو رہا ہو گا۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ پرویز خٹک صاحب کی منسٹری ہے اور ان کی منسٹری میں جو چند ڈیپارٹمنٹس ہیں ان میں سزا اور جزا کا کوئی نظام ہے۔ وہ performance evaluation کا بھی کوئی طریقہ کار ہے یا نہیں ہے؟ وہاں پر ٹارگٹ کلنگ میں اضافہ ہو رہا ہے اور جو ان کے لوکل کمانڈر ہیں کیا ان سے کوئی پوچھ گچھ ہوتی ہے یا نہیں۔ تو پچھلے دو سال سے یہ ٹارگٹ کلنگ بڑھتی جا رہی ہے اور آپ امن لا نہیں سکتے تو ان سے کچھ پوچھ گچھ ہونی چاہیے اور ان کو جوابدہ بنانا چاہیے۔ یہ چیز بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں بار بار کہہ رہا ہوں لیکن یہاں پر اس کو کوئی serious نہیں لے رہا۔ اس کو seriously لینا چاہیے اور میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا۔ پہلے بھی ہم نے request کی تھی کہ اس مسئلے پر Joint Session بلایا جائے اور اس پر تفصیلی debate ہونی چاہیے۔ ایک اور چیز جناب سپیکر! جو عید سے پہلے ہوئی اور اسلام آباد میں ہوئی۔ وہ بھی ہمارے لئے international embarrassment کا باعث بنی۔ یہاں پر جو افغانستان کے Ambassador تھے اس کی بیٹی سلسلہ علی خیل کو یہاں بلیو ایریا سے اغواء کیا گیا اور پھر شام کے وقت اس کو کہیں پھینک دیا گیا تھا۔ اب جناب سپیکر! جتنی strict surveillance ہوتی ہے diplomats کی اور پھر اس کے باوجود بھی اس طرح کا واقعہ ہوتا ہے تو یہ بھی ایک سوالیہ نشان بنتا ہے ہماری سیکورٹی کے اداروں کی performance پر۔ یہ diplomatic norms کو جس طریقے سے hit کیا گیا اس کی بھی ابھی تک کوئی investigation نہیں ہوئی۔ اتنا high profile case جس کا internationally نوٹس لیا گیا۔ ابھی تک اس کا پتہ نہیں ہے۔ منسٹر صاحب اس کا جواب دیں۔ Interior Minister بیانات تو دے رہے تھے لیکن ابھی تک ان کی طرف سے یہ سننے میں نہیں آیا کہ اس investigation کا کیا بنا۔ بہت شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کورم کی کمی کی نشاندہی

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

POINTING OUT THE LACK OF QUORUM

جناب محسن داوڑ: میں Quorum point out کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کریں۔

(گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کی کارروائی بروز جمعہ، چھ اگست، 2021ء صبح گیارہ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(ایوان کی کارروائی بروز جمعہ، مورخہ 6 اگست، 2021ء صبح گیارہ بجے تک ملتوی کر دی گئی)

06 اگست 2021ء

رحیم یار خان میں مندر پر حملہ اور عبید اللہ کاسی کی اغواء ہونے کا مذمت

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آگیا ہے۔ علی محمد خان صاحب۔ محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! سب سے پہلے تو رحیم یار خان میں جو واقعہ ہوا ہے اس کی شدید-----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ سپیکر صاحب! سب سے پہلے تو رحیم **یار خان** میں جو واقعہ ہوا ہے جو مندر پر حملہ ہوا ہے یقیناً اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ بلاشبہ ہم کہتے ہیں کہ یہ دہشت گردی ہے۔ اس سے پھر یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہم اپنے ملک میں اپنی اقلیتوں کو تحفظ دینے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ گرفتاریاں ہوں گی FIR کٹیں گیں۔ Problem یہ ہے کہ یہ واقعات بار بار کیوں ہو رہے ہیں؟ ان واقعات کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جو بیج ہم نے پچھلے پچاس سال میں بوئے تھے ان کو ابھی تک کاٹنے کی ہم نے کوشش نہیں کی ہے وہ بیج ہم مزید بو رہے ہیں۔ تو اس واقعے کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ ایک چیز اور جناب سپیکر! کافی عرصہ پہلے ہمارے بلوچستان کے **عوامی نیشنل پارٹی** کے ممبر **عبید اللہ کاسی صاحب** کو اغوا کیا گیا تھا اور کل ہی ان کا جنازہ ہوا ہے ان کی dead body ملی ہے تشدد کے بعد ان کو قتل کیا گیا ہے۔ میں اس کی بھی شدید مذمت کرتا ہوں اور یہ میرے خیال میں ایک جنگل قسم کا ماحول یہاں پر اس ملک میں بنا ہوا ہے کہ سیاسی ورکرز محفوظ نہیں ہیں۔ وہ سیاسی ورکرز جو اپنے خطے کے امن کی بات کرتے ہوں جو

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

atleast 30 days ہونے چاہئیں۔ سالانہ جو ہمارا پارلیمانی سیشن ہوتا ہے اس میں 30 دن Joint Session کے بھی ہونے چاہئیں۔

Mr. Chairperson: Minister for Law and Justice, do you oppose it? محترمہ ملیکا علی بخاری صاحبہ، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وانصاف۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وانصاف (محترمہ ملیکا علی بخاری): شکریہ جناب چیئرمین! **محسن داوڑ صاحب** نے جس بل کو propose کیا ہے آئین کے آرٹیکل 54 میں یہ ترمیم چاہ رہے ہیں۔ وزارت قانون وانصاف اس بل کو oppose کرتی ہے because ہماری دانست میں، ہماری رائے میں یہ جو بل ہے یہ جو Constitution کی spirit ہے اس کے خلاف ہے۔ اس کے اندر تعین کر دیا گیا ہے کہ نیشنل اسمبلی کے کتنے days ہونے چاہئیں۔ سینیٹ کے کتنے دن مقرر ہونے چاہئیں۔ آرٹیکل 54 کے اندر جو Joint Sitting کا عمل ہے یہ آرٹیکل 70 کے ساتھ منسلک ہے۔ اگر کوئی بل سینیٹ سے پاس نہ ہو، اور وہاں پر days lapse کر جائیں، 90 دن۔ تو یہاں Joint Sitting کے لئے آجاتا ہے۔ تو ایک نیا طریقہ کار طے کرنا اور 30 دن کا تعین کرنا ہماری دانست میں درست نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس بل کو oppose کرتے ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب چیئرمین! انہوں نے خود بھی کہا تھا کہ جب legislation lapse ہو جاتی ہے تو پھر Joint Session اگر ہوگا تو تب وہ بل پیش ہوگا۔ اب ان کی من چاہی legislation ہوتی ہے۔ وہ تو اس کے لئے راتوں رات Joint Session بلا لیتے ہیں۔ لیکن جو ہماری طرح کے پرائیویٹ ممبر بلز ہوتے ہیں یا جو اور legislation ہوتی ہے وہ تو پھر lapse ہو جاتی ہے وہ پھر پورے کا پورا circle پھر start سے چلانا پڑتا ہے۔ میری ایک جناب سپیکر! آئینی ترمیم ہے، وہ unanimously پورے ہاؤس نے پاس کی تھی، unanimously سینیٹ میں اس کو take up نہیں کیا گیا اور وہ ابھی تک Joint Session کے ایجنڈے پر نہیں ہے۔ تو یہ ہماری گزارش ہے کوئی spirit کے خلاف نہیں ہے۔ اس میں قومی اسمبلی کے بھی days fixed ہیں،

سینیٹ کے بھی fixed ہیں۔ تو اگر Joint Sessions کے بھی fixed ہو جائیں تو میرے خیال میں ہماری جو legislation ہے اس کو conclude کرنے میں ہمیں مدد ملے گی۔

جناب چیئرپرسن: ملیکا بخاری صاحبہ۔

محترمہ ملیکا علی بخاری: یہ ان کی رائے ہے ہم ان کی رائے کا احترام کرتے ہیں لیکن ان کی رائے سے اتفاق نہیں کرتے۔ Article 70 میں لکھ دیا ہے (3) clause کے اندر کہ جس ہاؤس سے بل originate ہوتا ہے اس کی request کے اوپر joint sitting call کی جا سکتی ہے۔ تو joint sitting call کرنے کا طریقۂ کار طے کر دیا گیا ہے۔ ان کے کہنے پر یا ان کی خواہش کے اوپر آئین کے اندر اتنی بڑی ترمیم نہیں ہو سکتی۔ Drafters of the Constitution نے کچھ سوچ کر نیشنل اسمبلی اور سینیٹ کے دن dedicate کیے تھے اور اس کو without a limit چھوڑ دیا تھا۔ اس کو ہم ایسے ہی رکھنا چاہتے ہیں اور ان کے بل کو oppose کریں گے، کمیٹی میں نہیں بھیجیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: ملیکا بخاری صاحبہ! اگر آپ **داوڑ صاحب** کے ساتھ بیٹھ جائیں اس پہ کوئی solution نکال لیں بجائے اس کے کہ **داوڑ صاحب**----

محترمہ ملیکا علی بخاری: دیکھیں سر! ممبران پارلیمنٹ اپنی پرائیویٹ capacity میں جب آکر کوئی بل پیش کرتے ہیں تو کوشش ہوتی ہے کہ اس کو کمیٹی میں بھیج دیں۔ لیکن کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جس کے اوپر ہمیں position لینی پڑتی ہے اور یہ ان میں سے ایک ہے۔ تو ان کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں۔ لیکن بل کو کمیٹی میں نہیں بھیج سکتے۔ شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: داوڑ صاحب! آپ اس کے اوپر کیا کہنا چاہیں گے؟

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

atleast 30 days ہونے چاہئیں۔ سالانہ جو ہمارا پارلیمانی سیشن ہوتا ہے اس میں 30 دن Joint Session کے بھی ہونے چاہئیں۔

Mr. Chairperson: Minister for Law and Justice, do you oppose it?

محترمہ ملیکا علی بخاری صاحبہ، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وانصاف۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وانصاف (محترمہ ملیکا علی بخاری): شکریہ جناب چیئرمین! **محسن داوڑ صاحب** نے جس بل کو propose کیا ہے آئین کے آرٹیکل 54 میں یہ ترمیم چاہ رہے ہیں۔ وزارت قانون وانصاف اس بل کو oppose کرتی ہے because ہماری دانست میں، ہماری رائے میں یہ جو بل ہے یہ جو Constitution کی spirit ہے اس کے خلاف ہے۔ اس کے اندر تعین کر دیا گیا ہے کہ نیشنل اسمبلی کے کتنے days ہونے چاہئیں۔ سینیٹ کے کتنے دن مقرر ہونے چاہئیں۔ آرٹیکل 54 کے اندر جو Joint Sitting کا عمل ہے یہ آرٹیکل 70 کے ساتھ منسلک ہے۔ اگر کوئی بل سینیٹ سے پاس نہ ہو، اور وہاں پر days lapse کر جائیں، 90 دن۔ تو یہاں Joint Sitting کے لئے آجاتا ہے۔ تو ایک نیا طریقہ کار طے کرنا اور 30 دن کا تعین کرنا ہماری دانست میں درست نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس بل کو oppose کرتے ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب چیئرمین! انہوں نے خود بھی کہا تھا کہ جب legislation lapse ہو جاتی ہے تو پھر Joint Session اگر ہو گا تو تب وہ بل پیش ہو گا۔ اب ان کی من چاہی legislation ہوتی ہے۔ وہ تو اس کے لئے راتوں رات Joint Session بلا لیتے ہیں۔ لیکن جو ہماری طرح کے پرائیویٹ ممبر بلز ہوتے ہیں یا جو اور legislation ہوتی ہے وہ تو پھر lapse ہو جاتی ہے وہ پھر پورے کا پورا circle پھر start سے چلانا پڑتا ہے۔ میری ایک جناب سپیکر! آئینی ترمیم ہے، وہ unanimously پورے ہاؤس نے پاس کی تھی، unanimously سینیٹ میں اس کو take up نہیں کیا گیا اور وہ ابھی تک Joint Session کے ایجنڈے پر نہیں ہے۔ تو یہ ہماری گزارش ہے کوئی spirit کے خلاف نہیں ہے۔ اس میں قومی اسمبلی کے بھی days fixed ہیں،

سینیٹ کے بھی fixed ہیں۔ تو اگر Joint Sessions کے بھی fixed ہو جائیں تو میرے خیال میں ہماری جو legislation ہے اس کو conclude کرنے میں ہمیں مدد ملی گی۔

جناب چیئرپرسن: ملیکا بخاری صاحبہ۔

محترمہ ملیکا علی بخاری: یہ ان کی رائے ہے ہم ان کی رائے کا احترام کرتے ہیں لیکن ان کی رائے سے اتفاق نہیں کرتے۔ Article 70 میں لکھ دیا ہے (3) clause کے اندر کہ جس ہاؤس سے بل originate ہوتا ہے اس کی request کے اوپر joint sitting call کی جا سکتی ہے۔ تو joint sitting call کرنے کا طریقہ کار طے کر دیا گیا ہے۔ ان کے کہنے پر یا ان کی خواہش کے اوپر آئین کے اندر اتنی بڑی ترمیم نہیں ہو سکتی۔ Drafters of the Constitution نے کچھ سوچ کر نیشنل اسمبلی اور سینیٹ کے دن dedicate کیے تھے اور اس کو without a limit چھوڑ دیا تھا۔ اس کو ہم ایسے ہی رکھنا چاہتے ہیں اور ان کے بل کو oppose کریں گے، کمیٹی میں نہیں بھیجیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: ملیکا بخاری صاحبہ! اگر آپ **داوڑ صاحب** کے ساتھ بیٹھ جائیں اس پہ کوئی solution نکال لیں بجائے اس کے کہ **داوڑ صاحب**----

محترمہ ملیکا علی بخاری: دیکھیں سر! ممبران پارلیمنٹ اپنی پرائیویٹ capacity میں جب آ کر کوئی بل پیش کرتے ہیں تو کوشش ہوتی ہے کہ اس کو کمیٹی میں بھیج دیں۔ لیکن کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جس کے اوپر ہمیں position لینی پڑتی ہے اور یہ ان میں سے ایک ہے۔ تو ان کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں۔ لیکن بل کو کمیٹی میں نہیں بھیج سکتے۔ شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: داوڑ صاحب! آپ اس کے اوپر کیا کہنا چاہیں گے؟

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب محسن داوڑ: دیکھیں جی۔ میرے خیال میں کمیٹی میں بھیجنا کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہو گا۔ وہاں پر بھی ممبران بیٹھے ہوں گے اور senior Parliamentarians ہیں وہاں پر بھی ہوں گے۔ Debate تو اس پر ہو سکتی ہے مطلب وہ وہاں سے کوئی strong argument اس طرح ابھی تک آیا نہیں کہ کیوں اس چیز کو oppose کیا جا رہا ہے۔ ہم تو legislation کو زیادہ effective بنانے میں اور اس میں زیادہ efficiency لانا چاہتے ہیں۔ اگر قومی اسمبلی کے دن fix ہیں۔ دیکھیں نا یہ تو ایک system evolve ہوتا ہے۔ آئین آج سے دس سال پہلے کوئی اور تھا، بیس سال پہلے، تیس سال پہلے۔ تو آئین میں ترامیم ہوتی ہے وقت کا تقاضا ہوتا ہے۔ انہی تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے آئین میں ترامیم ہوتی ہیں۔ تو میرے خیال میں یہ چیز کافی مثبت ہے اس پہ debate بھی ہو سکتی ہے۔ اس کو اگر کمیٹی میں بھیج دیا جائے تو میرے خیال میں وہاں پر بھی اس پہ تفصیلی debate ہو سکتی ہے۔ Thank you

جناب چیئر پرسن: جی ملیکا صاحبہ! اگر کمیٹی کو بھیج دیا جائے۔

محترمہ ملیکا علی بخاری: نہیں سر۔

جناب چیئر پرسن: تو میرے خیال میں وہاں پہ----

محترمہ ملیکا علی بخاری: سر! آپ کا بہت شکریہ۔ آپ قابل احترام ہیں۔ لیکن وزارت قانون و انصاف کا موقف یہ ہے کہ یہ کمیٹی میں نہیں جائے گا اور یہ موقف ہم نے پیش کر دیا ہے۔ علی محمد صاحب بھی قابل احترام ہیں وزیر پارلیمانی امور ہیں۔ لیکن ان کو بھی میری تجویز یہی ہو گی کہ اس کے اوپر بات ہو چکی ہے۔ وزارت قانون و انصاف اپنا موقف پیش کر چکی ہے اور یہ بل کمیٹی میں نہیں جائے گا کیونکہ اس کے اوپر ہم نے ایک لیگل پوزیشن لے لی ہے۔ بات کر سکتے ہیں اس کے بعد یہ بل دوبارہ لے آئیں۔

جناب چیئر پرسن: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: دیکھیں جی۔ دلائل انہوں نے جتنے بھی دیے ہیں ان کا احترام کرتا ہوں جو بھی دلائل ان کی طرف سے آ رہے ہیں لیکن میرے خیال میں یہ کوئی ایسا مسئل نہیں ہے جس پہ debate بھی نہ ہو سکتی ہو۔ جس طرح absolutely وہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں اس پر ہم باتیں ہی کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ تو میرے خیال میں یہ مناسب بات نہیں ہے۔ اگر کمیٹی میں بھیج دیا جائے اور اس پر وہاں پر بھی debate ہو جائے کہ ہمارے پاس بھی argument ہیں۔ ہم سینکڑوں legislation دکھا سکتے ہیں وہ lapse ہو چکی ہیں اور آپ Joint Session اس کے لیے call نہیں کر رہے ہیں۔ اپنی من چاہی legislation جو ہوتی ہے جو ان کی مرضی کی ہوتی ہے۔ اس کے لیے Joint Sessions کر دیا جاتا ہے۔ تو ہمارے جیسے جو پرائیویٹ ممبرز ہوتے ہیں یہاں پر ان کی legislation ان کے لئے تو انہوں نے اس کو ابھی تک address نہیں کیا۔ تو گزارش آخر میں پھر بھی یہی ہے کہ اس کو کمیٹی میں بھیج دیا جائے۔ لیکن اگر انہوں نے فیصلہ کر ہی لیا ہے اور انہوں نے کہنا یہ ہے کہ بس ہم اس پر بالکل بات کرنے کو تیار نہیں ہے۔ تو ٹھیک ہے پھر ان کی مرضی، حکومت ہے ان کی تعداد زیادہ ہے۔

جناب چیئر پرسن: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: چیئرمین صاحب! بہت شکریہ۔

I also would like to welcome the delegation from Niger and we have had a very productive meeting and we are looking forward for the future relations in bilateral trade, in education in almost all other fields. We, once again, welcome them and all their delegation for visiting Pakistan.

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

29 ستمبر 2021ء

SDGs کی Distribution کا طریقہ کار

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب.supplementary please

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ سپیکر صاحب! سوالات تو میرے غائب ہو جاتے ہیں۔ سپلیمنٹری میں موقع مل جاتا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ یہ جو SDGs کی جو distribution ہے اس کا طریقہ کار بتایا جائے۔ اور یہ بھی بتایا جائے کہ SDGs کی مد میں جو فنڈ distribute ہوتے ہیں تو وہ across the country تمام districts کو ان میں سے شیئر ملتا ہے۔ یا بعض ایسے ہیں جن کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

کورم کی نشاندہی

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

POINTING OUT THE LACK OF QUORUM

جناب محسن داوڑ: سپیکر صاحب! کورم کی نشاندہی کر رہا ہوں۔

Mr. Speaker: Count be made please.

(The count was made)

جناب سپیکر: .The House is in Order اچھا میں ایک بات بتاؤں اگر quorum point out نہ ہوتا تو میں ہر ایک کو بات کرنے کا موقع دے رہا تھا میں تو چاہ رہا تھا کہ اس پر پوری discussion ہو۔ میں کیا کروں میرے پاس اور راستہ نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

14 اکتوبر 2021ء

محمد پرویز ملک کے تعزیتی ریفرنس میں اظہار تعزیت

جناب سپیکر: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ سپیکر صاحب! کاش میں بھی مولانا صاحب کی طرح رعب دار ہوتا۔ جناب سپیکر! ہمارے سینئر، ہمارے colleague **پرویز ملک صاحب** جو اب ہم میں نہیں ہیں۔ ان کی یاد میں آج یہ تعزیتی ریفرنس ہے۔ یہاں پر as a Member of Parliament اور ایک political worker کے طور پر بھی کافی عرصے سے ہم ان کو follow کرتے آرہے ہیں اور ان کی جو سیاسی struggle ہے وہ ہم دیکھ رہے تھے۔ جس سنجیدہ سیاست کا وہ مظہر تھے وہ انتہائی polite شخصیت تھے۔ آج کل کی سیاست میں اور ہمارے معاشرے میں اس طرح کی شخصیات بہت کم ہیں۔ جو commitment تھی ان کی اپنی نظریات کے ساتھ اور اپنی politics کے ساتھ اور ہر قسم کی crisis میں اپنی سیاسی جماعت کے ساتھ کھڑا رہنے کا ان کا جو خاصہ تھا میرے خیال میں وہ بھی آج کل کی سیاست میں ہمیں شاذ و نادر ہی نظر آتا ہے۔ ہم اظہار تعزیت کرتے ہیں اپنی colleague اور ان کی اہلیہ شائستہ پرویز ملک صاحب اور ان کے صاحبزادے علی پرویز ملک سے اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس نصیب کرے۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو خراج عقیدت

ساتھ ہی ساتھ یہاں پر **ڈاکٹر قدیر خان صاحب** کی خدمات کو بھی خراج عقیدت پیش کریں گے۔ لیکن جیسا کہ یہاں پر بار بار بات ہوئی کہ ہم نے ان کی زندگی میں ان کے ساتھ کیا کیا، ان کے ساتھ کس طرح کا رویہ روا رکھا گیا اور ان کے آخری ایام

میں، بلکہ میں آخری تو نہیں کہوں گا۔ پرویز مشرف کے دور سے لیکر اب تک وہ نظر بند ہی تھے۔ تو میرے خیال میں یہاں پر بحث بھی ہوئی کہ یہی سلوک رکھا جاتا ہے ان کے ساتھ جو کچھ نہ کچھ contribute اس ملک کے لیے کرتے ہیں۔

عمر شریف کی وفات پر اظہار افسوس

ساتھ ہی ساتھ **عمر شریف صاحب** جو فن کی دنیا کا ایک بڑا نام تھا۔ اور ایک ایسے ماحول میں جہاں فن کے فروغ کے لئے ریاست کی کوئی اتنی priority نہیں اور آج کل کے ماحول میں جہاں ہم ہر طرف تشدد ہی دیکھتے ہیں۔ اور violence بڑھ رہا ہے دن بہ دن۔ تو اس طرح کے ماحول میں ہمیں **عمر شریف صاحب** کی کمی ضرور محسوس ہو گی تو ہم ان کے لئے بھی دعا گو ہیں اور ان کے فن کو ہم خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور ان کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس نصیب کرے۔ آمین۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

26 اکتوبر 2021ء

لیگل پریکٹیشنرز اور بار کونسلز میں ترمیم کا بِل

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب آئٹم نمبر 11 پیش کریں گے۔

THE LEGAL PRACTITIONERS AND BAR COUNCILS (AMENDMENT) BILL, 2020 (SECTION – 5C)

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب سپیکر!

I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Legal Practitioners and Bar Councils Act, 1973 [The Legal Practitioners and Bar Councils(Amendment) Bill, 2020]. (Section-5C)

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن صاحب! اس کی تفصیل بھی بتائیں معزز اراکین کو۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! اس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ ہمارے بار کونسل ایکٹ میں ایک Law Officer اگر enroll ہوتا ہے کسی بھی ادارے میں، اور اس کی prerequisites میں بھی اگر یہ ہو کہ he has to be یعنی اس کا legal experience اس کی prerequisites میں بھی ہو تو اس کا experience case ہو جاتی ہے۔ تو ہم مطالبہ یہ کرتے ہیں کہ اس کی continuation ہونی چاہیے۔ بے شک ان کو یہ اختیار نہ ہو کہ وہ عدالتوں میں پیش بھی ہوں۔ لیکن اس حد تک ان کی جو بار کونسل کی ممبر شپ ہے۔ اس کو intact رہنا چاہیے اور اس کے experience کو بھی count ہونا چاہیے۔ کیونکہ as a Law Officer ہی وہ اس ادارے میں داخل ہوا ہے۔ تو اس کا تجربہ جو ہے اس کو بھی count ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! وہ تو ہم اس لئے کہہ رہے ہی کہ بھئی اگر وہ سروس میں ہے تو وہ تو پھر عدالت میں پیش نہیں ہو سکتا وہ part تو ہم نے اس لئے لگایا ہے۔ میرے خیال میں کچھ اعتراضات اگر partially ہی اس بل پر تو اس کو کمیٹی میں بھیج دیں، وہاں اس پر ڈیبیٹ ہو سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ملیکا بخاری صاحبہ۔

محترمہ ملیکا علی بخاری: سر! اس وقت ہم اس بل کو oppose کریں گے۔ اس کو ٹھیک کر کے ہم اس پر discussion کر سکتے ہی۔ پھر یہ اس کو لیکر آسکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آئٹم نمبر 27، جناب محسن داوڑ صاحب! آئٹم نمبر 27 پیش کریں۔

THE LEGAL PRACTITIONERS AND BAR COUNCILS (AMENDMENT) BILL, 2020 (SECTION – 5 AND SCHEDULE – II)

جناب محسن داوڑ: جناب ڈپٹی سپیکر! یہ بل پیش کرنے سے پہلے ایک گزارش یہ ضرور کروں گا کہ اس بل کو ذرا پڑھ لیں پہلے۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ انتہائی ضروری ہے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ دیکھ لیں کہ **محسن داوڑ** اٹھا ہے اور ہم نے مخالفت ضرور کرنی ہے اس چیز کی۔ بہر حال ذرا پڑھ لیں اس کے بعد اگر آپ نے مخالفت کرنی ہے یا حمایت کرنی ہے۔

I move for leave to introduce a Bill further to amend the Legal Practitioners and Bar Councils Act, 1973 [The Legal Practitioners and Bar Councils (Amendment) Bill, 2020]. (Section-5 and Schedule-II).

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس میں جناب سپیکر! مطالبہ یہ ہے کہ جو ہمارے merged areas ہیں جو ex-FATA تھا وہ جب merge ہوا۔ ہمیں ابھی تک Bar Council میں نمائندگی نہیں ملی تو جو Bar Council کی formulation ہے اس سے ہم excluded ہیں تو ہم نے اس بل کے ذریعے اس میں اپنی نمائندگی مانگی ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ملیکا بخاری صاحبہ! آپ بتائیں کہ آپ کیا اس کی مخالفت کرتی ہیں؟

محترمہ ملیکا علی بخاری: شکریہ جناب سپیکر! پہلے تو میں کہوں گی کہ فاضل ممبر نے جوبات کی کہ ان کے **محسن داوڑ** ہونے کی وجہ سے شاید ہم اس بل کی مخالفت کریں گے، ہرگز نہیں وہ اس ایوان کے ممبر ہیں ہم ان کا احترام کرتے ہیں۔ Policy issues پر یا کسی ideological issues پر ان سے ہماری تفریق ہو سکتی ہے، ان سے ہم disagree کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ جو بل پیش کرتے ہیں ان کو ہم merit پر دیکھتے ہیں اور قانونی طریقے سے دیکھتے ہی اور پھر اس کا جواب دیتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ پاکستان کے اندر جو وکلاء ہیں یہ کہتے ہیں کہ کے پی کے اندر آپ سیٹوں کو 28 سے 37 کر دیں۔ یہ جانتے ہیں کہ یہ بل پیش کر رہے ہیں کہ پاکستان کے اندر وکیلوں کا ایک balance ہے، وکلاء کا ایک balance ہے۔ اس کو دیکھ کر سیٹیں بڑھائی جاتی ہیں اور کم کی جاتی ہیں، کے پی کی جو Bar Council ہے وہ Pakistan Bar Council کا electoral college ہے۔ اگر اس کو اس طرح بڑھادیں گے، holistically دیکھے بغیر تو پھر اس کا توازن خراب ہو جائے گا۔ ہم ان کے بل کو oppose صرف اس لیے کر رہے ہیں کہ یہ آئیں، ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ اگر ہم مکمل طور پر سیٹیں بڑھانے کا فیصلہ کریں گے تو انشاءاللہ یہ سیٹیں بھی بڑھائیں گے۔ لیکن اس طرح ایک ایک Bar Council کی سیٹیں اگر ہم بڑھاتے گئے تو Pakistan Bar Council کے electoral college کے اوپر impact ہو گا اور merit اور قانون کی بناء پر ہم اس بل کو oppose کر رہے ہیں۔ ہم یہ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ کون کہہ رہا ہے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں اور اس کو اسی basis کے اوپر ہم دیکھیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں؟ جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: دیکھیں باقی Bar Council اور ہمارے میں فرق یہ ہے کہ یہاں پر سات نئے Districts merge ہوئے ہیں۔ جو پہلے کے پی کا حصہ نہیں تھے تو وہ سات اضلاع جب merge ہوئے تو ان کی کوئی نمائندگی ہونی چاہیے۔ یہ اگر آپ کسی اور Bar Council کے ممبران کی تعداد بڑھاتیں تو وہ شاید اسی طریقے سے آپ اس کو analyze کرتے۔ لیکن ہماری تو نمائندگی ہی نہیں ہے تو اس کا آپ کے پاس کیا حل ہے۔ مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم کسی اور reason کی وجہ سے، ہم پہلے اس

سسٹم کا حصہ نہیں تھے۔ اب ہم اس سسٹم کا حصہ بنے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں Bar Council میں نمائندگی دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ملیکا بخاری صاحبہ۔

محترمہ ملیکا علی بخاری: جیسے میں نے پہلے کہا کہ ہم ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔ ہم سیٹوں کی تعداد دیکھ لیتے ہیں، Bar Council کی تعداد بھی دیکھ لیتے ہیں تو بل کر ہم کوئی فیصلہ کر لیتے ہیں۔ شاید حکومت خود ہی بل لیکر آئے سیٹیں بڑھانے کا تو technical basis کے اوپر ہم اس کو oppose کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ کوئی بھی personal animosity نہیں ہے۔ ہمارے پاس آئیں ہم اس کا بہتر حل ڈھونڈیں گے انشاءاللہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ وکلاء اور بار کونسل ایکٹ 1973 میں مزید ترمیم کرنے کا بل وکلاء اور بار کونسلز ترمیمی بل 2020 دفعہ 5 اور جدول دوم پیش کرنے کی اجازت دیجائے۔

(بل پیش کرنے کی اجازت دی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: آئٹم نمبر 28 جناب محسن داوڑ صاحب! آئٹم نمبر 28 پیش کریں۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ۔ میں مشکور ہوں آپ کا۔ I introduce the Legal Practitioners and Bar Councils (Amendment) Bill, 2020

جناب ڈپٹی سپیکر: مذکورہ بل پیش کر دیا گیا۔

(کچھ دیر بعد)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہے آئٹم نمبر 30 یہ تو ہو گیا، اب ہے آئٹم نمبر 31۔ جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: اس کو defer کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی اس کو بھی defer کر دیتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

مجرمانہ ترمیمی بِل

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن دواڑ صاحب! آئٹم نمبر 47 پیش کریں۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ میرا اور **سردار اختر مینگل صاحب** کا مشترکہ بل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مشترکہ؟

جناب محسن داوڑ: جی بالکل۔

THE CRIMINAL (AMENDMENT) BILL, 2020 (SECTION 365-C)

جناب محسن داوڑ: تو وہ ہیں نہیں۔ تو میں اس کو پیش کروں گا۔

I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 2020]. (section 365-C).

جناب سپیکر! اس میں بنیادی طور پر آپ کو بھی پتہ ہے کہ enforced disappearances کتنا serious issue ہے اور کتنی بے چینی ہے بلوچستان اور پختونخوا کے مختلف علاقوں میں۔ اس enforced disappearances کو روکنے کے لئے شیریں مزاری صاحبہ یہاں پر موجود ہیں تو میں ان سے بھی گزارش کروں گا کہ اس بل می ہمارا ساتھ دیں اور کم از کم اس بل کی مخالفت نہ کریں کیونکہ اس چیز کو ہم نے روکنا ہے اور Enforced disappearances کو ہم نے criminalize کرنا ہے۔ enforced disappearances میں جو لوگ بھی ملوث ہو ان کے لئے پاکستان کے قانون میں ہم نے عمر قید کی سزا ڈالنی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جناب شوکت علی صاحب! آپ کی کیا رائے ہے؟

جناب شوکت علی: ڈپٹی سپیکر صاحب! law and order situation جو ہے اب 18^{th} Amendment کے بعد صوبوں کے حوالے ہو گئی ہے۔ تو یہ ان کا جو بل ہے ہم نے صوبوں کو لیٹر بھیج دیا ہے home department کو۔ میں یہ request کروں گا کہ اس میں تھوڑا wait کر لیں کہ ان سے input آ جائے پھر اس کے بعد اس پہ decision کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے reject کر دیا ہے۔

اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان، 1860ء اور مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1898ء میں مزید ترمیم کرنے کا بل [فوجداری قانون (ترمیمی) بل، 2020ء] (دفعہ 365ج) پیش کرنے کی اجازت دی جائے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(بل پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: آئٹم نمبر 49 سردار ایاز صادق صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔ بتائیں جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: یہاں پر ان کا response یہ تھا کہ یہ صوبے دیکھیں گے۔ یہ تو پورے ملک کا مسئلہ ہے۔ Penal Code میں ہم بھی، وہ تو یہ کوئی حل نہیں کہ یہ صرف provincial ہو گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ بل کب سے یہاں پر ایجنڈے پر پڑا ہے۔ مطلب ابھی تک صوبوں کا feedback نہیں آیا۔.......Enforced disappearances

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ہاؤس سے sense لیا ہے آپ کے سامنے۔ ہاں۔ نہیں۔ میں جو ہوا ہے وہ میں نے پورے ہاؤس سے پوچھا ہے۔

جناب محسن داوڑ: بہر حال میرے خیال میں جو response وہاں سے آیا ہے وہ مناسب نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جمہوری طریقہ اپنایا ہے اور اس سے پوچھا ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

08 نومبر 2021ء

کیبنٹ کی منظوری کا ترمیم

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محسن داوڑ صاحب۔ آپ کیا پوچھنا چاہ رہے ہیں؟

جناب محسن داوڑ: جناب! یہ جو amendment ہے یہ آپ نے Cabinet کی approval کے بعد کی ہے تو اس ایشو کو آپ نے سٹینڈنگ کمیٹی میں نہیں اٹھایا تھا۔ آپ نے ابھی سٹینڈنگ کمیٹی کا ذکر کیا ہے۔ تو سٹینڈنگ کمیٹی میں یہ ایشو نہیں اٹھایا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شیریں مزاری صاحبہ۔

ڈاکٹر شیریں ایم مزاری: سٹینڈنگ کمیٹی نے یہ words add کیے تھے اور انہوں نے جس طریقے سے لکھے تھے it was not reading properly. So we changed that ایک Amendment وہ ہے اگلی amendment I will explain to you یہ سٹینڈنگ کمیٹی کی Amendment ہے۔ It is Standing Committee's amendment in the original Bill. I have changed the language because it did not make sense the way it was written in clause 2 تو آپ ووٹ کرلیں اس پر Interior has no objection to the change if you oppose it تو آپ کہہ دیں but it does not make the sense۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں ڈاکٹر شیریں مزاری، وزیر برائے انسانی حقوق کی جانب سے پیش کردہ ترمیم ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ پیش کردہ ترمیم منظور کی جائے۔

(ترمیم منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ ڈپٹی سپیکر صاحب! ہم بھی اسے oppose کرتے ہیں یقیناً۔ آج سعد رفیق صاحب یہاں پر موجود نہیں ہیں لیکن تقریباً اٹھارہ بیس سال پہلے ایک talk show میں ان کا ایک comment میں نے سنا تھا پرویز مشرف کا دور تھا اور ان کا کہنا تھا کہ ہم NAB کو NAB نہیں عیب سمجھتے ہیں اور یہ یقیناً وہی سلسلہ ابھی تک چل رہا ہے political victimization اس کا صرف مقصد ہے اور یہ جس طریقے سے اب جو amendments اس میں آرہی ہیں وہ تو میرے خیال میں وہ اپنے آپ کو خود NRO دلانے کا ایک چکر ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ ان کی جو investigations ہیں وہ بھی selective ہیں۔ ہم اگر اپنے سابقہ فاٹا کی بات کریں تو آج کل کرپشن کا وہاں پر راج ہے Health, Education, C&W, WAPDA جتنی کرپشن وہاں پر ہو رہی ہے نیب کو وہ میرے خیال میں وہاں پر نظر نہیں آتی۔ بہر حال صرف اپنے سیاسی مقاصد کے لیے یہ آرڈیننس لائے جاتے ہیں اور ہم اس کو oppose کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

10 نومبر 2021ء

شاہ رگ، ہرنائی میں ملازمین کی درخواست

جناب چیئر پرسن: جی منسٹر صاحب۔ دیکھیں! یہ بہت سارے ہمارے ممبران ہیں یہاں پہ ان کی کافی ساری requests ہیں اور issues کافی ہیں۔ تو آپ پلیز ان سب کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ یہ رانا **اسحاق خان صاحب** ہیں، **محسن داوڑ صاحب** ہیں، **سید محمود شاہ صاحب** ہیں، **صلاح الدین ایوبی صاحب** ہیں، **نصیبہ چنا صاحبہ**، **ریاض پیرزادہ صاحب** ہیں۔ تو یہ کافی سارے ممبران ہیں جن کے genuine grievances ہیں تو آپ ان کے ساتھ بیٹھ کے دیکھ لیں personally ان کو۔

جناب چیئر پرسن: محسن داوڑ صاحب۔ one more supplementary

جناب محسن داوڑ: چیئرمین صاحب! related ہی ہے کہ یہ Pakistan Mineral Development Corporation کا ایک پروجیکٹ ہے شاہ رگ، ہرنائی میں اور ان کے ملازمین چند دن پہلے آئے ہیں تو انہوں نے request کی ہے۔

جناب چیئر پرسن: اگر اس سے متعلقہ ہے اور سپلیمنٹری ہے تو کریں۔

جناب محسن داوڑ: متعلقہ ہی ہے ایک کول پروجیکٹ ہے اور ان کے employees کی شکایت ہے کہ ان کو regularize نہیں کیا جارہا اور کافی عرصے سے وہ وہاں پر کام کر رہے ہیں۔ اگر منسٹر صاحب کے پاس اس سلسلے میں کچھ detail ہے تو شیئر کر دیں نہیں تو الگ سے separate Question بھی میں جمع کرا چکا ہوں۔

جناب چیئر پرسن: جی منسٹر صاحب۔

جناب محمد حماد اظہر: یہ تو سوال PPRA سے related ہے PPRA Rules ہیں PMDC ملازمین کی ریگولرائزیشن کا سوال کر رہے ہیں۔

جناب چیئر پرسن: داوڑ صاحب! آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں میرے خیال میں۔ داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: شاہ رگ کے پروجیکٹ پر۔

جناب چیئر پرسن: آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

16 نومبر 2021ء

پارلیمنٹ کو غیر فعال نہ کیا جائے

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر۔ ڈپٹی سپیکر صاحب! کل بھی اس بات پر بحث ہوئی۔ یہ جو رانا شمیم صاحب کا ایک affidavit سامنے آیا ہے سابق چیف جسٹس ثاقب نثار صاحب کے بارے میں۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ ایک جج دوسرے جج کے اوپر الزام لگاتا ہے اور یہاں سے موجودہ حکومتی وزیر اس کو کیوں defend کرتے ہیں؟ مجھے اس بات کی ابھی سمجھ نہیں آئی۔ ان پر تو کوئی الزام نہیں لگا۔ ایک جج اٹھ کر دوسرے جج کے اوپر الزام لگاتا ہے تو میرے خیال میں ہونا یہ چاہیے تھا کہ اس کی proper تحقیقات ہوں۔

میں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے پارلیمنٹ کی پہلی speech میں بھی یہ کہا تھا کہ جب تک اس ملک میں exceptionalism کا کلچر رہے گا نہ یہ نظام چل سکتا ہے اور نہ احتساب کا عمل ہو سکتا ہے اور نہ یہاں پر انصاف آسکتا ہے۔ جب تک جرنیلوں کا احتساب نہیں ہو گا، جب تک ججز کا احتساب نہیں ہو گا۔ اتنے بڑے سکینڈل آئے کہ سو سے زیادہ franchises ایک جرنیل کی نکل آئیں، کوئی نہیں پوچھتا، اس سے کوئی رسیدیں نہیں مانگتا۔ یہ ثاقب نثار صاحب کے بارے میں جو باتیں سامنے آرہی ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ اس کی تحقیقات ہوں، defend کیوں کیا جارہا ہے؟ اس طریقے سے ان journalists کا بھی احتساب ہونا چاہیے جو whatsapp messages پر اپنی journalism کرتے ہیں۔

ہماری عدلیہ کا آپ حال دیکھ لیں۔ **علی وزیر صاحب** کا کیس کیوں نہیں لگ رہا؟ پوری دنیا کو پتہ ہے کہ **علی وزیر** کا کیس کیوں نہیں لگ رہا۔ اس کو چار مہینے ہو گئے ہیں سپریم کورٹ میں اس کی bail لگے ہوئے اور ایک پیشی بھی ہو چکی ہے۔ اس کے بعد بھی اس کی تاریخ نہیں لگ رہی۔ میرے خیال میں یہ جتنے بھی معاملات ہیں اس پر میں گزارش کروں گا موجودہ حکومت کو اور خان

صاحب کہ اس پر آپ ایکشن لیں کہ یہ دن کل آپ پر بھی آنے والے ہیں اور یہ جس طرح یہ ساری جماعتیں تقریباً ایک page پر ہو گئی ہیں کہ بھائی جمہوریت ہونی چاہیے، اداروں کو اپنی حدود میں رہ کر کام بھی کرنی چاہئیں، میرے خیال میں عنقریب خان صاحب بھی ہماری صف میں ہوں گے، ہمارے ساتھ ہی کھڑے ہوں گے۔ کوئی بہت زیادہ وقت اس پر نہیں لگے گا۔ ابھی سے وہ فیصلہ کر لیں، ابھی سے یہ initiative لیں اور جن جن لوگوں پر یہ اعتراضات اٹھ رہے ہیں چاہے ان کا تعلق جس بھی ادارے سے ہو، یہاں پر ان کے خلاف تحقیقات ہونی چاہئیں۔

سپیکر صاحب! ایک اور بات بھی میں کہنا چاہوں گا کہ آج مجھے موقع ملا ہے کہ اس پارلیمنٹ کو dysfunctional نہ کریں۔ یہاں پر کافی ضروری معاملات ہوتے ہیں جس پر اس پارلیمنٹ میں بحث ہونی چاہیے۔ TLP کے ساتھ جو کچھ ہوا، TTP کے ساتھ جو ہو رہا ہے یا افغانستان میں ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس پر بھی اس پارلیمنٹ میں بحث ہونی چاہیے، ان موضوعات کو پارلیمنٹ میں نہیں لایا گیا اور قوم کو پتہ نہیں ہے کہ ہو کیا رہا ہے؟ آخر میں پھر یہ مطالبہ کروں گا کہ **رانا شمیم صاحب** کے affidavit پر تحقیقات ہونی چاہئیں۔ بہت شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

17 نومبر 2021ء

علی وزیر کو اجلاس میں بلایا جائے

Mr. Speaker: There is an amendment in the name of **Mr.Mohsin Dawar.**

محسن داوڑ کدھر ہیں؟ جی، move کر دیں۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! مزید گنجائش ہوتی تو میری کرسی اسمبلی سے باہر نکال دیتے۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو بہت افسوس اور انتہائی شرم کا مقام ہے کہ **علی وزیر** اس ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ کل ہم نے Joint Opposition کی طرف سے ان کے Production Order کے لیے درخواست بھی دی تھی اور اتنے اہم اجلاس میں وزیرستان کے حلقے کی نمائندگی نہیں ہو رہی ہے۔ یہاں پر TLP کے ساتھ مذاکرات ہوتے ہیں اور ان کے لوگوں کو رہا کیا جاتا ہے، TTP کے لوگوں کو رہا کیا جاتا ہے۔ **کلبھوشن** کو رہا کیا جاتا ہے۔ **ابی نندن** کو رہا کیا جاتا ہے لیکن **علی وزیر** کو ایک تقریر کی پاداش میں ایک سال ہو گیا ہے کہ اسے جیل میں رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ Motion move کریں۔

محسن داوڑ: جناب چیئرمین! میں Motion move کرتا ہوں لیکن بہت افسوس کا مقام ہے کہ آج اتنے اہم اجلاس میں وزیرستان کی نمائندگی نہیں ہو رہی ہے۔ یہ آپ کا prerogative تھا کہ آپ اس اجلاس میں **علی وزیر** کو بلاتے۔

انتخابات کی بِل

جناب سپیکر: Please, Motion Move کریں۔

Mr. Mohsin Dawar: I beg to move that in the Elections(Second Amendment) Bill, 2021, as passed by the National Assembly and not passed by the Senate within 90 days, be circulated, for the purpose of eliciting opinion thereon.

جناب سپیکر: جی بابر اعوان صاحب! do you oppose it?

Mr. Zaheer-ud-Din Babar Awan: Sir, I oppose it.

یہ Bill Senate کی قائمہ کمیٹی میں consider کیا گیا تھا، اپوزیشن کی طرف سے چیئرمین تھے۔ انہوں نے 90 دنوں میں اسے pass نہیں کیا تھا، اس لیے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ غیر ضروری بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، محسن صاحب! آپ کی amendment کیا ہے؟

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! دیکھیں amendment تو یہی ہے کہ اس Bill کو circulate ہونا چاہیے تھا۔ یہ اتنا اہم Bill ہے۔ تفصیل کے ساتھ اس پر debate ہوئی ہے کہ اس پر proper debate ہونی چاہیے۔ آپ یہ قانون سازی صرف حکومت کے لیے کر رہے ہیں، اگر آپ پورے پاکستان کے لیے کر رہے ہیں تو اس پر پورے پاکستان کا consensus ہونا چاہیے، پورے ایوان کا اس پر consensus ہونا چاہیے۔ ہمارے پاس past precedence یہی ہے کہ جب بھی الیکشن کے متعلق قانون سازی ہوئی ہے تو وہ پورے ایوان اور تمام سیاسی پارٹیوں کے اتفاق رائے سے ہوئی ہے۔ اس لیے اسے circulate ہونا چاہیے اور اس پر proper debate ہونی چاہیے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب سپیکر: بابر اعوان صاحب۔

جناب ظہیر الدین بابر اعوان: جناب چیئرمین! یہ عمل پچھلے سال سے جاری ہے، بیرون ملک پاکستانیوں کو وزیر اعظم عمران خان اور ان کی پارٹی نے اپنے منشور میں بھی اور اس ایوان میں بھی وعدہ کیا تھا کہ ہم انہیں پاکستان کے نظام میں empowerment دیں گے، انہیں بولنے کا حق دیں گے، right of vote دیں گے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی نقص تھا تو سینیٹ میں یہ نوے دن پڑا رہا ہے، وہاں تو کوئی بات نہیں کی گئی۔ اس لیے یہ بہانہ بنایا جا رہا ہے کہ ہم اسے delay کریں تا کہ پھر کہا جائے کہ اب machines کے استعمال کا وقت نہیں رہا۔ I urge you Sir! That this be rejected اس پر آپ ووٹ کروا لیں اور پھر motion پیش کرنے کی مجھے اجازت دیں۔

Mr. Speaker: Now, I put the amendment, as moved by **Mr. Mohsin Dawar**, to the House. The question is that amendment, as moved, be adopted.

(The amendment was rejected)

Mr. Speaker: Now, I call upon **Mr. Mohsin Dawar** to move the amendment. Yes, **Mohsin Sahib**.

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! پہلے اس پر count کیا جائے، اس پر گنتی کی جائے۔ اس کے بعد پھر میں next Item پر جاؤں گا۔ پہلے اس پر گنتی کی جائے۔ آپ گنتی کرائیں۔

جناب سپیکر: جی احسن اقبال صاحب! کیا کہہ رہے ہیں؟

احسن اقبال چوہدری: جناب سپیکر! آپ کی Ruling چاہیے، ہائی کورٹ کا فیصلہ ہے کہ Adviser Minister نہیں ہوتا اور Rules of Business کے تحت ایوان میں Business صرف Minister دے سکتا ہے۔ یہ جو Adviser Sahib کارروائی کر رہے ہیں، میں نے آپ کو تحریری طور پر لکھ کر دیا ہے کہ یہ غیر قانونی کارروائی ہے۔ ہائی کورٹ اسلام آباد نے واضح طور پر فیصلہ دیا ہے کہ Special Asssitant or Advisor, Minister کا اختیار استعمال نہیں کر سکتے۔ Rules of Buisiness میں صرف وزیر Business کر سکتا ہے۔

RULING REG: PARTICIPATION OF THE ADVISER IN THE PROCEEDINGS OF EITHER HOUSE, OR A JOINT SITTING OR ANY COMMITTEE THEREOF

جناب سپیکر: نہیں، میرے پاس یہ Ruling ہے، میں نے اس پر already Ruling دی ہوئی ہے۔ آئین کے آرٹیکل 93 کے تحت Adviser کو صدر صاحب appoint کرتے ہیں۔ اس آرٹیکل کی (2) clause کے تحت Adviser پر آرٹیکل 57 لاگو ہوتا ہے جس کے تحت وہ قومی اسمبلی، Senate اور Joint Sitting کی کارروائی میں حصہ لے سکتا ہے۔ ہاں اس کو ووٹ کا حق نہیں ہوتا۔

2010 میں اٹھارھویں آئینی ترمیم کے بل کو میاں رضا ربانی صاحب نے Adviser کی حیثیت سے پیش کیا تھا یعنی Adviser Sahib بل پیش کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی محسن داوڑ پلیز۔

THE ELECTIONS (SECOND AMENDMENT) BILL, 2021

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! پہلے آپ گنتی کرائیں، وہ جو پہلے amendment میں نے move کی تھی اس پر آپ count کرائیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

Mr. Speaker: Not moved, dropped.

(The amendment was not moved)

Mr. Speaker: Clause 4, amendments. There are two amendments in clause 4. First amendment standing in the name of **Mr. Mohsin Dawar**. Second amendment standing in the name of **Senator Mushtaq Ahmed**. Now, I call upon **Mr. Mohsin Dawar** to move the amendment, not present.

(The amendments were not moved)

Mr. Speaker: Now, I put clause 4 to the House. The question is that clause 4 do stand part of the Bill.

(The clause 4 stands part of the Bill)

سال 2022ء

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

10 جنوری 2022ء

سانحہ مری پر تعزیت

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! یقیناً **مری** کا واقعہ بہت ہی زیادہ افسوسناک ہے اور جتنے بھی لوگ اس میں شہید ہوئے ہیں ان کے لواحقین سے ہماری دلی تعزیت ہے۔ ان کے لئے صبر کی دعا کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ جو مری کا واقعہ ہے یہ پاکستان کے دارالحکومت سے گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹے کے فاصلے پر ہے۔ اس کے لئے جتنی بھی justifications ڈھونڈنے کی کوشش کی جائے تو میرے خیال میں اس کو کوئی justify نہیں کر سکتا۔ یہ کوئی تھوڑی بہت غفلت نہیں ہے بلکہ میں اس کو state collapse کہوں گا کہ اگر اسلام آباد میں ہماری یہ صورتحال ہے تو imagine کریں کہ دور دراز علاقوں میں کیا صورتحال ہو گی۔ کل ہی میرے سامنے ایک ویڈیو آئی جو **وادی تیراہ**، خیبر ایجنسی میں ہے جہاں پر اس سے بھی کئی گنا زیادہ برفباری ہوئی۔ اور ابھی جو یہاں پر بات ہوئی کہ کوجک اور ٹوبہ اچکزئی اور ملک کے مختلف علاقوں میں بھی برفباری ہوئی تو جو علاقے accessible نہیں ہیں وہاں پر کیا صورتحال ہو گی۔ ان کا تو پھر اللہ ہی حافظ ہے۔ جب اسلام آباد کے گیٹ وے پر **مری** کی یہ صورتحال ہے تو میرے خیال میں یہ ایک بہت بڑی غفلت ہے۔ اس کو تحقیقات کے بغیر نہیں چھوڑنا چاہیے۔ یہاں پر اب مختلف قسم کے بیانات آ رہے ہیں۔ لیکن پانچ جنوری کو NDMA کی ایک tweet جو کہ ان کی timeline پر ابھی بھی پڑی ہے اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ حالات مکمل طور پر کنٹرول میں ہیں۔ اور ہم PDMA کے ساتھ رابطے میں ہیں۔ تو یہ بھی بتایا جائے کہ PDMA کی غفلت تھی یا NDMA کی غفلت تھی۔ یہ responsibility ضرور fix ہونی چاہیے۔

اس کے بعد جب statements آتی ہیں تو ہمارے وزیراعظم صاحب as usual پھر victims ہی کو blame کرتے ہیں کہ انہوں نے پہلے موسم کا حال نہیں دیکھا۔ جب وفاقی وزیر خود کہہ رہے ہیں کہ ایک لاکھ گاڑیاں داخل ہو چکی ہیں۔ جب NDMA کہہ رہی ہے کہ وہاں پر حالات نارمل ہیں تو اس سے زیادہ پھر عام عوام کہاں کی سوچیں۔ پھر اس کے بعد جو اس طرح کی statements آتی ہیں ہمارے Interior Minister کی طرف سے تو وہ بالکل زخموں پر نمک پاشی کے برابر ہوتی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ پختونخوا سے لوگ زیادہ آئے ہیں اس لئے یہ مسئلہ ہوا۔ میرے خیال میں انہوں نے بھی قسم کھائی ہے کہ میں نے کبھی زندگی میں ڈھنگ کی بات کرنی ہی نہیں ہے۔ تو یہ انتہائی نامناسب قسم کی statement ہے جو شیخ رشید کی طرف سے آئی ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ responsibility fix کرتے ساتھ ہی ساتھ جتنے بھی محکمے ہیں responsibility سب پر آتی ہے۔

اب ہوا یہ کہ جب یہ واقعہ ہوا پھر ایک دن بعد جب سب کچھ clear ہونے لگا، تو پھر کوئی وہاں آ گیا بیلچے لیکر فوٹو سیشن کے لیے۔ حالانکہ اسی کے ساتھ ایک دیوار ہے اور دیوار کے اوپر کانٹے دار تار لگی ہوئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ جگہ جگہ بورڈ لگے ہوئے ہیں کہ اندر گھسنے کی کوشش نہ کریں ورنہ گولی مار دی جائے گی۔ تو وہاں پر جو فوجی کیمپ ہیں ان سے بھی یہ ضرور پوچھ گچھ ہونی چاہیے کہ اس cold میں لوگوں کو مرتا دیکھ کر ان کی مدد کیوں نہیں کی؟

آخری بات جناب سپیکر! میں بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ یہ بالکل قدرتی آفت ہے۔ ہم سے زیادہ اس دکھ درد کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ پچھلے کئی سال سے ہم دہشت گردی کے نام سے ایک آفت ہے اس کا سامنا کر رہے ہیں اور وہاں پر کوئی پرسان حال بھی نہیں ہے۔ جب سے میں ممبر بنا ہوں تو میں پہلے دن سے چیخ رہا ہوں کہ وہاں پر دہشت گرد re-group ہو رہے ہیں۔ چند دن پہلے ہمارے ایک ساتھی، جنوبی وزیرستان پیپلز پارٹی کے جنرل سیکرٹری **سردار نجیب** کو طالبان نے قتل کر دیا۔ اس کی ابھی تک نہ کوئی تحقیقات ہوئیں نہ کوئی ان کے قاتلوں کو گرفتار کر سکا ہے۔ وہ لوگ دن بہ دن مضبوط ہوتے جا رہے ہیں اور یہاں پر ہماری seriousness کا حال یہ ہے کہ اس ہاؤس میں اس پر debate تک نہیں ہوتی۔ چونکہ میرے خیال میں اس کی شاید وجہ یہ ہو کہ ہم suffer کر رہے ہیں یا بلوچستان کے عوام اس سے suffer ہو رہے ہیں اور ہم میرے خیال میں دوسرے یا تیسرے درجے کے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

شہری ہیں۔ اس وجہ سے mainstream جو پاکستان ہے وہ اس ایشو کو کوئی ایشو consider ہی نہیں کر رہا۔ لیکن جب یہ آئیں گے اور پہنچ جائیں گے پہلے کی طرح مارگلہ کی پہاڑیوں تک تو میرے خیال میں شاید اس دفعہ پھر آپ کو اس بیماری سے recovery کا وقت بھی نہ ملے اگر اس کے لئے وقت پر کوئی صف بندی نہ کی گئی۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

13 جنوری 2022ء

منی بِل پر ڈبیٹ

جناب سپیکر: محسن داوڑ پلیز۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! منی بل پیش ہوا۔ دو دن سے اس پر مسلسل ڈبیٹ ہوئی اور دو دن سے لگاتار ہم request کر رہے تھے کہ اس پر ہمیں بھی اپنے رائے کا اظہار کرنا ہے۔ ہم اس کے لئے تیاری بھی کر چکے تھے کہ یہ جو موجودہ نظام چل رہا ہے کس طرح میرے صوبے کے حقوق کا سودا کیا جا رہا ہے۔ کس طرح سے آئین کی violations ہو رہی ہیں۔ کس طرح سے ہمارے صوبے میں کرپشن کا بازار گرم ہے۔ کس طرح ہمارے صوبے میں 45 ارب روپے جو کہ ex-FATA کے لئے مختص تھے اور صوبائی حکومت نے اس کو غائب کر دیا ہے۔ جناب سپیکر! ان تمام باتوں پر بحث کرنی تھی اور اس پر بحث کرنی تھی کہ کس طرح ہماری حکومت نے UNDP کی جو رپورٹ ہے، اس کر مطابق جو سبسڈی دی ہے مختلف سیکٹرز میں جو corporate sector کو subsidies دی گئی ہیں جو feudals کو subsidies دی گئی ہیں۔ اربوں روپے کی جو subsidies دی گئی ہیں اور یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ یہ UNDP کی پچھلے سال کی رپورٹ ہے۔ دوسری طرف وہ ٹیکس لگا رہے ہیں ایگریکلچرل پراڈکٹس پر ٹیکس لگا رہے ہیں، دودھ پر ٹیکس لگا رہے ہیں، ڈبل روٹی پر ٹیکس لگا رہے ہیں۔ اور تو اور جو industrial products پر ex-FATA کو چھوٹ دی گئی تھی کہ یہاں پر جو میٹریل استعمال ہو گا وہ ٹیکس سے مستثنیٰ ہو گا اس کو بھی آپ لوگوں نے اس منی بل میں ختم کر دیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہاں پر جو گیس کی رائلٹی کا مسئلہ ہے۔ Net hydel کا مسئلہ ہے۔ ان تمام باتوں پر جناب سپیکر! بات کرنی تھی لیکن کل شام تک ہمیں انتظار پر ہی رکھا گیا۔ آپ، آپ کے بعد قاسم سوری صاحب اور ان کے بعد امجد نیازی صاحب آئے، تینوں نے ہمیں یقین دہانی کرائی کہ آپ کو ہم موقع دیں گے لیکن وہ اجلاس ختم ہوا اور ہمیں موقع نہیں دیا گیا۔

Scanned with CamScanner

جناب سپیکر! مسائل بہت ہیں اور مجھے پتہ ہے کہ آپ ہمیں ٹائم نہیں دیں گے۔ لیکن میں ایک چیز پر ضرور آپ سے request کروں گا کہ یہ جو ڈاکہ ڈالا گیا ہے ہمارے 45 ارب روپے پر خیبر پختونخوا میں۔ ہم 70 سال سے مطالبہ کر رہے تھے کہ ہمیں صوبے کے ساتھ merge کر دیا جائے۔ اب جب merge کر دیا ہے تو وہاں ہمارے چیف منسٹر ہمارے فنڈز پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ یہ 45 ارب روپے اے جی اکاؤنٹس سے reflect نہیں ہو رہے ہیں۔ یہ Expenditure Accountant General Khyber Pakhtunkhwa کے safe system میں reflect نہیں کر رہا۔ جبکہ P&D اور فنانس والے کہہ رہے ہیں کہ یہ پیسہ ہم نے خرچ کیا ہے۔ اس کا forensic audit ہونا چاہیے اور باقی جو کرپشن کا بازار وہاں پر گرم ہے جناب سپیکر! میں ایک واقعہ بتانا چاہتا ہوں----

جناب سپیکر: ٹائم نہیں ہے۔ میں نے آپ کو extra time دیا ہے۔ جی عبدالاکبر چترالی صاحب۔

جناب محسن داوڑ: سر! صرف ایک منٹ۔

جناب سپیکر: جی داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! بارڈر پر جو کرپشن ہوتی ہے تو کہنے کو تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم آنے جانے کی اجازت دیتے ہیں لیکن پندرہ، بیس ہزار روپے لیے بغیر، وہاں پر جو سیکیورٹی فورسز ہیں اور ساتھ جو اور عمل ہے ان کو اگر پیسے نہ دیے جائیں تو ہفتوں ہفتوں ان کو انتظار کرنا پڑتا ہے----

کسٹم سٹیشنز کو ضم شدہ اضلاع سے باہر لے جائیں

Mr. Speaker: Second amendment standing in the name of **Mr. Mohsin Dawar**. Please move your amendment.

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: Amendment move کریں پلیز۔

جناب محسن داوڑ: Amendment ہی move کرتا ہوں جناب سپیکر! لیکن once again آج **علی وزیر** اس ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ ان کا Production Order Joint Opposition میں نے جمع کرایا ہوا تھا لیکن آپ نے issue نہیں کیا۔ یہ جو Money Bill پیش ہو رہا ہے اس میں جنوبی وزیرستان کے ایک حلقے کی نمائندگی شامل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ Amendment move کریں Please۔

جناب محسن داوڑ: Amendment move کرتا ہوں جناب سپیکر! یہاں پر ہمارے منسٹر فنانس نے تھوڑا misquote جو ہمارے----

جناب سپیکر: میں پھر دوسروں کو کہہ دوں گا اگر amendment move نہیں کرنی۔

جناب محسن داوڑ: میں move کرتا ہوں جناب سپیکر! آپ اتنی جلدی میں کیوں ہیں؟

جناب سپیکر: Move کریں پلیز

جناب محسن داوڑ: ہمارے صوبے میں گیس، یہ آئین کی violation ہے۔

جناب سپیکر: جنید اکبر! move the Amendment، محسن صاحب! آپ amendment move کرتے ہیں یا نہیں؟ جی محسن صاحب۔

Mr. Mohsin Dawar: I beg to move that in the Finance (Supplementary) Bill, 2021, as introduced in the National Assembly, in clause 2, the following new sub-clause (1), shall be inserted, and the remaining clauses shall be renumbered, accordingly:-

"(1) in section (9), for the full-stop "." at the end, a colon shall be substituted and thereafter, the following provisos shall be inserted, namely:-

(c) ketabton.com: The Digital Library
Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

"Provided that no custom House, customs station or customs check post, by whatever called shall be established in the areas where the tribes as defined under Article 246 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan reside and have their ancestral tribal properties and any existing custom houses, customs stations or check-posts shall be relocated to the demarcation lines between the settled districts and newly merged districts:

Provided further that nothing in this Act shall prevent the people domiciled in the areas where the tribes as defined under Article 246 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan reside and have their ancestral tribal properties from carrying out border trade and movement of goods and means of transportation from passage through such areas for arriving at custom houses established at the demarcation line between the settled districts and newly merged districts."

Mr. Speaker: Minister Sahib! do you oppose it?

Mr. Shaukat Fayaz Ahmed Tarin: Yes Sir! I oppose it.

جناب سپیکر: جی محسن داوڑ، please۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایک تو ہمیں merge کر دیا گیا تھا لیکن merge کرتے وقت جو وعدے ہمارے ساتھ کیے گئے تھے تو ابھی تک وہ وعدے پورے نہیں کیے گئے ہیں۔ جو funds کے وعدے کیے گئے تھے اس میں بھی صوبائی حکومت خرد برد کر رہی ہے۔ یہ جو ہم نے اس بل میں مطالبہ کیا ہے۔ اس amendment میں

مطالبہ کیا ہے یہ میں ایک دفعہ پہلے Private Member's Bill لیکن اس وقت پھر یہ موقف آیا کہ یہ فنانس بل کے بغیر ہو نہیں سکتا۔ تو اب اس کو ہم قسمت کہیں گے کہ ایک mini Budget آیا تو ہم نے پھر وہ amendment ڈال دی۔ گزارش اس میں یہ ہے کہ جو ہمارا routine کا بزنس ہوا کرتا تھا، جو routine کی ہماری trade ہوا کرتی تھی۔

فاٹا merger کے ساتھ جو وعدے انہوں نے کئے تو وہ تو آپ پورے نہیں کر رہے۔ یہ ایک request ہماری ہے کہ جو Custom Houses ہیں آپ ان کو جو borders ہیں پاکستان افغانستان کے درمیان ان stations سے اٹھا کر جو settled districts کے ساتھ ہمارے جو borders ہیں وہاں پر آپ ان کو لے جائیں۔ ہمارا غلام خان کا جو کسٹم ہاؤس ہے آپ اس کو سیدگی لے جائیں۔ کُرم خرناچائی میں جو ہے اس کو آپ ٹل لے جائیں۔ اسی طرح انگوراڈے میں جو ہے اس کو بھی آپ یہاں پر جنڈول جو کہ merger سے پہلے بھی ہوا کرتا تھا۔ گزارش ہے کہ ہماری trade بھی disturb ہو گئی ہے۔ اب اس amendment میں ہم یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ ان stations کو custom stations کو ہمارے merged districts کی حدود سے باہر رکھا جائے تاکہ وہ جو routine کی trade ہماری چل رہی تھی۔ باقی جو پاکستان سے وہاں پر لوگ کاروبار کرنے جاتے ہیں اور یہ جو region ہے یہاں پر ایک business activity چل رہی تھی۔۔۔۔

جناب سپیکر: Thank you نوید قمر صاحب۔ جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: یہ amendment میں نے اور میرے ساتھ پی ٹی آئی کے بھی جو سابقہ فاٹا کے ساتھی ہیں اور پوری اپوزیشن کے بھی ہیں۔ یہ ہم سب نے مل کر دی ہے تو ایک دفعہ پھر ہم اپنے وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اس پر نظر ثانی کریں۔

Mr. Speaker: Now, I put the amendment, as moved by **Mohsin Dawar** and others, to the House. The question is that the amendment, as moved, be adopted.

(The amendment was rejected)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

18 جنوری 2022ء

وقاص گورائیہ کیس

جناب چیئرپرسن: السلام علیکم۔ محسن داوڑ صاحب! ابھی بیٹھیں Calling Attention Notice نوید قمر صاحب ابھی منسٹر صاحب کو بلوایا ہے۔ اس وقت تک تھوڑا سا wait کرلیں۔

جناب چیئرپرسن: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: چیئرمین صاحب بہت شکریہ! آج کل برطانیہ کی ایک عدالت میں گوہر خان نامی ایک شخص کے خلاف ایک ٹرائل چل رہا ہے جو کہ مبینہ طور پر ایک پاکستانی بلاگر وقاص گورائیہ کو قتل کرنے کے منصوبے میں ملوث ہے۔ اب المیہ یہ ہے کہ وہ شخص hit-man جسے وقاص گورائیہ کو قتل کرنے کیلئے hire کیا گیا تھا اس شخص کو جو payment ہوئی ہے وہ ایک پاکستانی بینک کے ذریعے ہوئی ہے اور یہ عدالت کو دوران ٹرائل بتایا گیا ہے۔ اب میں گزارش یہ کروں گا کہ کون ہے جو پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہا ہے ان کی ذرا تحقیقات ہونی چاہئے اور وہ جو ہالینڈ میں قتل کرنے کیلئے یہاں سے پیسے بھیج رہے ہیں۔

دوسری چیز کل رات کو کراچی کمپنی کے قریب ایک ناکے پر دہشت گردوں کا حملہ ہوا اور جس میں ایک پولیس کا سپاہی شہید ہوا اور ساتھ ہی کل ہی شمالی وزیرستان میں بھی IDPs کو لانے والی ایک پولیس کی گاڑی پر طالبان کا حملہ ہوا اور اس میں بھی ایک پولیس کا سپاہی شہید ہوا۔ یہاں پر اسلام آباد میں جو حملہ ہوا اس کی responsibility تحریک طالبان پاکستان نے قبول بھی کی ہے تو جناب چیئرمین! طالبان یہاں اسلام آباد تک پہنچ گئے ہیں۔ دہشت گردی اسلام آباد تک پہنچ گئی ہے اور ہم پتہ نہیں کب

اس چیز کو serious لیں گے۔ یہاں پر نیشنل سیکیورٹی پالیسی کی بات ہوئی اس کا پارلیمنٹ کو کوئی پتہ ہے؟ یہاں پر کسی کو inform کیا گیا ہے؟ یہاں پر کوئی پالیسی بیان ہوئی ہے؟ اس پر یہاں پر debate ہونی چاہئے تھی۔ پالیسی تو پارلیمنٹ نے بنانی ہے، پتہ نہیں یہ کہاں پر بنی ہے اور کس طرح کی پالیسی ہے۔ تو طالبان اسلام آباد تک پہنچ گئے ہیں اگر اب بھی اس چیز کو serious نہ لیا گیا تو بہت نقصان ہوگا۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

10 اپریل 2022ء

میاں محمد شہباز شریف کی تقریر

قائد حزب اختلاف (میاں محمد شہباز شریف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب چیئرپرسن! آج ہم سب تمام قائدین، تمام ممبران قومی اسمبلی متحدہ اپوزیشن کے تمام ہمارے ساتھی، بزرگ، بھائی اور بہنیں ہم سب اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہیں اور اس کا جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے کہ آج ایک نئی صبح طلوع ہونے والی ہے۔ ایک نیا دن آنے والا ہے اور پاکستان کے کروڑوں عوام کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، بزرگوں اور نوجوانوں کی دعائیں، کاوشیں اللہ تعالیٰ نے قبول کی ہیں اور جناب چیئرپرسن! میں یہاں پر متحدہ اپوزیشن کے اکابرین کو سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتحاد، یکجہتی اور انتہائی نظم و ضبط کا مظاہرہ کیا جس کی پاکستان کی تاریخ میں کم مثال ملتی ہے۔ اس سلسلے میں جناب سابق صدر آصف علی زرداری صاحب، جناب مولانا فضل الرحمان صاحب، جناب بلاول بھٹو صاحب، جناب خالد مقبول صدیقی صاحب، جناب اختر مینگل صاحب، جناب نوابزادہ شاہ زین بگٹی صاحب، جناب امیر حیدر ہوتی صاحب اور جناب سردار خالد مگسی صاحب اور ہمارے ساتھی بلوچستان سے اسلم بھوتانی صاحب اور سندھ سے ہمارے علی نواز شاہ صاحب اور دبنگ طارق چیمہ صاحب، **محسن داوڑ صاحب** اور **علی وزیر صاحب** اور ان کے ساتھ جڑے ہوئے ہزاروں لاکھوں، کروڑوں پاکستانیوں کا ہم سب شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی جدوجہد، ان کی قربانیاں آج رنگ لائی ہیں اور آج دوبارہ پاکستان کے اندر آئین اور قانون کا پاکستان دوبارہ بننا چاہتا ہے انشاءاللہ تعالیٰ۔

نئے حکومت کا پہلا تقریر

جناب چیئرپرسن: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو متحدہ اپوزیشن کا، سارے قائدین کا اور جتنے بھی ہمارے ممبران یہاں پر اس ہاؤس میں موجود ہیں ان سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج کے دن ہم نے اس hybrid regime سے چھٹکارا حاصل کیا ہے جس hybrid regime کو 2018ء میں قوم پر مسلط کیا گیا تھا اور جناب چیئرمین! میں زیادہ بات نہیں کروں گا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ جب سے یہ process چلا ہے اور ہماری متحدہ اپوزیشن کی meetings ہوتی رہی ہیں ہر ایک talk میں، ہر ایک پریس کانفرنس میں، میں یہ بات ضرور ریکارڈ پر لاتا ہوں کہ یہ مرحلہ پہلے بھی مجھے کوئی اتنا زیادہ مشکل نظر نہیں آرہا تھا لیکن اس کے بعد جو آنے والا مرحلہ ہے وہ بہت ہی کٹھن ہے کیونکہ ہمارے عوام کی امیدیں ہیں، ان کی توقعات ہیں اور میرے خیال میں یہ جو سیاسی قیادت یہاں پر موجود ہے جہاں پر جمعیت علمائے اسلام، مینگل صاحب اور جتنی بھی میرے خیال میں جو اس ملک کی genuine political leadership ہے وہ اس وقت اس اپوزیشن میں اکٹھی ہے اور اگر مستقبل میں وہ بھی جو عوام کی ہم سے امیدیں ہیں اور جو توقعات ہیں ان کو پورا کرنے میں ناکام ہو گئیں تو میرے خیال میں اس مایوسی اور اس ناامیدی کا پھر کوئی علاج نہیں ہو گا۔

میں یہ بھی کہتا چلوں کہ وہ تمام سیاسی قوتیں جو کسی نہ کسی بھی شکل میں بیساکھیوں کے انتظار میں اور بیساکھیوں کی مدد سے یہاں پر آنے کی کوشش کرتی ہے، ان کا یہی حال ہوتا ہے جو آج ان کا ہوا۔ میرے خیال میں آج ان سب غیر جمہوری سوچ رکھنے والے لوگوں کیلئے آج کا دن نشان عبرت ہے۔ یہ پچھلے ساڑھے تین چار سال جس طریقے سے گزرے میڈیا کیلئے یہ دور بدترین تھا، ہمارے بھائی، ہماری بہنیں یہاں موجود ہیں جس طریقے سے ان کو harass کیا گیا انسانی حقوق کے حوالے سے بھی یہ بدترین دور تھا، political workers کیلئے بھی یہ ایک سیاہ ترین دور تھا جس طریقے سے بغاوت کے مقدمات سیاسی ورکرز پر بنائے گئے اور جس طریقے سے آدھی اپوزیشن تو یہاں پر میرے خیال میں اس وقت بھی Exit Control List میں ہو گی۔ جس طریقے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سے enforced disappearances میں اضافہ ہوا اور جس طریقے سے پختونخوا سے لے کر بلوچستان تک طلباء کو اٹھایا گیا اور لوگوں کو غائب کیا گیا یہ ایسے مسائل ہیں جن کے حل کیلئے عوام ہم سے امیدیں وابستہ رکھے ہوئے ہیں۔

میں ایک اور چیز کا بھی یہاں پر اشارہ کروں گا چیئرمین صاحب! کہ سب سے زیادہ جو ایشو ہمیں face کرنا ہو گا وہ دہشت گردی کا ہے۔ جس طریقے سے اور جس speed سے، یہاں پر میں چیختا رہا، چلا تا رہا تین سے ساڑھے تین چار سال لیکن کسی نے کان نہیں دھرے۔ جس speed سے دہشت گردی پھیل رہی ہے اور آئے دن target killings کے واقعات ہو رہے ہیں ان کی روک تھام کیلئے بھی واضح پالیسی مرتب کرنی ہو گی اور اس میں واضح پالیسی یہ ہو گی کہ ہماری حکومت، ہماری ریاست میں کسی بھی قسم کی militants کیلئے zero tolerance ہو گی۔

جو تنظیمیں دہشت گردی میں ملوث ہیں میں زیادہ detail میں نہیں جانا چاہتا، پھر کبھی اگر انشاء اللہ موقع ملا تو اس پر تفصیلی بحث ہو گی لیکن اس ماحول میں، میں عدلیہ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جہاں پر ایک ایسا ماحول بن رہا تھا کہ آئے دن، ہم جس طرف جا رہے تھے ہماری عوام میں اس نظام کے حوالے سے ناامیدی پیدا ہو رہی تھی لیکن پھر جس طریقے سے پارلیمنٹ پر یلغار کی گئی لیکن اس کے بعد عدلیہ نے پھر اپنا کردار ادا کیا تو اس نظام پر لوگوں میں ایک دفعہ پھر ایک امید پیدا ہوئی۔ میں آخر میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ میں پرانے پاکستان میں اپنے تمام ساتھیوں کو خوش آمدید کہنا چاہتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہوں گا کہ مجھے امید ہے کہ پرانے پاکستان میں **علی وزیر صاحب** کو قید نہیں کیا جائے گا اور **حنیف پشتین صاحب** کو بھی قید نہیں کیا جائے گا، بہت شکریہ۔

16 اپریل 2022ء

شمالی وزیرستان میں آباد IDPs

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کو بلامقابلہ سپیکر قومی اسمبلی منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، پورے ہاؤس کے لیے بھی یقیناً ایک خوشی کا مقام ہے کہ آج جس جس آئین شکن کے خلاف یہاں پر عدم اعتماد کی تحریک ہم نے پاس کروانی تھی وہ عدم اعتماد کی تحریک سے پہلے ہی استعفیٰ دے کر یہاں سے چلا گیا۔ جناب سپیکر! جس طریقے سے انہوں نے آئین کو روندا، جس طریقے سے انہوں نے parliamentary procedures کو، parliamentary norms کو، اور پارلیمان کی روایات کو روندا اس کا احتساب ضرور ہونا چاہیے۔ جب سے یہ اسمبلی بنی ہے اس پورے عرصے میں سپیکر کی اس کرسی میں جو بھی وہاں پر بیٹھتا تھا جتنا بے توقیر اس دور میں کیا گیا تھا میرے خیال میں پاکستان کی پارلیمان کی تاریخ میں سپیکر کی کرسی کو اور اس پورے پارلیمان کو اتنا بے توقیر نہیں کیا گیا۔

میں اپنی تقریر سے پہلے چونکہ پچھلے دنوں جب وزیراعظم صاحب کا انتخاب ہوا تھا اس دن بھی ہم نے بولنا تھا لیکن وہ روندتا ہوا چلا گیا اور اجلاس بھی adjourn کر دیا۔ جو باتیں ہم نے ریکارڈ پر لانی تھیں اس سے پہلے کل رات کو جو واقعہ ہوا ہے وہ انتہائی افسوسناک واقعہ ہوا ہے کہ **شمالی وزیرستان** کے وہ IDPs جو ضرب عضب شروع ہونے سے پہلے افغانستان کے بارڈر کو کراس کر کے افغانستان چلے گئے تھے اور وہ ابھی تک وہاں پر پھنسے ہوئے ہیں۔ پچھلی حکومت نے ان کو واپس لانے کے لیے کوئی پالیسی نہیں بنائی اور وہ انتہائی بری حالت میں وہاں پر زندگی گزار رہے ہیں۔ کل رات پاکستانی ائیر فورس کے طیاروں نے افغان بارڈر کے اُس طرف اور ملحقہ علاقوں میں بمباری کی اور چالیس سے زیادہ افراد اس میں شہید ہوئے ہیں۔ میں اس کی بھی مذمت کرتا ہوں۔ بعض

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

چیزیں ایسی ہیں جو ہماری redline ہیں جس پر ہم کسی صورت بھی compromise نہیں کر سکتے اور جس پر ہم کسی صورت بھی خاموش نہیں رہ سکتے۔ اس چیز کو روکنا ہوگا۔ پہلے ہی ہمیں اتنے زخم لگ چکے ہیں کہ جس کا مداوا ابھی تک نہیں ہوا۔ وہ جو جیٹ طیاروں کی بمباریاں ہیں، پورے کے پورے شہر ملیامیٹ کیے گئے ہیں، اس کا مداوا ابھی تک نہیں ہوا اور اوپر سے پھر یہ بمباریوں کا سلسلہ شروع ہوا تو یہ انتہائی افسوسناک ہے اس کی بھرپور تحقیقات بھی ہونی چاہیے اور جس نے بھی یہ آپریشن کیا ہے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ مگر مجھے پتہ ہے کہ نہیں ہوگی۔ لیکن بہرحال ہم نے یہ احتجاج ریکارڈ پر ضرور لانا ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے ساتھ اسی سے connected یہ کیوں ہو رہا ہے۔ یہ اس لیے ہو رہا ہے کہ ہمارے flawed Afghan Policy ہے جو چالیس سال سے بھی زیادہ ہم اس پالیسی کو follow کر رہے ہیں اور اس کی repercussions پھر ہم نے دیکھا کہ کتنی تباہی ہوئی اور وہ policy یہ ہے کہ ہم نے کبھی ایک شکل میں وہاں پر militancy کو support کیا ہے۔ کبھی دوسری شکل میں، ہم نے ابھی تک اپنی policy کی تصحیح نہیں کی۔ آپ نے ابھی تک اصلاح نہیں کی۔ ابھی recent past میں جو ہوا افغانستان میں اور اس میں جو ہمارا کردار رہا وہ بھی سب کے سامنے ہے اور اسی کے رد عمل میں جب یہاں پر کھڑے ہو کر چیختے تھے کہ اس کا رد عمل یہاں پر آئے گا اور دہشت گردی یہاں پر پھیلے گی اس کے نتیجے میں اور پھر وہی ہوا کہ جس طریقے سے جس speed کے ساتھ یہاں پر پھر دہشت گردی پھیلی اور وہاں پر آئے دن target killing ہوتی ہے، وہ سب کچھ record پر ہے۔ لیکن پھر ہماری پشتو میں کہتے ہیں کہ (پشتو) کہ دہشت گردی کا نشانہ بھی ہم بنتے ہیں اور اس کے رد عمل میں جو عملیات ہوتی ہیں اس کا نشانہ بھی دہشت گرد نہیں بنتے پھر وہ عام عوام کو face کرنا پڑتا ہے۔ جس طرح کل رات کو ہوا تو یہ بنیادی چیز جو سب سے بڑی چیلنج بھی ہے اس موجودہ حکومت کو وہ ہماری Afghan Policy کے ساتھ پھر connected یہ جو دہشت گردی ہے اس کو ہم نے کس طریقے سے لیا اس میں جب تک ہماری policy میں clarity نہیں آئے گی۔ ہم ششو پنج میں رہیں گے۔ ہم یہ تفریق نہیں کر پاتے کہ جب تک یہ والے، یہ والے ہیں تو اس مسئلے سے ہم چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے۔

ساتھ ہی ساتھ کچھ ایسی چیزیں جیسے اٹھارھویں ترمیم میرے خیال میں ایک بہت بڑی achievement تھی چھوٹے صوبوں کے لیے میں میرے خیال میں جب سے یہ پاکستان بنا ہے۔ واحد چھوٹے صوبوں کی جو صوبائی خود مختاری کا جو ان کا دیرینہ

مطالبہ تھا اٹھارھویں ترمیم کی شکل میں لیکن اس پر عمل درآمد کے بجائے اس کے خلاف سازشیں ہوتی آرہی ہیں ابھی تک۔ تو ایک گزارش یہ ہوگی کی اٹھارھویں ترمیم پر من و عن عمل کیا جائے۔ پچھلی حکومت میں جس طریقے سے freedom of speech and freedom of Assembly کو روندا گیا اس پر بھی نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہم نے دیکھا کہ ہماری صحافی برادری ہے ان کو جس طریقے سے استحصال کا نشانہ بنایا گیا۔ جتنی oppression کا انہوں نے سامنا کیا اور ہمارے political workers نے جتنے oppressions کا سامنا کیا تو ہماری یہ بھی گزارش ہے کہ وہ مقدمات جو پچھلی حکومتوں میں بنے تھے ان سارے مقدمات کو بھی واپس لیا جائے اور جو political workers جیلوں میں ہیں ان کی رہائی کا یا forced disappearances کا مسئلہ ہے، اختر مینگل صاحب نے بھی اس پر تفصیلی بحث کی۔ وہی بات میں بھی record پر لانا چاہوں گا کہ forced disappearances کا مسئلہ ہے وہ بہت ہی زیادہ نازک ہے اور اس مسئلے پر یہاں حفیظ بلوچ، دیکھیں ایک Ph.D student جو یہاں پر اور یہ case ابھی اسلام آباد ہائی کورٹ میں چل بھی رہا ہے اور سارے جو records ہیں وہ اسلام آباد ہائی کورٹ میں لائے گئے ہیں کہ کس طریقے سے Baloch Students پر وہاں پر profiling کی جاتی ہے۔ قائداعظم یونیورسٹی میں جو peripheries میں ہوتا ہے وہ تو الگ سی بات ہے۔ لیکن یہاں پر پاکستان کے capital میں ایک یونیورسٹی میں جو سلوک ہوتا ہے تو اس پر بھی نظر ثانی کی ضرورت ہے اور جو ماضی میں ہوتا رہا ہے اس کے روک تھام کی بھی ضرورت ہے۔

ہمارے ex-FATA میں پچھلی حکومت میں اس سے جو 2018 last time میں جب میاں صاحب پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت جب ختم ہو رہی تھی شاہد خاقان عباسی صاحب پرائم منسٹر تھے تو جاتے جاتے فاٹا merge ہو گیا کے پی میں۔ لیکن یہاں پر جو ہم دیکھ رہے ہیں کہ پچھلے ساڑھے تین سال میں تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فاٹا کے پی میں merge نہیں ہوا۔ کے پی کو فاٹا میں merge کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ جو civil power پہلے صرف فاٹا میں تھا اس کو پورے صوبے تک extend کر دیا گیا ہے تو اس کو بھی واپس لینے کی ضرورت ہے۔ NFC میں جو share ہمیں promise کیا گیا تھا سرتاج عزیز صاحب کی report جو تھی جس کی بنیاد پر فاٹا کا merger ہوا تھا۔ اس میں یہ لکھا گیا تھا کہ فاٹا کو تین فیصد NFC میں ملنا چاہیے تو بجائے اس کے کہ وہ ہمیں

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تین فیصد ملتا، پورے کا پورا زور اس کے پیچھے لگا دیا گیا کہ فلاناں صوبہ نہیں مان رہا ہے، فلاناں صوبہ نہیں مان رہا ہے۔ صوبوں کے ساتھ ہمارا کوئی سروکار نہیں ہے یہ وفاق کی responsibility ہے، وفاقی حکومت کی responsibility ہے۔

HEC کا جو حال ہوا۔ میرے خیال میں یہ بھی HEC پر بدترین دور تھا اور ہماری universities اور کے پی کی یونیورسٹیز میں اساتذہ اور جو lower staff تھا ان کی تنخواہیں تک نہیں دیں۔ اب بھی پچھلے ایک مہینے تک پشاور یونیورسٹی میں اس سلسلے میں strikes رہی تو اس پر بھی خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ آخر میں میں یہ کہوں گا کہ اب جو narrative بنانے کی وہ کوشش کر رہے ہیں تحریک انصاف کے ساتھی۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ چند جلسوں میں ان کی کچھ نعرے بازیاں بھی ہوتی ہیں تو میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب وہ حکومت میں تھے تو بوٹ پالش کے اگلے پچھلے تمام ریکارڈ انہوں نے توڑ دیے تھے اور اب جب ان کی حکومت نہیں رہی تو پھر وہ انقلابی بننے کی کوشش کر رہے ہیں اور وہ ایک ایسا narrative بنانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جیسے کہ ہم Anti-Establishment بھی ہوں، ہم Anti-America بھی ہوں۔ ایک فون کال کے پیچھے کتنے ترسے ہمارے خان صاحب وہ بھی سب کو پتہ ہے اور پھر وہ اگر conspiracy کریں گے تو آپ کے خلاف کیوں کریں گے۔ پوری دنیا کو پتہ ہے کہ آپ کے پاس اختیار کتنا تھا۔ آپ کی اسمبلی کا ایجنڈا کون بنا کر دیتا تھا وہ ہم سب کو نہیں پتہ، اب یہ آپ narrative بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بہر حال، آخر میں میں پھر آپ کو جناب سپیکر! مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس امید کے ساتھ policies کسی اور جگہ نہیں اس پارلیمنٹ میں بنیں گی۔ فیصلے کہیں اور نہیں اسی پارلیمنٹ میں ہوں گے۔ میرے خیال میں اگر یہ اب ممکن نہ ہوا، کیونکہ پوری کے پوری پاکستان کی قیادت ہمارے پرائم منسٹر صاحب کے پیچھے ہے، ان کی back پر ہیں۔ اگر ہم اب بھی یقینی نہ بنا سکیں تو میرے خیال میں شاید ہی ہماری زندگی میں یہ یقینی ہو جائے، میں آخر میں اس شعر پر آپ سے اجازت چاہوں گا:

اس امید پر صحرا میں آگے بڑھتا رہا
کہ اگلے موڑ پر شاید فرات مل جائے

جناب سپیکر: شکریہ داوڑ صاحب۔

11 مئی 2022ء

قائد اعظم یونیورسٹی میں طلباء کا احتجاج

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب آپ بات کریں۔

POINT OF ORDER

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ۔ سپیکر صاحب! Point of Order کی across the board ایک ہی پالیسی ہونی چاہیے اگر نہیں ملنا تو پھر سب کو نہیں ملنا چاہیے لیکن اگر ملنا ہے تو پھر جب ہم اٹھتے ہیں تو ہمیں بھی یہ Floor ملنا چاہیے۔ جناب سپیکر! گزارش یہ تھی کہ پچھلی حکومت میں تو **ہائیر ایجوکیشن** پر یا ہماری یونیورسٹیز کا جو حال ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ پشاور یونیورسٹی سے لے کر قائد اعظم یونیورسٹی تک جو تماشا بنایا گیا اور ابھی بھی قائد اعظم یونیورسٹی میں ہمارے کچھ طلباء protest کر رہے ہیں ان کو expel کیا گیا ہے اور اس سے پہلے بلوچستان کے students کی بھی rational profiling ہو رہی تھی اس پر ہائی کورٹ کا بھی ایک فیصلہ آیا ہے۔ اس وقت بھی پشتون کونسل کے 16 کے قریب طلباء کو expel کیا گیا ہے۔ تو میں گزارش یہ کروں گا کہ اس مسئلے کو آپ concerned Committee میں بھیجیں تا کہ اس مسئلے کا کچھ نہ کچھ حل نکال سکیں۔ لوگوں کے exams سر پر ہیں ان کا تعلیمی کیریئر خراب ہو رہا ہے اور ان کا تعلیمی سال ضائع ہو رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تین فیصد ملتا، پورے کا پورا زور اس کے پیچھے لگا دیا گیا کہ فلاناں صوبہ نہیں مان رہا ہے، فلاناں صوبہ نہیں مان رہا ہے۔ صوبوں کے ساتھ ہمارا کوئی سروکار نہیں ہے یہ وفاق کی responsibility ہے، وفاقی حکومت کی responsibility ہے۔

HEC کا جو حال ہوا۔ میرے خیال میں یہ بھی HEC پر بدترین دور تھا اور ہماری universities اور کے پی کی یونیورسٹیز میں اساتذہ اور جو lower staff تھا ان کی تنخواہیں تک نہیں دیں۔ اب بھی پچھلے ایک مہینے تک پشاور یونیورسٹی میں اس سلسلے میں strikes رہی تو اس پر بھی خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ آخر میں میں یہ کہوں گا کہ اب جو narrative بنانے کی وہ کوشش کر رہے ہیں تحریک انصاف کے ساتھی۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ چند جلسوں میں ان کی کچھ نعرے بازیاں بھی ہوتی ہیں تو میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب وہ حکومت میں تھے تو بوٹ پالش کے اگلے پچھلے تمام ریکارڈ انہوں نے توڑ دیے تھے اور اب جب ان کی حکومت نہیں رہی تو پھر وہ انقلابی بننے کی کوشش کر رہے ہیں اور وہ ایک ایسا narrative بنانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جیسے کہ ہم Anti-Establishment بھی ہوں، ہم Anti-America بھی ہوں۔ ایک فون کال کے پیچھے کتنے ترسے ہمارے خان صاحب وہ بھی سب کو پتہ ہے اور پھر وہ اگر conspiracy کریں گے تو آپ کے خلاف کیوں کریں گے۔ پوری دنیا کو پتہ ہے کہ آپ کے پاس اختیار کتنا تھا۔ آپ کی اسمبلی کا ایجنڈا کون بنا کر دیتا تھا وہ ہم سب کو نہیں پتہ، اب یہ آپ narrative بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بہر حال، آخر میں میں پھر آپ کو جناب سپیکر! مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس امید کے ساتھ policies کسی اور جگہ نہیں اس پارلیمنٹ میں بنیں گی۔ فیصلے کہیں اور نہیں اسی پارلیمنٹ میں ہوں گے۔ میرے خیال میں اگر یہ اب ممکن نہ ہوا، کیونکہ پوری کے پوری پاکستان کی قیادت ہمارے پرائم منسٹر صاحب کے پیچھے ہے، ان کی back پر ہیں۔ اگر ہم اب بھی یقینی نہ بنا سکیں تو میرے خیال میں شاید ہی ہماری زندگی میں یہ یقینی ہو جائے، میں آخر میں اس شعر پر آپ سے اجازت چاہوں گا:

اس امید پر صحرا میں آگے بڑھتا رہا
کہ اگلے موڑ پر شاید فرات مل جائے

جناب سپیکر: شکریہ داوڑ صاحب۔

11 مئی 2022ء

قائد اعظم یونیورسٹی میں طلباء کا احتجاج

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب آپ بات کریں۔

POINT OF ORDER

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ۔ سپیکر صاحب! Point of Order کی across the board ایک ہی پالیسی ہونی چاہیے اگر نہیں ملنا تو پھر سب کو نہیں ملنا چاہیے لیکن اگر ملنا ہے تو پھر جب ہم اٹھتے ہیں تو ہمیں بھی یہ Floor ملنا چاہیے۔ جناب سپیکر! گزارش یہ تھی کہ پچھلی حکومت میں تو ہائیر ایجوکیشن پر یا ہماری یونیورسٹیز کا جو حال ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ پشاور یونیورسٹی سے لے کر قائد اعظم یونیورسٹی تک جو تماشا بنایا گیا اور ابھی بھی قائد اعظم یونیورسٹی میں ہمارے کچھ طلباء protest کر رہے ہیں ان کو expel کیا گیا ہے اور اس سے پہلے بلوچستان کے students کی بھی rational profiling ہو رہی تھی اس پر ہائی کورٹ کا بھی ایک فیصلہ آیا ہے۔ اس وقت بھی پشتون کونسل کے 16 کے قریب طلباء کو expel کیا گیا ہے۔ تو میں گزارش یہ کروں گا کہ اس مسئلے کو آپ concerned Committee میں بھیجیں تاکہ اس مسئلے کا کچھ نہ کچھ حل نکال سکیں۔ لوگوں کے exams سر پر ہیں ان کا تعلیمی کیریئر خراب ہو رہا ہے اور ان کا تعلیمی سال ضائع ہو رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اسلام آباد پریس کلب کے سامنے افغان مہاجرین کا احتجاج

ساتھ ہی ساتھ کل پرسوں یہاں پر اسلام آباد پریس کلب کے باہر Afghan Refuges Under Protest تھے۔ وہ جن تکالیف سے گزر کر یہاں پر پہنچے ہیں اور یہاں پر بھی ابھی تک کوئی پالیسی نہیں ہے کہ کس طریقے سے، میں صرف حکومتی سطح پر بات نہیں کر رہا بلکہ بین الاقوامی سطح پر جو crisis آئے ہیں، جو انسانی بحران وہاں پر ہے اس کی ذمہ دار پوری دنیا ہے۔ پوری دنیا نے وہاں پر ایک کھیل کھیلا ہے اس کے نتیجے میں وہاں پر لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ یہاں پر پریس کلب کے سامنے جو لوگ آئے ہوئے ہیں وہ بڑی تعداد میں ہیں، ان کے ساتھ چھوٹے بچے اور خواتین ہیں۔ تو ان کے بارے میں متعلقہ جو منسٹری ہے وہ کچھ نہ کچھ ایکشن لے اور جتنی حد تک ان کو facilitate کیا جا سکتا ہے اتنا کریں۔

ضرب غضب کے دوران شمالی وزیرستان کے بازاروں کا مسمار ہونا

ایک اور مسئلہ چونکہ کافی دن سے ہم گزارش کر رہے تھے۔ ہمارے **شمالی وزیرستان** کے جو بازار تھے وہ ضرب عضب میں مکمل مسمار ہو گئے ہیں۔ ان کا سامان بھی غائب ہو گیا اور وہ پورے کے پورے جتنے بھی بازار تھے ان کو مسمار کر دیا گیا تھا۔ اب اس کے بعد ان کی compensation کیلئے جب ہم نے دوڑ دھوپ کی، احتجاج کیے، جلسے جلوس کیے تو کچھ نہ کچھ پیسہ ان کیلئے release ہوا۔ اب وہ bureaucracy کی نذر ہو رہا ہے۔ جو بھی ڈپٹی کمشنر آتا ہے اور وہ وہاں پر جتنے بھی کام ہیں ان کے ساتھ مل کر ان کو blackmail کر کے یا جو کچھ بھی کہیں لیکن ان سے پیسہ بٹورنے کیلئے مختلف بہانے بنائے جاتے ہیں۔ تو ایک بہانہ پھر دوسرا بہانہ۔ تو دو سال سے وہ پیسہ جو منظور ہو چکا ہے اس کیلئے وہ در بہ در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ وہ بیچارے ہائی کورٹ گئے، ان سے بہانہ بنایا جاتا ہے کہ آپ کا جو ڈیٹا ہے اس میں fake cases ہیں۔ وہ ہائیکورٹ گئے، ہائیکورٹ نے ان کے موٴقف کو endorse کیا اور حکومت کو instructions دیں کہ ان کا پیسہ ان کو دے دیا جائے۔ تو صوبائی حکومت سے درخواست ہے کہ وہ اپنی bureaucracy کو سمجھائے کہ ان لوگوں کو مزید ذلیل و خوار نہ کیا جائے۔

صدر کے غیر آئینی طریقے کو مسترد کرنا

ایک اور ایشو کل جس پر بحث بھی ہوئی تھی اور یہ Resolution ہم نے کل پاس بھی کروانا تھا لیکن پھر quorum point out ہوا۔ یہ جو آئین کے ساتھ ایک کھیل کھیلا جا رہا ہے اور آئین کو مسلسل، جب سے یہ پارلیمنٹ وجود میں آئی ہے پہلے دن سے لے کر اب تک جس طریقے سے Parliamentary norms کو روندا گیا وہ تو الگ سے ایک مثال ہے۔ لیکن پھر جس طریقے سے یہ no-confidence Resolution سے لے کر اب تک جس طریقے سے، پہلے یہاں سے غیر آئینی Rulings پاس ہوتی رہی ہیں۔ پھر پنجاب کے گورنر صاحب کا ایک مسئلہ سامنے آتا ہے۔ پھر یہاں پر ڈپٹی سپیکر اور سپیکر کا جو role ہے، جس طریقے سے ایک deliberate attempt ہو رہا ہے، ملک کے آئین کو بار بار توڑا جا رہا ہے تو اس پر ہمیں seriously سوچنا چاہیے۔ میں بار بار اپنی تقاریر میں کہتا ہوں کہ یہ ایک document ہے جو binding document ہے جس پر اگر ہم نہیں چلیں گے تو پھر تو chaos ہے۔ پھر تو ہر کوئی اپنی حکومت، ہر کوئی اپنی عدالت، ہر کوئی اپنا نظام، ہر کوئی اپنا آئین اور ہر کوئی اپنا قانون بنائے گا۔ تو یہ جو کچھ بار بار ہو رہا ہے تو اس Resolution پر ہم نے اور تمام پارٹیوں نے دستخط بھی کیے ہیں تو اگر آپ کی اجازت ہو تو میں یہ Resolution بھی پڑھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی آپ Resolution پڑھیں۔

RESOLUTION: DEPRECATING THE UNCONSTITUTIONAL STANCE TAKEN BY THE PRESIDENT; URGING TO ACT IN A NON PARTISAN MANNER TO PERFORM THE FUNCTIONS IN ACCORDANCEWITH ARTICLE 48 OF THE CONSTITUTION

Mr. Mohsin Dawar: This House resolves that under the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan obedience to the Constitution and law is the inviolable obligation

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

of every citizen wherever he may be and of every other person for the time being within Pakistan.

According to oath of the office of President, the President will not allow his personal interest to influence his official conduct or his official decisions. He is also bound to preserve, protect and defend the Constitution.

This House takes strong exception to the unconstitutional stance taken by the President and refusal to adhere to implement the Constitution in letter and spirit and also to follow the norms of Parliamentary democracy.

This House calls upon the President to act in a nonpartisan manner and to perform his functions strictly in accordance with Article 48 of the Constitution.

16 مئی 2022ء

ملک غداری کا مقدمہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جناب محسن داوڑ صاحب۔

[ج]ناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب سپیکر! میں آغاز اس پوائنٹ سے کروں گا جہاں پر اس سے پہلے ہمارے محترم خواجہ آصف صاحب نے بات کی یہاں پر غداری کا بھی ذکر ہوا۔ 124 اے کا بھی ذکر ہوا۔ یہ جو غدار ہوتے ہیں ان کے بھی درجات ہوتے ہیں اپنی ڈگریز ہوتی ہیں۔ ہم شاید وہ superlative degree میں آتے ہیں۔ ذکر ہوتا ہے یہاں پر مختلف اوقات میں مختلف وجوہات پر یہ سیاسی مقدمات بنتے رہتے ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ آج کل بھی ایک لہر چل پڑی ہے اور ایک موصوف لگے ہوئے ہیں پورا دن کسی کو سراج الدولہ کہتے ہیں کسی کو neutral یا جانور کہتے ہیں۔ کبھی کچھ کہتا ہے کبھی کچھ کہتا ہے۔ لیکن وہ اس قسم کے کیسز سے مستثنیٰ ہیں، اس قسم کے مقدمات سے۔ اس عمل پر ایک مہر تصدیق ثبت ہوتی ہے کہ شاید اس طریقے کے مقدمات یا آپ کی کنیت یا آپ کی سیاسی وابستگی اس چیز کو define کرتی ہے کہ آپ کے ساتھ ریاست کا سلوک کیا ہو گا۔ جو کچھ آج ان کے جلسوں میں ہو رہا ہے میرے خیال میں یہ unprecedented ہے۔ آپ یقین نہیں کریں گے میرے اوپر چائے پینے پر بھی غداری کا مقدمہ درج ہو چکا ہے۔ یہ انتہائی مضحکہ خیز بات ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے اور اسی کیس میں پچھلے دنوں **علی وزیر** کی گرفتاری بھی show کی گئی ہے۔ ہم کراچی کے علاقے میں کسی کے فلیٹ میں بیٹھے تھے اور اس پر غداری کا مقدمہ درج کیا کہ یہ لوگ سازش کر رہے تھے اور چائے بھی پی رہے تھے۔ یہ جو آج کل ہم سن رہے ہیں۔ بہر حال یہ ایک بہت لمبی اور نہ ختم ہونے والی debate ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

شمالی وزیرستان میں خودکش حملہ

یہاں پر ذکر بھی ہوا کہ پرسوں میرے حلقے شمالی وزیرستان میں سب سے پہلے عیدت گاؤں میں ایک خودکش حملہ ہوا۔ ایک فوجی convoy پر حملہ ہوا جس میں تین فوجیوں سمیت تین بچوں کی بھی شہادتیں ہوئی ہیں۔ یہ ایک اتنا خطرناک مسئلہ ہے۔ میں جب سے اسمبلی کا ممبر بنا ہوں پہلے دن سے ہی اس بارے میں چیخ رہا تھا کہ یہ دہشت گردی پھر سے سر اُٹھا رہی ہے لیکن ابھی تک بد قسمتی سے کوئی serious debate ہی نہیں ہوئی۔ ساتھ ہی ساتھ اس وقت واقعے کے دو گھنٹے کے بعد میرے گاؤں درپڑانڈے درپا خیل میں ایک ہی واقعے میں چار افراد کو target killing کا نشانہ بنایا گیا ہے اور یہ دو گھنٹے کے وقفے سے دو واقعات ہوئے ہیں۔ ابھی بھی میں نیوز پر ایک خبر دیکھ رہا تھا۔ مذاکرات کی باتیں بھی طالبان کے ساتھ ہو رہی ہیں اور یہ بھی سننے میں آرہا ہے کہ انتہائی مطلوب کمانڈر مسلم خان جو ان کے ترجمان ہوا کرتے تھے اور محمود خان ہیں، ان کو حوالے کر دیا گیا۔ اب یہ کن شرائط پر حوالے کیا گیا اور یہ بھی نیوز ہے کہ کل جو رپورٹ میں پڑھ رہا تھا اس میں یہ سن رہا تھا، سچ یا غلط ہے بہر حال اس نیوز رپورٹ میں میں نے پڑھا کہ شاید ان کو محترم صدر پاکستان کی طرف سے معافی ملنے کے بعد because they were convicted اب اس طرح کی convictions اتنی آسانی سے اگر صدر پاکستان اور پارلیمنٹ کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو، پارلیمنٹ کو پتہ بھی نہیں ہے کہ ہو کیا رہا ہے، مذاکرات کن شرائط پر کر رہے ہیں، اس پر پارلیمنٹ کو brief کرنا چاہیے اور یہ جو دہشت گردی سر اٹھا رہی ہے اس پر serious debate ہونی چاہیے۔ جناب سپیکر! ہمارے شمالی وزیرستان کی تاجر برادری جو تین چار سال سے بلکہ ضرب عضب کے بعد بے چارے در بہ در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں، کبھی اسلام آباد پریس کلب، کبھی پشاور پریس کلب، کبھی ایک اسمبلی اور کبھی دوسری اسمبلی، وہ جن کے بازاروں کو لوٹا گیا اور ان کے نام پر اگر کچھ فنڈز منظور بھی ہوئے اب ان کو اپنے cheques کی وصولی کے لیے اس طریقے سے خوار کیا جا رہا ہے۔ آپ کے پاس بھی لوگ آئے ہوں گے کیونکہ آپ کے حلقے کے بھی کافی دکاندار جن کی میر انشاہ بازار میں دکانیں تھیں، اب ان کو ایک چیک کے پیچھے ذلیل و خوار کیا جا رہا ہے۔ وہ بے چارے ہائی کورٹ میں بھی گئے کہ یہ procedure غلط ہے۔ جس طریقے سے اس سے پہلے چیک تقسیم ہوئے اس طریقے سے چیک تقسیم ہوں۔ اس ہائی کورٹ کے فیصلے پر بھی کچھ نہیں ہوا۔ آپ اس پر کوئی کمیٹی بنائیں کیونکہ دو دفعہ پارلیمنٹ سے بھی،

پچھلی جو کمیٹی بنی تھی یہاں سے بھی دو دفعہ instructions جا چکی ہیں۔ اس کے باوجود بھی اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس پر Ruling دیں، اس پر ایک کمیٹی بنائیں، جو کچھ بھی کرنا ہے لیکن اس کے لیے کچھ حل نکالیں۔ وہ بے چارے جو already اتنے suffer کر چکے ہیں تو مزید suffer نہ ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل جی یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور میرے پاس بھی یہ وفد آیا تھا۔ متعلقہ کمیٹی میں یہ معاملہ بھیجتے ہیں اور انشاء اللہ اس کمیٹی سے کہیں گے کہ within one month اس ایشو کو حل کریں۔ متعلقہ کمیٹی کو بھیج دیا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

23 مئی 2022ء

جنگل پر آگ لگنے کی وجہ بتا دی جائے

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

POINT OF ORDER

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ سپیکر صاحب! سب سے پہلے تو یہ کوہ سلیمان جہاں پر آگ لگی ہوئی ہے، المیہ یہ ہے کہ 15 دن سے آگ لگی ہوئی ہے اور اس طرح کی آفات میں ہماری جو capacity ہے اس کو tackle کرنے کی وہ سامنے آجاتی ہے۔ اس سے ہماری ability کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ ہم کتنے equipped ہیں اور ہماری کتنی priority ہے اس طرح کے مسائل کو حل کرنے کی۔ 15 دن سے وہاں پر آگ لگی ہوئی ہے وہاں پر 3 جانیں بھی ضائع ہوئی ہیں۔ جانور بھی اس میں ضائع ہوئے ہیں کافی جنگل بھی ضائع ہوا ہے۔ آگ وہاں پر مزید پھیل بھی رہی ہے۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ کوئی serious effort ہونی چاہیے اور اس آگ کو بجھانا چاہیے اور اس کی بھی تحقیقات ہونی چاہیے کہ یہ آگ کیسے لگی ہے؟

دوسری بات جناب ڈپٹی سپیکر! مجھے یہ سمجھ میں نہیں آرہا کہ سابقہ جو وزیر اعظم صاحب ہیں اس نے اعلان کیا ہوا ہے اور وہ چھپے ہوئے ہمارے خیبر پختونخوا میں اور ہمارے صوبے کو ایک سیاسی شکار گاہ بنالیا ہے اور وہ وہاں سے یہاں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جب وہ وزیر اعظم تھے اور صوبے میں بھی ان کی حکومت تھی اور وفاق میں بھی ان کی حکومت تھی اور ہمارے صوبے کے جو حقوق تھے ان پر صوبے سے بھی خاموشی تھی اور وفاق بھی ان کو مسلسل نظر انداز کیے جارہا تھا۔ Net hydel کی جو situation پچھلے چار سال میں ہے وہ ساری کی ساری ریکارڈ پر پڑی ہوئی ہے۔ گیس royalty کی جو situation ہے وہ ساری کی ساری ریکارڈ پر پڑی ہوئی ہے اور آرٹیکل 158 کی مسلسل violation ہو رہی تھی۔ ہمارے صوبے میں گیس کی لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ **این ایف سی** کے ساتھ کھلواڑ کیا گیا۔ ہمارے صوبے کے وسائل پر

جو cut انہوں نے لگایا۔ ہمارے صوبے کو انہوں نے جس طریقے سے دہشت گردی کے حوالے کیا اب وہ اپنے سیاسی مقاصد کے لیے ہمارے صوبے کو ایک دفعہ پھر استعمال کر رہا ہے اور جو یہاں سے بھاگ کر وہاں پر چھپا ہوا ہے۔ میرے خیال میں انہیں اس وقت تھوڑا اس بات پر سوچنا چاہیے تھا کہ جب حکومت میں آپ تھے تو اس وقت آپ اس صوبے کو مسلسل نظر انداز کر رہے تھے اور ان کے حقوق غصب کر رہے تھے۔ آپ ملک کے اس صوبے کو دہشت گردوں کے حوالے کر رہے تھے۔ جب خڑکمر میں ہمارے اوپر گولیاں برسائی گئیں لیاقت باغ کے بعد یہ سب سے بڑا massacre تھا۔ اس سے بڑا قتل عام لیاقت باغ کے بعد کوئی نہیں ہوا جو سرکاری اداروں کی طرف سے ہوا ہو۔ اس act کو بھی اس وقت کے منسٹر نے یہاں سے defend کیا۔ یہاں پر اس کو وفاقی وزراء نے اس کو defend کیا۔ لوگ وہاں پر شہید ہوئے لیکن الٹا ان کو condemn کیا گیا۔ موجودہ وہاں کے چیف منسٹر نے بھی اس کو condemn کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! تاریخ اپنا انتقام ضرور لے گی۔ جو کھیل انہوں نے کھیلا ہے ان کے خون کا ان سے بدلہ بھی لیا جائے گا ان سے انتقام بھی لیا جائے گا اور اس کارروائی کی سزا بھی دی جائے گی۔ آخر میں ایک اور بات کرنی ہے۔ سپیکر صاحب سے میں نے یہ بات کرنی تھی لیکن چونکہ وہ یہاں ہے نہیں استعفیٰ وہاں سے آئے ہوئے ہیں اور مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آرہی کہ ان استعفوں کو verify کیوں نہیں کیا جارہا۔ سپیکر آفس کو چاہیے کہ ان استعفوں کو verify کروائیں اور ان حلقوں میں پھر سے انتخابات کرائے جائیں۔ مطلب یہ عجیب مذاق ہے وہ اگر دل سے استعفیٰ نہیں دے رہے ہیں اگر وہ مذاق کر رہے ہیں صرف شوشا چھوڑ رہے ہیں اور وہ حلقے جن کے وہ ممبران تھے وہ اپنی نمائندگی سے محروم ہیں۔ ان حلقوں میں پھر سے الیکشن ہونے چاہئیں۔ ان کے نمائندگان کی یہاں پر موجودگی ضروری ہونی چاہیے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اپنی بات مکمل کریں محسن داوڑ صاحب!

جناب محسن داوڑ: میں اپنی بات مکمل کرتا ہوں۔ جناب اس پر اپنی ایک واضح پالیسی آنی چاہیے کہ اگر ان کے استعفیٰ منظور کرنے ہیں تو منظور کریں اگر verification اس کی رہتی ہے تو اس کی verification کریں اور اس کے بعد re-election ان حلقوں میں کرایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

24 مئی 2022ء

Missing Persons کی ایشو کی بھر پور مذمت

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

POINTS OF ORDER

جناب محسن داوڑ: جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! ابھی تھوڑی دیر پہلے سوشل میڈیا پر میں دیکھ رہا تھا کہ کراچی میں Baloch missing persons کی families protest کر رہی تھیں اور ان کو اب تھوڑی دیر پہلے گرفتار کیا گیا ہے۔ ہم اس کی بھرپور مذمت بھی کرتے ہیں اور سندھ حکومت یا جو بھی اس میں involve ہیں خصوصاً سندھ حکومت پر یہ responsibility آتی ہے ان سے یہ کہتے ہیں کہ مہربانی کر کے ان کو release کریں۔ اس طرح کی situations میں حکومتیں بدلتی رہتی ہیں لیکن ایک تاثر پھر یہ جاتا ہے کہ اس ملک میں جو حقیقی oppressed ہیں ان کی تقدیر نہیں بدلتی۔ حکومت چاہے جو بھی، اقتدار میں چاہے جو بھی ہو ان کی تقدیر نہیں بدلتی۔ یہ missing persons کا ایشو انتہائی اہم ہے اور جب یہ موجودہ حکومت بن رہی تھی اس وقت بھی کئی سیاسی جماعتوں کی priority پر یہ ایشو تھا کہ missing persons کے مسئلے پر سنجیدگی سے سوچا جائے لیکن ان کے مسئلے کو حل کرنے کی بجائے ان کی ساتھ اس طرح کے رویے اپنائے جا رہے ہیں۔ خواتین کو arrest کیا گیا جو کہ انتہائی شرمناک عمل ہے، ان کے لیے رہائی کا مطالبہ کرتے ہیں۔

میر علی ڈگری کالج کے پروفیسرز پر حملے کی شدید مذمت

جناب سپیکر صاحب! میر علی ڈگری کالج کے دو پروفیسرز جو ڈیوٹی کے بعد واپس جا رہے تھے اور ہکا خیل کے قریب ان کو ایک بم دھماکے سے ٹارگٹ کیا گیا۔ **پروفیسر شیر علی** اور ایک دوسرے پروفیسر اس میں زخمی ہوئے اور **پروفیسر شیر**

علی صاحب کی ایک ٹانگ بھی اس میں ضائع ہو گئی اور المیہ ہے کہ چونکہ provincial government کے domain میں آتے ہیں مگر ابھی تک ان کا صرف یہ focus ہے کہ کس طریقے سے ان کے جو لیڈرز ہیں ان کی سیاسی اور ان کی ego تسکین کے لیے خیبر پختونخوا کے وسائل کو استعمال کر کے اسلام آباد پر حملہ آور ہوں گے۔ صوبائی حکومت میں سے کسی نے بھی ان پروفیسر صاحبان کو نہیں پوچھا کہ یہ حملہ کس طریقے سے ہوا، کون اس میں ملوث تھا اور ہم آپ کو اس پر کچھ relief بھی دیں گے۔ وہ بھی انتہائی شرم کا مقام ہے کہ پروفیسر صاحب جس کی ٹانگ بھی ضائع ہو گئی اور اتنا بڑا نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر! یہ جو کل لوگ یہاں پر حملہ کرنے کے لیے آرہے ہیں۔ میں ایک بات کروں گا کہ یہاں پر raids کی بات ہوئی۔ political workers کے خلاف جہاں بھی خلاف قانون جو بھی عمل ہو گا ہم اس کی مذمت کریں گے۔ یہ اقتدار بڑی temporary چیز ہوتی ہے اور ہمیں ابھی بھی یاد ہے کہ جب خڑکمر میں ہمارے اوپر گولیاں برسائی گئیں اور ہمارے ساتھی پشاور میں احتجاج کر رہے تھے۔ میں آج صبح بھی وہ ویڈیو دیکھ رہا تھا کہ جس طریقے سے صوبائی حکومت کے کہنے پر ہمارے ساتھیوں کو لاتوں اور گھونسوں سے مارا اور جگہ جگہ پر raid کیے جا رہے تھے جس طریقے سے ان کو گرفتار کیا جا رہا تھا۔

وفاقی حکومت کے وزراء یہاں پر اس بربری کو defend کر رہے تھے۔ یہ جو موجودہ صوبائی حکومت ہے کہ ہماری ایک ساتھی **گلالئی اسماعیل** جن کو اسی حکومت نے اور پوری دنیا نے کئی ایوارڈز سے نوازا ہے ان کے ستر سالہ والدین کو عدالتوں میں گھسیٹنے کے لیے پوری صوبائی کابینہ کا اجلاس ہوتا ہے اور ان کو prosecute کرنے کے لیے چالیس پینتالیس لاکھ روپے خرچ کر کے special prosecutor کی approval لی جاتی ہے۔ ان کو یہ چیز مد نظر رکھنی چاہیے کہ اقتدار بڑی مصنوعی چیز ہے۔ یہاں پر انہوں نے اپنا حشر دیکھا۔ میں کسی چیز کو justify نہیں کرتا لیکن ابھی جو موجودہ صوبائی حکومت نے جو کیا ہے۔ یہ چیز ان کو مد نظر رکھنی چاہیے کہ ساری عمر انہوں نے بھی اقتدار میں نہیں رہنا۔ جس طریقے سے ہمارے صوبے کے عوام کو عمران خان اپنے سیاسی مقاصد کے لیے اور اپنی ego کی تسکین کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ میں صرف ان کے لئے چند اشعار پڑھوں گا۔

(پشتو)

شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

24 مئی 2022ء

Missing Persons کی ایشو کی بھر پور مذمت

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

POINTS OF ORDER

جناب محسن داوڑ: جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! ابھی تھوڑی دیر پہلے سوشل میڈیا پر میں دیکھ رہا تھا کہ کراچی میں Baloch missing persons کی families protest کر رہی تھیں اور ان کو اب تھوڑی دیر پہلے گرفتار کیا گیا ہے۔ ہم اس کی بھرپور مذمت بھی کرتے ہیں اور سندھ حکومت یا جو بھی اس میں involve ہیں خصوصاً سندھ حکومت پر یہ responsibility آتی ہے ان سے یہ کہتے ہیں کہ مہربانی کر کے ان کو release کریں۔ اس طرح کی situations میں حکومتیں بدلتی رہتی ہیں لیکن ایک تاثر پھر یہ جاتا ہے کہ اس ملک میں جو حقیقی oppressed ہیں ان کی تقدیر نہیں بدلتی۔ حکومت چاہے جو بھی، اقتدار میں چاہے جو بھی ہو ان کی تقدیر نہیں بدلتی۔ یہ missing persons کا ایشو انتہائی اہم ہے اور جب یہ موجودہ حکومت بن رہی تھی اس وقت بھی کئی سیاسی جماعتوں کی priority پر یہ ایشو تھا کہ missing persons کے مسئلے پر سنجیدگی سے سوچا جائے لیکن ان کے مسئلے کو حل کرنے کی بجائے ان کی ساتھ اس طرح کے رویے اپنائے جا رہے ہیں۔ خواتین کو arrest کیا گیا جو کہ انتہائی شرمناک عمل ہے، ان کے لیے رہائی کا مطالبہ کرتے ہیں۔

میر علی ڈگری کالج کے پروفیسرز پر حملے کی شدید مذمت

جناب سپیکر صاحب! میر علی ڈگری کالج کے دو پروفیسرز جو ڈیوٹی کے بعد واپس جا رہے تھے اور بکا خیل کے قریب ان کو ایک بم دھماکے سے ٹارگٹ کیا گیا۔ **پروفیسر شیر علی** اور ایک دوسرے پروفیسر اس میں زخمی ہوئے اور **پروفیسر شیر**

علی صاحب کی ایک ٹانگ بھی اس میں ضائع ہوگئی اور المیہ ہے کہ چونکہ provincial government کے domain میں آتے ہیں مگر ابھی تک ان کا صرف یہ focus ہے کہ کس طریقے سے ان کے جو لیڈرز ہیں ان کی سیاسی اور ان کی ego تسکین کے لیے خیبر پختونخوا کے وسائل کو استعمال کر کے اسلام آباد پر حملہ آور ہوں گے۔ صوبائی حکومت میں سے کسی نے بھی ان پروفیسر صاحبان کو نہیں پوچھا کہ یہ حملہ کس طریقے سے ہوا، کون اس میں ملوث تھا اور ہم آپ کو اس پر کچھ relief بھی دیں گے۔ وہ بھی انتہائی شرم کا مقام ہے کہ پروفیسر صاحب جس کی ٹانگ بھی ضائع ہوگئی اور اتنا بڑا نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر! یہ جو کل لوگ یہاں پر حملہ کرنے کے لیے آ رہے ہیں۔ میں ایک بات کروں گا کہ یہاں پر raids کی بات ہوئی۔ political workers کے خلاف جہاں بھی خلاف قانون جو بھی عمل ہوگا ہم اس کی مذمت کریں گے۔ یہ اقتدار بڑی temporary چیز ہوتی ہے اور ہمیں ابھی بھی یاد ہے کہ جب خڑ کمر میں ہمارے اوپر گولیاں برسائی گئیں اور ہمارے ساتھی پشاور میں احتجاج کر رہے تھے۔ میں آج صبح بھی وہ ویڈیو دیکھ رہا تھا کہ جس طریقے سے صوبائی حکومت کے کہنے پر ہمارے ساتھیوں کو لاتوں اور گھونسوں سے مارا اور جگہ جگہ پر raid کیے جا رہے تھے جس طریقے سے ان کو گرفتار کیا جا رہا تھا۔

وفاقی حکومت کے وزراء یہاں پر اس بربری کو defend کر رہے تھے۔ یہ جو موجودہ صوبائی حکومت ہے کہ ہماری ایک ساتھی **گلالئی اسماعیل** جن کو اسی حکومت نے اور پوری دنیا نے کئی ایوارڈز سے نوازا ہے ان کے ستر سالہ والدین کو عدالتوں میں گھسیٹنے کے لیے پوری صوبائی کابینہ کا اجلاس ہوتا ہے اور ان کو prosecute کرنے کے لیے چالیس پینتالیس لاکھ روپے خرچ کر کے special prosecutor کی approval لی جاتی ہے۔ ان کو یہ چیز مدنظر رکھنی چاہیے کہ اقتدار بڑی مصنوعی چیز ہے۔ یہاں پر انہوں نے اپنا حشر دیکھا۔ میں کسی چیز کو justify نہیں کرتا لیکن ابھی جو موجودہ صوبائی حکومت نے جو کیا ہے۔ یہ چیز ان کو مدنظر رکھنی چاہیے کہ ساری عمر انہوں نے بھی اقتدار میں نہیں رہنا۔ جس طریقے سے ہمارے صوبے کے عوام کو عمران خان اپنے سیاسی مقاصد کے لیے اور اپنی ego کی تسکین کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ میں صرف ان کے لئے چند اشعار پڑھوں گا۔

(پشتو)

شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

08 جون 2022ء

اسلام آباد کمیونیٹی انٹیگریشن بِل

Mr. Deputy Speaker: Item No. 25. Mohsin Dawar.

THE ISLAMABAD COMMUNITY INTEGRATION BILL, 2020

Mr. Mohsin Dawar: I beg to move that the Bill to provide for the welfare and integration of communities [The Islamabad Community Integration Bill, 2020], as passed by the Senate, be taken into consideration at once.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی منسٹر صاحب؟ do you oppose it

جناب مرتضیٰ جاوید عباسی: کونسا آئٹم ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ آئٹم نمبر 25 ہے۔

جناب مرتضیٰ جاوید عباسی: نہیں oppose نہیں کر رہے۔

Mr. Deputy Speaker: Now, I put the Motion to the House. It has been moved that the Bill to provide for the welfare and integration of communities [The Islamabad Community Integration Bill, 2020], as passed by the Senate, be taken into consideration at once.

(The Motion was adopted)

Mr. Deputy Speaker: Item No. 26. Mr. Mohsin Dawar Sahib to move Item No. 26.

Mr. Mohsin Dawar: I beg to move that the Bill to provide for the welfare and integration of communities [The Islamabad Community Integration Bill, 2020], be passed.

Mr. Deputy Speaker: Now, I put the Motion to the House. It has been moved that the Bill to provide for the welfare and integration of communities [The Islamabad Community Integration Bill, 2020], be passed.

(The Motion was adopted and consequently the Bill was passed.)

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب ہم آپ کی دہشت گردی ریکارڈ پر لاتے ہیں تو آپ کورم پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: چترالی صاحب کا مائیک کھولیں۔ جی چترالی صاحب۔

POINTING OUT THE LACK OF QUORUM

مولانا عبدالاکبر چترالی: میں کورم point out کرتا ہوں۔ کورم پورا نہیں ہے آپ گنتی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گیا ہے count کریں۔

(The count was made)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کی کارروائی بروز جمعرات، 9 جون، 2022، دن 11 بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(ایوان کی کارروائی بروز جمعرات، 9 جون، 2022، دن 11:00 بجے تک ملتوی کر دی گئی)

13 جون 2022ء

پختونخواہ کی مختلف پہاڑوں پر لگی ہوئی آگ

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو گزارش یہ ہے کہ بجٹ اجلاس ہے اور انتہائی اہم اجلاس ہوتا ہے تو پوری پاکستان کی اس میں نمائندگی ہونی چاہیے۔ ہمارے ساتھی **علی وزیر** کا Production Order گزارش ہے کہ وہ بھی آپ جاری کر دیں۔ کیونکہ میں ان کی درخواست تیسری دفعہ کروا رہا ہوں۔ لیکن جب درخواست جمع کرواتا ہوں تو اکثر قائدین نے یہ کہا کہ جب ہم وہاں تھے تو یہ گلہ کرتے تھے کہ ان کا Production Order جاری نہیں ہو رہا ہے۔ جب یہاں آ گئے ہیں تو اب ہم گلہ کس سے کریں تو بجٹ اجلاس میں **جنوبی وزیرستان** کی نمائندگی ہونی چاہیے ایک چیز۔

ساتھ ہی ساتھ جناب سپیکر! پچھلے کچھ عرصے سے کوہ سلیمان سے لیکر پہاڑیوں تک جگہ جگہ آگ لگی ہوئی ہے اور وہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی ہے اور ہم اتنے ill-equipped ہیں، ہمارے پاس وسائل کی کمی ہے کہ کوہ سلیمان کی آگ بجھانے کے لیے بھی ہمیں ایران سے جہاز منگوانے پڑے تو پھر اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس طرح کی آفات کے بارے میں ہماری priorities کیا ہیں اور اب بھی وہاں پر آگ لگی ہے ایک تو اس کی بھی تحقیقات ہونی چاہیے کہ ایک ہی وقت میں یہ پورے کے پورے علاقے میں اس طرح کی آگ کیسے لگی۔ کل بھی اس پر BBC کی ایک رپورٹ آئی تھی اس میں کافی چیزیں ہیں جس کی تحقیقات ہونی چاہئیں۔ ساتھ ہی ساتھ جناب سپیکر! ایک اور چیز جو کہ بہت ہی خطرناک ہے اور آج کل ہو رہی ہے اور بدقسمتی سے ہماری وفاقی حکومت نے اس کی ownership بھی لے لی ہے اور وہ مذاکرات ہیں جو رات کے اندھیرے میں **طالبان** کے ساتھ ہو رہے ہیں اور وہ مذاکرات کن شرائط پر ہو رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب سپیکر: داوڑ صاحب! یہ جو ٹائم ہم نے دیا ہے یہ گستاخ رسول حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پر مختص کیا ہے ایک گھنٹہ اور اسی پر آپ بول سکتے ہیں اور کوئی topic نہیں لے سکتے تو لہٰذا میں سائرہ بانو سے کہوں گا کہ وہ گستاخ رسول ﷺ پر بات کریں۔ جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: ہندوستان میں جو ہوا، اور ہمارے پیغمبر کے بارے میں جو گستاخی ہوئی۔ اس دن بھی یہاں پر اس پر ہم نے قرارداد باقاعدہ sign کی اور اس سلسلے میں ہم اس طرف بھی آرہے تھے۔

جناب سپیکر: محسن صاحب! میں گزارش کروں کہ باقاعدہ یہ اسمبلی میں فیصلہ ہوا تھا last sitting میں کہ ایک گھنٹہ اس کے لئے مختص ہوگا اور یہی وہ ایک گھنٹہ ہے تمام فاضل ممبران اس حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ لہٰذا میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ نے کوئی بات کرنی ہو تو اس کے بعد کریں۔ بہت شکریہ۔

16 جون 2022ء

بجٹ اجلاس پر بحث

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! بجٹ اجلاس ہے اور بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور وہ routine والی رونق تو ہے نہیں جو بجٹ اجلاس میں ہوا کرتی تھی اور جو ہونی چاہیے تھی۔ بہرحال میرے خیال میں جمالی صاحب تو یہاں پر آئے ہوئے ہیں ان کو ہم ویلکم کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ جو بچے ہمارے پاس آئے ہیں اور ہاؤس میں موجود ہیں ان سب کو ایک دفعہ پھر ویلکم کہتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ جناب سپیکر! آپ نے بھی ایک دفعہ پھر میرے خیال میں ان کو واپس آنے کی دعوت دی ہے اور میرے خیال میں آپ کا ارادہ نہیں ہے کہ آپ ان کے استعفیٰ منظور کریں گے ہم نے تو سنا تھا ہو چکے ہیں۔ Any how- جناب سپیکر! بجٹ جب announce ہو رہا تھا تو میں نے ایک لفظ سنا فنانس منسٹر صاحب سے ان کی Budget speech کے دوران کہ ہم نے اس دفعہ progressive taxation کی ہے۔ اس دن سے اب تک میں سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ اگر ہمیں تھوڑا سمجھائیں بھی کہ وہ کس طرح کی progressive taxation ہے اور اس کو انہوں نے define نہیں کیا۔ کیونکہ یہاں پر routine یہ چل رہی ہے کہ بجائے یہ کہ ہم یہ جو بوجھ ہے یہ غریبوں سے شفٹ کر کے امراء کے اوپر اس کو ڈالیں اور ہم وہی strategy اپناتے ہیں اور وہی ہمارے ایکشن اور فیصلے ہوتے ہیں جس سے سارا کا سارا بوجھ ان غریبوں پر ہی پڑتا ہے۔

یہ 2020 کی رپورٹ UNDP جس کو میں ہمیشہ quote بھی کرتا ہوں اور جو بہت ہی زیادہ shocking ہے۔ کیونکہ یہاں پر جب پیٹرول کی prices کی ڈیبیٹ چل رہی تھی تو یہی بات بار بار تکرار کی جا رہی تھی کہ ہم اتنی سبسڈی دے رہے ہیں اور وہ ہم afford نہیں کر سکتے ہیں۔ حالانکہ اسی رپورٹ کے مطابق ہم سالانہ 2660 ارب روپے کی سبسڈی اسی پاکستان کے اندر دے رہے ہیں۔ یہ سبسڈی کارپوریٹ سیکٹر میں ہے یہ high worth individuals کو ہے تقریباً 368 ارب روپے، feudals

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے لیے 370 ارب روپے، اور corporate sector میں 724 ارب روپے ہیں۔ یہ Military run businesses ہیں وہ تقریباً 257 ارب روپے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایک لمبی لسٹ ہے اور 2660 ارب روپے کی سالانہ سبسڈی ہم دے رہے ہیں۔ اس سے نہ تو خزانے پر بوجھ پڑتا ہے اور نہ ہماری PSDP کٹوتی وغیرہ یہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔ لیکن سب سے آسان فارمولا ہم نے ڈھونڈ لیا ہے کہ ہم نے پیٹرول کی prices بڑھادینی ہیں اور وہ جو بوجھ ہوگا غریب عوام پر بھی آئے گا۔ اب یہاں پر ہماری جو investment ہے وہ کسی بھی صورت میں کسی productive sector میں ہے ہی نہیں۔ Subsidies ہم real estate business میں دے رہے ہیں اور جو بھی آتی ہے investment صرف اسی سیکٹر میں ہو رہی ہے جس سے کوئی productivity نہیں ہے۔ ایک بہت بڑا یہ جو real estate mafia بن گیا ہے اور ہم اس بجٹ میں یہ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ان پر کچھ ٹیکس ڈالنے کا فیصلہ ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ پیٹرول کی prices ابھی مولانا صاحب نے بھی اس طرح اشارہ کیا ہے اور کل رات کو مزید اس میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ اتنی تیزی سے جو اضافہ ہو رہا ہے، inflation already double figures میں ہے۔ اس کو کنٹرول کرنے کے لیے social protection میں جتنا ہمیں حصہ ڈالنا چاہیے تھا وہ ہم نے نہیں ڈالا۔ اب یہ جو پیٹرول کی consumption ہے اور جتنی اس کی ضرورت ہے۔ اس سے بھی debate اور تھوڑی brain storming کی ضرورت ہے کہ کیا اس طرح ہم کر سکتے ہیں کہ کوئی alternative یہ جو renewable energies ہے اس کو پر ہم focus کر سکیں اس پر کیا ترجیحات ہماری ہے یا نہیں ہے؟ اس موجودہ بجٹ میں اس کے لیے کوئی mechanism ہے اس میں کوئی فنڈز رکھے گئے ہیں یا نہیں رکھے گئے ہیں۔ یہ بھی ہماری نظر سے کچھ نہیں گزرا۔

دوسرا ہم جو **آئی ایم ایف** کے چنگل میں پھنس گئے ہیں اور وہ پھر ہمارے اوپر اپنے شرائط dictate کیے جاتے ہیں اور وہ پھر سارا بوجھ ہم عوام پر ڈالتے ہیں۔ وہ تو الگ بات ہے کہ ہم پھنس گئے ہیں اور وہ agreements جو اس سے پہلے حکومت نے کیے ہوں گے وہ بھی ریکارڈ پر لانے چاہییں سب کچھ۔ لیکن اب پھنس چکے ہیں ان کی شرائط میں تو ہم من و عن مان رہے ہیں۔ اب اس پر بھی تھوڑی ڈیبیٹ ہونی چاہیے کہ ہم یہاں پر پھنسے کیوں ہیں۔ اتنا تھوڑا historically اس چیز کو trace down کرنا چاہیے کہ کب سے اور کس پوائنٹ سے ہم اس طرف گئے ہیں کیونکہ یہی ایک طریقہ واردات ہے کہ جتنے بھی یہاں پر 3rd World Countries ہیں ان کو کنٹرول کرنے کے لیے اور پھر ان سے اپنی مرضی کے فیصلے بھی کرواتے ہیں۔ انہی قوتوں نے یہاں پر

چالیس سال جنگیں لڑیں، ہمیں استعمال کیا اور اب ہم پھر انہی پر ایک دفعہ dependable ہیں۔ اگر وہ ہمیں پیسہ نہیں دیں گے تو ہم default کی طرف جا رہے ہیں اور اگر ہمیں وہ پیسے دیں گے ظاہری بات ہے پھر ان کی شرائط ایسی ہوں گی کہ ہمیں یہ خدشہ ہے کہ شاید وہ ہم سے پھر کسی نئی جنگ میں اپنی سپورٹ مانگ رہے ہوں اور جو already ہم نے سہا ہے، جو already ہم نے face کیا ہے، جو already ہم تباہی اور بربادی کی اس پوزیشن پر آپہنچے ہیں کہ یہاں پر کوئی invest کرنے کو تیار ہی نہیں ہے۔

ہماری ایکسپورٹس اور امپورٹس میں جو gap ہے وہ ہم سب کے سامنے ہے اور اسی کی continuation میں کیونکہ یہ اسی کے ساتھ یہ بات جڑی ہوئی ہے۔ یہاں پر ہمارا پڑوسی ملک افغانستان جو ہماری ایکسپورٹ کی بہت بڑی مارکیٹ ہو سکتی ہے اور 2013-14 میں ہماری ایکسپورٹ چار بلین ڈال پہنچ گئی تھی۔ اب وہ چونکہ priority نہیں رہی اور اس میں hurdles اتنی زیادہ ہیں کہ وہ ایک بلین سے بھی نیچے آگئی ہے۔ اب ہماری فنانس منسٹر صاحب سے گزارش ہوگی کہ اس بزنس کو ہم کتنا facilitate کر سکتے ہیں، کتنی اس میں ہم آسانی لا سکتے ہیں کیونکہ یہ ہماری ایکسپورٹس بڑھانے کے لیے ایک بہت بڑی opportunity ہے۔

موجودہ PSDP پر تھوڑی بحث کر لیتے ہیں۔ جو خوش آئند بات ہے جس کو میں appreciate کرتا ہوں کہ کافی عرصہ بعد Chashma Right Bank Lift Canal کے لیے موجودہ PSDP میں پیسے رکھے گئے ہیں۔ یہ ایک بہت دیرینہ مطالبہ تھا پختونخوا کا اور کافی عرصے سے ہم اس چیز کا مطالبہ کر رہے تھے۔ ہم مشکور ہیں وزیر اعظم صاحب کے، پوری کیبنٹ اور فنانس منسٹر صاحب اور احسن اقبال صاحب کے کہ انہوں نے اس دفعہ اس PSDP میں اس کے لیے فنڈز مختص کیے ہیں۔ یہ تقریباً آٹھ لاکھ ایکڑ کے قریب ہماری زمینیں زیر کاشت آجائیں گی۔

جناب سپیکر! **این ایف سی ایوارڈ** لاسٹ ٹائم 2009 میں ہوا تھا۔ آئین کے مطابق ہر پانچ سال بعد ہمیں این ایف سی ایوارڈ کرنا ہوتا ہے۔ پچھلی حکومت تو نہ کر سکی۔ یہ ان کی نالائقی تھی یا جو بھی کہہ لیں لیکن اگر ہم بھی نہ کر سکے۔ جس طرح کی political strength کو یہ موجودہ حکومت enjoy کر رہی ہے کہ جتنی diverse ہیں بلوچستان سے بھی، خیبر پختونخوا سے بھی and from everywhere تو میرے خیال میں ان کے احساسات اور ان کے مطالبات ہیں۔ یہ ان کا بنیادی طور پر ہمیشہ سے یہ مطالبہ priority پر رہا ہے کہ این ایف سی ایوارڈ ہونا چاہیے۔ میں اس پر اس دفعہ زور اس لیے دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا ex-FATA تو merge کر دیا گیا 25 ویں آئینی ترمیم میں۔ جو سفارشات تھیں اور سرتاج عزیز صاحب کی سربراہی میں جو کمیٹی بنی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تھی اس کے accordingly اس پر عمل نہیں ہوا اور اس کمیٹی نے جو سفارش کی تھی کہ اتنا percent of NFC آپ نے ex-FATA کے لیے مختص کرنا ہے وہ ابھی تک by the way نہیں ہو رہا ہے۔

2018 سے لے کر اب تک maximum share جو ہمیں development کا ملا ہے وہ 50 بلین last year تھا اس دفعہ بھی پچاس تھا اور ہم نے request کی تھی کہ اس کو 54 بلین کر دیا جائے لیکن اس میں بھی release پچھلے سال اڑتیس ارب سے زیادہ نہیں ہوا تھا اور وعدہ سو ارب روپے کا کیا گیا تھا۔ ہم ہر سال یہ خیرات نہیں مانگ سکتے کہ ہمیں تیس، چالیس، پچاس دیں، ساٹھ دیں۔ ہماری گزارش ہے کہ ہمیں **این ایف سی** ایوارڈ دیں۔ **این ایف سی** ایوارڈ میں ہمارا جو ex-FATA کا اپنا شیئر بنتا ہے اس کی اپنی الگ سی evaluation ہونی چاہیے اور جو بھی indicator updated ہے census کا، census تو ابھی ہو گا۔ اس کے ساتھ پھر poverty کا ہے اور جو بھی **این ایف سی** کے indicators ہیں اسی کو base بنا کر اگر نیا **این ایف سی** ایوارڈ ہو تو once and for all ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ہمیں ہر سال یہ فریاد کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی کہ ہمیں آپ اس سال زیادہ دیں اور پچھلے سال ہمیں کم دیا تھا۔

اس سال بھی جب یہ ڈیبیٹ ہو رہی تھی تو پچاس ملین رکھا گیا تھا جو احسن اقبال صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ ہم اس کو بڑھائیں گے کیونکہ last year بھی 54 ارب روپے تھا۔ باوجود اس کے کہ پچھلے سال کی PSDP نو سو ارب تھی اس سال چونکہ معاشی حالات سب کو معلوم ہیں تو وہ آٹھ سو ارب میں انہوں نے پچاس بلین رکھا ہے۔

میں ایک گزارش کروں گا کہ اس میں ہر سال پیسے تو رکھے جاتے ہیں لیکن اس میں release بہت کم ہوتے ہیں۔ مجھ سے پہلے مولانا جمال الدین صاحب نے بھی تفصیلی بات کی کہ ہمارا علاقہ آپریشن زدہ ہے۔ ان آپریشن سے کامیابی، ناکامی جتنی ہوئی وہ سب کے سامنے ہے، میں اس ڈیبیٹ میں جانا ہی نہیں چاہتا لیکن یہ ہے کہ ہمارے پورے شہر کے شہر صفحۂ ہستی سے مٹ گئے ہیں۔ میر انشاہ اور میر علی بازار پورا کا پورا صفحۂ ہستی سے مٹ گیا تھا اور ان کو ابھی تک compensation نہیں ملی۔ جو تاتا خیل بازار، تادے خان بازار تھا، جو عیدک بازار تھا ان کی compensation کی ابھی assessment نہیں ہوئی کہ آپ کا نقصان کتنا ہوا ہے۔

گزارش یہ ہو گی کہ IDPs کے لیے PSDP میں ان کی جو آبادکاری ہے، ان کے جو نقصانات ہوئے ہیں ان کے ازالے کے لیے، اس دفعہ وہ نہیں رکھا گیا۔ پچھلے تین چار سال میں جب سے ضرب عضب ہوا ہے اس کے بعد سے PSDP میں اس کا اپنا حصہ ہوتا تھا اس دفعہ وہ نہیں رکھا گیا۔ میں وزیر اعظم کا مشکور ہوں کہ انہوں نے جب oath لیا۔ جب پہلی ملاقات ہوئی تو ہم نے یہ request کی کہ آپ **شمالی وزیرستان** کا دورہ کریں ہمارا وہاں پر جو سب سے بڑا بنیادی مطالبہ تھا وہ شمالی وزیرستان میں ایک یونیورسٹی کا تھا۔ میں مشکور ہوں کہ انہوں نے وہاں پر اعلان بھی کیا اور اس دفعہ PSDP میں اس کے لیے رقم بھی مختص کی ہے۔

ایک اور proposal کیونکہ فنانس منسٹر صاحب بھی یہاں پر بیٹھے ہیں۔ میں نے پچھلے سال کے بجٹ میں اور پھر اس کے بعد سپلیمنٹری بجٹ پیش ہوا اس میں بھی میں نے فنانس بل میں اپنی ایک amendment ڈالی اور اس میں ہماری request یہ تھی کہ ضرب عضب کے بعد چونکہ fencing ہو گئی اور بارڈر کے through ہی سامان ہماری ستر فیصد dependability ہمارے bilateral trade پر ہوا کرتی تھی افغانستان کے ساتھ۔ یہاں سے لوگ سامان وہاں لے کے جاتے تھے اور اس میں ہماری ستر فیصد economy اس پر چل رہی تھی لیکن جب **طالبان** وہاں پر آ گئے اس کے بعد ہماری economy بالکل stop ہو گئی۔ ہم already جنگ زدہ تھے اور وہ اس کو پھر سے build کرنے کے لیے میرے خیال میں اس چیز کی بہت ضرورت ہے اور ہم request کریں گے اور میں نے پہلے بھی ان کے ساتھ یہ discuss کیا تھا اب بھی تفصیلاً اس پر بھی بات ہو گی کہ ہمارا کسٹم پوائنٹ اگر نارتھ وزیرستان اور افغانستان سے جو بارڈر ہے اس سے شفٹ کر کے نارتھ وزیرستان اور بنوں کے درمیان جو حدود ہیں وہاں پر اس کو شفٹ کر دیا جائے۔ یہ proposal میں نے تقریباً سارے ex-FATA کے لیے دی تھی۔ بہر حال اب فنانس منسٹر صاحب بہتر سمجھتے ہیں کہ وہ اس کو کتنا حد تک adjust کر سکتے ہیں۔ اس سے لوکل ٹریڈ بڑھے گی، opportunity بڑھے گی اور یہاں پر business بڑھے گا اور لوکل لوگوں کو روزگار ملے گا۔

جناب سپیکر! چونکہ اسی سال فروری کے مہینے میں پچھلے حکومت نے ایک legislation کی تھی OGRA سے related اور انہوں نے وہ جو vetted average cost of gas کا جو فارمولا نکالا تھا کہ جس میں نیچرل گیس ہے اور RLNG ہے ان کی قیمتیں ہیں کہ جو ایک چار ڈالر فی یونٹ ہے اور دوسرا تقریباً اٹھائیس تیس تک پہنچ گیا ہے یا شاید اس سے بھی زیادہ ہو ان دونوں کو یکجا کر کے ایک average cost اس کی نکالنی تھی اور وہ جتنے بھی domestic consumers ہیں سب پر ان کا اطلاق ہونا تھا

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تو یہ بھی گزارش ہو گی کہ جب ہم ساری legislation کو undo کر رہے ہیں اور نیب کو بھی کر دیا Election Act کو بھی کر دیا تو اس چیز کو بھی undo کرنا ہو گا کیونکہ جب یہ ساری move ہو رہی تھی تو ہماری جو Opposition parties کی meeting تھی اس میں یہ بھی request رکھی تھی کہ جتنی بھی legislation ہوئی ہے اس دوران ہم نے ان سب کو undo کرنا ہے تو یہ قانون سازی جو ہوئی تھی اس میں بھی ہماری یہ request ہے۔ کیونکہ یہ آئین کی خلاف ورزی ہے۔ آئین کے مطابق غالباً آرٹیکل 158 یہ کہتا ہے کہ جہاں سے بھی گیس نکلتی ہو سب سے پہلے اس صوبے کی ضروریات کو پورا کیا جائے تو ہم self-sufficient ہیں بلکہ ہماری جو گیس ہے جو ہمارا صوبہ کے پی پیدا کرتا ہے شمالی وزیرستان میں بھی گیس نکل آئی ہے تو وہ ہماری جو consumption ہے پیداوار سے کم ہے تو ہم پر پھر یہ formula کیوں apply ہو۔ جو سستی گیس ہمارے صوبے میں پیدا ہوتی ہے اسی کا اطلاق ہمارے اوپر ہونا چاہیے تو یہ ایک request ہو گی کہ وہ legislation بھی میرے خیال میں سینیٹ سے بھی وہ پاس ہو گئی تھی تو میرے خیال میں اس کو undo کرنے کی ضرورت ہے۔

Federal Excise Duty یہ بھی جناب سپیکر! Article 161 اس میں clear cut لکھا گیا ہے کہ جہاں سے گیس اور تیل نکلتا ہو اس کی Federal Excise Duty اسی صوبے کو ملے گی۔ لیکن یہاں پر مسئلہ یہ ہے 2010 میں ہمارے ہاں گیس بھی produce ہوتی ہے تو per unit جو royalty تھی وہ جو وہاں پر rate اس وقت کیونکہ royalty پھر اسی rate کے حساب سے نکلتی ہے وہ دس روپے پر MMBTU وہ اس وقت fix ہو گئی تھی اب اس کو بارہ سال گزر گئے ہیں تو میرے خیال میں 23 per MMBTU ہو جانا چاہیے کیونکہ کافی ٹائم گزر گیا ہے اور یہ per unit cost جو ہے اس کو fix کر دیا تھا تو میرے خیال میں اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ ایک اور جو چیز اسی کے ساتھ related ہے وہ LPG کی جو royalty ہے ہمارا صوبہ 800 ٹن LPG پیدا کرتا ہے۔ لیکن جو royalty ہے وہ گیس کی قیمت پر ہی ملتی ہے اور LPG and natural gas کی قیمت میں کافی فرق ہے تو اس میں بھی یہ آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اس پر بھی ہماری گزارش یہ ہو گی کہ اس پر نظر ثانی ہو اور میرے خیال میں ان تمام مسائل کا حل نکل سکتا ہے اگر ہم آئین کی اس کتاب کو properly follow کریں اور اس کتاب میں سب کچھ لکھا ہوا ہے Council of Common Interests جس میں ایک specific role اور 18th Amendment وہ مزید بھی اس کو empower کیا گیا ہے اور 9 کے قریب Ministries ہیں جنہوں نے CCI کے under operate کرنا ہے اور CCI کو ہم نے

بالکل dysfunctional کر دیا ہے اور جو بھی legislation ہوتی ہے اس میں Council of Common Interests کو ہم، حالانکہ آئین کے مطابق meeting ہی ان کی نہیں ہوتی۔ فیصلہ تو بعد کی بات ہے meeting ہی نہیں ہوتی۔ یہ جتنے بھی مسائل ہیں یہ چاہے گیس کا مسئلہ ہو، چاہے آئل کا مسئلہ ہو اس میں جو صوبوں کے claims ہیں۔ اچھا Hydel Power میں AGN Kazi formula کے تحت ہمارے صوبے کا share تھا وہ بھی ہمیں نہیں ملتا اور ساتھ ساتھ جب پرویز خٹک صاحب Chief Minister تھے KP اور Federal Government کے درمیان ایک interim arrangement ہوا تھا اس کے مطابق جو ہمارا share بنتا تھا وہ بھی ہمیں نہیں دیا جاتا۔ اب جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے KP Finance Minister تو وہ بڑی press conferences کرتے تھے لیکن چار سال میں ان کی وفاق میں حکومت تھی اور صوبے میں بھی تو نہ ہی وہ ہمیں hydel net profit دلوا سکے اور نہ ہی NFC Award کروا سکے اور نہ ہی اور points میں نے یہاں raise کیے ہیں ان پر کچھ ہوا۔ وہ possibility تھی ان کے پاس وفاق میں بھی اور صوبے میں بھی ان کی حکومت تھی تو کیوں advocacy انہوں نے نہیں کی۔ اس وقت یہ لوگ کیوں خاموش ہیں تو یہ غفلت جو انہوں نے کی ہے قوم ان سے ان کا حساب ضرور لے گی۔

اسی سے related ایک اور چیز ہے میں نے یہاں پر ایک بل پیش کیا تھا۔ جب 25th Amendment ہو گئی تو ہماری seats جو کہ ex-FATA کو special allocation تو باقی ملک کا فارمولا تھا وہ بھی ہمارے اوپر apply ہو گیا تو وہ ہماری seat بارہ سے کم ہو کر چھ ہو گئی۔ اب کیونکہ census بھی نہیں ہوا تھا جب census ہو رہا تھا تو ہم displaced تھے وہاں پر military operations جاری تھے۔ پھر اس کے بعد ہم نے یہ request کی ساری opposition جماعتوں سے مل کر سابق وزیراعظم سے مل کر یہ request کی تھی ہمارا یہ مسئلہ حل کر دیں یا census پھر سے کر کے دیں یا پھر اس طرح کر دیں کہ ہماری seats بڑھا دیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ بل لیکر آئیں۔ جب میں بل لیکر آ گیا تو پھر unanimously پوری اسمبلی نے اس کو پاس بھی کیا 288 ممبران نے اس کو پاس کیا۔ جب وہ سینیٹ میں گیا تو پھر انہوں نے وہاں پر stop کر دیا اور وہ ابھی تک سینیٹ میں pending ہے۔ اب کیونکہ وہ pursue نہیں ہوا وہ complete legislation نہیں ہوئی تو اس دفعہ ابھی جو Delimitation کی اس میں ہماری تین سیٹیں کم ہوئیں اور اس میں بھی میں معذرت سے کہنا چاہوں گا کہ پاکستان تحریک انصاف کی کیونکہ حکومت تھی اس وقت تو بار بار میں نے ان کے ممبران سے کہا کہ آپ کی حکومت ہے کہ چیئرمین سینیٹ بھی آپ کے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

زیر اثر ہے اور اگر حکومت اس کو ایجنڈے پر لیکر آئے تو اپوزیشن کی ساری جماعتیں اس کو support کریں گی۔ لیکن تقریباً اڑھائی سال سے زیادہ میرے خیال میں ابھی تک اس بل کو ایجنڈے میں نہیں لیکر آئے۔ اب بھی وہ possible ہے اگر وہ اب بھی کہہ دیں کہ ہم اس بل کو support کرنا چاہتے ہیں تو وہ possibility ہے۔ تو یہ جو زیادتی ہے وہ ان کے part پر ہے جو انہوں نے فاٹا کے عوام کے ساتھ کی ہے۔

IDPs کا واپسی کا بندوبست

آخر میں جناب سپیکر! جو IDPs ہمارے تھے ان کے لیے ہم نے یہ بات تو کر دی۔ لیکن ہمارے چار ہزار کے قریب ہمارے IDPs افغانستان میں پھنس گئے ہیں۔ اور دو ہزار ضرب عضب کے ہیں اور اب تک ان کی واپسی کا کوئی mechanism نہیں بنایا گیا ہے۔ کچھ عرصے کے لیے ان کی واپسی شروع ہوئی لیکن پھر اس کو روک دیا گیا۔ آج صبح مجھے اطلاع ملی کہ وہ سارے ہمارے جو IDPs کے tribes تھے وہ zero point پر پاک افغان بارڈر پر دھرنا دے رہے ہیں۔ کیونکہ وہاں بھی خیر خیریت ہے وہاں پر بھی اتنا بڑا انسانی بحران ہے کہ جن لوگوں نے وہاں پر takeover کیا وہ اپنے آپ کو نہیں پال سکتے وہ ہمارے IDPs کو کس طرح facilitate کریں گے تو بنیادی سہولیات کا فقدان ہے اور انتہائی تکلیف کی زندگی وہ گزار رہے ہیں۔ آج انہوں نے pointzero پر دھرنا دیا ہے گزارش ہے کہ ان کی واپسی کا بھی کچھ نہ کچھ بندوبست کیا جائے۔ میں آخر میں ایک چیز جو مجھ سے miss ہو گئی اور وہ یہ جو talks چل رہی ہیں طالبان کے ساتھ۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں نہ ماضی سے سبق سیکھتے ہیں اور نہ ہمارا سبق سیکھنے کا کوئی ارادہ ہے نہ ہی حالات کو سدھارنے کا ارادہ ہے اور وہ ماضی کی غلطیاں ہم بار بار دہرا رہے ہیں۔

(اس موقع جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب محسن داوڑ: یہ جو development ہوئی ہے اور اس پوری development میں جس طریقے سے پارلیمنٹ کو bypass کیا گیا ہے میرے خیال میں اس کے نتائج انتہائی خطرناک ہوں گے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس دن ہماری وفاقی وزیر اطلاعات صاحبہ نے اس چیز کو own کیا تو میرے خیال میں جب انہوں نے own بھی کر دیا تو یہاں پر وہ details لائیں کہ کیا بات ہوئی؟ کون گیا کہاں گیا، کس کے حکم پر گیا، کونسے ویزے سے گیا، ویزہ بھی لگا تھا یا نہیں لگا تھا یا اس کو occupied

territory کر دیا ہے؟ تو ان تمام چیزوں پر parliament میں بحث ہونی چاہیے کیونکہ یہی ایک ادارہ ہے جہاں سے فیصلہ سازی ہونی چاہیے یہاں سے collective wisdom سامنے آتی ہے۔ میرے خیال میں اس طریقے سے کام ہونا چاہیے کہ یہاں سے کسی اور ممبر کی کوئی اور رائے ہو۔ لیکن debate یہاں پر ضرور ہونی چاہیے۔ خدشہ یہ ہے کہ اس چیز کو debate سے کیوں چھپایا جا رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ انہوں نے جو connect کیا ہے FATA merger کے ساتھ تو ہمیں یہ خدشہ ہے کہ وہ چیز بھی جس طریقے سے زیر بحث لائی جا رہی ہے تو گزارش یہ ہے کہ ماضی سے سبق بھی سیکھنا چاہیے اور اس بات پر بحث بھی ہونی چاہیے اور اگر دہشت گردی کا ہم نے حل ہی نکالنا ہے۔ تو بالکل clear پالیسی ہے کہ ہم نے کسی قسم کی militancy کو support نہیں کرنا۔ ہم نے جو پراجیکٹ طالبان بنایا تھا اس پراجیکٹ کو ہم نے بند کرنا ہے تب ہی اس کے بعد شاید اس مسئلے کا کوئی اچھا حل نکل آئے۔ لیکن جب تک یہ پالیسی رہے گی ہم ایک circle میں گھومتے رہیں گے اور اس مسئلے کا کوئی حل نہیں نکلے گا۔ اب دیکھیں بڑے بڑے بین الاقوامی پہلوان اس میدان میں کود پڑے ہیں۔ ان کا اپنا ایجنڈا ہوگا۔ اگر ان کے ایجنڈے پر ہم کھیلتے رہے تو میرے خیال میں ہم کسی کے پیروں تلے آجائیں گے۔

آخری پوائنٹ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! یہ جو دو بڑی سیاسی جماعتیں ہیں یہاں پر۔ **پی ایم ایل (این)** اور **پاکستان پیپلز پارٹی**، ایک Charter of Democracy sign ہوا تھا۔ اس Charter of Democracy میں میرے خیال میں آج کل جو مسائل ہم face کر رہے ہیں ان تمام مسائل کا حل اس ایک Charter of Democracy میں دے دیا گیا تھا۔ پھر اس کے بعد **پی ڈی ایم** جب بن رہی تھی تو میں ان پوائنٹس کو ریکارڈ پر نہیں لانا چاہتا کیونکہ مجھے پتہ ہے۔ لیکن جب یہاں پر APC بنی تھی جس APC میں **پی ڈی ایم** بنی اس میں بھی 27 نکاتی چارٹر تھا جو کہ ان تمام سیاسی جماعتوں نے جو آج سائڈ پر موجود ہیں جو آج اس Ruling Coalition کا حصہ ہیں ان سب نے دستخط کیے تھے۔ ان دونوں دستاویزات کو کسی دن نکال کر اگر اس کا صرف مطالعہ کیا جائے تو ہمیں کچھ نہ کچھ اپنا آپ شیشے میں نظر آجائے گا کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں اور کتنا ہم اس پر عمل پیرا ہیں۔ ایک دفعہ پھر جناب ڈپٹی سپیکر! آپ کا شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

21 جون 2022ء

شمالی وزیرستان، حیدر خیل میں ٹارگٹ کلنگ

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب کو سن لیتے ہیں۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! دو دن پہلے اتوار کو **شمالی وزیرستان، حیدر خیل** میں ہمارے چار انتہائی قریبی ساتھیوں سونید داوڑ، اسد اللہ داوڑ، وقار داوڑ اور حماد داوڑ کو نامعلوم دہشت گردوں نے target killing میں ان کو شہید کیا۔ جناب سپیکر! یہ وہی سلسلہ ہے جس کے بارے میں میں جب سے ایم این اے منتخب ہوا ہوں یہاں پر بار بار اس چیز کا ذکر کر رہا تھا کہ وہاں پر ضرب عضب کے بعد دہشت گردی ختم نہیں ہوئی اور دن بہ دن وہ پھر سے regroup ہو رہے ہیں، وہ پھر سے زور پکڑ رہے ہیں۔ یہ جو چار ساتھی ہمارے شہید ہوئے ہیں۔ اس میں سونید ہماری پارٹی کے تھے اور یہ باقی سارے Youth of Waziristan ایک وہاں پر نوجوانوں کی تنظیم ہے کہ جو سوشل مسائل کو وہاں پر اٹھاتے ہیں، دہشت گردوں کے خلاف struggle کرتے تھے، امن کا مطالبہ کرتے تھے، وہ دہشت گردی کی مذمت کرتے تھے اور یہی ان کا گناہ تھا اور اسی گناہ کی پاداش میں ان کو گولیوں سے بھون دیا گیا۔

educated لڑکے جن میں سونید نے ابھی BS Physics complete کیا، اسد اللہ نے MS Engineering کی تھی، وقار ہمارا بہت ہی قریبی ساتھی تھا وہ لوکل سکول میں پڑھاتا تھا اور وہ MSc. Biology تھا۔ حماد جو کہ 1122 Rescue میں employee تھا اور وہ M.A. Political Science تھا۔ ان چاروں کو ایک ہی لمحے میں ہم سے چھین لیا گیا۔ یہ اتنا بڑا نقصان ہے کہ میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا کہ ایک ایسے ماحول میں جب ہر طرف دہشت گردی کو فروغ دیا جا رہا ہو اور ایک specific mindset impose کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہوں اس میں ان چار ساتھیوں کی شہادت میرے خیال میں ایک بہت بڑا نقصان ہے لیکن گلا اس پورے پاکستان کی ریاست سے یہ ہے کہ یہاں پر ایک بلی گم ہو جاتی ہے اور نیوز چینلز پر tickers

چلتے ہیں، ایک گدھا گاڑی کا accident ہو جاتا ہے، وہ کسی کو ٹکر مارتا ہے اس پر نیوز چینلز پر tickers چلتے ہیں، معمولی سی مضحکہ خیز باتوں پر بھی tickers چلتے ہیں اور اتنے بڑے سانحہ کے اوپر پاکستان کا میڈیا خاموش ہے اور یہ خاموشی define کرتی ہے کہ اس پورے مسئلے کا root cause کیا ہے؟

شاید وہ اس پورے عمل سے متفق ہیں جو وہاں پر ہو رہا تھا۔ اس سے پھر یہی تاثر جاتا ہے کہ وہ اس چیز کو اپنے میڈیا اور عوام کے سامنے اس لیے نہیں لانا چاہتے ہیں کہ شاید یہ ساری کڑیاں ایک دوسرے کے ساتھ ملتی ہیں۔ ہمارا ایک گلا پاکستان کی ساری mainstream political parties سے بھی ہے کہ انہوں نے بھی اس سانحے پر وہ رد عمل نہیں دکھایا جو کہ ہونا چاہیے تھا۔ ہمارے ساتھی سونید نے ایک چارٹ جو انہوں نے لاہور میں ایک protest میں اٹھایا تھا کہ ہمیں وزیرستان میں مورچے نہیں یونیورسٹیاں چاہییں اور یہی اس کا قصور تھا۔ جب ہم یہاں پر دیکھتے ہیں کہ انہی لوگوں کے ساتھ جو ہمیں مار رہے ہیں جو ہمارا قتل عام کر رہے ہیں ان کے ساتھ پھر مذاکرات ہوتے ہیں اور وہ مذاکرات اس پوری پارلیمنٹ کو by-pass کر کے کیے جاتے ہیں۔ اس پوری پارلیمنٹ کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی اور ہمارے قاتلوں کے ساتھ وہاں پر مذاکرات ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ ہماری نسل کشی ہے۔ میں آپ کو ایک بتاتا چلوں کہ شاید کوئی اور اس لیے بات نہیں کرتا کہ ہم محفوظ ہیں لیکن اس دفعہ کوئی بھی محفوظ نہیں ہو گا۔ یہ میرے الفاظ یہاں ریکارڈ پر رکھیں کہ میں یہاں پر ہوں گا یا نہیں ہوں گا لیکن میرے الفاظ ضرور یاد رکھیں کہ اس دفعہ بچے گا کوئی بھی نہیں۔ میں اب مر رہا ہوں، ہمارے اوپر اب گزر رہی ہے لیکن بچے گا کوئی بھی نہیں۔ اس دفعہ جو تجربہ ہو رہا ہے یہ تجربہ یہ ریاست سہہ نہیں پائے گی۔ وہاں پر پوری ڈویژن فوج موجود ہے، اتنی بڑی تعداد میں پولیس فورس موجود ہے اور یہ لوگ دندناتے پھرتے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: داوڑ صاحب! میں یہاں ایک observation دینا چاہتا ہوں کہ وطن عزیز پر دہشت گردی کے بہت بڑے زخم ہیں اور جن لوگوں کی بھی شہادتیں ہوئیں ہیں، دہشت گردی کی وجہ سے جو اس دنیا کو چھوڑ کے چلے گئے۔ ہم سب کی ہمدردیاں پورے پاکستان کی ان کے ساتھ ہیں، وہ بڑے بہادر لوگ تھے، اچھے لوگ تھے۔ اسی طریقے سے جتنی قربانیاں پاکستان نے دہشت گردی کے لیے دی ہیں، جو ہماری بہادر افواج پاکستان نے دی ہیں، ہماری law enforcement agencies نے دی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہیں اور پولیس نے دی ہیں، میرا خیال ہے کہ پاکستان کا کوئی کونہ نہیں بچا جہاں پر یہ قربانیاں نہیں دی گئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دہشت گردی سے محفوظ رکھے۔ ہم سب نے آپس میں اتفاق اور اتحاد کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ شکریہ۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ جب Budget Session ہوتا ہے تو ہمیں بجٹ پر جانا ہے۔ بہت سارے دوستوں نے تقاریر کرنی ہیں۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: چترالی صاحب! آپ نے تین دفعہ بات کر لی ہے، ایسا نہیں ہے۔ عباسی صاحب! آپ **داوڑ صاحب** کے پوائنٹ کو لیں اور concerned Ministry تک پہنچائیں اور ان کو مطمئن کریں کہ حکومت اس معاملے میں کیا کر رہی ہے۔ شکریہ داوڑ صاحب۔

22 جون 2022ء

افغان مہاجرین کو تحفظ دی جائے

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

POINT OF ORDER

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ میں صرف ایک ایشو کا یہاں پر ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ کل جو زلزلہ آیا ہے اس میں افغانستان بارڈر کے قریب areas ہیں وہاں پر کافی بڑی تعداد میں تباہی ہوئی ہے، بڑی تعداد میں casualties ہوئی ہیں اور کافی تعداد میں لوگ زخمی بھی ہوئے ہیں۔ منسٹر صاحب ہیں نہیں۔ انگور اڈا اور غلام خان بارڈر میں ہمارے majority IDPs وہاں پر ہیں اور وہ زخمی بھی ہوئے ہیں اور افغانستان کے لوگوں کو relief کے لیے اور health facilities کے لیے انگور اڈا اور غلام خان بارڈر کھول دیا جائے تو بڑی اچھی بات ہو گی۔ کل یہاں پر جو Afghan Refugees کے ساتھ ہوا وہ بھی انتہائی قابل افسوس ہے، اس طرح نہیں ہونا چاہیے تھا۔ Refugees کی پوری دنیا میں قوانین اور حقوق ہوتے ہیں۔ ان کو تحفظ دینا چاہیے تھا، بجائے تحفظ دینے کے ان کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ بہت شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

23 جون 2022ء

علی وزیر کی گرفتاری کے بارے میں معلومات دی جائے

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

POINTS OF ORDER

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ہمارے اس ہاؤس کے ممبر **علی وزیر صاحب** جو کراچی میں پابند سلاسل ہیں اس کا Production Order آپ نے جاری کیا تھا لیکن اس پر ابھی تک عمل نہیں ہو رہا۔ سپیکر نیشنل اسمبلی ایک آرڈر جاری کرے اس پر عمل نہیں ہوتا اور کل دوپہر کو انہوں نے وہاں پر احتجاج بھی کیا تھا لیکن ان کو یہ بتایا نہیں جا رہا ہے کہ آپ کو ہم کیوں نہیں لے کے جا رہے۔ وہ ہسپتال میں ہیں اور ان کو ہسپتال سے discharge نہیں کر رہے ہیں۔ آپ ذرا اس کے بارے میں معلومات کرائیں کہ آپ کے حکم کی تعمیل کیوں نہیں ہو رہی؟

جناب سپیکر: میں ابھی اپنے سیکرٹریٹ سے کہتا ہوں کہ اس سارے معاملے کے بارے میں معلوم کر کے مجھے اس کی رپورٹ دیں۔ شکریہ۔

27 جون 2022ء

علی وزیر گرفتاری کیس

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب سپیکر! دو ایشوز ہیں۔ سب سے پہلے ایشو تو ہمارے معزز رکن **علی وزیر صاحب** کا ہے۔ پہلے ہم فریاد کر رہے تھے کہ ان کا Production Order جاری نہیں ہو رہا ہے۔ جب اللہ کر کے آپ نے Production Order جاری کر دیا تو اب ایسے مضحکہ خیز بہانے کے ذریعے اس کو روکنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ وہاں پر اس ڈاکٹر نے لکھ دیا کہ He is not fit for travelling یہ کس کو دھوکہ دے رہے ہیں، لوگ کوئی بچے تو نہیں ہیں۔ کسی نے فون کر کے کہہ دیا ہو گا کہ ڈاکٹر کو آپ اس طرح کی کوئی رپورٹ دیں۔ آپ اس کی تحقیقات کرا لیں۔ انسان جتنی بھی مشکل میں ہو extreme serious stage پر کیوں نہ، مطلب جہاز کے ذریعے اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جا سکتا ہے۔ یہ کوئی گدھا گاڑی پر تھوڑا آ رہا تھا کراچی سے کہ اس پر لکھ دیا کہ وہ travel نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر! ابھی میرے پاس ایک notification آیا ہمارے خیبر پختونخوا کے Health Department کا کہ وہاں پر چار سو کے قریب merged districts جو ہمارے سابقہ فاٹا جو ابھی merge ہوا ہے خیبر پختونخوا میں، چار سو سے زیادہ اس میں نوکریاں تھیں اور ہمارے محترم چیف منسٹر صاحب نے majority اس میں اپنے حلقے کے لوگوں کو بھرتی کیا ہے۔ یہ ایک افسوسناک بات ہے اور میرے خیال میں احسن اقبال صاحب نے بھی ایک AG office کو انکوائری کے لیے لیٹر لکھا ہوا ہے کہ سابقہ فاٹا کے ساتھ جو دو نمبریاں ہماری صوبائی حکومت نے کی ہیں اور وہ مسلسل ابھی جاری ہیں۔ میں جو لسٹ دیکھ رہا تھا اس میں بھی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جو majority بھرتیاں ہوئی ہیں اس میں میری request ہو گی اس کو بھی آپ SAFRON کمیٹی میں بھیجیں تاکہ وہ ساری details قوم کے سامنے آئیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: منسٹر SAFRON اس معاملے کو دیکھیں۔ Now, discussion and voting.

29 جون 2022ء

ضم شدہ اضلاع کے کسٹم اسٹیشنز کو دوسری جگہ شفٹ کیا جائے

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ فنانس منسٹر صاحب بھی ہیں اور سٹیٹ منسٹر فنانس بھی ہیں۔ پچھلے سال بھی میں نے ایک amendment جمع کی تھی اور اس میں request یہ کی گئی تھی کہ جو ہمارے کسٹم اسٹیشن ہیں، ہمارے جو merged Districts میں ہیں افغانستان کے ساتھ۔ اس میں گزارش کی تھی کہ یہ merged Districts اور settle areas کے جو بارڈرز ہیں وہاں پر شفٹ کیے جائیں۔ مثلاً اس میں یہ request کی گئی تھی کہ ہمارے غلام خان کا جو بارڈر ہے اس کو آپ سید گئی یا بکا خیل میں شفٹ کریں۔ اس طرح انگور اڈہ اور خرلاچی اور اس طرح طور خم کا تھا۔ کیونکہ ہمارا سارا دارومدار اسی bilateral trade پر تھا اور otherwise جو وعدے کیے گئے تھے فاٹا کے development کے وہ بھی نہیں ہوئے۔ تو ایک ہی چیز ہے جس میں ہماری ساری اکانومی ہے وہاں جو لوکل کاروبار ہے اس پر اس کا دارومدار ہوتا تھا۔ تو اب میں پھر یہ request کروں گا کیونکہ فنانس بل کے بغیر یہ ہو نہیں سکتا جو مجھے بتایا گیا تھا پچھلی دفعہ لاء منسٹری نے کہ اس کو آپ نے فنانس بل میں ہی include کرنا ہے۔ تو میں گزارش کروں گا فنانس کے جو منسٹر ہیں کہ اس چیز کو آپ seriously لیں۔ فی الحال اگر آپ اس کو کمیٹی میں بھیجیں جو میرا مدعا ہے تو اس پر بعد میں ہم تفصیلی گفتگو کر لیں گے۔ اب جو ہماری consultation ہوئی ہے تو اس میں پتہ چلا کہ Administrative Order سے بھی یہ کام ہو سکتا ہے۔ تو جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس ایشو کو آپ Concerned Committee میں بھیج دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: سپیکر صاحب! وہ جو پہلی amendment آئی تھی یہ جو پچاس پچاس روپے کی لیوی high speed diesel and motor gasoline and super کے اوپر لگی ہے اس کو ذرا اگر explain کر دیں، پہلے تو یہ Levy and Federal Excise Duty کا اپنا ہی ہمارا ایک موقف ہے لیکن پھر وہ debate دوسری طرف چلی جائے گی۔ یہ جو 50 روپے کی levy ہے اس کو اگر منسٹر صاحب تھوڑا explain کر دیں، 50 روپے فی لیٹر یہ تو کافی زیادہ ہے۔

Mr. Speaker: Minister for Finance and Revenue.

جناب مفتاح اسمٰعیل: جناب سپیکر بہت شکریہ! یہ Levy جو ہے یہ آپ لوگوں کی طرف سے حکومت کو اجازت ہے کہ وہ 50 روپے تک لگا سکتی ہے اس وقت جو Levy زیرو ہے اور فی الفور تو 50 روپے تک جانے کی کوئی امید بھی نہیں ہے اور نہ کوئی خیال ہے لیکن حکومت نے آپ سے یہ ایک اجازت لی ہے کہ 50 روپے تک لگا سکتے ہیں۔

Mr. Speaker: Now, I put the amendment, as moved by Minister for Finance and Revenue. The question is that the amendment, as moved, be adopted.

(The Amendment was adopted.)

27 جولائی 2022ء

پختونخواہ میں سیلاب کی تباہ کاریاں اور ٹارگٹ کلنگ کے خلاف سخت مذمت

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ سر۔ میں جناب سپیکر! اپنی گفتگو کے آغاز میں ہمارے **جنوبی وزیرستان**، این اے 50، **علی وزیر** کے حلقے کے قبائلی مشران آج اس ہاؤس میں موجود ہیں، میں ان کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ یہاں پر سیلاب کی تباہ کاریاں ہوئی ہیں۔ پسنی سے لیکر بلوچستان، سندھ، خیبر پختونخوا کے مختلف اضلاع، کرک اور ٹانک، نارتھ وزیرستان اور مختلف علاقوں میں، جہاں جہاں ان کے نقصانات ہوئے ہیں، میں مشکور ہوں پرائم منسٹر صاحب کا جنہوں نے نوٹس لیا اور کل انہوں نے اس سلسلے میں میٹنگ بلائی ہے۔ جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا ہمارے علاقے میں جو law and order کی situation ہے اس پر ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ طالبان کے ساتھ اگر مذاکرات ہونگے اور وہ واپس آئیں گے تو ان کے ساتھ اسلحہ نہیں ہو گا۔ لیکن مذاکرات پتہ نہیں کب ہونگے اور کب ان کے ساتھ معاہدے ہونگے۔ اس سے پہلے ہی وہ لوگ آگئے ہیں اور انہوں نے پورے علاقے کو take over کر لیا ہے اور اسلحہ سمیت آئے ہیں۔ عید سے پہلے ہمارے چار ساتھیوں، **سنید، حماد، وقار اور اسد اللہ** کو ٹارگٹ کر کے شہید کر دیا گیا۔ پھر عید کے بعد جمعیت علمائے اسلام کے ایک بہت ہی معتبر اور اس علاقے کی ایک مضبوط امن کی آواز **قاری سمیع الدین** کو شہید کیا گیا۔ اس سے پہلے وہاں عید ک گاؤں کے ایک ویلج کونسل کے چیئرمین ملک مرتضیٰ کو اور **قاری سمیع الدین** کے ساتھ **حافظ نعمان** کو شہید کیا گیا۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

یہ سلسلہ چل رہا ہے اور اس کے خلاف وہاں پر احتجاج بھی ہو رہا ہے لیکن ایک طرف احتجاج ہو رہا ہے اور دوسری طرف مسلسل target killings ہو رہی ہیں۔ پرسوں 24 گھنٹے کے اندر چار پانچ target killings ہوئی ہیں۔ یہ ایک alarming situation ہے صرف **شمالی وزیرستان** کی ہی بات نہیں ہے یہ **جنوبی وزیرستان** کی بھی بات ہے، بنوں کی بھی بات ہے، یہ صوابی کی بھی بات ہے، یہ سوات کی بھی بات ہے، پورے کا پورا پختونخوا ان کے حوالے کر دیا ہے۔ ایک interesting چیز، جناب سپیکر! یہ بڑی سوچ والی بات ہے پچھلے دنوں ہماری جو PM House میں پریس کانفرنس تھی وہاں پر عوامی نیشنل پارٹی کے صوبائی صدر نے ایک بات کی اور ایک خبر دی کہ ہمارے صوبے پختونخوا کے وزیر اعلیٰ، گورنر اور تین وزراء طالبان کو بھتہ دیتے ہیں اور اس بات کی ابھی تک کوئی تردید بھی نہیں آئی۔ آج ہی TTP کے سابقہ ترجمان احسان اللہ احسان کا ایک tweet میں نے دیکھا اور پھر میں نے کچھ صحافیوں سے اس کو verify بھی کروایا کہ یہ ان کا اپنا account ہے یا نہیں ہے۔ اس tweet میں وہ کہتے ہیں کہ گورنر پختونخوا جو resign کر گئے تھے اُن کو بھتے کی کال آئی تھی اور انہوں نے کچھ ساتھیوں کو میرے ذریعے، میرا اثر و رسوخ استعمال کر کے وہ جو 3 کروڑ روپے سے زیادہ کا بھتہ مانگا جا رہا تھا وہ ہم نے کم کر کے 75 لاکھ کر دیا۔ جناب سپیکر! جب یہ situation ہو جائے کہ صوبے کا وزیر اعلیٰ بھتہ دینا شروع کر دے، سابقہ گورنر بھتہ دینا شروع کر دے، صوبائی وزراء بھتہ دینا شروع کر دیں تو بیچارے عام عوام کیا کریں گے؟

اس پر بھی بس نہیں ہے کہ ہمارے لوگ یہاں اسلام آباد میں آ کر آباد ہو جاتے ہیں تو وہاں سے بھی ان کو بھتے کی کالز آتیں ہیں، جو کاروباری حضرات ہوتے ہیں کہ آپ لوگوں نے فلاں فلاں جگہ پر اتنے پیسے پہنچانے ہیں۔ تو یہ بڑی خطرناک قسم کی situation ہے ہمیں اس پر توجہ دینی چاہیئے۔

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب conclude کریں۔

جناب محسن داوڑ: آخری جملہ، جو لوگ بھی مذاکرات کی آڑ میں ہمارے علاقے کو طالبان کے حوالے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہاں پر کچھ اس طرح کا تاثر دیا جاتا ہے کہ نہیں سب کچھ پُرامن ہے۔ دیکھیں، مذاکرات ابھی نہیں ہوئے لیکن میں اس پورے process کو اپنے علاقے کو طالبان کے حوالے کرنے کی ایک سازش سمجھتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

28 جولائی 2022ء

وزیرستان میں گیس کا مسئلہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر! توجہ مبذول کرانے کا نوٹس آج اس ایجنڈے پر آیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ میرے حلقے میں بھی گیس ہے اور Bannu west کے نام سے اس کو یاد کیا جاتا ہے۔ میں جناب سپیکر! پاکستان کا جو آئین ہے اور میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ یہ واحد binding document ہے اس کے علاوہ میرے خیال میں اس ملک میں رہنے والی قومیتوں کا آپس میں کوئی دوسرا رشتہ نہیں ہے، یہی ایک کتاب ہمیں جوڑتی ہے۔

اس کا آرٹیکل 158 کہتا ہے "The Province in which a well-head of natural gas is situated shall have precedence over other parts of Pakistan in meeting the requirments from that well-head subject to the commitments and obligations as on the commencing day".

اب جناب سپیکر گزارش یہ ہے کہ **شمالی وزیرستان** کا میں ایم این اے ہوں، میں نے کئی دفعہ اس کی information and detail لینے کی کوشش کی۔ ایک کمپنی ماڑی گیس کمپنی جس کا نام لیا گیا ہے، جس کے ساتھ اس کا تعلق ہے وہ اپنے آپ کو آئین اور قانون سے بالا سمجھتے ہیں۔ مجھے ابھی تک detail نہیں دی گئی تو وہاں پر جو رہنے والے عام شہری ہیں، ان کو کیا پتہ ہو گا۔ وہاں پر جس علاقے میں گیس نکلی ہے وہ قبل خیل tribe سے کئی دن یہاں پر بیٹھے رہے، کئی دن انتظار کرتے رہے۔ ماڑی پیٹرولیم والوں نے ان سے ملاقات تک نہیں کی۔ گیس پائپ لائن جا رہی ہے، nobody knows کہ وہ کہاں جا رہی ہے۔ لیکن یہ جو وہاں پر بنوں کی تحصیل بکا خیل کی تین اقوام نے بکا خیل، جانی خیل اور محمد خیال نے اس گیس پائپ لائن کو روک دیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ یہ اب initial stage ہے اور اس initial stage پر لوکل جو وہاں کے لوگ ہیں ان کے جو تحفظات ہیں، ان کے جو مطالبات

ہیں تو وہ کوئی زیادہ مطالبہ نہیں کر رہے، وہ صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ پہلے یہ حق ہمیں حملے گا۔ اس کے بعد باقی ملک اور باقی صوبوں کو ملے گا۔ وہ پائپ لائن کہاں جا رہی ہے کسی کو پتہ نہیں۔ تو میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس مسئلے کو کمیٹی میں بھیج دیا۔ کمیٹی میں پھر تفصیل سے اس پر بحث ہو گی۔ میری گزارش ہو گی کہ اگر ماڑی پیٹرولیم حوالے اپنے آپ کو آئین اور قانون اور پارلیمنٹ سے بالا نہیں سمجھتے تو وہ بھی وہاں آکر سوالات کے جوابات دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو ہم نے کمیٹی میں بھیج دیا ہے، وہاں پر سب اس کو دیکھیں گے۔ وہ کمپنی وہاں پر آئے گی اور جو بھی تحفظات ہیں عوام کے، وہ حل کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے تفصیلاً بات کی، میں پھر آرٹیکل 158 کی بات کروں گا۔ بات ٹھیک ہے کہ ہم وہ چیز دے چکے ہیں جو ہمارے پاس نہیں تھی۔ گزارش یہ ہے کہ آرٹیکل 158 یہ کہتا ہے کہ سب سے پہلے اس صوبے کی ضرورت پوری ہو گی۔ اب situation یہ ہے کہ already ہمارا صوبہ جتنی گیس پیدا کر رہا ہے، ہماری consumption اس سے کم ہے۔ یہ اب جو **شمالی وزیرستان** میں گیس نکلی ہے 200MMCFD Gas یہ تو اس کے on the top of that ہے۔ تو مجھ سے آپ یہ حق کیوں چھینیں گے۔ ہمارے ملک میں اگر گیس کی shortage ہے تو آپ نے سب سے پہلے مجھے یہ حق دینا ہو گا۔ اس کے بعد آپ ملک کے باقی حصوں میں گیس کی کمی کو پورا کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

29 جولائی 2022ء

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب on supplementary۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارے قبائلی اضلاع جو merged districts ہیں کے پی کے اس کے بھی کافی لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہمارے overseas ہیں وہ بھی remittances بھیجتے ہیں تو پوچھنا یہ تھا منسٹر صاحب سے کہ ان علاقوں کے لیے بھی کوئی رہائشی schemes pipelines پر ہیں ساتھ ساتھ اگر بلوچستان کا بھی وہ بتادیں کہ وہاں بھی کوئی رہائشی schemes overseas جو پاکستانیز ہیں ان کے لیے pipeline میں ہے یا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جناب ساجد حسین طوری صاحب۔

جناب ساجد حسین طوری: شکریہ جناب سپیکر! جہاں تک tribal areas کی بات ہے واقعی وہاں پر جنوبی اضلاع میں اتنا کام نہیں ہوا ہے جتنا کے پی میں ہوا ہے یا پنجاب میں یا سندھ میں یا بلوچستان میں۔ باقی وہاں پر ہم انشاءاللہ کوشش کر رہے ہیں کہ جتنا ہوسکے وہاں پر کام کریں۔ لیکن بد قسمتی سے ایک ایشو یہ بھی آرہا ہے کہ جب بھی ہماری منسٹری نے اس طرح رہائشی پلاٹ یا رہائشی کالونی launch کی ہے تو اس میں مسئلے بہت زیادہ آرہے ہیں تو اس سلسلے میں انشاءاللہ **محسن داوڑ** کے ساتھ مل بیٹھ کر ہمارے اور بھی ایم این ایز ہیں بہت اچھی بات ہے وہاں پر overseas کے لیے جو ہمارے سکولز ہیں۔ سکول ابھی ہم نے ایک district Kurram میں وہاں پر باقاعدہ open انشاءاللہ نارتھ وزیرستان میں ساؤتھ وزیرستان، باجوڑ ہمارے زیر غور ہیں کہ وہاں پر ہم سکول بھی کھولیں گے اور ساتھ ہی ساتھ جو رہائشی کالونی کی بات ہے اس پر ہم سوچیں گے اور آپ سے بیٹھ کر فیصلہ کریں گے تھوڑا فیصلہ مشکل ہے۔ لیکن انشاءاللہ کریں گے۔

شمالی وزیرستان میں IDPs کی واپسی کا بندوبست کیا جائے

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ہمارے **شمالی وزیرستان** کے IDPs جو ضرب عضب کے شروع ہونے سے پہلے جب آپریشن کا اعلان ہوا تھا تو کچھ افغانستان چلے گئے تھے۔ ان میں سے کئی families return ہوئی ہیں اور کئی families ابھی بھی وہیں پر رہتی ہیں اور بہت ہی بُری حالت میں وہاں پر زندگی گزار رہی ہیں۔ کئی دفعہ ہم نے یہاں پر یہ بات اٹھائی کہ ان کی واپسی کا کچھ نہ کچھ بندوبست کیا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ جو compensation کا ان کا حق تھا وہ بھی ان کو ابھی تک نہیں دی گئی۔ یہاں پاکستان میں جو ہمارے IDPs موجود ہیں ان کی بھی اپنے علاقوں میں واپسی ممکن نہیں ہو رہی ہے اور وہ جو compensation ان کو ملتی تھی وہ بھی انہوں نے بند کر دی ہے۔ تو پانچ دن سے وہ پشاور پریس کلب میں اور آج خیبر پختونخوا کی اسمبلی کے باہر احتجاج کر رہے ہیں۔ یہ domain صوبائی اسمبلی کا ہے کیونکہ PD ہی ان کو فنڈنگ کرتی ہے لیکن یہ جو ان کی return ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ جو compensation کا ایشو ہے اس میں سکیورٹی فورسز at least ان کی return میں تو وہ ان کی حد تک محدود ہے۔

تو اس حوالے سے میں گزارش کروں گا کہ at least ان کی return کی حد تک تو وفاقی حکومت کی domain میں آتا ہے اور صوبائی حکومت سے بھی ہم اس platform سے request کرتے ہیں کہ خدارا ان کی جو compensation آپ لوگوں نے روکی ہوئی ہے وہ جاری کی جائے یا ان کو اپنے گھروں میں رہنے دیں جو ان کا علاقہ ہے اگر وہاں پر نہیں بھیجتے تو یہ لوگ پھر اس طرح کس طریقے سے گزارا کر سکتے ہیں، شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

01 اگست 2022ء

ماڈل کورٹس کے حوالے سے سوال

Mr. Speaker: Mohsin Dawar on supplementary please.

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! یہ جو سوال ہے، یہ ماڈل کورٹس کے حوالے سے ہے۔ یہ پچھلی regime سے آتا رہا ہے میرے خیال میں آپ ہی کا سوال تھا اور ہر دفعہ یہی جواب آتا ہے کہ وہ reply نہیں کر رہے۔ عدالت reply نہیں کر رہی۔ آج بھی وہی جواب ہے۔ تو اس کا تو کوئی حل نکالنا چاہیے۔ شاید وہ پارلیمنٹ سے اپنے آپ کو بالا سمجھتے ہیں یا ان کا مقصد کیا ہے؟ یہ تو ہر دفعہ ان کی طرف سے reply نہیں آتا۔ یہاں سے details مانگی جاتی ہے۔ ممبران سوال جمع کراتے ہیں اور وہ جواب نہیں دیتے۔ تو اس کا کوئی حل پارلیمنٹ کو نکالنا چاہیے۔ آپ ہی اس پر سوچیں کہ کیا کیا جا سکتا ہے۔ سپریم کورٹ اپنے آپ کو پارلیمنٹ سے بالا ادارہ سمجھتی ہے۔

(کچھ دیر بعد)

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! یہ شیری رحمٰن صاحبہ کا بل تھا وہ سینیٹ سے بھی پاس ہو کر آیا تھا اور اسی کو counter کرنے کے لیے شیخ رشید صاحب یہ بل لے کر آئے تھے اس میں کافی چیزیں ایسی ہیں جو الٹا اس بل کو اور اس situation کو complicated بنا دیتی ہیں۔ میں support کرتا ہوں۔ دیکھیں نا یہ تو عجیب بات ہوئی ہے بفرض محال ایک بندہ affect ہی FIA سے ہوا ہے اور پھر وہ جا کر complaint بھی وہیں پر کرے گا تو پھر تو اس بل کا کوئی فائدہ ہی نہ ہوا۔ تو میں support کرتا ہوں اس amendment کو۔

10 اگست 2022ء

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔ آن سپلیمنٹری۔

جناب محسن داوڑ: میں اسی بات کی continuation میں جو مولانا جمال الدین صاحب نے کی ہے ٹھیک ہے جو financial مسائل ہیں ہمیں معلوم ہیں لیکن میرے خیال میں مولانا صاحب نے جو ضمنی سوال کیا ہے اس کا بھی پورا جواب نہیں آیا۔ میں بھی اس کو second کرتا ہوں کہ ٹھیک ہے اگر fully آپریشنل اس کو نہیں کیا جا سکتا لیکن partially کچھ نہ کچھ تو ہو سکتا ہے کہ اگر daily basis پر نہ ہو لیکن کچھ نہ کچھ ہو سکتا ہے ہفتے کی دو فلائٹس because I do not know ان کا mechanism کس طرح چلتا ہے۔ لیکن مولانا صاحب کا ضمنی سوال وہی ہے جو میں بھی پوچھنا چاہتا ہوں اگر تفصیل سے اس کا جواب مل جائے۔ شکریہ۔

شمالی وزیرستان میں امن و تحفظ کی درخواست

جناب محسن داوڑ: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! آج 26 واں دن ہے۔ **شمالی وزیرستان** میں ایک احتجاج جاری ہے۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ہمیں امن و تحفظ دیا جائے۔ میں مشکور ہوں **خواجہ آصف** کا، وہ ابھی موجود تھے۔ انہوں نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے وہ جائے گی ان کے ساتھ سیاسی قائدین بھی ہونگے۔ ان کا مطالبہ بنیادی طور پر امن کا ہے۔ وہ امن کس طرح یقینی ہو سکتا ہے، تو میں اس کے لئے مشکور ہوں **خواجہ آصف** کا، تو انہوں نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔ تمام سیاسی پارٹیوں کی قیادت اس میں موجود ہے اور وہ جائے۔ وہاں پر ان کی بات وہی ہے جو پچھلے چار سال سے ہم کہتے آرہے ہیں۔ کہ یہ دہشت گردی پھیل رہی ہے تو یہاں پر جو سابقہ حکومت تھی ان کے جو سپیکر صاحب تھے وہ ہمارا مائیک بند کر دیتے تھے۔ جیسے دہشت گردی کے خلاف بات کرنا کوئی ناگوار ہے۔ اب آپ دیکھیں پورے پختونخوا میں وہ پھیل چکی ہے۔ پچھلے دنوں پاکستان تحریک انصاف کے ایک ایم پی اے پر

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

قاتلانہ حملہ ہوا۔ ان کے ساتھ ان کے چند ساتھی اس میں شہید ہوئے۔ پرسوں سوات کے علاقے مٹہ میں ایک واقعہ ہوا جس میں ایک مقابلے میں ڈی ایس پی زخمی ہوا۔ ڈی ایس پی کو وہ اپنے ساتھ لے گئے۔ ساتھ ہی ساتھ ایک میجر کو ساتھ لے گئے۔ اور ان کی statements آرہی ہیں۔

تو یہ صورتحال ہے۔ پورے کا پورا پختونخوا تقریباً ان کے ہاتھوں میں دے دیا گیا ہے۔ حالات اس نہج تک پہنچ گئے ہیں کہ وہاں سوات پریس کلب سے ایک فوجی جاتا ہے طالبان کے جو نمائندگان ہیں ان سے بات ہوتی ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے تو چونکہ مذاکرات ہو رہے ہیں اور ہمیں اپنے قائدین نے کہہ دیا ہے کہ چونکہ ہمارے مذاکرات ہو رہے ہیں تو آپ اپنے علاقوں میں واپس چلے جائیں تو ہم اس لئے واپس آئے ہیں اور وہ دیر سے وزیرستان تک، سوات تک، چترال میں بھی اب وہ آجائیں گے۔ گلگت بلتستان میں already وہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ تو ہمیں یہ سمجھ نہیں آرہی۔

ایک اور چیز جس پر میں بات کرنے کی کوشش کروں گا، کیونکہ یہاں پر جو سابقہ حکمران جماعت ہے۔ پاکستان تحریک انصاف کے جو قائدین ہیں، مضحکہ خیز بات ہے کہ وہ بھی ان سب چیزوں پر اعتراض کر رہے ہیں۔ تو میں ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب افغانستان میں طالبان نے takeover کیا تو آپ ہی کے لیڈر نے کہا تھا کہ افغانستان کے لوگوں نے غلامی کی زنجیریں توڑ دی ہیں۔ تو یہ انہی کے بھائی ہیں جو یہاں آکر قتل عام کرتے ہیں اور یہاں پر takeover کرتے ہیں۔ تو جن کو آپ نے کہا تھا کہ آپ لوگوں نے غلامی کی زنجیریں توڑ دی ہیں یہ انہی کے بھائی ہیں۔ کل ان کی جو statement آئی ہے وہ اس میں سب کچھ own کرتے ہیں۔ ان سب نے یہ سارا کام مل کر کیا تھا جو کچھ افغانستان میں ہوا ہے۔ اب وہ ڈیورنڈ لائن کو کراس کرکے یہاں پر وارداتیں کر رہے ہیں۔ یہ نہایت serious عمل ہے اور یہ پختونخوا میں نہیں رکے گا۔ یہ پورے پنجاب میں بھی پھیلے گا، سندھ میں بھی پھیلے گا اور یہ پورے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے گا اور المیہ یہ ہے کہ ہمیں وہ seriousness ابھی تک دکھائی نہیں دے رہی جو ہونی چاہیے اس مسئلے کو tackle کرنے کے لئے۔ ہم ایک دفعہ پھر اس حکومت، ان کے سپیکر اور وزیراعظم کا conduct میں نے بتادیا۔ کہ جب میں دہشت گردی پر بات کرتا تھا تو ان کے سپیکر میرا مائیک بند کر دیتے تھے اور وہاں پر افغانستان میں جب طالبان نے takeover کیا تو یہاں سے انہی کی حکومت میں شادیانے بجائے گئے۔ یہاں سے صحافیوں کی فوج وہاں بھجوائی گئی۔

اس چیز کو یہاں پر celebrate کیا گیا اور ہمارے وزیراعظم صاحب نے کہا کہ وہاں پر انہوں نے غلامی کی زنجیریں توڑ دی ہیں۔ اور یہ جو موجودہ صدر صاحب ہیں ان کی بھی statements ان کی سپورٹ میں موجود ہیں۔ تو کیا وہ جوابدہ نہیں ہیں اس سارے عمل کا جو بعد میں یہاں ہوا۔ یہ بات ہے کہ یہ جو project طالبان ہیں، یہ جو پالیسی ہے اس کو بدلنا ہوگا۔ پختونخوا کی عوام اس کو تسلیم نہیں کرتی۔ کل دیر میں بھی لوگ نکلے تھے۔ 26 دن سے وزیرستان میں بھی لوگ بیٹھے ہیں اور پختونخواہ کے عوام ہر صورت میں اس پالیسی کو resist کریں گے Thank you۔

جناب سپیکر: جناب خواجہ محمد آصف صاحب۔

وزیر برائے دفاع (خواجہ محمد آصف): جناب سپیکر! یہ میرے بھائی **محسن داوڑ صاحب** نے جو ذکر کیا ہے پچھلے تقریباً دو ہفتے سے افغانستان میں جو دو crossing points ہیں غلام خان اور خرلاچی بند ہیں۔ خرلاچی پر افغانستان اور پاکستان میں cross border پر traffic تھی اس میں فائرنگ ہوئی، ایک بندہ جاں بحق ہوگیا جس کی وجہ سے دونوں sides پر تھوڑی سی ناراضگی ہے اور tension ہے ہم اس کو sort out کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن غلام خان کا جو مسئلہ ہے وہ بنیادی طور پر ہمارا لوکل مسئلہ ہے اور وہاں پر کچھ لوگ شہید ہوئے، ان کا تعلق JUI-F سے تھا اور کچھ اور قبائل کے لوگ وہاں پر شہید ہوئے تو انہوں نے پچھلے تقریباً دو ہفتے سے وہ سڑک بند کی ہوئی ہے۔ آج ہم نے کمیٹی تشکیل دی ہے، ہم نے درخواست کی ہے کچھ زعماء سے اور مختلف پارٹیوں کے لیڈروں سے کہ وہ وہاں پر جاکر ان لوگوں کو pacify کریں، ان لوگوں کی تسلی کریں، ان لوگوں کا پرسان حال بنیں تاکہ کسی طرح وہ سڑک کھل جائے۔ یہ مسئلہ ایک تو ہمارا اپنا امن وامان کا ہے۔

کے پی کے اندر اس وقت جو حالات خراب ہو رہے ہیں، میرے بھائی **محسن داوڑ** نے بالکل درست فرمایا کہ ان لوگوں کو welcome کیا تھا پچھلی حکومت نے، PTI leadership نے، سابق وزیراعظم نے welcome کیا تھا اور آج اسی province کے اندر طالبان کی موجودگی کے خلاف جلوس نکالے جا رہے ہیں۔ گورنمنٹ بھی احتجاج کر رہی ہے، وہاں پر **پی ٹی آئی** بھی احتجاج کر رہی ہے، سوات میں میرا خیال ہے کل جلوس نکالا گیا ہے، دیر میں جلوس نکالا گیا ہے اور جگہوں پر جلوس نکالا گیا ہے تو میں بالکل یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ صرف اور صرف کے پی کا مسئلہ ہے، یہ ایک قومی مسئلہ ہے اور وقتاً فوقتاً اپنے مفادات

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے تحفظ کیلئے ہماری جو سابقہ حکومت تھی وہ کبھی کوئی stand لے لیتی تھی اور کبھی کوئی stand لے لیتی تھی۔ کبھی امریکہ کے قصیدے گاتی تھی اور کبھی ہمیں کہتے ہیں کہ ایک بین الاقوامی سازش کی پشت پناہی امریکا نے کی اور کبھی وہاں پر Ambassador جاتا ہے تو وہاں پر جیسے بارات کی طرح کا اس کا استقبال کیا جاتا ہے۔ جس طرح ان کی آؤ بھگت کی گئی ہے بلکہ ایک وزیر بار بار ان سے اپنے کسی رشتے دار کیلئے multiple visa مانگتا رہا اور 36 گاڑیوں پر اس طرح ان کی شکر گزاری اور اس طرح ان کی انکساری تھی جیسے 36 گاڑیاں نہیں، پتہ نہیں کون سا خزانہ ان کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ ان کو خوش کرنے کیلئے، ان کو facilitate کرنے کیلئے ساری حکومت بچھی جا رہی تھی۔

میرا اپنا خیال ہے کہ اس وقت زیادہ مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں اس اسمبلی کو دو دفعہ بریفنگ دی گئی ہے، اللہ کرے معاملات جن کی بریفنگ دی گئی وہ صحیح track پر چل نکلیں اور یہ لوگ جس طرح ہماری خواہش ہے بجائے اس کے کہ وہ یہاں پر اپنا کوئی نظام نافذ کریں یا جس طرح بعض اوقات وہ اپنے ارادے ظاہر کرتے ہیں تو میں اس وقت تفصیل میں نہیں جاتا کیونکہ اسی ہاؤس میں ایک بریفنگ میں کہا گیا تھا کہ کچھ نہ کچھ ان سے بات چیت چل رہی ہے اور ہاؤس سے یہ guidance بھی لی گی، یہاں پر ہمارے بہت سے ممبران نے اس پر اظہار خیال بھی کیا آپ کو یاد ہو گا۔ تو وہ ایک process ہے لیکن ایک خطرہ ضرور آہستہ آہستہ بڑھ رہا ہے۔ یہ قومی مسئلہ ہے، یہ صوبائی مسئلہ نہیں ہے لیکن میں صرف یاد دہانی کیلئے کہ کسی وقت انسان غیر ذمہ دارانہ گفتگو کر دیتا ہے اور پھر بعد میں آکر وہ بندے کو hurt کرتی ہے۔ جناب والا! جو مسئلہ میں نے پہلے خرلاچی اور غلام خان کا کہا ہے تو وہاں پر ایک ہمارا بڑا crucial مسئلہ ہے کہ ہماری ٹریفک اگر رکے گی تو یہ transit trade والا جو سارا سلسلہ ہے وہ بھی رُک جاتا ہے۔ اس سے یہ ہے کہ ان علاقوں کی deprivation میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ یہ ساری ٹریفک وہاں پر job create کرتی ہے، وہاں پر چھوٹے کاروبار create کئے جاتے ہیں اور ان علاقوں کی economy کا سارا انحصار اس ٹریفک پر ہی ہے۔ تو امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے جو مختلف پارٹیوں کے قائدین ہیں وہ پرسوں وہاں پر جائیں گے اور وہ جا کر ان کی دلجوئی کریں گے اور کوئی assurance دیں گے تا کہ یہ معاملہ settle ہو جائے۔ بہت شکریہ۔

10 اکتوبر 2022ء

سوات میں سکول وین پر حملہ

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! آج صبح سوات میں ایک سکول وین پر حملہ ہوا۔ اس حملے کے نتیجے میں چند ہمارے بچے زخمی بھی ہوئے اور اسی طرح کا ایک واقعہ آج دیر میں بھی ہوا۔ اور ملتے جلتے دہشت گردی کے ایسے واقعات پورے پختونخوا میں ہو رہے ہیں۔ لیکن دہشت گردی جب اس نہج تک پہنچ جائے کہ آپ کے بچے بھی محفوظ نہ رہیں تو میرے خیال میں پھر ہر قسم کی ڈیبیٹ کو چھوڑ کر ملکی لیول پر پھر ایک ہی ڈیبیٹ ہونی چاہیے۔ یہ آج کا واقعہ نہیں ہے اور نہ ہی یہ دہشت گردی کل اس خطے میں آئی ہے۔ میں بار بار اس چیز کو repeat کر رہا ہوں اور کب سے میں اس چیز کی نشاندھی کر رہا تھا اور آج حالت اس نہج تک پہنچ گئے ہیں کہ آج ٹی ٹی پی نے پورے پختونخوا میں شیڈو گورنرز کا اعلان بھی کر دیا ہے اور انہوں آپس میں علاقے بھی تقسیم کر دیے ہیں کہ یہ فلاں جگہ کا گورنر ہو گیا اور یہ فلاں جگہ کا گورنر ہو گیا۔ المیہ یہ ہے جناب سپیکر! کہ اگر ہم اس کو اس طریقہ سے لیں۔ چلو یہ ایک مسئلہ ہے تو ہماری seriousness کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ اس کے رد عمل میں، اس دہشت گردی کے واقعات کے رد عمل میں پھر جب لوگ نکلتے ہیں۔ تو اس احتجاج، اس جلسے اور جلوس کو پاکستان کی mainstream media میں پانچ دس سیکنڈ کا موقع بھی نہیں دیا جاتا۔ آپ صرف وزیرستان سے لے کر سوات تک، باجوڑ میں، کُرم میں، شاید ہی کوئی ایسی جگہ ہو جہاں پر اس موجودہ لہر کے خلاف احتجاج نہ ہوا ہو۔ درجن کے قریب احتجاج ابھی چند دن پہلے دو، تین ہفتوں میں صرف سوات میں ہوئے ہیں۔ لیکن نہ ان کو کوئی highlight کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس کو national debate میں لیا جاتا ہے کہ یہ کیوں مسئلہ ہی ہے۔ ہاں ٹھیک ہے۔ اب یہاں پر پختونخوا میں آگ لگی ہوئی ہے، میں بار بار یہ چیز repeat کرتا ہوں کہ وہ پختونخوا میں نہیں رکے گی اور یہ پھیلے گی۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

صوبائی حکومت جو ہماری ہے۔ یہ جو ہم کہا کرتے تھے کہ **پی ٹی آئی** اور **طالبان** کے درمیان ایک اتحاد ہے، وہ ثابت ہو رہا ہے۔ وہ ثابت اس لئے ہو رہا ہے کہ سوات میں دہشت گردی کے واقعات ہو رہے ہیں۔ پھر جب لوگ نکلتے ہیں بجائے اس کے کہ ان واقعات پر اپنی efficiency بڑھائیں، سیکیورٹی کے حالت کو بہتر بنائیں۔ انہوں نے ان جلسے جلوسوں پر پابندی لگادی ہے۔ اور ایک حکم نامہ جاری کیا ہے کہ چوک اور چوراہوں پر جلسے جلوس نہیں ہوا کریں گے۔

تو انہوں نے حقیقت میں پورے پختونخوا کے عوام کو دہشت گردوں کے حوالے کر دیا ہے اور وہ جس alliance کا ہم کافی پہلے سے تذکرہ کیا کرتے تھے اور نشاندہی کیا کرتے تھے۔ تو وہ عملی طور پر اس کو ثابت بھی کرا رہے ہیں۔ نہ کوئی ان کا ایم پی اے وہاں پر موجود ہے، نہ کوئی ایم این اے، نہ کوئی منسٹر، نہ کوئی چیف منسٹر کوئی بھی نہیں، انہوں نے عوام کو دہشت گردوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ انتہائی افسوسناک ہے کہ آج وہاں پر جو بچوں پر حملہ ہوا ہے، اس کی بھرپور مذمت بھی کرنی چاہیے اور اس کو serious بھی لینا چاہیے کیونکہ یہ حالت ابھی بھی ہاتھ سے نکل رہے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں یہ ہم تب جاکر شاید اس کے بارے میں کچھ سوچنا شروع کر دیں۔ اور یہ جو ابھی ان کا طریقہ واردات ہے کہ یہاں پر انہوں نے shadow government یہ بالکل same وہی طریقہ واردات ہے جب یہاں پر ان کی presence تھی۔ افغانستان میں حالت خراب تھے یہاں سے انہوں نے اپنے officials وہاں پر مقرر کر دیئے تھے۔ ابھی یہی formula انہوں نے یہاں پر apply کر دیا ہے اور میرے خیال میں اس کو تھوڑا serious لینا چاہیے جو کہ ابھی تک ہم نہیں لے رہے ہیں۔ بہت شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ نور عالم خان صاحب۔

جناب نور عالم خان: شکریہ جناب سپیکر۔ سپیکر صاحب! جیسے **محسن داوڑ صاحب** نے بات کی، ویسے میں بھی پشاور میں پرسوں جو اساتذہ کے ساتھ ظلم ہوا ہے سر! وہ اساتذہ جو اپنے حق کے لئے کہ ان کو صرف بارہ گریڈ سے لے کر آپ چودہ یا سولہ گریڈ میں کرلیں، جیسا آپ نے ساروں کے ساتھ کیا ہے۔ تو سر! ان پر لاٹھی چارج کی گئی ہے جو ہمارے بچوں کو پڑھائی اور سبق سکھاتے ہیں۔ انہوں نے کوئی غلط کام نہیں کیا۔ سر! وہ صرف Provincial Assembly کے سامنے بیٹھے اور انہوں نے احتجاج

یہ کیا کہ آپ خدارا ہماری تنخواہیں اور ہمارے گریڈ جو ہیں ان کو بڑھادیں۔ اور سر! ان کے ساتھ بجائے یہ کہ negotiations کرتے ان پر ڈنڈے چلائے گئے۔

تو سر! یہ ظلم ہو رہا ہے۔ اتنی مہنگائی میں۔ جہاں پر آج 2200 روپے کا بیس کلو آٹا ملتا ہے، جہاں پہ بجلی مہنگی ہو، جہاں پہ غریب لوگ ترس رہے ہوں۔ کہ ان کے بچے سکول جاسکیں۔ کیونکہ اٹھارھویں ترمیم کے تحت ساری وزارتیں صوبوں کے پاس چلی گئی ہیں۔ اگر وہ اپنی تنخواہ زیادہ کرنے کے لئے یا پھر ان کو سر! وہ اپنا scale بڑھانے کے لئے انہوں نے دس دس، بارہ بارہ سال یا چودہ چودہ سال jobs کی ہیں اور انہوں نے صرف یہ کہا ہے کہ ہمیں چودہ گریڈ سے سولہ گریڈ میں کرلیں۔ تو سر! ان سے negotiations نہیں کی اور جس طریقے سے ان پہ ڈنڈے چلائے گئے۔ وہ international media میں بھی highlight ہوا۔

تو اس پہ میری request یہ ہوگی کہ آپ مہربانی فرما کر جو بھی یہ اساتذہ کے ساتھ ظلم ہوا ہے تو اس پہ آپ ایک کمیٹی بنائیں، تاکہ ان اساتذہ جو اپنے حق کے لئے آواز اٹھا رہے ہیں، تو کم از کم ان کے ساتھ انصاف ہو سکے۔ بہت شکریہ سر۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں اور توقع بھی کرتا ہوں کہ خیبر پختونخوا حکومت اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری پوری کرے گی۔ خواجہ محمد آصف صاحب۔

وزیر برائے دفاع (خواجہ محمد آصف): شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میرے دو بھائیوں نے **کے پی** میں جو اس وقت صورت حال دن بہ دن بگڑتی جارہی ہے۔ **محسن داوڑ صاحب** نے اور **نور عالم صاحب** نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے، بلکہ دکھ کا اظہار کیا ہے صرف اشارہ نہیں کیا۔

کے پی کو actually سابق وزیراعظم نے ایک spring board بنایا ہوا ہے۔ صوبے کی تمام تر سہولتیں جو ہیں، helicopter ادھر کی پولیس، ادھر کی سیکورٹی ان کے ذاتی استعمال میں ہے۔ ایک سابق وزیراعظم جو اس اسمبلی نے جس کو نکالا تھا Vote of no-Confidence کے ذریعے یہاں اس ہال سے دھتکارا گیا ہے۔ اس کے بعد جاکے وہاں اس نے اپناہ لی۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

میں سمجھتا ہوں کہ وہاں کے عوام کی بھی یہ توہین ہے کہ وہاں پہ پناہ لے کے وہ ان کے نام پہ، ان کی security forces کی امداد سے، ان کی جو administration ہے، provincial administration کی امداد سے، ان کے وسائل استعمال کر رہا ہے، helicopter استعمال کر رہا ہے۔ پرسوں ترسوں یہاں اڈیالہ کے قریب وہی helicopter کو landing کرنی پڑی۔

جب ساری کے پی حکومت اس بات پہ مامور ہے کہ وہ صرف اور صرف کسی طرح عمران خان کو دوبارہ اقتدار میں لے آئے۔ تو اس دوران جو اقتدار ان کے پاس اس صوبے کا ہے، اور وہ ان کے ہاتھوں سے slip ہو رہا ہے۔ Slip کس طرح ہو رہا ہے کہ وہاں پہ دہشت گردی rise پہ ہے۔ اگر وہاں پہ اس وقت دہشت گردی ہے یا law and order situation جو ہے، دن بہ دن خراب ہو رہی ہے تو یہ اولین فرض صوبائی حکومت کا ہے۔ اس کے بعد جا کے کسی اور ایجنسی کا یا کسی اور ہماری defence forces کا بنتا ہے یا وہ ان کی ذمہ داری بنتی ہے یا obligation بنتی ہے۔

جب وہ اپنی تمام تر ذمہ داری northern KP میں، سوات میں اور دوسرے علاقوں میں اس سے abdicate کر چکے ہیں۔ ان کی تمام تر توجہ جو ہے، پوری حکومت کے پی کی توجہ اس بات پہ ہے کہ کسی طرح ان کے لیڈر کو دوبارہ اقتدار مل جائے by hook or by crook۔ چاہے وہ جن کو neutral کہتے ہیں، ان کے پیر ہی پڑ کے مل جائے، چاہے وہ ترلے کر کے مل جائے، چاہے وہ گالیاں دے کے مل جائے۔ لیکن اس کے اقتدار کے لئے تمام تر کے پی حکومت کی توجہ مرکوز ہے۔ جس کی وجہ سے عام آدمی وہاں پہ suffer کر رہا ہے۔

جس طرح **نور عالم صاحب** نے کہا وہاں پہ اساتذہ پہ لاٹھی چارج ہوا۔ یہ بڑی دکھ کی بات ہے کہ جو لوگ تعلیم دیتے ہیں، جو قوموں کو سنوارتے ہیں، جو ہمارے بچوں کو سنوارتے ہیں، تعلیم سے آراستہ کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو اس طرح treat کیا جائے جس طرح کے پی کی حکومت نے آج سے چند روز قبل ان کو treat کیا ہے۔ وہاں دن رات وارداتیں ہو رہی ہیں absolutely no law and order complete chaos in KP اس صورت میں وہ claim کر رہا ہے کہ مجھے میرا اقتدار جو پاکستان کی پارلیمنٹ نے Vote of No Confidence سے اس سے چھینا تھا وہ واپس کیا جائے۔ وہ desperate ہے بلکہ ایک نئے مذہب کی تشکیل کر رہا ہے۔ جس طرح کی وہ باتیں کر رہا ہے اور جس طرح کے وہ poster لگا رہا ہے کہ جس طرح بنی

اسرائیل گزرے تھے اور سمندر پھٹ گیا تھا وہ poster کی جگہ وہاں پہ جو فلموں میں حضرت موسیٰ کی تصویر ہے وہاں پہ اپنی تصویر لگا کے وہ سمندر عبور کر رہا ہے۔

کبھی حقیقی آزادی کی بات کرتا ہے اور حقیقی آزادی کیا ہے؟ وہ ساری کی ساری audio leaks سے پتہ لگ گئی ہیں۔ کبھی بیرونی سازش کی بات کرتا ہے، اس کو بھی audio leaks سے پتہ لگ رہی ہے۔ یہ تو ابھی ابتداء ہے یہ بالکل اس کا اصلی چہرہ، بھیانک چہرہ وہ سارا سامنے آنے والا ہے۔ لیکن اس وقت اس ہاؤس کی توجہ مرکوز ہونی چاہیے کے پی حکومت پر۔ یہ آگ جو اِدھر اُدھر انہوں نے اس negligence کی وجہ سے یا deliberately وہاں پہ جو لگائی گئی ہے وہ کہیں دوسری جگہوں پہ نہ آ جائے۔ کوئی زیادہ دور کی بات نہیں ہے۔ یہ situation ہم پہلے دیکھ چکے ہیں۔ اور ہماری افواج نے بے شمار قربانیاں دے کر، اس وقت جو کور کمانڈر تھے ان کا بعد میں پریڈلین کے اندر بچہ شہید ہوا اس بدلے کے اندر جو انہوں نے وہاں پر جو کنٹرول کیا تھا اس بدلے کے اندر تو جناب سپیکر یہ صورتحال ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ اس situation کے اوپر House کو ایک بحث کرنی چاہیے، ایک دن مختص ہونا چاہیے کہ اس وقت KP میں کیا ہو رہا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

17 اکتوبر 2022ء

میڈم چیئرپرسن: محترمہ محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن دواڑ: شکریہ میڈم سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر کے لئے بٹن press کیا تھا۔ supplementary کے لئے نہیں۔

میڈم چیئرپرسن: یہ Question Hour ختم ہونے دیجئے پھر میں انشاءاللہ آپ کو وقت دے دوں گی۔

ملتان ہسپتال میں پانچ سو لاشیں

میڈم چیئرپرسن: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ چیئرپرسن صاحبہ! سب سے پہلے تو یہ جو ملتان ہسپتال کی پانچ سو لاشوں والی باتیں ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ اس issue کی رپورٹ بھی منگوائی جائے اور اسمبلی کے سامنے پیش بھی کیا جائے کہ یہ لاشیں کہاں سے آئی ہیں، کون اس کو لے کے آیا اور ان کے DNA Test بھی ہونا چاہیے اور ساتھ ہی ساتھ جب رپورٹ آئے جائے اس کے بعد اگر آپ اس کو Interior کی کمیٹی میں بھیج دیں تاکہ اس پہ تفصیلی بحث ہو اور تحقیقات بھی ہوں، جو ذمہ داران ہیں ان سے سوال وجواب بھی ہوں کہ یہ لاشیں کون لے کے آیا ہے۔ مطلب اس طرح کی بربریت کون سے مہذب معاشرے میں دیکھنے کو ملتی ہے۔

پشتون طلباء کو تحفظ دی جائے

میڈم چیئرپرسن: .Please order in the House جی محسن داوڑ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محسن داوڑ: میڈم سپیکر! پنجاب یونیورسٹی کے پشتون ایجوکیشن ڈیولپمنٹ موومنٹ کے جو سربراہ ہیں ریاض محمود صاحب۔ ان کو پنجاب پولیس نے یونیورسٹی کیمپس سے اٹھایا ہے۔ اور اب تک ان کا کوئی whereabouts معلوم نہیں نہ ان کے وکلاء کو ان سے ملنے دیا جارہا ہے اور وہاں پر جو پشتون ایجوکیشن ڈیولپمنٹ مومنٹ اور پشتون طلبہ ہیں وہاں پر پنجاب یونیورسٹی میں وہ دھرنا دیئے بیٹھے ہیں۔ تو گزارش یہ ہے کہ اگر اس میں بھی I know کہ یہ provincial subject ہے لیکن اس پہ اگر منسٹر صاحب اس ایشو کے بارے میں، کیونکہ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ ہر دوسرے دن پنجاب یونیورسٹی میں ایک طلبہ تنظیم آئے روز دہشت گردی پر اتر آتی ہے اور وہاں پر پشتون اور بلوچ طلباء پر حملہ آور ہورہے ہیں۔

میڈم چیئرپرسن: Minister of Parlimentry Affairs کیا آپ یہ نوٹ کررہے ہیں؟

محسن داوڑ: اس کے رد عمل میں جو انتظامیہ اور پولیس ہیں وہ بھی اس **اسلامی جمعیت طلبہ** سے ملی ہوئی ہے اور وہ پھر attack بھی، target بھی گرفتاری بھی ان بچوں کی ہوتی ہے، ان طلبہ پر ہوتی ہے جن پر تشدد ہوا ہوتا ہے اور ان کو پروگرام سے روکا جاتا ہے۔

تو یہ آج کا واقعہ نہیں ہے یہ مسلسل کافی عرصہ سے یہ واقعات ہم دیکھ رہے ہیں اور اس کی کوئی روک تھام نہیں۔ ہم چلے جاتے ہیں وہاں پر جتنے بھی KP کے لوگ ہیں بلوچستان اور پختونخوا اور ex-FATA کے لوگ اور وہاں پر پھر اس طریقے کا رویہ ان کے ساتھ رکھا جاتا ہے جو میرے خیال میں انتہائی نامناسب ہے۔

حکومت کی طرف سے بھتہ

ایک اور چیز کا میڈم سپیکر! میں ضرور اشارہ کروں گا کہ چند دن پہلے اگست میں ہرنائی میں ایک واقعہ ہوا تھا جس میں ایک پولیٹیکل ورکر کی شہادت ہوئی تھی، ایک احتجاج کے دوران اور اس کے بعد انہوں نے مسلسل وہاں پر کم و بیش دو مہینے احتجاج کیا اور پھر صوبائی حکومت کے ساتھ مذاکرات کے نتیجے میں انہوں نے وہ احتجاج ختم کیا۔ لیکن جن مطالبات کو بنیاد بنا کر انہوں نے وہ احتجاج کیا تھا کہ یہاں پر لوگوں کی harassment ہوتی ہے، آبادیوں کے اندر چیک پوسٹ جو ہے، آبادی کے اوپر وہاں پر

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

pickets ہیں اور لوگوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔ وہاں پر کوئلے کی کان ہے وہ ان سے پھر مختلف تنظیموں کے نام پر بھتے لیے جاتے ہیں اور وہ بھتے پھر اکاؤنٹس میں جمع ہوتے ہیں۔

اب مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ کون سی جگہ پر ایسا ہوتا ہے کہ بھتہ اکاؤنٹس میں جمع ہو۔ تو وہ ان کی ساری details بھی موجود ہوں گی، ان کے whereabouts بھی معلوم ہوں گے۔ تو Interior Minister صاحب سے گزارش ہے کہ اس پہ بھی تھوڑا وہ ایکشن لیں اور صوبائی حکومت سے بھی اس واقعہ کی رپورٹ طلب کی ہے کہ جو معاہدہ وہاں کے لوگوں کے ساتھ ہوا تھا، ان مظاہرین کے ساتھ ہوا تھا۔

میڈم چیئرپرسن: محسن داوڑ صاحب! آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔ یہ سارے صوبائی معاملات ہیں۔

محسن داوڑ: ٹھیک ہے لیکن یہ اسی ملک کا حصہ ہے۔ دیکھیں وہاں پر ایک واقعہ ہوا، کل۔۔۔۔

میڈم چیئرپرسن: جی میں نے منسٹر صاحب سے کہا ہے کہ اس کو نوٹ کریں۔ جی مائیک کھولیں۔

محسن داوڑ: اور ان مظاہرین پر کل فائرنگ ہوئی اور اس میں پھر چند لوگ زخمی بھی ہوئے اور ایک بندے کی وہاں پر شہادت کی خبریں بھی آ رہی ہیں۔ لیکن اب یہ مسئلہ ہم discuss تو کریں گے سو دفعہ وہ صوبائی مسائل ہوں لیکن یہ بھی اس ملک کی ایک اسمبلی ہے ہم atleast ریکارڈ پر تو لا سکتے ہیں کہ وہاں پر پُر امن مظاہرین پر یہ کس قانون میں لکھا گیا ہے کہ۔۔۔۔۔

میڈم چیئرپرسن: آپ کا point آ گیا، منسٹر صاحب! یہ نوٹ کیجئے اور اس کی رپورٹ منگوا لیجئے۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ۔

میڈم چیئرپرسن: بہت شکریہ۔

19 اکتوبر 2022ء

ملتان میں ملنے والی نا معلوم لاشیں، افغان پالیسی، ٹروتھ اینڈ ریکنسلیئیشن

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ ڈپٹی سپیکر صاحب! میرے خیال میں جس موضوع پر بات ہو رہی ہے۔ یہ debate ہم تو پہلے ہی دن سے ہمارا مطالبہ یہ تھا اور اس debate کو کافی پہلے شروع ہو جانا چاہیے تھا۔ یہ ملتان میں جو واقعہ ہوا، جو dead bodies ملیں اور ابھی میں دیکھ رہا تھا سوشل میڈیا پہ کہ آج بیس مزید لاشیں ملی ہیں۔ تو اس کی بھی تحقیقات ہونی چاہیے کہ یہ کہاں سے آئی ہیں مطلب یہ تو عجیب قسم کا واقعہ ہے کہ اس کے whereabouts کا پتہ نہیں اور dead bodies آ جاتی ہیں۔ یہ پورا جو conflict ہے، اس پورے region میں، یہ جو دہشت گردی ہے، جو تباہی اور بربادی ہوئی ہے، جو جنازے ہم نے اٹھائے ہیں، جو operations ہوئے، جو destruction ہوئی ہے، جو گھر تباہ ہوئے ہیں، جو لوگ بے گھر ہوئے ہیں، جو معاشی طور پر، معاشی قتل عام ہوا ہے لوگوں کا، جو لوگ disappear ہوئے ہیں بلوچستان سے لے کر سوات تک، پھر گلگت بلتستان تک۔

تو یہ جتنی بھی چیزیں ہیں یہ by-products ہیں، اس conflict کی، اسی جنگ کی جس میں ہم آج سے چالیس پینتالیس سال پہلے ہم کود گئے تھے۔ اب اس کی جڑ تک پہنچے بغیر اور root-cause معلوم کیے بغیر ہم اس کا علاج نہ کر سکتے ہیں اور نہ اب تک میرے اپنے خیال میں ہمارا کوئی ارادہ بنا ہے کہ ہم اس کا کوئی مستقل حل نکالیں۔ ہم ایک فیصلہ کرتے ہیں اس کے بعد پھر اس کو چند سال بعد reverse کرتے ہیں۔ APS کا جب واقعہ ہوا تو ہم نے All Parties Conference بلائی، تمام سیاسی جماعتوں نے مل کر ایک نیشنل ایکشن پلان دیا اور اس میں categorically لکھا گیا تھا کہ آج کے بعد کسی militant تنظیم کے ساتھ بات چیت نہیں ہو گی۔ پھر آج آٹھ، دس، پندرہ سال بعد پھر ہم کہتے ہیں کہ نہیں یہ تو خیر اپنے ہی بچے ہیں اور ان کو ہم نے منانا ہے یا ان

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے ساتھ ہم نے بات کرنی ہے۔ تو اس طرح کے confused پالیسی کے ساتھ نہ ان مسائل کا حل ڈھونڈا جا سکتا ہے اور نہ ہی یہ مسئلہ حل کر سکتے ہیں۔

دوسری چیز جس طرح میں نے شروع میں کہا کہ یہ جو ہماری افغان پالیسی تھی پہلے ہی دن سے لیکر آج تک، وہ پہلے دن سے confused تھی۔ ہم اگر یہ کہیں کہ صرف ہم نے Afghan war میں اس وقت جب ضیاء الحق کے دور میں ہم نے اس کو سپورٹ کیا یا اس سے پہلے ہم نے اس کو سپورٹ کیا۔ وہ صرف اس وقت تک محدود نہیں تھا۔ یہاں پر اس موجودہ، یہ جو پچھلے سال جو وہاں پر افغانستان میں طالبان نے takeover کیا، ہمارے ہاں اس کو بھی celebrate کیا گیا تھا۔ ہمارے sitting پرائم منسٹر نے اس کو غلامی سے آزادی کے ساتھ تشبیہ دے دی۔ تب پرائم منسٹر سے بڑا آفس تو ہوتا نہیں ہے وہ ان کے ایک ایک statements سے پورے معاشرے میں، پورے ملک میں ایک عام تاثر بنتا ہے۔ اور وہ اس کے بعد پھر یہاں سے فوج در فوج ہمارے صحافیوں کی جارہی ہے اور اس وقت بھی ہم نے اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ اس کا spill over ہو گا۔ یہاں پر جو دہشتگردی already موجود ہے اس میں مزید اضافہ ہو گا۔ اور پھر وہی ہم نے دیکھا کہ وہاں پر جب سے طالبان کی حکومت آئی ہے ان کا spill over یہاں پر آئے، وہ اب یہاں پر آئے ہیں، تقریباً وزیرستان میں بھی ہیں، وہ پورے پختونخوا میں پھیل گئے ہیں، سوات اور گلگت بلتستان تک پھیل گئے ہیں۔ اتنے تک آپ خود اندازہ لگا لیں کہ ہمارے گلگت بلتستان کے ایک منسٹر کو sitting Minister کو انہوں نے hostage بنایا ہوا تھا وہ کچھ وقت کے لئے ان کو انہوں نے اپنے پاس رکھا تھا، اس کے بعد پھر مذاکرات ہوئے، پھر اس کے بعد اس کو چھوڑ دیا۔ سوات میں کیا ہوا؟ انھوں نے ایک میجر تھے یا کرنل تھے جو بھی تھا اور ساتھ ہی ساتھ ایک ڈی ایس پی کو انہوں نے اٹھایا اور ان کو پھر مذاکرات کے ذریعے انہوں نے چھوڑ دیا۔

اب یہ جو high profile واقعات ہوتے ہیں۔ اس طرح کے واقعات جو ہوتے ہیں وہ ایک عام تاثر، ایک عام خوف کی فضا معاشرے میں بنا دیتے ہیں اور عام بندہ، عام انسان جو اس معاشرے کا رہنے والا ہوتا ہے وہ پھر یہی تاثر لے لیتا ہے۔ کیا چاہیے جو اتنے طاقتور لوگ ہیں، وہ اگر آپ کو protect نہیں کر سکتے، تو ہم کیسے اپنے آپ کو تحفظ دیں گے۔ لیکن دیکھیں ناں لوگ نکل رہے ہیں، لوگ اس چیز کو oppose بھی کر رہے ہیں اس چیز کی مذمت بھی کر رہے ہیں، احتجاج بھی کر رہے ہیں۔ اور یہ میرے خیال میں انہی احتجاجوں کی بدولت یہ چیز ہے کہ ابھی تک وہ زیادہ encroach نہیں کر پائے اور وہ back foot پر چلے گئے ہیں۔

ساتھ ہی ساتھ ہمارا ایک قومی المیہ ہے۔ ان معاملات کو جو اٹھتا ہے۔ ان کی طرف جو نشاندہی کرتا ہے، ان policies کے خامیوں کی طرف جو نشاندہی کرتا ہے پھر اس کے ساتھ وہی ہوتا ہے جو **علی وزیر** کے ساتھ ہوا ہے وہ اس نے کچھ زیادہ نہیں کہا تھا۔ یہ دہشت گردی کی جو جنگ ہے اسی پر وہ معترض تھے، اس پالیسی پر وہ اعتراض کر رہا ہے اور اس کے نتیجے میں پھر یہی ہوا جو ابھی تک ان کی ایک ضمانت ہوتی ہے، پھر دوسری ضمانت ہوتی ہے اور پورے عدالتی نظام کو، پورے قانون کو ان کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے اور ان کی ضمانت نہیں ہو پا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: داوڑ صاحب wind up کریں۔

جناب محسن داوڑ: میں wind up کرتا ہوں۔ دیکھیں اگر پالیسی میں ہی کوئی مسئلہ ہے اور ان پر اعتراض کرنے والا اب آج ہر کوئی کہتا ہے کہ **ولی خان** نے چالیس سال پہلے جو بات کی تھی وہ بالکل ٹھیک تھی۔ لیکن اس وقت اسی بات کے اوپر ان کو غدار ٹھہرایا جاتا تھا۔ اب آج جو لوگ بات کر رہے ہیں جن چیزوں کی نشاندہی کر رہے ہیں، جن خامیوں کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ آج ان کو غدار ٹھہرایا جاتا ہے۔ آج سے پندرہ بیس سال بعد شاید ان کو بھی کہہ دیا جائے، ان کے بارے میں بھی کہا جائے کہ بھئی ان کی بات ٹھیک تھی، ہماری بات ٹھیک تھی، مینگل صاحب کی بات ٹھیک تھی اور جتنے ہمارے لوگ ہیں جو یہ بات کرتے ہیں ان کی بات ٹھیک تھی۔ حل، حل کی طرف میں، مجھے پتہ ہے جناب سپیکر! آپ کہہ رہے ہیں۔ حل جناب سپیکر! یہی ہے کہ حل دو دفعہ ہم نے بتایا کہ Truth and Reconciliation آج مجھے خوشی ہوئی کہ تمام سیاسی جماعتیں اس پہ متفق ہو رہی ہیں۔

دیکھیں! مجھے تاریخ یاد نہیں ہے لیکن جب چارٹر آف ڈیموکریسی جس دن سائن ہوا شیری رحمٰن صاحبہ بتائیں گی مجھے exactly اس کی تاریخ یاد نہیں ہے۔ چارٹر آف ڈیموکریسی میں ایک clause یہ بھی تھی کہ ایک Truth and Reconciliation Commission بنے گا۔ جی اس میں موجود ہے۔ اب وہ جن دو بڑی جماعتوں نے وہ Truth and Reconciliation وہ Charter of Democracy draft کیا تھا، ان پہ سائن کیے تھے، بعد میں شاید اور جماعتوں نے بھی سائن کیا اس کے اوپر۔ وہ دونوں جماعتیں آج اقتدار میں موجود ہیں۔ تو فرض بنتا ہے۔ اس کے ساتھ جب یہ موجودہ PDM بن رہی تھی، جس آل پارٹیز کانفرنس میں جن 27 نکات پر اتفاق ہوا تھا سب نے دستخط ہوئے تھے اس میں بھی Truth and Reconciliation Commission موجود تھا۔ تو بلوچستان میں جو استحصال ہوا اور آج حالات جس نہج پر پہنچے ہیں۔ یہاں پر

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

آج اگر دہشت گردی اس نہج پر پہنچ گئی ہے کہ اس کا ہمارے پاس حل موجود نہیں ہے اور ہم اس کو روک نہیں پا رہے تو ان سب کا جواب ہمیں تبھی ڈھونڈ پائیں گے جب ہم اپنے ماضی کی اصلاح کریں گے اور وہ Truth and Reconciliation کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ تو جب تک Truth and Reconciliation Commission نہیں بنے گا تو میرے خیال میں مستقبل کیلئے ہم اپنے لئے درست سمت کا تعین نہیں کر سکتے

Mr. Deputy Speaker: Thank you. Question Hour is over.

21 اکتوبر 2022ء

Enforced Dissapearance بِل میں متنازعہ شق

جناب سپیکر: جی Minister of Law and Justice آپ ممبران کو explain کریں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میری سر ابھی بات ہوئی ہے **سردار اختر جان مینگل صاحب** سے اور **محسن داوڑ صاحب** سے، اس کی ایک clause پہ جناب سپیکر! یہ بل جو ہے یہ پہلے نیشنل اسمبلی سے clear ہوا، کمیٹی نے clear کیا۔ سینیٹ میں گیا Senate Standing Committee نے اس میں کیا۔ سینیٹ نے اس میں Miner Amendments کیں۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: تو ایک clause کے اوپر تحفظ ہے **سردار اختر جان مینگل صاحب** کو وہ ہاؤس کو بیان کر دیں کہ اس کو آگے کیسے کیا جاتا ہے I am here to satisfy or to undertake **سردار صاحب** کے فوراً بعد میں کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی سردار اختر جان مینگل صاحب۔

جناب محمد اختر مینگل: شکریہ جناب سپیکر صاحب! ایک نہایت ہی دیرینہ اور نہ صرف ایک صوبے کا پورے بلوچستان، پاکستان کا مسئلہ ہے enforced disappearance کا۔ ایک تو ان کے جو لواحقین ہیں جو ورثاء ہیں وہ بڑی مشکل سے ان کی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

FIR کٹی ہے۔ جناب سپیکر صاحب! خوف کی وجہ سے، دہشت کی وجہ سے کوئی ایف آئی آر کاٹ نہیں سکتا کیونکہ اگر کسی نے ایف آئی آر کاٹی تو وہ بھی اٹھایا جاتا ہے یا وہ بھی مارا جاتا ہے۔

اب جو ہم ایک amendment لائیں ہیں کہ جو complainant ہیں وہ بھی اگر prove نہ کر سکا اس کے لیے بھی پانچ سال کی سزا ہے۔ اب کون complainant آئے گا اور کیسے وہ آ کر اعتراضات جمع کرائے گا یا complaints کرے گا؟ ہم آپ کو ایسی مثالیں دیتے ہیں کہ سپریم کورٹ کے جسٹس کے سامنے یعنی چیف جسٹس سپریم کورٹ کے سامنے لوگ prove لے کر آئے ہیں، CCTV کیمرے کی footage پیش کی گئی ہے اس پر بھی ان لوگوں کی برآمدگی کی بجائے ان کی لاشیں پھینک دی جاتی ہے۔ تو جب ہم لوگوں نے اگر ان کیلئے یہ قانون پاس کر لیا کہ جو بھی complaint ہو، اب ان قوتوں کے سامنے کون prove کر سکے گا؟ آپ کو اٹھا کر لے جائیں، مجھے اٹھا کر لے جائیں تو ہم بھی prove نہیں کر سکیں گے۔ یہاں سے صحافیوں کو لے گئے ہیں، ان کی CCTV کیمروں کی footage کے باوجود وہ prove نہیں کر پا رہے تو اس کا مطلب ہے ہم complainants کیلئے تمام راستے بند کر رہے ہیں تو اس پر قانون لانے کا کیا مقصد ہے؟ کیا ہم صرف بین الاقوامی قوتوں کو خوش کرنے کیلئے قانون لا رہے ہیں؟ نہیں ہمیں اس پر اعتراض ہے۔

جناب سپیکر: میں چترالی صاحب کو بھی سن لوں، لاء منسٹر صاحب پھر آپ۔ جناب مولانا عبدالاکبر چترالی صاحب۔

مولانا عبدالاکبر چترالی: شکریہ، جناب سپیکر! **اختر مینگل صاحب** نے جو کچھ کہا اس کیلئے میں بھی اٹھا تھا کہ کوئی بھی فرد complaint کیلئے تیار نہیں، complaint کرے گا تو اس کی زندگی کا وہ آخری دن ہو گا۔ یہ بل لا رہے ہیں بل بالکل ٹھیک ہے ہم مجموعی طور پر اس کی تائید کرتے ہیں لیکن شق نمبر 514 کو ہٹا دیا جائے اس بل کو اس وقت ہم کہیں گے کہ واقعی یہ گم شدہ افراد کیلئے ایک بہترین کام ہے اور قومی اسمبلی نے یہ کیا ہے۔ جناب سپیکر! پولیس سے تو آپ کر سکتے ہیں، پولیس میں جاتے ہیں وہاں کر سکتے ہیں لیکن جو لوگ اٹھا رہے ہیں وہ آپ بھی جانتے ہیں، میں بھی جانتا ہوں، سب جانتے ہیں تو ان کا نام آپ لے سکتے ہیں، آپ ان کے خلاف complaint درج کرا سکتے ہیں؟ اس کو بالکل ہٹانا چاہئے اور یہ حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ جو لوگ گمشدہ

ہیں ان کی بازیابی کیلئے حکومت پاکستان اپنے وسائل استعمال کرے۔ ایجنسیاں ان کے پاس ہیں اور سب کچھ ان کے پاس ہے لیکن یہ شرط لگانا کہ آ کر کوئی بندہ FIR درج کرائے، اگر FIR ثابت نہیں سکتا تو اس کو پانچ سال کی سزا ہو۔ آپ یہ پانچ سال کی سزا کیوں دے رہے ہیں؟ کس لئے دے رہے ہیں؟ کس بنیاد پر دے رہے ہیں؟ یہ تو عقل بھی نہیں مانتی اور قانون بھی نہیں مانتا۔ پاکستان جو ایک اسلامی ملک ہے میرے خیال میں اس میں بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! آپ کا point آ گیا، جناب اسامہ قادری صاحب۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: اس پر بحث کریں بالکل ٹھیک ہے۔ اسامہ قادری صاحب۔

جناب اسامہ قادری: بہت شکریہ، جناب سپیکر! میں **جناب اختر مینگل صاحب** کی بات کو سپورٹ کرتا ہوں کیونکہ یہ دیرینہ مسئلہ ہے اور پاکستان کا ایک انتہائی اہم ترین مسئلہ ہے جس پر چاہے صوبائی کورٹس ہوں یا وفاقی عدالت ہو اس میں بھی ان تمام مسائل کو لایا گیا اور سالہا سال سے وہ لوگ جن کے پیارے گم شدہ ہیں، جن کے پیارے اور لوگوں کے پاس ہیں جب ان کے اوپر زیادہ دباؤ ڈالا جاتا ہے تو ان کی لاشیں پھینک دی جاتی ہیں۔ انتہائی افسوس کی بات یہ ہے کہ اس **اسلامی جمہوریہ پاکستان** میں آج ہمارے ادارے جو admit بھی کرتے ہیں اس ماحول میں وہ بتاتے ہیں کہ ہمارے پاس یہ لوگ موجود ہیں لیکن کیا وفاقی حکومت اتنی بے بس ہے، کیا وفاقی ادارے اور حکومتیں اتنی بے بس ہیں کہ ان کو عدالتوں میں پیش نہیں کروا سکتیں اور بدقسمتی یہ ہے کہ آج جو amendment سینیٹ نے کر کے بھیجی ہے میں سمجھتا ہوں وہ ان لوگوں کیلئے جو اپنے پیارے لوگوں کیلئے courts جاتے ہیں یا FIR کٹوانے جاتے ہیں ان کیلئے بھی راستے بند کیے جا رہے ہیں۔ اس ایوان کے سب لوگوں کو پتہ ہے کہ اس عمل کے پیچھے کون لوگ ہیں اور یہ جو missing persons ہیں وہ کن کے پاس ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس amendment کو ختم ہونا چاہیے اور ان لوگوں کو ریلیف ملنا چاہیے جو اپنے پیاروں کیلئے FIR کٹوانے جائیں تو ان کے اوپر بھی بندش لگا دی جائے۔ ہمارے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہاں کا عدالتی سسٹم ایسا ہے کہ ایک تو FIR نہیں کاٹی جاتی اور اگر کٹوانے کیلئے بھی جایا تو ان کیلئے راستے ہوتے ہیں کہ FIR کاٹنے کی بجائے Complainant کو اس میں پھنسا دیا جائے گا۔ تو جناب سپیکر! میری آپ سے یہ استدعاء ہے کہ ان لوگوں کیلئے اگر یہ قانون لایا جارہا ہے اور اس میں یہ amendment کی گئی ہے اس کو فی الفور ختم کیا جائے اور missing person کیلئے جو FIR کٹوائی جائے یا جو رپورٹ درج کر ان کا عمل ہے اس کو آسان بنایا جائے۔ اس کی فیملی کو ڈرانے دھمکانے کا سلسلہ بند کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: آپ کا point آگیا۔ جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ، سپیکر صاحب! یہ جو clause ہے specific جس کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ یہ بل جب اسٹینڈنگ کمیٹی میں بھی آیا تھا تو اس وقت بھی میرا dissenting note اس کے اوپر موجود ہے۔ اس سے پہلے دو بل enforced disappearances کے بارے میں ہی ہیں ایک پہلے میں نے خود table کیا تھا اس کو پچھلی حکومت نے outnumber کر کے reject کر دیا تھا۔ پھر میں نے اور **سردار اختر مینگل صاحب** نے مل کر ایک بل پیش کیا تھا اس کو بھی انہوں نے reject کر دیا تھا۔ یہ پھر جب حکومت کی طرف سے بل آیا تو اس میں یہ clause تھی کہ اگر کوئی complainant اپنا مدعا ثابت نہ کر سکا تو ان کی خلاف کارروائی ہو گی اور پانچ سے دس سال تک اس کو قید ہو گی۔

سپیکر صاحب! گزارش یہ ہے کہ ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہاں جتنے بھی کیسز ہوتے ہیں ان کے ایشو کو ایک enforced disappearances کیا ہے؟ ہم اگر اس conviction rate میں طرف بھی رکھ دیں، generally جتنے بھی یہاں پر criminal کیسز ہوتے ہیں، لاء منسٹر صاحب ہمیں بہتر بتا سکتے ہیں کہ ان میں conviction ratio کیا ہے؟ conviction ratio وہ جو سپریم کورٹ تک maintain رہے وہ ہمیں پتہ ہے کہ یہاں پر کتنے فیصد conviction rate ہے۔ تو جب ایک عام layman کو convict کرنا اس نظام میں اتنا آسان نہیں ہے تو یہ پھر ان اداروں کے لوگ، ان ایجنسیوں کے لوگوں کو convict کرنا تو پھر بالکل ہی ناممکنات میں ہے۔ پھر تو جو complainant ہو گا اس کو لینے کے دینے پڑ جائیں گے اور اپنی ہی

complaint کے اوپر اگر ایک دو بندوں کو اس طرح کی سزا دے دی گئی تو کل کو اگر کسی کو پتہ بھی ہو گا تو میرے خیال میں وہ complaint کرنے نہیں آئے گا۔ تو اس لئے گزارش یہ ہے کہ اس clause کو اس بل سے نکالا جائے۔ بہت شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

11 نومبر 2022ء

سپریم کورٹ کی طرف سے جواب میں تاخیر

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! یہ جو سوال ہے طاہرہ اور نگزیب صاحبہ کا، انہوں نے جو details کی، یہ ہمیں بھی یاد ہے کہ اس پر یہاں اتنی debate ہوئی اتنی debate ہوئی اور ہمیشہ اسکا جواب نہیں آتا اور یہ defer ہو جاتا ہے۔ یہ میڈم ہی بتائیں گی کہ اب اگر کوئی detail آگئی ہے تو، کیونکہ ابھی تک سپریم کورٹ کوئی detail provide نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: جی مہناز اکبر عزیز صاحبہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وانصاف (محترمہ مہناز اکبر عزیز): سر! جو مجھے منسٹری سے briefing ملی ہے او جو جواب ہے اس میں لکھا ہے کہ:

The subject of setting up of Model Courts is not the initiative of the Federal Government. The Model Courts are administered by the honourable Supreme Court of Pakistan; therefore the Ministry has no information in the matter. Accordingly, this Ministry approached the Law and Justice Commission and the Federal Judicial Academy, Islamabad with the request to provide the requisite information. The requisite information is still awaited. The same will be provided to the National Assembly as and when shared by the relevant quarters.

جناب سپیکر: یہ تو وہی جواب ہے جو انہوں نے لکھ کر بھیجا ہے۔ لاء منسٹری کو کون represent کر رہا ہے؟

(مداخلت)

جناب سپیکر: اچھا آپ پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ محترمہ ان کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے اس کا جواب دیں۔ **محسن صاحب!** آپ یہ سوال جو پرنٹ ہوا ہے اس کو چھوڑ دیں آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر مختصر لفظوں میں دہرا دیں۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پہلے دن سے یہی مدعا ہے پارلیمنٹ کا، اس قومی اسمبلی کا کہ جب لاء منسٹری ہی کو وہ detail provide نہیں کر رہے تو پھر قومی اسمبلی اور کس سے پوچھے؟ اور تو کوئی فورم رہ نہیں پاتا۔ پھر سپریم کورٹ سے یہ detail کون مانگے گا۔ لاء اینڈ جسٹس کمیشن سے پھر کون مانگے گا۔ قومی اسمبلی کو یہ information کون provide کرے گا۔ چار سال سے یہ سوال آرہا ہے اس کا یہی جواب ہے۔ کیونکہ ان کو information دے نہیں رہے، سپریم کورٹ شاید اپنے آپ کو پورے نظام سے بالا ایک چیز سمجھتی ہے۔ اس لئے اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: آپ نے بالکل ٹھیک کہا ہے، سوال یہ ہے کہ کس کس شہر میں ماڈل کورٹس کام کر رہی ہیں؟ آپ نے یہ معلومات honourable ممبرز کو دینی تھیں جنہوں نے بھی یہ سوال کیا ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

14 نومبر 2022ء

وانا میں دہشت گردی کے خلاف احتجاج

جناب سپیکر:Question Hour۔جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! بار بار ایک ہی بات ہم دہراتے ہیں لیکن یہ ہے کہ ایشو ہی ایسا ہے کہ جو ہمارے بنیادی حقوق اور ہماری روزمرہ زندگی سے سب سے زیادہ جڑا ہوا ہے۔Law and order پر ہم یہاں پر پہلے ہی دن سے بحث کرتے آرہے ہیں اور میرے خیال میں جس سنجیدگی سے اس کو لینا چاہیے اس کو لیا نہیں جاتا۔ میرے خیال میں پختونخوا اور بالخصوص اس کے چند علاقے مکمل طور پر دہشت گردوں کے رحم و کرم پر ہیں۔ کل اسی دہشتگردی کے خلاف **جنوبی وزیرستان** کے صدر مقام وانا میں ایک احتجاجی ریلی ہوئی اور اتنی بڑی تعداد میں لوگ نکلے تھے کہ اگر میں کہوں کہ تقریباً پورا **وزیرستان** ہی نکل آیا تھا تو غلط نہ ہو گا۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ اتنی بڑی activity ملک میں ہو رہی ہے اور دہشت گردی کے خلاف activity ہو رہی ہے، اتنا بڑا احتجاج ہو رہا تھا۔ سوائے ایک آدھ چینل پر، جیو پر ایک چھوٹا سا کلپ دیکھا باقی پاکستان کے پوری کی پوری میڈیا نے اس کو مکمل طور پر ignore کر دیا تھا، یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ یہاں پر ہم شور مچاتے ہیں اور وہ پورا جو علاقہ ہے وہاں پر complete Statelessness ہے وہاں پر ریاستی رٹ نامی کوئی چیز نہیں ہے۔ اب لوگ اپنے تحفظ کے لئے جائیں تو کہاں جائیں۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی اور چند دن پہلے بھی یہ بات میں نے یہاں کی تھی کہ چلیں دہشت گردی تو ہے یہ ایک الگ بات ہے لیکن اس کے خلاف جب لوگ احتجاج کرتے ہیں تو اس پر آنکھیں کیوں بند کی جاتی ہیں اور پاکستانی میڈیا کو کیا کوئی instruction ہے یا کیا مسئلہ ہے جو وہ اس پر خاموشی اختیار کر لیتی ہے یا یہ ریاستی پالیسی ہے کہ اس کے خلاف بولنا نہیں ہے یا اس چیز کو رپورٹ نہیں کرنا اس چیز کی ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ پھر وہاں پر لوگوں کے جو خدشات ہیں وہ ایک قسم کی endorsement ہوتی ہے جو یہاں سے خاموشی اور ایک طرح کی سرد مہری دیکھنے کو ملتی ہے۔

جناب سپیکر! افغان قوم کو جو مشکلات درپیش ہیں اور جن حالات سے وہ لوگ گزر رہے ہیں، اللہ کسی کو وہ حالت نہ دکھائے۔ جو تکلیف اور جو پریشانی وہ آج کل دیکھ رہے ہیں، جن سے وہ آج کل گزر رہے ہیں۔ ان کی بچیوں پر تعلیم کی پابندی اور جو تشدد کے واقعات آئے روز وہاں دیکھنے کو ملتے ہیں طالبان کی طرف سے اور وہ جب مجبور ہو کر ہجرت کرتے ہیں اور یہاں آجاتے ہیں پھر یہاں پر ان کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے تو یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ جب ڈال مل رہے تھے تو ہمارا رویہ پھر اور تھا اور ہم پھر کسی اور نظر اور کسی اور نام سے ان کو پکارتے تھے لیکن آج جب وہ سلسلہ نہیں رہا، پچھلے دنوں ایک ویڈیو ہماری نظر سے گزری کہ وہ جو مہاجرین یہاں پر آئے ہوئے تھے تو ان کو بھیڑ بکریوں کی طرح رسیوں سے باندھ کر سندھ یا کراچی کی کوئی ویڈیو تھی تو بہت ہی افسوس کی بات ہے اور یہ صرف کراچی میں نہیں پشاور میں اور ملک کے اور بھی علاقوں میں اس طرح کے واقعات ہمیں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ یا تو ان کو آنا نہ دیا جائے یا پھر جب وہ آجاتے ہیں تو کم از کم انسانوں والا سلوک ان کے ساتھ کیا جائے جناب سپیکر۔

ہم نے ابھی تک کوئی پالیسی نہیں بنائی۔ ہمارے پاس ابھی تک کوئی قانون نہیں ہے کہ افغان مہاجرین کے ساتھ ہم نے کس طریقے کا رویہ یا کون سے قانون کے تحت ہم نے ان کو treat کرنا ہے۔ پوری دنیا بھی خاموش ہے، UNHCR بھی خاموش ہے اور ہماری اپنی وفاقی حکومت بھی خاموش ہے۔ ہم نے Human Rights کی ایک sub-committee بنائی ہے لیکن ہمیں یہ بھی پتہ ہے کہ وہ sub-committee اپنی سفارشات دے گی، بنیادی طور پر یہ وفاقی حکومت کی responsibility بنتی ہے کہ وہ اس حوالے سے کچھ نہ کچھ قانون سازی ضرور کرے۔ وہ جو تکلیف سے آج کل گزر رہے ہیں، پوری دنیا ان کی مجرم ہے۔ کوئی بھی اپنا گھر بار خوشی سے نہیں چھوڑتا، وہ مجبوری سے یہاں پر آتے ہیں تو اس کیلئے کوئی نہ کوئی پالیسی ضرور بنی چاہیے۔

جناب سپیکر: شکریہ، داوڑ صاحب! آپ کا Point آگیا۔ You have made a Point, Thank You very much.

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

17 نومبر 2022ء

وزیرستان میں 3G/4G کا مطالبہ

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب آن سپلیمنٹری۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! ہمارے بھائی ہیں۔ انہوں نے بات کی اور یہاں پر بات 5G تک پہنچ گئی ہے اور ہمیں 3G بھی ابھی تک میسر نہیں ہے۔ یہ بھی مثبت development ہے کہ پہلے جب ہم 3G کا مطالبہ کرتے تھے تو ہم جب وہاں ہوتے تھے تو یہاں سے جواب آتا تھا کہ چونکہ آپ کے علاقے میں حالات خراب ہیں، تو حالات کو تو ٹھیک ویسے بھی نہیں ہونا ہے۔ وہ تو آپریشن در آپریشن ہوتے رہے ہیں اور ابھی بھی حالات دن بہ دن خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ 3G اور 4G کا بھی کوئی، کیونکہ USF پر ہماری بات ہوئی ہے تو وہاں پر جو سیکیورٹی ادارے ہیں وہ ان کو اجازت نہیں دے رہے۔ تو ان سے آپ گزارش کریں کہ یہ facility ہے اس سے آپ نے محروم رکھا ہے اس علاقے کو، امن کا بہانہ بنا کر۔ وہاں پر امن آپ لانا نہیں چاہتے یا آنا نہیں، جو کچھ بھی ہے لیکن یہ جو facility ہے یہ تو لوکل لوگوں کو دیں۔

جناب سپیکر: اسامہ قادری صاحب۔

جناب اسامہ قادری: جناب سپیکر! **محسن صاحب** میرے بھائی ہیں۔ میں ان کے لئے گزارش کروں گا کہ اس وقت پورے پاکستان میں چاہے وہ مضافاتی علاقے ہوں یا وہ ایسے علاقے ہوں جہاں آج تک 3G بھی نہیں پہنچا۔ تو بات ان کی درست ہے۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ وزیرستان یا ان علاقوں میں کہ جو آج انٹرنیٹ کے حوالے سے کافی پیچھے ہیں۔ تو یہ facility مہیا کی جائے۔ USF سے ان کی میٹنگ ہوئی ہے، میں **محسن داوڑ صاحب** سے کہوں گا کہ وہ آکر ہمارے ساتھ بیٹھیں اور جو مسائل ہیں وہاں کے ان کو ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر resolve کریں گے اور جتنی بہتر سے بہتر سہولیات ہیں وہ تمام ادا روں کو پابند کریں گے کہ وہ ان کو مہیا کریں اور وہاں کے لوگ اس سے استفادہ حاصل کریں اور یہ انتہائی ضروری ہے اس ملک کے

لئے، اس ملک کے تمام شہریوں کو بنیادی حق کے طور پر تمام سہولتیں یکساں مہیا ہونی چاہیے۔ میں **محسن صاحب** کو دعوت دیتا ہوں کہ ہمارے آفس آئیں اس کو ہم sort out انشاءاللہ کریں گے۔

جناب سپیکر: فاضل ممبران کی خصوصی دلچسپی ہے اس سوال میں تو as a special case میں supplementary allow کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! آج **قائد اعظم یونیورسٹی** کے طالبات کا وفد یہاں پر گیلری میں موجود ہے۔ وہ جس مدعا کو لے کر یہاں پر آئے ہیں اور ہم اس کو یہاں پر اٹھا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! **قائد اعظم یونیورسٹی** ملک کا ایک معتبر ادارہ ہے اور ان چند اداروں میں سے ہے جہاں سے طلباء جو نکلتے ہیں وہ تمام شعبہ جات میں contribute بھی کرتے ہیں اور یہ ان چند institutes میں سے ہے جہاں پر critical thinking ہوتی ہے، ڈیبیٹ ہوتی ہے اور وہ کافی اچھے طلباء وہاں سے نکلتے ہیں۔ وہاں پر ایک ایشو چل رہا ہے کہ ایک اسلام آباد کے ماسٹر پلان کی بھی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور یونیورسٹی کے ماسٹر پلان کی بھی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ یونیورسٹی کے بیچ ایک شاہراہ نکال دی گئی ہے۔ حالانکہ جو اس راستے کا initial plan تھا وہ یہ تھا کہ ایک مری روڈ پر فلائی اوور بنایا جائے گا لیکن پتہ نہیں کیوں وہ منصوبہ تبدیل ہوا اور بائی پاس کو یونیورسٹی کے بیچ میں نکال رہے ہیں۔

اس کے لیے ایک Ministerial Committee بھی بنی ہے۔ گزارش یہ ہو گی کہ آپ کی چیئر سے اگر یہ instruction چلی جائے کہ اس میں اس یونیورسٹی کے طلباء کو مدعو کیا جائے اور ان کا مدعا بھی سنا جائے کیونکہ وہ بھی اس یونیورسٹی کے stakeholder ہیں۔ وہاں پر فیکلٹی ہے اور وہ بھی سراپا احتجاج ہے، ان کے بھی ہمارے ساتھ رابطے ہوتے ہیں۔ طلباء کافی عرصے سے strike بھی کر رہے ہیں۔ جو احتجاج کرتے ہیں ان کے خلاف انتظامیہ کارروائیاں کرتی ہے۔ اس ایشو کو کمیٹی میں بھیج دیں یا کم از کم Ministerial Committee میں وہاں کی فیکلٹی اور طلباء کو بھی مدعو کیا جائے یونیورسٹی کے ماسٹر پلان کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اسے روکا جائے۔ شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب سپیکر: داوڑ صاحب آپ کا Committee concerned point کو refer کیا جاتا ہے۔

21 نومبر 2022ء

پروفیسر اسماعیل کیس

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر صاحب! ماشاءاللہ مولانا صاحب نے بھی بڑی بھرپور تقریر کی ہے اور بیرونی دباؤ کا بھی ذکر کیا ہے۔ یقیناً یہاں بیرونی دباؤ پر بہت کچھ ہوتا رہا ہے۔ بیرونی دباؤ پر حکومتیں بھی گئی ہیں اور بھی بہت کچھ ہوتا رہا ہے فیصلے بھی ہوتے رہے ہیں جرنیل بھی بدلتے رہے ہیں۔ بیرونی دباؤ میں یہاں پر جہاد بھی ہوتا رہا ہے۔ بیرونی سرپرستی میں یہاں پر کافی عرصہ جہاد بھی ہوتا رہا ہے۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ کل رات کو کراچی میں ناظم آباد میں کچی آبادی ہے اس میں ایک آپریشن ہوا ہے۔ حکومت کا مدعا یہ ہے کہ وہاں پر illegal occupants ہیں لیکن وہاں پر جو لوکل مکین ہیں ان کا یہ مدعا ہے کہ ہمارے پاس اس کے تمام تر دستاویزات موجود ہیں۔ انہوں نے جو کرنا تھا جو مسماری کرنی تھی اور جو آپریشن کرنا تھا وہ تو انہوں نے کر دیا ہے۔ اب گزارش یہ ہے کہ ان لوگوں کو کسی نہ کسی طریقے سے compensate کر دیا جائے۔ یہاں پر میرے بھائی آغا رفیع اللہ صاحب موجود ہیں اور امید ہے کہ سندھ حکومت تک یہ بات پہنچائیں گے۔ جو مسماری ہوئی ہے وہاں پر اور کئی لوگوں کو وہاں سے بے گھر کیا گیا ہے کہ ان کا متبادل بندوبست کیا جائے۔

ساتھ ہی ساتھ جناب سپیکر! آج صبح ہماری ساتھی **گلالئی اسماعیل** کے والدین کی عدالت میں پیشی تھی اور وہ تقریباً ہر چوتھے پانچویں دن عدالت میں پیش ہوتے ہیں۔ ان کا جرم صرف یہ ہے کہ ان کی صاحبزادی اس ملک میں بنیادی انسانی حقوق کے لیے اپنا ایک کردار ادا کرتی رہی ہے اور وہ انسانی حقوق کے حوالے سے ایک بین الاقوامی شہرت رکھتی ہے۔ ان کی یہ activism شاید چند لوگوں کو ناگوار گزری اور اس پاداش میں ان کے والدین کے خلاف انتہائی شرمناک پشاور میں دہشت گردی کے مقدمات

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

قائم کیے گئے۔ اور terror financing کے مقدمات قائم کیے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! ان مقدمات کے لیے خیبر پختونخوا کی صوبائی حکومت کی کابینہ نے special prosecutor hire کیے اور اس کو تقریباً چالیس پینتالیس لاکھ روپے کی فیس بھی ادا کی۔

ہم سب جانتے ہیں کہ ان کے اوپر ایجنسیوں کا پریشر ہو گا اور اسی پریشر کے تحت انہوں نے یہ عمل کیا ہو گا۔ جناب سپیکر! خود میں بھی تو کچھ عقل ہوتی ہے، کچھ اپنے بھی اخلاقیات اور روایات ہوتی ہیں جو میرے خیال میں پختونخوا کی حکومت اس حد تک کہ **گلالئی اسماعیل** کے بوڑھے والدین کے خلاف بے بنیاد کیسز کو چلانے کے لیے ان کے بوڑھے والدین عدالت میں پیش ہوتے ہیں اور جب ہم دیکھتے ہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ نہ کوئی اخلاقیات رہے، نہ کوئی روایات رہیں اور نہ کوئی انسانیت رہی۔ چیف منسٹر بھی اپنے گھر جا کر اپنے بچوں کو کہتا ہو گا کہ میں بھی چیف منسٹر ہوں، میں بھی ایک صوبے پر حکومت کرتا ہوں۔ جس کابینہ نے اس پورے کیس کو کہ جس طرح کیسز چل رہے ہیں وہ چل رہے ہیں لیکن جس طریقے سے صوبائی حکومت نے special prosecutors hire کیے ہیں اور اس کیس میں کچھ نہیں ہے، اس میں content نہیں ہے، اس کو prolong کر رہے ہیں۔

وہ جو تصویر سوشل میڈیا پر ہے وہ پوری قوم کے اوپر ایک طمانچہ ہے۔ والدین کو کسی فرد کی سیاسی opinion یا اس کے activism بنا پر اس کے والدین کو نشانہ بنانا اس سے زیادہ شرمناک بات کوئی بھی نہیں ہو سکتی۔ جو architect ہیں، جن ایجنسیوں کے کہنے پر وہ کیسز بنائے گئے ہیں اور سب سے زیادہ صوبائی حکومت نے جس شرمناک طریقے سے اس کیس کو آگے بڑھایا۔

جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ across the board یہی ہو رہا ہے۔ ہم سے لوگ توقعات رکھتے ہیں کہ یہاں پر regime change ہوئی، کچھ نہ کچھ فرق اس میں آئے گا۔ صوبائی حکومت تحریک انصاف کی ہے۔ I agree with this لیکن کچھ نہ کچھ فرق otherwise بھی دکھائی دیا جانا چاہیے۔ **علی وزیر** کا کیس اتنا prolong ہوا کہ ایک کے بعد دوسرا کیس، دوسرے کے بعد تیسرا کیس ہوا۔ سندھ میں اس کے اوپر ایک درجن کیس، ایک FIR ختم ہوتی تھی پھر دوسری FIR، پھر تیسری FIR ہوتی تھی۔ جب وہاں سارے کیسز ختم ہو گئے پھر اس کے خلاف پشاور میں کیسز پھر بنوں اور ڈی آئی خان میں کیسز نکالے گئے۔ اسی طرح ہمارا ایک اور ساتھی **حنیف پشتین** بھی تین سال سے جیل میں پڑا ہوا ہے اور اس کے کیس میں کوئی پیش رفت نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر! کہنے کا مقصد یہ ہے to cut it short میں اپنی بات کو conclude کر رہا ہوں کہ یہاں پر قانون کو بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے۔ مشتاق صاحب مجھے پتہ ہے کہ آپ، لیکن یہ باتیں ضروری ہیں۔ یہ باتیں نہیں کریں گے تو پھر ہم یہاں پر کس لیے بیٹھے ہیں۔ ہمارا یہاں پر آنے کا مقصد کیا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔ ایوان کی کارروائی بروز جمعرات، 24 نومبر، 2022ء، شام پانچ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(ایوان کی کارروائی بروز جمعرات، 24 نومبر، 2022ء، شام پانچ بجے تک ملتوی کر دی گئی)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

24 نومبر 2022ء

خیبر پختونخواہ بار کونسل میں فاٹا کی نمائندگی کا بل

Mr. Deputy Speaker: Item No. 18. Mohsin Dawar Sahib.

محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! ہمارا جو سابقہ فاٹا تھا ان کی خیبر پختونخوا بار کونسل میں ان کی نمائندگی نہیں تھی تو وہ بل کئی ماہ قبل سٹینڈنگ کمیٹی سے پاس بھی ہو گیا تھا تو اب وہ آخر کار اسمبلی میں آیا ہے۔

I beg to move that the Bill further to amend the Legal Practitioners and Bar Councils Act, 1973 [The Legal Practitioners and Bar Councils (Amendment) Bill, 2021], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Deputy Speaker: Now, I put the Motion to the House. It has been moved that the Bill further to amend the Legal Practitioners and Bar Councils Act, 1973 [The Legal Practitioners and Bar Councils (Amendment) Bill, 2021], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

(The Motion was adopted)

Mr. Deputy Speaker: Clause by clause reading. The Bill is now taken up clause by clause.

Mr. Deputy Speaker: Clause 2. The question is that clause 2 do stand part of the Bill.

(The clause 2 stands part of the Bill)

Mr. Deputy Speaker: Clause 3. The question is that clause 3 do stand part of the Bill.

(The clause 3 stands part of the Bill)

Mr. Deputy Speaker: Clause 1, Preamble and Short Title. The question is that clause 1, Preamble and Short Title do stand part of the Bill.

(The clause 1 Preamble and Short Title stands part of the Bill)

Mr. Deputy Speaker: Item No. 19. Mohsin Dawar Sahib.

Mr. Mohsin Dawar: I beg to move that the Bill further to amend the Legal Practitioners and Bar Councils Act, 1973 [The Legal Practitioners and Bar Councils (Amendment) Bill, 2021] be passed.

Mr. Deputy Speaker: Now, I put the Motion to the House. It has been moved that the Bill further to amend the Legal Practitioners and Bar Councils Act, 1973 [The Legal Practitioners and Bar Councils (Amendment) Bill, 2021] be passed.

(The Motion was adopted and consequently the Bill was passed)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

01 دسمبر 2022ء

ہیرات سیکیورٹی ڈائیلاگ میں شرکت سے روکنا

جناب سپیکر: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! ماشاء اللہ مولانا صاحب کے تو ہر روز سوالات ہوتے ہیں، ہم ان کی struggle کو appreciate کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ 27 نومبر کو صبح اسلام آباد ایئرپورٹ سے میری فلائٹ تھی تاجکستان کے لئے، وہاں پر Herat Security Dialogue میں ان کی انتظامیہ نے مجھے مدعو کیا تھا، اس میں شرکت کے لئے میں جا رہا تھا اور اسلام آباد ایئرپورٹ پر مجھے روک دیا گیا بغیر کوئی وجہ بتائے۔ وہ صرف یہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں اوپر سے آرڈر ہے۔ شاید کسی حوالدار نے ان کو کال کی ہو۔ گزارش یہ ہے کہ یہ ایک آرڈر ہے 17 اکتوبر، 2022ء کا، پاکستان کی وفاقی کابینہ کے حکم پر میرا نام ECL سے نکال دیا گیا تھا۔ اب اس کے بعد 27 نومبر کو جب میں جاتا ہوں ایئرپورٹ تو وہ کہتے ہیں کہ آپ نہیں جا سکتے۔ اس کے بعد میں نہ جا سکا۔ میں واپس آ گیا۔ اس کے خلاف میں نے Privilege Motion بھی جمع کروایا ہے اور آپ سے گزارش ہے کہ اس موشن کو آپ لیں۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ آج وہ ایجنڈے پر ہو گا لیکن نہیں ہے۔ تو وہ submit ہو چکا ہے اس کو kindly آپ Privilege Committee میں بھیج دیں۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ عدم اعتماد اور اس کے نتیجے یہ جو نئی regime یہاں پر آئی ہے۔ اب میں یہاں پر کس کو سناؤں؟ اب مجھے پتہ ہے کہ مفتی صاحب تو حکومت کے behalf پر مجھے جواب نہیں دے پائیں گے تو یہاں کون ہے مجھے جواب دینے کے لئے؟ میں اگر یہاں پر اپنی فریاد کروں تو کون بیٹھا ہوا ہے یہاں پر مجھے جواب دینے کے لئے۔ نہ وزیر داخلہ بیٹھے ہوئے ہیں اور نہ ان کے behalf پر مسلم لیگ (ن) کی کوئی لیڈرشپ یہاں پر بیٹھی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! ہم نے اس عدم اعتماد کو اس لئے سپورٹ نہیں کیا تھا کہ یہاں پر کسی مطلب کے لئے ہماری سیاست تھی یا کوئی چھوٹے موٹے اختیارات کے پیچھے، یہ تو عمران خان ہمیں اس سے زیادہ دے رہا تھا۔ یہاں پر بیٹھنے والوں پر کوئی سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں؟ ہم نے تو اس لئے اس move کو سپورٹ کیا تھا کہ عمران خان جو عوامی طاقت تھی، جو civilian supremacy تھی اس کو اپنے پیروں تلے روند ڈالا تھا۔ جو عوامی اختیار تھا وہ اس نے surrender کر دیا تھا۔ اسی کی وجہ سے جو عدم اعتماد کی move آئی تو ہم نے اس کو سپورٹ کیا۔ اس لئے نہیں کیا کہ یہ حکومت جو آئے گی یہ انہیں کے جو سارے کرتوت تھے اس کو replicate کرے گی بلکہ ان سے بھی چند قدم آگے ہے، I agreed with Mufti Sahib اب جناب سپیکر! یہی اگر ہمارا conduct ہو تو ہمیں آئندہ کے الیکشن کے لئے اس مدعا کے ساتھ عوام کے پاس نہیں جانا چاہیے کہ ہمیں ووٹ دیں اور ہم آپ کی نمائندگی کریں گے۔ آپ اس نظریہ اور اس سوچ اور اس مدعا کے ساتھ عوام کے پاس جائیں کہ ہمیں ووٹ دیں تاکہ ہمیں وہاں پر کسی حوالدار کی نوکری مل جائے۔ یہ نوکری کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ کیا حکومتیں اس طرح چلتی ہیں؟

جناب سپیکر! اس ملک میں جمہوریت کے لئے، یہاں کی پولیٹکل لیڈرشپ اور ورکرز نے بہت قربانیاں دی ہیں اور یہ قربانیاں اس لئے نہیں دیں کہ ہم یہاں پر آ کر جمہوریت کا گلا گھونٹ دیں اور یہ جمہوریت کا گلا گھونٹنے کے مترادف ہی ہے۔ ہم پھر کس طرح ووٹ کو عزت دو کے نعرے کے ساتھ عوام کے پاس جائیں گے اگر یہ عمل ہوتا رہا۔ میری ذات کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ ہم تو کتنے عرصے سے کیا کیا کچھ نہیں face کرتے رہے ہیں۔ لیکن یہ بات ہے کہ پھر ہم دعویٰ بھی نہ کریں۔ جب ہم عوام کے پاس جائیں اس نعرے کے ساتھ "کہ ووٹ کو عزت دو" کے لئے آپ ہمیں سپورٹ کریں۔ اور پھر جب ہمارے پاس وہ اختیار آتا ہے تو پھر ہمارا conduct یہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا، میں صرف یہی کہنا چاہوں گا کہ یہ جو حکمنامہ ہے، یہ جو آرڈر ہوا ہے وفاقی حکومت کی طرف سے 17 اکتوبر کو، اور اس حکم کو ایک حوالدار اپنے پیروں تلے روندتا ہوا چلا گیا اور nobody knows کہ اس کو کس نے dictation دی اور وفاقی حکومت کی طرف سے کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ مطلب کوئی اس کی وضاحت تو ہوتی اب تک، تین چار دن ہو گئے کوئی وضاحت ہی نہیں دے رہا کہ کیا ہوا۔ تو میری گزارش ہے کہ اس کو آپ Privilege Committee میں

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

بھیج دیں اور انٹیریئر سیکرٹری اور D.G FIA کو آپ بلائیں۔ میں نے اس کا گلا کیا بھی نہیں ہے کہ آپ نے اپنے کیسز پہلے ہفتے میں ہی ختم کر دیے۔ اپنا نام تو ECL سے پہلے ہی ہفتے میں نکال دیا۔ **علی وزیر** ابھی تک جیل میں پڑا ہوا ہے۔ **پروفیسر اسمٰعیل** اور ان کی اہلیہ **گلالئی اسمٰعیل** کے والدین ابھی تک عدالتوں کے چکر کاٹ رہے ہیں۔ شاید یہ جو انقلاب آیا تھا یہ جو تبدیلی آئی تھی تو یہ ایک صوبے کے لئے تھی۔ بہت شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: شکریہ جی. This matter is referred to the Privilege Committee. جی شازیہ مری صاحبہ۔

وزیر برائے تخفیف غربت و سماجی تحفظ (شازیہ مری): جناب سپیکر! آنریبل ممبر نے جو بات کی ہے یقیناً ہمیں as a parliamentarian اس بات پر افسوس ہے اور ان کی کسی بھی بات سے میں انکار نہیں کر سکتی۔ As a Cabinet Member also and **علی وزیر صاحب** کا بھی انہوں نے جو ایشو اٹھایا تو بڑا جائز ایشو ہے as a parliamentarian it is matter of great concern for all of us میں کیبنٹ ممبر بعد میں ہوں سر! پہلے میں Member of the National Assembly ہوں and I take pride in that اور اس میں جو بھی استحقاق ایک آنریبل ممبر کا مجروح ہوا ہے تو میں appreciate کرتی ہوں چیئر کے اس decision کو کہ آپ نے اس کو کمیٹی میں بھیجا ہے اور وہاں اس پر بات ہونی چاہیے اور اس بات کی تہہ تک پہنچنا چاہیے کہ ایک آنریبل ممبر کو اس طرح کی embarrassment کا سامنا کیوں کرنا پڑا۔

I completely agreed and I extend all support to the honourable Member.

جناب سپیکر: شکریہ شازیہ مری صاحبہ I would like to congratulate you that you have been elected as Vice President of Social International and indeed it is an honour for this house. Thank you. جی سائرہ بانو صاحبہ۔

محترمہ سائرہ بانو: شکریہ سپیکر صاحب! آپ نے ٹائم دیا۔ جناب سپیکر! میں ممبر نیشنل اسمبلی بھی ہوں اور اس سے پہلے ایک خاتون بھی ہوں۔ تو طبیعت طبع پر ناگوار نہ گزرے تو بصد احترام ایک چیز گوش گزار کرنا چاہ رہی ہوں کہ مولانا صاحب عالم دین ہیں اور اتنی بڑی جماعت کے مدارس بھی ہیں تو میں یہاں مذمت کرتی ہوں، اب اس سے اچھے کوئی الفاظ مجھے مل نہیں رہے۔ جو

سوشل میڈیا پر ایک viral clip ہو رہا ہے اس میں جو زبان استعمال کی گئی ہے۔ ہم ان کا بہت احترام کرتے ہیں ان کے نام کے ساتھ مولانا اور عالم دین ہے، وہ کن کی اولاد ہیں تو میری آپ سے درخواست یہ ہے، مجھے نہیں پتہ کیا الفاظ بولنے چاہئیں لیکن یہ کہ اس قسم کے آگے دوبارہ، کیونکہ خواتین سب کے گھر پر ہیں اور اس قسم کے الفاظ نہیں استعمال کرنے چاہئیں۔ آپ اپنے drawing room میں بیٹھ کر تو یہ گفتگو کر سکتے ہیں جتنی مرضی گالیاں دینی ہیں دے لیں لیکن اچھا نہیں لگتا کہ آپ ایک اجتماع میں کریں اور اتنے بڑے عالم دین ہو کر آپ کو اس قسم کی زبان suit نہیں کرتی۔ تو please آپ میری یہ مذمت قبول فرمائیں۔

جناب سپیکر: جناب رفیع اللہ صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سمندر پار پاکستانی و ترقی انسانی وسائل (سید آغا رفیع اللہ): بہت شکریہ، جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس ہاؤس کی توجہ ایک بہت ضروری ایشو پر مبذول کرانا چاہوں گا۔ افغانستان اور پاکستان کے بارڈر پر بہت زیادہ کشیدگی چل رہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جو کاروباری حضرات ہیں وہ جب اپنی کاروباری سرگرمیوں کیلئے بارڈر کے اُس پار یا اس پار آتے ہیں تو ان کو دھکے دیئے جاتے ہیں۔ جو legally families آ رہی ہوتی ہیں ان کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خاص طور پر میں اس ہاؤس کی اور خاص طور پر کیبنٹ کی توجہ چاہوں گا کہ یہ بات ان تک بھی پہنچے۔ آج افغانستان میں اور ممالک آ کر وہ space cover کر رہے ہیں جو ہمارا حق ہے، جو ہونا یہ چاہیے کہ ہمارے لوگ ہوں۔ وہاں افغانستان کے جو تاجر ہیں وہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہم ان کیلئے کوئی ایسا سلسلہ بنائیں کہ وہ اپنا کاروبار پاکستان کے ساتھ کریں، اپنی معیشت بنائیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا اور آپ کا کلچر، ہمارا اور آپ کا مذہب ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ آگے بڑھے۔ لیکن جب ایک border cross کرتے ہوئے families کو دھکے دیئے جائیں اور ان کی تذلیل کی جائے تو کون پھر یہ تصور کرے گا کہ ہم یہاں سے جائیں یا وہ وہاں سے کاروبار کیلئے آئیں۔

سر! آپ اگر آج یہ مہربانی فرمائیں اس حوالے سے پہلے اس ہاؤس کی ایک کمیٹی ہوتی تھی جس کی اس کے اوپر مہینے میں لازمی ایک آدھ میٹنگ بلائی جاتی تھی جس میں borders کے issues discuss ہوتے تھے۔ آپ سے request ہے کہ اگر آپ جناب! اس کمیٹی کو خود Chair کریں اور وہ مسائل جن کے حل سے economy کی بہت زیادہ بہتری ہو سکتی ہے۔ اور ان

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

دونوں ممالک کے بیچ میں وہ ممالک جن میں بیٹھ کر ہمارے دشمن ہمیشہ بیٹھ کر سازش کرتے رہے ہیں تو ان سازشوں سے بھی ہم نبٹ سکتے ہیں۔ تو میری یہ آپ سے request ہے یہ کمیٹی بڑی فعال کمیٹی تھی Chair person اس کمیٹی کو Chair کرتی تھی۔ اس کمیٹی میں میں ممبر تھا، **محسن داوڑ صاحب** تھے اور پارلیمنٹ کے اور کئی معزز ممبران تھے۔ تو اس سے جو borders پر مسائل آتے تھے وہ حل ہوتے تھے تو میری آپ سے request ہے کہ اس کمیٹی کو فعال کیا جائے۔ جو تاجر افغانستان سے آئے ہوئے ہیں ان کے بھی concerns لئے جائیں خاص طور پر۔ کئی دفعہ یہ suggestion آئی تھی کہ جو بارڈر ہے اس پر ایک ایسا گیٹ بنایا جائے جو لوگوں کی آمدورفت کیلئے ہو۔ اب اس پر آپ کا جو کارگو ہے وہ بھی اُسی سے ہوتا ہے اور لوگوں کو بھی مسائل ہوتے ہیں۔ Last time ہمیں اس کمیٹی میں بڑی اچھی suggestion آئی تھی، ایسے لوگ تھے جو اس نئے گیٹ کیلئے invest کرنا چاہ رہے تھے تو میری Chair سے request ہو گی کہ اس کمیٹی کو دوبارہ فعال کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: آغا صاحب! آپ کا point آگیا۔ شیخ روحیل اصغر صاحب۔

جناب شیخ روحیل اصغر: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! زیادہ نہیں بڑی مختصر سی بات کروں گا۔ ابھی آپ نے ایک فیصلہ۔۔۔۔

(مداخلت)

شیخ روحیل اصغر: چترالی صاحب! بس دو سیکنڈ یا آپ کر لیں پھر آپ کا ضروری ہو گا۔ سپیکر صاحب! آپ کی جو رائے تھی، آپ کا جو ابھی فیصلہ آیا کہ یہ جو آپ نے **داوڑ صاحب** کے معاملے میں کمیٹی کو ریفر کر دیا تو یہ اچھا ہوتا کہ آپ اپنے آفس میں اس معاملے کو resolve کرتے اور اپنے اختیارات کا استعمال کرتے۔ اگر کہیں سے زیادتی ہے تو اس کا ازالہ بھی آپ کر سکتے تھے آپ کے پاس بڑے وسیع اختیارات ہیں۔ آپ اس ہاؤس کے Custodian ہیں۔ ہر ممبر کی عزت اور وقار کا خیال رکھنا آپ کا فرض بنتا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! honourable ممبر نے یہ demand کی تھی کہ آپ اس کو کمیٹی کو refer کریں ان کی طرف سے باقاعدہ کہا گیا تھا۔

شیخ روحیل اصغر: سپیکر صاحب! آپ کے اپنے اختیارات بھی ہیں۔ ابھی **علی وزیر صاحب** کی بات ہوئی تھی تو آپ کے بڑے وسیع اختیارات ہیں آپ **علی وزیر** کو بلا لیجئے۔ بیچارا یہاں پر آکر بیٹھے اپنے حلقے کی نمائندگی کرے آپ اس کے Production Order کر سکتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے آپ کے Production Order ہوں اور کوئی اس کی implementation نہ کرے تو یہ الگ چیز ہے۔

اب آپ دوسری طرف آجائیے۔ ابھی ہماری ایک محترم بڑی پر وقار ایم این اے صاحبہ ہیں انہوں نے ابھی خواتین کے حوالے سے عرض کیا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہم اتنے جذباتی کیوں ہیں۔ ہم بات کو سمجھنے کی سوچ کیوں نہیں رکھتے؟ ہم اس کو سمجھتے کیوں نہیں؟ آپ سمجھتے ہیں اور کیا میں نہیں سمجھتا کہ مولانا نے کبھی کوئی غیر اہم اور غیر ضروری گفتگو کی ہو یا ایسی گفتگو جس سے کسی کی دل آزاری ہو حالانکہ ان کی دل آزاری ہوتی رہی ہے، بہت زیادہ ہوئی، نام لئے گئے لیکن انہوں نے کبھی کوئی ایسا بیان نہیں دیا۔ یہ ابھی جو بات کی ہے یہ بات اس بات میں کی ہے جو بیہودہ لوگ بیہودہ باتیں جلسہ عام میں کرتے رہے۔ جہاں سب موجود تھے۔ اب ذرا سن لیجئے، آپ کے کانوں کو برا لگ رہا ہو گا لیکن یہاں پر ایک سابق وفاقی وزیر جس نے ہماری دو معزز اراکین قومی اسمبلی کے متعلق جو باتیں کیں تب خواتین کے وہ جذبات کدھر تھے؟ آپ نے اس کو کیوں نہیں condemn کیا؟ آپ نے کیوں نہیں اس کو برا بھلا کہا؟ آپ نے کیوں نہیں اس کا منہ بند کیا؟ کمال ہے۔ مولانا صاحب نے جو کچھ کہا وہ وہی دہرایا جو جلسے میں ہوتا رہا ہے۔ ان کی کوشش ہے کہ جس طرح اس معاشرے کو آپ برائی اور اچھائی کے درمیان تقسیم کر رہے ہیں یہ آپ کا کلچر ہے؟

جناب سپیکر! میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ یہ ہمارا کلچر ہے کہ آپ کی بہو بیٹیاں اس طرح کی باتیں جلسہ عام میں کریں؟ کیا آپ برداشت کر سکتے ہیں؟ کوئی عزت دار شخص یہ باتیں برداشت نہیں کر سکتا؟ انہوں نے آپ کو جگانے کی کوشش کی ہے۔ اگر آپ سونا چاہتے ہیں تو سو جائیں۔ میں پنجابی میں ایک بات کروں (پنجابی)۔ وہ تو اس قسم کے لوگ ہیں کہ جن لوگوں کی عقل اور سوچ پر میرے خیال میں پردہ پڑ گیا ہوا ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ میں بہت کم ان کی باتیں کرتا ہوں اس لئے کہ فائدہ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

نہیں ہے۔ ان لوگوں سے بحث کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔ ان لوگوں سے بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔ میں اس لئے یہ عرض کروں گا کہ سائرہ بی بی اٹھو (پنجابی)۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: شکریہ، محترمہ سائرہ بانو! مجھے بات کرنے دیں میں بات کر رہا ہوں، آپ تشریف رکھیں اور سب لوگ تشریف رکھیں، صلاح الدین صاحب پہلے مجھے بات کر لینے دیں میں جواب دے رہا ہوں۔ میں آپ کو ایک Rule بتانا چاہ رہا ہوں جو اس پارلیمان کا، اسمبلی کا Rule ہے۔ جو شخص یہاں موجود نہیں ہے اور جو اپنے آپ کو defend نہیں کر سکتا ہے اس کے بارے میں بات نہیں کی جا سکتی، سائرہ بانو صاحبہ! تشریف رکھیں۔ جی وزیر برائے مذہبی امور جناب عبدالشکور صاحب۔

وزیر برائے مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی (جناب عبدالشکور): شکریہ، جناب سپیکر! سائرہ بانو صاحبہ نے جو point اٹھایا ہے یقیناً ہمیں خواتین کا احترام قرآن و سنت نے بتایا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتمین النبیین ﷺ نے آخری وصیت خواتین کے حوالے سے کی ہے۔ میرے خیال سے مولانا صاحب جتنا خواتین کا احترام اپنے دل میں رکھتے ہیں وہ کوئی رکھ سکتا ہے۔ مولانا صاحب کی بات کو یوتھیوں نے جس انداز سے پیش کیا، اس کی ویڈیو کو edit کر کے غلط انداز سے پیش کیا۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر: وزیر مذہبی امور (جناب عبدالشکور صاحب)۔

جناب عبدالشکور: جناب سپیکر صاحب! میں مذمت کرتا ہوں **پی ٹی آئی** کے اس کردار کا جو خواتین کی بے عزتی اور بے حرمتی وہ خود کر رہے ہیں۔ خواتین کو اللہ نے عزت دی ہے۔ یہ بھی خاتون ہے یہ ہماری بہنیں ہیں ان کو اللہ نے عزت دی ہے۔ عزت دار خواتین تو سب ہیں لیکن **پی ٹی آئی** والی خواتین بھی ہمارے لیے محترم ہیں۔ تمام خواتین کا ہم احترام کرتے ہیں لیکن وہ اپنے دھرنوں میں خواتین کی اس طرح بے عزتی کرتے ہیں جس طرح ان کے ساتھ ان کے یوتھیے سلوک کرتے ہیں وہ قابل مذمت ہے۔ ان کو ہم condemn کرتے ہیں۔ ان کی جو سوشل میڈیا کی ٹیم ہے وہ آپ کے اور میرے اور مولانا صاحب کے بیان کو غلط

رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں اور وہ خود اپنی خواتین کی بے عزتی پر تلے ہوئے ہیں۔ تو میں ان کے اس کردار کی مذمت کرتا ہوں۔

جمعیت العلمائے اسلام نے ہمیں سبق یہ سکھایا ہے اور مولانا صاحب نے ہمیں خود خواتین کے احترام کا سبق سکھایا ہے۔

اسی طرح **محسن بھائی** نے جو یہاں ایشو اٹھایا ہے اس پر ہم ان کے ساتھ ہیں۔ **محسن بھائی** آپ کی بے توقیری نہیں ہے یہ اس پارلیمنٹ کی بھی بے توقیری ہے۔ یہ میری بھی بے توقیری ہے اس حکومت کی بھی بے توقیری ہے میری کیبنٹ کی بھی بے توقیری ہے۔ ہم اپنے کیبنٹ سے ضرور پوچھیں گے اور یہ ضروری ہے کہ ہماری کیبنٹ کے فیصلے کی اس انداز سے تذلیل کرتے ہیں۔ تو یہ آپ کی بے عزتی نہیں ہم سب کی ہے۔ اپنے پارلیمنٹیرین کی عزت ہم سب کو محبوب ہے۔ ہم جمہوری لوگ ہیں جمہوریت کو تماشا نہیں بننے دیں گے ہماری حکومت اس حوالے سے سنجیدہ ہے۔۔۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

12 دسمبر 2022ء

چمن بارڈر پر طالبان کا حملہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ ڈپٹی سپیکر صاحب۔ کہتے ہیں کہ جن کی فطرت میں ہو ڈسنا وہ ڈسا کرتے ہیں۔ جنہوں نے ساری عمر ایک ہی training لی ہو ان سے اسی چیز کی توقع رکھنی بھی چاہیے اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے زبردستی ایک ملک پر قبضہ کر لیا اور میں personally ان کے status کو بھی تسلیم نہیں کرتا اور ہماری حکومت جو ان کو interim government کہہ کر پکارتی ہے مجھے اس پر بھی اعتراض ہے۔ یہ جو چمن میں ہوا، اس کا اپنا ایک background ہے، یہ ایک دن کا واقعہ ہے بھی نہیں ہے، جو تشدد ہوا، کل بھی جانیں گئی، آج بھی سنا ہے کہ ایک اور یہ اس سے پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ اس کے لیے یقیناً ایک سنجیدہ سوچ وبچار کی ضرورت ہے اور میرے خیال میں جو کمیٹی بنی تھی میں نے سپیکر صاحب سے بھی گزارش کی تھی یہاں پر Floor of the House بھی request کی تھی اور ایک دفعہ پھر اس کو repeat کر رہے ہیں کہ اس کمیٹی کو بحال بھی ہونا چاہیے اور Border trade کے حوالے سے بھی انہوں نے ایک کام کیا۔ چمن کا جو issue ہے یہ ہمارے تمام borders پر ہے۔ چمن پر بہت ہی زیادہ intensity کے ساتھ سامنے آرہا ہے اب ان لوگ کو سننا چاہیے۔ وہاں پر جو locals ہیں ان کو سننا چاہیے کہ وہ مسائل کیا ہیں جس کا نتیجہ آخر میں ان حالات اور واقعات پر ہوتا ہے اور آخر میں مولانا صاحب نے جو بات کی میرے خیال میں یہ ہماری بطور ریاست ہماری مرضی ہونی چاہیے وہ ان کے ساتھ ان کو accept نہیں کرتے۔ اس context میں ان کے ساتھ ہمارا تعلق کس طرح ہونا چاہیے اس پر میری ایک اپنا نقطۂ نظر ہے جو کہ میرے خیال میں حکومتی نظر متصادم ہو۔ لیکن یہ تاثر کا فیصلہ ہمیں کرنا چاہیے کہ اگر ہم کوئی عمل کریں گے ہماری خاتون وزیر خارجہ کہیں پر جائے گی تو کسی اور کو کیا اس سے تاثر لے گا یہ میرے خیال میں یہ ہمارا فیصلہ ہونا چاہیے وہ الگ سی بات ہے کہ ہم ان کے ساتھ جس طریقے کی engagement ہو رہی ہے ان کی یہاں

پر ان کے نمائندے کو ہم نے بٹھادیا ہے میں personally بھی اس سے disagree کرتا ہوں۔ Anyhow, to cut it short یہ issue بہت ہی زیادہ severe ہے۔ اس پر تھوڑی میرے خیال میں ایک high profile sitting ہونی چاہیے اور اس کو تھوڑا seriously لینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب، مختصراً۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ، ڈپٹی سپیکر صاحب! میں صرف چاہتا تو یہی تھا کہ چمن کے ایشو پر بات ہو لیکن جب بات پھیل گئی ہے اور افغانستان کے ایشو کے ساتھ سب کچھ relate ہو گیا اور افغانستان میں جو موجودہ حالات ہیں ان پر بھی بات ہوئی تو میں اس پر بھی تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا۔ جناب سپیکر! حالات دن بہ دن خراب ہو رہے ہیں۔ دہشت گردی دن بہ دن بڑھ رہی ہے اور ہر دن یہاں پر ہمارے صوبے میں اور ملک کے مختلف کونوں میں attacks ہو رہے ہیں اور یہ انہی حالات کا تسلسل ہے جس کی طرف ہم نشاندہی کراتے آرہے ہیں۔ پچھلے دنوں NECTA کی بھی ایک رپورٹ آئی ہے اور اس رپورٹ میں clearly یہ بات لکھی گئی ہے کہ جو مذاکرت ہوئے ہیں اور ان مذاکرات کے دوران جو cushion لیا گیا اسی کی وجہ سے ملک میں بدامنی اور دہشت گردی بڑھی ہے۔ اب گزارش یہ ہے کہ یہ جو ہماری flawed policies ہیں یہ اسی کا تسلسل ہے جو بار بار ہم نشاندہی کراتے آرہے ہیں کہ اگر یہ ہو گا تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ اور جب یہ مذاکرات ہو رہے ہیں تو اس وقت بھی ہم نے یہ نشاندہی کرائی تھی۔ مذاکرات سے پہلے ہماری افغانستان میں جو پالیسی تھی جس کی بھی ہم یہی نشاندہی کراتے آرہے تھے کہ اگر یہی ہماری پالیسی رہی تو اس کا نتیجہ ہمیں بھگتنا ہو گا اور وہ نتیجہ ہم بھگت رہے ہیں لیکن المیہ یہ ہے، بڑے افسوس کے ساتھ with all my due apology لیکن حقیقت یہ ہے کہ اصلاح کی بجائے ابھی تک ہماری وہی سوچ ہے۔ میں بڑی معذرت کے ساتھ کہتا ہوں یہاں پر بات ہوئی کہ سب افغان مل کر لڑے۔ کوئی مل کر نہیں لڑا۔ یہ ایک بندوق بردار گروہ زبردستی آیا، امریکن گیم تھی امریکہ نے دوحہ اڈیل کے ذریعے پورے افغانستان کو ان کے حوالے کیا۔ اب ہمیں اس کو آگے بھگتنا ہو گا اور ہم اس پورے process میں اس کا حصہ رہے ہیں اور ہمیں اس کو بھگتنا بھی ہو گا۔ یہ کسی سے حل نہیں ہو گا۔ یہ مولانا صاحب نے تو علمائے کرام

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کانام لیا میں ان کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ حالات کو ٹھیک کرا کر دیں۔ گئے ہیں، کافی وفود گئے ہیں ہر قسم کے گئے ہیں، علمائے کرام کے بھی گئے ہیں، عمائدین کے بھی گئے ہیں، بیوروکریٹس کے بھی گئے ہیں، جرنیلوں کے بھی گئے ہیں ہر قسم کے وفد گئے ہیں لیکن حالات ٹھیک اس لئے نہیں ہو رہے کیونکہ وہ ان کے جو ساتھی ہیں، ہمارے ملک سے ان کا تعلق ہے، ان کا mindset وہی ہے جو ان کا وہاں افغانستان میں ہے۔ انہوں نے بندوق کے زور پر وہاں پر قبضہ کیا اور یہ لوگ بندوق کے زور پر پاکستان میں قبضہ کرنا چاہتے ہیں تو اب اس کو آپ سلجھا کر دیں۔ جس کو بھی آپ لے کر جائیں گے نتیجہ وہی ہو گا۔ ان کی طرف سے جواب یہی آئے گا تو یہ جو clarity ہے بطور حکومت، بطور ریاست ہمیں اپنے آپ میں لانی ہو گی کہ بھئی militant mindset کے ساتھ ہمیں کسی قسم کا تعلق اور ان کو discourage کرنا ہو گا۔ جب تک ہم اس mindset کو discourage نہیں کریں گے اور تھوڑا بہت کہیں نہ کہیں soft corner ہو گا تو یہ سارا سرکل پھر چلتا رہے گا اور ہم ایک romance میں مبتلا ہوں گے اور اس romance میں مبتلا ہوں گے جس میں ہم مجاہدین کے وقت میں گزرے، طالبان کے وقت میں گزرے، ابھی بھی ہیں اور شاید اس کے بعد داعش کا ایک اور سرکل شروع ہو۔ ایک اور دور آئے اور ہم اسی romance میں مبتلا رہیں گے کہ بھئی ہم نے فلاں کو شکست دی، ہم نے اُس کو شکست دی، روس کو شکست دی، امریکہ کو شکست دی ہے۔ بنیادی طور پر ہم اپنے آپ کو شکست دے رہے ہیں اور اپنے آپ کا ہی امن وامان اور اپنے ملک کی حالت تباہ وبرباد کر رہے ہیں۔

سال 2023ء

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

01 فروری 2023ء

پشاور پولیس لائن مسجد میں خودکش حملہ

FURTHER DISCUSSION ON A MOTION UNDER RULE 259, REG: RECENT INCIDENTS OF TERRORISM, PARTICULARLY IN PESHAWAR

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر بہت شکریہ۔ پرسوں جو واقعہ ہوا اور اس طرح کے واقعات میں نہ یہ پہلا واقعہ تھا اور یہ ایک تاریخ ہے، اسی طرح کے واقعات کے بارے میں ہمارے پشتو کے ایک شاعر صاحب شاہ صابر صاحب جن کے اشعار میں اکثر اپنے جلسوں میں اپنی تقاریر میں کہتا ہوں اور وہ کہتے ہیں کہ (پشتو) جناب سپیکر! یہ شہداء کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ جس کی عکاسی ان اشعار میں کی گئی ہے کہ جنگ ہوتی ہیں اور ہمیں کسی جنگ کی یہ خبر نہیں ہوتی کہ یہ جنگ کس نے جیتن ہے؟ لیکن وہ جنگ صرف ہمیں شہید پر شہید دے رہی ہے۔ پرسوں جو واقعہ ہوا کل اس پر جو debate ہوئی تو سنجیدگی کا عالم تو یہ ہے کہ ہماری پہلی تینوں لائنز خالی ہیں۔ یہ ہماری سنجیدگی ہے، چترالی صاحب آپ تو خیر ہیں، ہماری یہ تینوں لائنز غیر حاضر ہیں۔ کل ہی جو دعوے کئے گئے تھے کہ پرائم منسٹر صاحب آئیں گے، آرمی چیف آئیں گے، اداروں کے لوگ آئیں گے اور یہاں پر آکر بریف دیں گے اور پھر یہاں پر پالیسی بنے گی، یہاں پر debate ہو گی تو کہاں ہے وہ debate، وہ کہاں ہیں؟ Atleast یہاں پر Policy Statement کیلئے پرائم منسٹر صاحب کو خود آنا چاہئیں تھا۔ بہر حال یہ وہی ترجیحات ہیں جو ہماری ہیں نہیں، اس لئے تو ہمارا یہ حال ہے۔

جناب سپیکر! ساتھ ہی ساتھ میں اسی موضوع کے تناظر میں یہ بات بھی کروں گا کہ ہمارے اسی ہاؤس کے ایک honourable ممبر **علی وزیر صاحب** کی ضمانتیں سندھ میں بھی تقریباً تمام منظور ہو گئی ہیں، خیبر پختونخوا میں بھی تمام منظور ہو گئی ہیں اور صرف ان کی رہائی باقی ہے۔ اب ہمیں یہ خدشہ ہے کہ شاید پھر کہیں سے کوئی کیس چھپایا ہو اور وہ نکال کر پھر ڈال نہ

دیا جائے۔ لیکن وہ تو الگ بات ہے کیسز الگ بات ہے atleast ان کا پروڈکشن آرڈر جاری ہونا چاہیے تھا۔ اب جو رولز میں amendment ہوئی ہے اور جو may کے بجائے shall replace ہوا ہے تو میرے خیال میں یہ اب صرف سپیکر کی discretionary power نہیں رہتی جو بھی ممبر پابند سلاسل ہو اس کو ہاؤس میں ہونا چاہیے۔ یہ دہشت گردی کا ناسور ہے۔ ہم یہاں پر آتے ہیں تقریر کرتے ہیں، تنقید کرتے ہیں، دعوے کرتے ہیں اور یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا ہے۔ کیوں نہیں ہوتا ہے۔ یہ کل جو تقاریر ہوئی ہیں ان کا انسان اگر تجزیہ کرے انہی کا ایک جائزہ لے تو پھر اس سے پوری وضاحت ہو جاتی ہے کہ یہ مسئلہ حل کیوں نہیں ہو رہا۔ مسئلہ کچھ اور ہے یہاں پر جتنی بھی تقاریر ہو رہی تھیں کل ایک آدھ کے علاوہ میں زیادہ general statement نہیں دوں گا ایک آدھ کے علاوہ جتنی بھی تقاریر ہوئی ہیں کسی نے سچ نہیں بولا ہے۔ وہ مسئلہ ہمارا کچھ اور ہے اور ہم کہیں اور پھنسے ہوئے ہیں۔ پرابلم کہیں اور سے ہے اور ہم کہیں اور بات کر رہے ہیں۔ مسئلے کو ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینک رہے ہیں۔ ہم سچ بول ہی نہیں رہے ہیں۔ حالات اس نہج تک آپہنچے ہیں کہ آج پشاور میں پریس کلب کے سامنے خیبر پختونخوا کی پولیس نے احتجاج کیا ہے۔ وہ اپنے احتجاج میں یہ نعرے لگا رہے ہیں کہ **"یہ جو نامعلوم ہیں یہ ہمیں معلوم ہیں"**۔ اب اس نہج پر آپ کے ادارے پہنچ جائیں تو پھر آپ ریاست کو کیسے چلائیں گے۔ ان کو مجبور کیا گیا ہے اسی confusion کی وجہ سے جس کی طرف اشارہ ہمارے ایک پشاور کے ممبر دے رہے تھے۔ یہ confusion ہے اور اسی confusion کی وجہ سے وہ لوگ تنگ آکر آج احتجاج کر رہے ہیں۔ جب آپ کی فورس احتجاج کرنے پر مجبور ہو جائے تو آپ کو حالات کی نزاکت کا اندازہ ہو جانا چاہیے۔ آپ پھر خود اندازہ لگا رہے ہیں کہ اس کے بعد پھر دوسرا step کون سا ہو گا۔

یہاں پر پوری ڈیبیٹ کل کی افغانوں کے اوپر ڈال دی گئی ہے۔ پوری کی پوری ڈیبیٹ کہ اتنے لوگ آئے 40 لاکھ لوگ آئے 35 لاکھ آئے 30 لاکھ آئے ڈیڑھ لاکھ آئے بابا کیوں آئے؟ ان کے ہنستے بستے ملک کو آپ نے تباہ و برباد کر دیا اور پھر جب وہ آرہے تھے اور آپ کے پاس جب یہاں پر ڈال آرہے تھے تو اس وقت ٹھیک تھا۔ اس وقت وہ مہاجرین تھے اور آپ انصار تھے کیونکہ یہاں پر ڈال آرہے تھے اور ہم کما رہے تھے۔ اس جنگ میں پھر ہمارا حصہ تھا۔ کس نے ہمیں کہا تھا کہ ہم کرائے کے سپاہی کا کردار ادا کر کے امریکہ کی جنگ لڑیں ہے افغانستان میں اور افغانستان کو ہم تباہ و برباد کریں۔ پھر ایک جگہ پر یہ بات رکتی نہیں ہے۔ ہم نے پورے کا پورا ملک امریکہ کے حوالے کر دیا اور ان کو اجازت دی کہ جتنی بھی آپ نے proxy wars لڑنی ہیں اور جتنی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

بھی انہوں نے اپنی strategic games لڑنی ہے ہمارا ملک حاضر ہے، ہم تابعدار ہیں اور ہم آپ کے لیے لڑیں گے اور ہم آپ کو provide کریں گے اپنی سرزمین اور نہ صرف اپنی سرزمین ہم نے provide کی ہے اور ہم نے ان کو raw material دیا جو ان کی ضرورت تھی۔ ان کی یونیورسٹی میں ہمارے لیے نصاب بن کر آتا تھا۔ ہمارے بچوں کو جنگی جنونیت پیدا کرنے کے لیے وہ ہمارے نصاب کو بند کروا دیتا تھا۔ ہمارے نصاب میں شامل ہوتا تھا کہ دو کلاشنکوف جمع دو کلاشنکوف، چار کلاشنکوف چاہے اردو ہو، میتھس ہو، کیمسٹری ہو، انگلش ہو، مطالعہ ہو جو کچھ بھی ہو جنگ کے ارد گرد وہ سارا ماحول وہ اس ایک ہی دائرے میں پھر رہا تھا۔ نہ صرف ہم نے اپنی زمین دی بلکہ ایک ایسا mindset ان کو دینے کی کوشش کی جو ان کے مقصد کے لیے لڑیں۔ اس جنگ میں شریک ہوئے جو ہماری نہیں تھی۔ جو امریکہ لڑ رہا تھا اپنے سیاسی مقاصد کے لیے اپنے strategic interest کے لیے اور اس کے continuation میں پھر آگے کیا ہوتا۔ وہ تو ہو گیا۔ مجاہدین کا دور گزر گیا۔ پھر اس کے بعد طالبان کا فیز ون آیا۔ اس کو بھی آپ نے ایسے heroic طریقے سے پھر portray کیا تو میرے خیال میں دنیا میں کوئی ملک نہیں کرتا۔

ان تمام duration میں اگر کوئی پوائنٹ آؤٹ کرتا تھا اگر **ولی خان** کہتا تھا کہ یہ جہاد نہیں ہے فساد ہے۔ یہ جنگ بارڈر کے اس پار آجائے گی۔ تو تب وہ غدار تھا۔ آج ہم جب یہ بات کر رہے ہیں کہ جس طریقے سے sponsored جنگ افغانستان میں لڑی جا رہی تھی یہ تباہی ہے یہ بربادی ہے۔ تو پھر ہمیں ایجنٹ قرار دیا گیا تھا۔ 20 سال تک۔ 9/11 کے بعد بات کرتے ہیں۔ یہاں پر **ناصر موسیٰ زئی صاحب** نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ 20 سال تک ہم نے یہاں پر طالبان کو تحفظ دیا۔ یہاں پر ہم نے ان کو protection دی ہے۔ یہاں پر ان کو ہم نے خرچے دی ہیں ان کو logistic support دی ہے ان کو پیسہ دیا ہے۔ ان کو ہم نے protection دی۔ اگر ہم وہ protection نہ دیتے تو نہ وہ آج افغانستان پر قابض ہوتے اور نہ ہی اسی کے تسلسل میں یہاں پر یہ جو کچھ ہو رہا ہے یا یہ جو دھماکے ہو رہے ہیں تباہی و بربادی ہو رہی ہے یہ سب کچھ نہ ہوتا۔ یہاں پر افغان مہاجرین بیچاروں کو قسم قسم کی یہاں پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں اور مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! جو لوگ وہاں پر جنگ میں ملوث ہیں اور یا ان کے ساتھی ہیں جو یہاں پر اٹیک کرتا ہے ان کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ وہ وہاں بھی جا سکتے ہیں جہاں میں نہیں جا سکتا۔ ان کی access وہاں بھی ہے۔ پورے ملک میں وہ پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ پروٹوکول enjoy کرتے ہیں۔ ان کی ایک ایک رسید پر ان کی ایک ایک چٹ پر ویزے کی حیثیت رکھتی ہے۔ کس کو ہم بے وقوف

بنا رہے ہیں۔ بہت واضح ہے اس میں کوئی confusion نہیں ہے۔ ہم افغانستان کی تباہی کے ذمہ دار ہیں اور جب افغانستان میں طالبان کا takeover ہوا تو تب بھی ہم نے یہ بات کہی تھی کہ یہ آغاز ہے ہماری تباہی کا۔ ہم یہاں پر شادیانے بجا رہے تھے۔ یہاں پر سیاسی جماعتوں کے وہ statements اور تحریری پیغامات وہ سارے ہمارے پاس موجود ہیں جو ان کو مبارکباد دے رہے تھے۔ یہاں پر بطور ریاست اس چیز کو celebrate کیا۔ یہ بیانات سارے پاکستان کی ریاست کے ذمہ داران کے موجود ہیں۔ ابھی recent کی بات ہے خیبر پختونخوا حکومت کی کہ طالبان یہاں جنگ کے لیے سوات نہیں آئے تھے۔ یہ فارن منسٹر صاحب کہتے تھے کہ طالبان ذہین لوگ تھے یہ ترقی چاہتے تھے اور یہ ہمارے سابق وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی صاحب کی statement ہے۔ خان صاحب کچھ اور کہہ رہے تھے انہوں نے کہہ دیا کہ غلامی کی زنجیریں توڑ دی گئی ہیں۔ ان کی یہ statement بھی ہے کہ طالبان کے نظریات سے پاکستان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ مختلف بیانات اور یہ ہماری ہی سیاست قیادت نے دی۔ ملک کے responsible عہدوں پر رہنے والے لوگوں نے یہاں پر دی۔

اس کے بعد کیا ہوا؟ جب ہم چیخ رہے تھے 20 سال سے کہ یہ ایک ہی لوگ ہیں۔ چاہے افغان طالبان وہاں پر یا یہ پاکستان میں طالبان لڑنے والے یہ سارے ایک ہی لوگ ہیں۔ لیکن ہماری بات پر اس وقت کان نہیں دھرا گیا۔ اب پھر وہ ثابت ہو رہا ہے۔ کبھی آپ نے دیکھا ہے پہلے تو ہم یہ بہانہ بناتے تھے کہ جی یہ جو ہو رہا ہے کہ افغانستان میں انڈیا نواز حکومت ہے اور وہ یہاں پر ٹی ٹی پی کو support کر رہی ہے۔ اب تو ہمارے چہیتوں کی حکومت ہے۔ اب کون کر رہا ہے اس کو۔ اب کون سی ایجنسی دنیا کی ان لوگوں کو support کر رہی ہے۔ بنیادی طور پر مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے، ہماری ایجنسیوں نے، ہمارے جرنیلوں نے یہاں پر تحفظ دیا افغان طالبان کو اور پھر انہی طالبان نے پھر آگے جا کر TTP کو support کیا اور انہوں نے جا کر پھر وہ ہمارے بچوں کو مارا۔

جناب سپیکر! ایک بات بہت کلیئر ہے جس دن تک ہمارے پڑوس میں افغانستان میں طالبان قابض رہیں گے پاکستان سمیت پورے region میں امن نہیں آسکتا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ نظریات ہر کسی کے الگ الگ ہوں گے لیکن یہ ایک حقیقت ہے اس کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔

اب میں اس پر آؤں گا۔ کل یہ بھی debate ہوئی کہ خود کش حملہ پنجاب میں جب ہوتا تھا تو کون تھے؟ ان کا تعلق بھی پنجاب سے نہیں تھا۔ جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کہوں گا کہ خود کش اگر ہمارے علاقے سے ان کا تعلق تھا بھی تو ان کو

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

trained کرنے والا کرنل امام اور **جنرل حمید گل** یہ کون تھے۔ کس نے ان کو بھجوایا تھا۔ کون ہیں وہ جنہوں نے ان سادہ ذہنوں کو ورغلانے کے لیے ریاستی مشینری استعمال کی۔ کون تھے وہ لوگ۔ وہ ہمارے نہیں تھے۔ یہ ریکارڈ کا حصہ ہے۔ یہ ہم چھپا نہیں سکتے۔ ہم 100 دفعہ بھی اگر چاہیں کہ ان تمام حقائق کو ہم چھپائیں تو بھی ہم چھپا نہیں سکتے۔ یہ ساوتھ ایشیا Terrorism Portal کی رپورٹ میرے پاس موجود ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق 66000 جانیں گئی ہیں اس war on terror میں ان میں سے 40 ہزار کا تعلق خیبر پختونخوا سے ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دہشت گردی کو دنیا کے کسی کونے میں بھی اس کو justify نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ تقابل بھی درست نہیں تھا جو کل یہاں پر ہو رہا تھا۔ ان تمام 66000 میں پنجاب میں صرف 2500 نقصانات ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایک بھی نہ ہو لیکن یہ کوئی comparison ہی نہیں ہے۔ مر میں رہا ہوں، تباہ و برباد ہو رہا ہوں، معیشت میری تباہ ہو گئی ہے، نسلیں میری تباہ ہو رہی ہیں اور یہ اس کو اسی prism سے دیکھتا ہو گا۔

جناب سپیکر! یہاں پر کل میں موجود نہیں تھا لیکن میں نے سوشل میڈیا پر دیکھا کہ باتیں ہوئیں کہ ضرب عضب طرز کے ایک اور آپریشن کی بھی ضرورت ہے۔ ضرب عضب میں کون سا تیر مارا گیا تھا، اس میں کون سی achievement ہوئی تھی؟ ہمارے گھر مسمار ہوئے، ہمارے بازار مسمار ہوئے، کمبل، فریج وغیرہ غائب ہو گئے تھے۔ کون سی دہشتگردی ختم ہوئی؟ کوئی دہشت گردی ختم نہیں ہوئی اور اسی بداعتمادی کی وجہ سے عام عوام تو چھوڑیں آج ہمارے ملک کا police department بھی اپنی ریاست پر اعتبار نہیں کر رہا ہے، وہ احتجاج پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ان مفروضات اور ان اعلانات کی وجہ سے ہمیں کوئی اب دھوکہ نہیں دے سکتا کہ کہے ہم نے آپریشن کا ارادہ کر لیا ہے۔ آپریشن کا ارادہ نہیں آپ اپنی پالیسی ٹھیک کریں، اپنے اذہان میں clarity لائیں تب بات بنے گی۔ اگر ریاست چاہے تو یہ چند دن کا کام ہے لیکن ہم نے نہیں کرنا۔ ہم نے چالیس سال سے جنگ کو بطور کاروبار استعمال کیا ہے۔ اس طرح ریاست نہیں چلتی۔

جناب سپیکر! یہاں پر talks کی بات ہوئی۔ یہ ایوان گواہ ہے کہ یہاں پر بھی باتیں ہوئیں، یہاں پر بھی briefings دی گئی تھیں، وزیر اعظم ہاؤس میں بھی briefings دی گئی تھیں اور یہ ایوان گواہ ہے کہ ہم نے جو باتیں اس وقت ریکارڈ پر رکھی تھیں، لفظ بہ لفظ وہ سب کچھ ٹھیک ثابت ہوا۔ یہ جو کچھ آج ہو رہا ہے ان خدشات کا اظہار ہم نے اس وقت بھی کر دیا تھا اور لفظ بہ لفظ سب کچھ ٹھیک ثابت ہو رہا ہے لیکن اس وقت ہماری تمام سفارشات کو رد کر دیا گیا تھا اور کسی ایک کو بھی نہیں مانا گیا تھا اور آج

word by word وہ سب کچھ ٹھیک ثابت ہو رہا ہے۔ ہم اس وقت بھی یہ کہہ رہے تھے کہ یہ جو طالبان ہیں ان کو مذاکرات کے بہانے واپس بسایا جا رہا ہے۔ یہ مذاکرات صرف ایک بہانہ ہے اور مذاکرات کے بہانے ان کو واپس لایا جا رہا ہے، ان کو space دی جا رہی ہے اور وہی بات ہے کہ آج کون سی جگہ محفوظ ہے۔

میں یہ بات بار بار کہہ چکا ہوں کہ خیبر پختونخوا تک یہ بات رکے گی نہیں، یہ پورے پاکستان میں پھیلے گی۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اب میرے وجود پر آگ لگی ہوئی ہے اور **محسن داوڑ** کے وجود پر آگ لگی ہوئی ہے اور کوئی آرام سے زندگی گزار لے گا یہ ہو نہیں سکتا۔ یہ آگ پھیلے گی۔ یہ آگ جب افغانستان میں بھی تھی اس وقت یہاں کی قیادت کہہ رہی تھی کہ یہ یہاں پر آئے گی، Durand line cross کر کے آئے گی۔ اب جب خیبر پختونخوا میں ہے تو اس سے پورے ملک میں پھیلے گی۔ یہ رکنے والی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے ہمیشہ Western interest، امریکہ کے interest کی بات کی ہے۔ ان کا خیال رکھا ہے۔ وہ ابھی بھی اور کیا چاہتے ہیں۔ چالیس سال سے یہاں پر اس پورے ریجن میں دو سپر پاورز کے بیچ میں کتنی بڑی de-stabilization ہوئی، اس سے زیادہ ان کو کیا چاہیے۔ وہ یہی چاہتے ہیں کہ اس پورے ریجن میں یہ ماحول ہو کہ روس کو بھی تکلیف ہو، چائنہ کو بھی تکلیف ہو، اس پورے ریجن کو بھی تکلیف ہو اور پورا region disturb ہو۔ اس سے زیادہ کوئی strategic فائدہ اور کوئی چیز نہیں دے گی۔ یہ چالیس پینتالیس سال سے وہ اس جنگ کو لے کر کہ کبھی ایک نام سے کبھی دوسرے نام سے اور کبھی تیسرے نام سے اور اب یہ جو War on Terror کا دوسرا phase انہوں نے Doha Agreement کے بعد شروع کیا ہے یہ بہت ہی خطرناک ہے۔ ہم نے اگر اب بھی فیصلہ نہ لیا، ہم نے اب اگر سخت فیصلے نہ کیے تو ہم اس جنگ اور اس بوجھ تلے دب جائیں گے۔

اگر ہم نے اصلاح کرنی ہے، اگر ہم نے اپنا قبلہ درست کرنا ہے اور اگر ہم نے اس نئے طوفان سے اپنے آپ کو بچانا ہے جو ہمیں لے ڈوبے گا۔ Mark my words یہ طوفان ہمیں لے ڈوبے گا، یہ ہمیں نہیں بچا سکتا۔ اگر ہم نے یہ سب کچھ کرنا ہے تو جناب سپیکر! ایک Truth and Reconciliation Commission بنانا ہو گا۔ ماضی میں جو جو افراد اور جو جو ادارہ بھی اس پورے گند میں شامل ہیں ان سب کو احتساب کے کٹہرے میں کھڑا کرنا پڑے گا۔ اگر ہم نے نہیں کیا جو مجھے ہوتا ہوا دکھائی نہیں

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

دے رہا، وہ ارادوں سے پتہ چلتا ہے کہ ارادے کیا ہیں، یہ مجھے ہوتا ہوا دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ اگر نہیں ہوگا تو میں نے بتادیا ہے کہ ہم نہیں بچیں گے۔

جناب سپیکر! یہاں پر افغانستان کا action replay ہونے والا ہے۔ یہی ہوتا تھا جب وہاں پر attack ہوتا تھا یہاں کی حکومت کہہ دیتی تھی کہ یہ غلط ہوا ہے لیکن پھر سب کو پتہ ہوتا تھا کہ سپورٹ ان کو کون کر رہا ہے؟ یہاں پر ہماری protection میں تھے اور ابھی بھی یہ ہو رہا ہے۔ وہاں سے لوگ آتے ہیں، وہ انہی کے چھپتے ہیں، یہاں پر وہ attacks کرتے ہیں اور ان کے جو officials ہیں وہ کہہ تودیتے ہیں کہ یہ غلط کام ہوا ہے لیکن سپورٹ ان کو بھی کر رہے ہیں۔ یہ ساری چیزیں ہمارے اوپر reverse ہو رہی ہیں اور میرا خیال ہے seriously ابھی تک ہمارا ارادہ نہیں ہے کہ ہم اس پورے سسٹم کو دیکھ سکیں، اپنی پالیسی اور اپنی جو ناکام افغان پالیسی ہے اس کی ہم اصلاح کر سکیں اور اگر نہیں کریں گے تو جناب سپیکر! حالات اور آنے والے واقعات اس ملک کو لے ڈوبیں گے۔ بہت شکریہ جناب۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: ان کے منسٹرز ادھر ہیں جو نوٹ کر رہے ہیں۔ میں پہلے دوستوں کو سن لوں۔ سارے ممبران بات کرنا چاہتے ہیں۔ مفتی عبدالشکور صاحب۔

وزیر برائے مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی (جناب عبدالشکور): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) قابل صد احترام جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں آپ نے موقع دیا۔ ایک بڑا امتحان ہے جس سے ہم گزر رہے ہیں۔ جہاں تک میں سوچتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں ایک تاریخی لیول سے کہ پاکستان عالمی قوتوں کے لئے ایک ہدف ہے اور یہ ملک پوری دنیا کے آنکھوں میں ایک کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ یہ ایک عالمی سازش ہے اور عالمی قوتوں کی جنگ ہے جو ہمارے اوپر مسلط کی گئی ہے اور ہمارے بچے، جوان، بوڑھے اور خواتین اس کا ایندھن بنے ہوئے ہیں۔ کب تک ہم اس آگ میں جلتے رہیں گے؟

جناب سپیکر صاحب! میں اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں جہاں یہ آگ جل رہی ہے۔ سارا علاقہ بیس سال سے مکمل تباہ ہو چکا ہے۔ بعض لوگ یہاں آسانی سے کہتے ہیں کہ آپریشن اس مسئلے کا حل ہے۔ یہ **مولانا جمال الدین صاحب** تشریف فرما ہیں، یہ

ہمارے قبائل کے **محسن بھائی** تشریف فرما ہے۔ کیا پرانے آپریشنوں کے جو رستے زخم ہیں وہ اب تو ناسور کی صورت پیش کر رہے ہیں۔ کیا ہمارے پرانے جو لوگ بے گھر ہوئے تھے ان کو بحال کر دیا ہے؟ آج وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا کہ ہم نے وہاں صوبائی حکومت کو چار سو سترہ ارب دی ہیں۔ اس تباہی سے بچنے کے لئے، آج وہاں ہمارے جو پولیس والے ہیں، ہمارے جو سی ٹی ڈی والے ہیں، ذمہ دار لوگ کہتے ہیں کہ یہ سیکورٹی کے حوالہ سے کمزوری ہوئی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ وسائل نہیں ہیں ہمارے پاس۔ 417 ارب خرچ کر کے پھر بھی یہ وہ بہانہ کرتے ہیں کہ وسائل نہیں ہیں وہاں پر۔ جناب سپیکر! وہاں کے وزیر اعلیٰ صاحب کے حلقے میں کیا ان کو چندے نہیں دی گئے یہ جو ہمارے لوگ ہیں وہ سیاست سے بالاتر ہو کر کیا وہ سب کچھ فروخت نہیں کر رہے تھے ان کو چندے دیتے تھے۔

جناب سپیکر! ہمارے دل خون کے آنسو بہا رہے ہیں۔ ہمارے جو بچے شہید ہو گئے ہیں، اس سے پہلے لکی مروت پورے صوبے میں سب سے زیادہ target ہے وہاں پولیس والے نماز مغرب سے پہلے پہلے اپنے تھانوں میں نظر بند ہوتے ہیں باہر نکل نہیں سکتے یہ صورتحال ہے ان کی۔ ان حالات میں میں بحیثیت ایک ذمہ دار بندہ حضرت افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس پرانے جیسے آپریشن جیسا کوئی مسئلے کا حل نہیں ہے۔ ان operations سے مزید مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اب تک **محسود** کا علاقہ زمین بوس ہے۔ اب تک میری اپنی قوم **بیٹنی** کا علاقہ زمین بوس ہے۔ اب تک میرے اجڑے ہوئے گھر اور جھنڈولا کے بازار، میر علی کے بازار، میرانشاہ کے بازار کس کس کا میں نام لوں اس کا معاوضہ ابھی تک کسی کو دیا ہے، کیا ان کو بنا دیا ہے وہ پیسے کہاں چلے گئے ہیں؟ جناب سپیکر! یہ علاج نہیں ہے اصل حقائق تک پہنچنا چاہیے۔ اصل اسباب کیا ہیں، بنیادی factor کیا ہے۔ جب تک ہم اس factor تک نہیں پہنچیں گے۔ جب تک اصل حقائق تک نہ پہنچیں گے یہ عارضی حل جو ہے ہمارے یہ علاقے کے مسائل کا حل نہیں ہے۔

کل ایک سو سے زیادہ ہمارے نوجوان شہید ہو گئے ہیں۔ ہر گھر میں ماتم ہے۔ میرے اپنے گاوں کے قریب تجوڑی میں ماتم ہے، لکی مروت میں ہے، ڈی آئی خان میں ہے، چارسدہ میں، پشاور میں تو ہے ہی۔ تمام پشتون بیلٹ بالخصوص غم میں افسردہ ہیں۔ لیکن مسئلہ پورے پاکستان کا ہے اور دنیا والے اب یہ تیار نہیں کہ پاکستان میں کوئی سرمایہ کاری کر لے، کوئی آنے کے لیے اس لیے تیار نہیں کہ بین الاقوامی دنیا یہ سازشیں کرتی ہے اور عالمی دنیا ایجنسیوں کے ذریعے یہ سب کچھ کر رہے ہیں اور ہم نے پہلے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سے ہی آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ کیا یہ آج کا مسئلہ ہے؟ کیا کل یہ صورتحال نہیں تھی، ایک سال پہلے نہیں تھی کیا باجوڑ میں دو سال سے پہلے میرے 19 علماء کرام شہید نہیں ہوئے؟

چند دن پہلے میرے اپنے قبیلے کا ایک عظیم سکالر بہت بڑے عالم دین کس جرم میں ذبح کر دیا گیا وہ مولانا مفتی النور جیسے عظیم شخص کا بھائی مفتی محمد نور کو ذبح کر کے شہید کیا گیا۔ اب تک شہداء کے پیکیج کے حوالے سے نام بھی اس کا لیا جاتا ہے؟ نہیں لیا جاتا۔ کیونکہ وہ مولوی ہے بیچارے اور وہ کہتے ہیں کہ مذہبی دہشت گردی ہے، یہ مذہبی دہشت گردی کس طرح ہے؟

مذہب کا مرکز تقدس کا مرکز اسلام میں مسجد ہے پھر بھی آپ کہتے ہیں کہ مذہبی دہشت گردی ہے یہ عالمی قوتوں کے ایجنٹ ہیں۔ مسجد میں کس طرح وہ دھماکے کرتے ہیں پھر نماز کے وقت کرتے ہیں۔ مسجد کو شہید کیا گیا۔ جناب سپیکر! بہت سنجیدہ مسئلہ ہے آج میں نے کیبنٹ میں بھی یہی بات کی کہ سنجیدہ بنیادوں پر اس مسئلے کو لینا ہے۔ جن لوگوں نے ان لوگوں کو یہاں بسایا وہ کون ہیں؟ کس کی قیادت میں مذاکرات ہوئے تھے۔ کون ان لوگوں کو یہاں پر لایا ہے۔ ان کا پوچھنا ضروری ہے وہ کون ہے؟ وہ اب آرام سے بیٹھے ہیں وہ اب گھر چلے گئے ہیں کہ میں تو بالکل کوئی، ہاں اب تو ان کا کوئی مسئلہ نہیں ہے وہ چلے گئے آرام سے اور ہم جو ہیں آگ میں جل رہے ہیں تو ہمارے جو علاقے ہیں وہ پرانے آپریشن زدہ علاقے ہیں۔ مزید آپریشن سے ہماری مزید تباہی کا خطرہ ہے کوئی اور طریقہ ڈھونڈلو کوئی اصل طریقہ ڈھونڈلو۔

ایک اور سوال ہے میرا کہ پرانے جتنے آپریشن ہوئے ہیں کیا کوئی major factor کے بارے میں کوئی بتا سکتا ہے کہ ان operations میں ان کو ختم کر دیا گیا ہو۔ کوئی مجھے بتائے وہ تمام کردار اب بھی زندہ ہے۔ شہداء کی لسٹ تو ہماری عوام کی ہے، ہماری عوام تباہ ہوئی ہے پرانے آپریشنوں میں۔ ہمارے بازار تباہ ہوئے ہیں، ہماری مساجد تباہ ہوئی ہیں، ہمارے اساتذہ کرام شہید ہوئے ہیں، ہمارے بچے شہید ہوئے ہیں، ہمارے علماء کرام بالخصوص ٹارگٹ ہیں۔

آج کل تو براہ راست وہ کہتے ہیں صاف بات ہے۔ یہ جمہوریت والے، یہ جمہوریت کفر ہے۔ لہٰذا اگر جو کفر ہے پھر کفر کی بنیاد پر اس کا قتل بھی جائز ہے۔ اچھا جو کافر ہے اس کو قتل کریں گے خوامخواہ یار یہ کیا مسئلہ ہے۔ میرے خیال میں وہاں ہماری عوام بالکل مطمئن ہے کہ یہ کوئی اور نہیں ہم اپنے ہیں وہ خود سب کو معلوم ہے لوگوں کو کسی سے یہ ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ ہمارے

قوم کا مقدمہ
محسن داوڑ

تمام ٹھیکوں میں اس کا کتنا کمیشن ہے، کمیشن کون دیتا ہے ان کو۔ ہمارے محترم اسعد محمود صاحب تشریف لائے ہیں وہ بھی اس حوالے سے تحقیقی بنیادوں پر بات کریں گے۔

جناب سپیکر! ہم خود ان کو مالی تعاون فراہم کرتے ہیں اور ہمارے ادارے تعاون فراہم کرتے ہیں یہ ہمارے جتنے محکمے ہیں ان کو باقاعدہ بھتہ دیتے ہیں وہ سارے بھتے کون دیتا ہے یہ ہمارے وزراء بھتے دیتے تھے یہ ہمارے آفیسر اب بھی بھتہ دیتے ہیں یہ ہمارے ٹھیکیداروں کو طاقت کے زور سے وہ لوٹتے ہیں کوئی بھی ایک ٹینڈر کوئی بتائیں کہ اس ٹینڈر پر اس کو ساڑھے آٹھ فیصد تک کمیشن نہیں دیا گیا ہے۔ اس طرح ہمارے ہر محکمے میں کمیشن خور بن گئے ہیں ہمارے C&W، ہمارے PWD، ہماری Irrigation، ہماری Public Health، ہماری Education تمام ادارے corrupt بن چکے ہیں اور اب یہ بھتے دے رہے ہیں۔ ہم بھتہ خور بن چکے ہیں۔ خود ہمارے محکمے بھتہ خور بن چکے ہیں اور یہ دوسروں کو بھتے دے رہے ہیں تو ہماری اس ملک کی تباہی کا ذمہ دار ہم خود ہیں ہمیں سوچنا چاہیے اس ملک کو ہم نے معاشی طور پر خود تباہ کیا۔ کرپشن کو روکنے کے علاوہ مسئلہ کا حل نہیں تو اسی بنیاد پر جناب سپیکر! بہت سے مسائل ہیں۔ ہمارے دل جو ہیں بہت ان زخموں سے چور ہو چکے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اب وہاں جو صورتحال ہے وہ مزید برداشت کے قابل نہیں ہے۔ ملک تباہی کی دہانے پر لا کر کھڑا کر دیا ہے اس ملک کو اس بھنور سے نکالنے کے لیے ہمیں کچھ کرنا ہو گا۔ آپ کی طرف سے لوگ امید سمجھ رہے ہیں تو اس پارلیمنٹ میں اس چیز کا کوئی حل نکالنا چاہیے اور حکومت اور تمام طبقات تمام پارٹیاں جتنی بھی جماعتیں ہے خواہ وہ secular جماعتیں ہوں، مذہبی جماعتیں ہوں اور لسانی اور قوم پرست جماعتیں ہیں اور جو کاروباری لوگ ہیں سب کو ہمارے اداروں کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیے اور اس کا مستقل حل نکالنا چاہیے یہ ضروری ہے۔ شکریہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

06 فروری 2023ء

پرویز مشرف کے لئے قومی اسمبلی میں فتح خوانی

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ اجلاس شروع ہونے سے پہلے ایک شخص کا نام لیا گیا اور اس کے لئے پھر یہاں پر فاتحہ خوانی کرائی گئی۔ میرے خیال میں یہ جو طاقت کے نشے میں مست لوگ ہوتے ہیں ان کے لئے آج کا دن بھی نشان عبرت ہے کہ اس ہاؤس میں ان کی فاتحہ پڑھنے کے لئے بھی کوئی تیار نہیں تھا۔ بمشکل سے ایک ممبر کو تیار کیا گیا۔ پاکستان کی تاریخ میں، پاکستان کی judicial history میں وہ واحد شخص ہے جو غداری کے مقدمے میں بلکہ سنگین غداری کے مقدمے میں سزا یافتہ ہے اور He was convicted اور وہ conviction میں جو فیصلہ تھا وہ بھی بڑا clear تھا۔ اس میں جو کچھ لکھا گیا تھا وہ بڑا clear تھا کہ اگر وہ نہ آئے اپنی زندگی میں تو پھر کس طریقے سے اس فیصلے کو execute کرنا ہے۔ تو بجائے اس کے، اس کو State protocol دیا جا رہا ہے۔ یہاں سے طیارے بھجوائے گئے ہیں۔ خصوصی طیارے میں ان کو لایا جا رہا ہے۔ تو میرے خیال میں جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! یہ پاکستان کی عدالتوں کے ساتھ بھی مذاق ہے اور پاکستان کے آئین کے ساتھ بھی مذاق ہے۔ یہ جو Institutional Breakdown یہاں پر ہم پہلے ہی سے دیکھ رہے ہیں تو پھر تو بڑا واضح ہو جائے گا کہ کچھ افراد یہاں پر ایسے ہیں یا کچھ ادارے یہاں پر ایسے ہیں جو کہ تمام تر قوانین سے بالاتر ہیں۔ اگر وہ convict بھی ہو جائیں تو ان کو اس ملک میں سزا نہیں بلکہ الٹا پروٹوکول دیا جائے گا۔ تو جو کچھ بھی ہو رہا ہے ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں اور میرے خیال میں حکومت نے اگر ان کو کوئی پروٹوکول دیا سرکاری اعزاز کے ساتھ، تو میرے خیال میں تاریخ ان کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آپ کا پوائنٹ آگیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ، سپیکر صاحب! یہ F-9 Park میں rape کا جو واقعہ ہوا ہے میرے خیال میں بطور ریاست اس سے زیادہ شرم کا مقام ہو ہی نہیں سکتا، مطلب آپ کے Capital میں جو اتنا پوش ایریا ہے اس پوش ایریا میں اگر حکومتی رٹ کی یہ صورتحال ہے تو میرے خیال میں تو پھر باقی ملک کا اللہ ہی حافظ ہے یہ انتہائی افسوسناک واقعہ ہے اور جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ میں مشکور ہوں کہ آپ نے Ruling دی ہے اور کل Interior Minister کو اس کے بارے میں پارلیمنٹ کو brief کرنا چاہیے کہ کیا update ہے اس پورے کیس میں جو culprits ہیں ان تک پہنچ ہیں یا نہیں اگر نہیں پہنچ ہیں تو کوتاہی کہاں پر ہوئی ہے۔ F-9 میں اس طرح کے واقعات ہوں گے تو باقی ملک کی تو خیر کیا بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انشاء اللہ اس پر پورا ایکشن لیں گے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

17 فروری 2023ء

پیر روشان یونیورسٹی بِل کی منظوری

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ پورے ہاؤس کا میں مشکور ہوں، وزیر اعظم صاحب کا میں مشکور ہوں، ایجوکیشن منسٹر صاحب کا مشکور ہوں اور آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس سارے process کو expedite کیا اور یقیناً **شمالی وزیرستان** کی عوام کے لیے آج ایک خوشی کا دن ہے کہ ایک جنگ زدہ علاقہ جنہوں نے ہمیشہ تکالیف ہی دیکھی ہیں اور ابھی بھی وہاں پر کافی مسائل کا سامنا ہے، بدامنی ہے اور اس کے علاوہ کافی مسائل ہیں۔ ایسے حالات میں ایک خوش آئند اقدام ہے اور میں اس پورے ہاؤس اور اپنی بہن زیب جعفر صاحبہ، وزیر اعظم صاحب، ایجوکیشن منسٹر صاحب آپ کا اور پورے سیکرٹریٹ کا بہت مشکور ہوں۔

Thank you very much.

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ آج جمعہ ہے۔ آپ لوگوں کی تقاریر سوموار کو لے لیں؟ چترالی صاحب! سوموار کو جاری رکھیں گے۔ ایوان کی کارروائی بروز پیر، 20 فروری، 2023، شام پانچ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(ایوان کی کارروائی بروز پیر، 20 فروری، 2023، شام پانچ بجے تک ملتوی کر دی گئی)

20 فروری 2023ء

قومی اسمبلی رولز کی خلاف ورزی

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ جب کسی بھی عمل میں جزا و سزا کا عنصر ختم ہو جائے تو کسی بھی نظام کے ساتھ یہی ہوتا ہے جو ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔ یہاں پر abrogation کی بات ہوئی کہ وہ جو Ruling یہاں پر دی گئی تھی، غیر قانونی Ruling یہاں پر دی گئی تھی جس میں پورے Motion کو bulldoze کر دیا گیا تھا۔ اس کے خلاف ابھی تک ہم نے کیا کیا؟ اگر اس کے خلاف کچھ نہ کچھ یہاں پر عمل ہوا ہوتا تو آج وہ repeat نہ کرتا۔ ان کو پتہ ہے کہ ہم کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس کو جان دیا گیا اور آج ان کا صدر پھر سے repeat کر رہا ہے۔ مطلب پاکستان کی آئینی تاریخ کا اس سے بڑا blunder ہو سکتا ہے کہ ایک ڈپٹی سپیکر اٹھ کر کہہ دیتا ہے کہ میں یہ Motion reject کرتا ہوں۔ مطلب آپ لوگوں کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے یعنی majority ایک قرارداد لے کر آتی ہے وہ اس کو reject کر دیتا ہے۔ اب یہ جو صدر صاحب کی بات آئی ہے میرا خیال میں ہے یہ اس کا follow up ہے۔ جب تک ان کو پتہ ہے کہ ہمارا احتساب کرنے والا کوئی نہیں ہو گا، پوچھ گچھ والا کوئی نہیں ہو گا یہ چیزیں repeat ہوتی رہیں گی اور یہ ایک norm بن جائے گا۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ connected کہ یہ کیوں ہوتا ہے؟ جب ایک جگہ پر exceptionalism آجاتی ہے تو پھر ہر جگہ سے اس کو follow کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہاں پر آج کل چند افراد کا نام لیا جاتا ہے، میڈیا میں بھی آتا ہے کہ ایک سابق آرمی چیف اور اس کے ساتھ ان کے کچھ اور officials، اب دو سابقہ وزرائے اعظم نے مداخلت کا الزام لگایا ہے مختلف اوقات میں، میاں نواز شریف صاحب نے بھی اور عمران خان صاحب نے بھی مداخلت کا الزام لگایا ہے کہ وہ مداخلت

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کرتے تھے۔ اب یہاں پر اس کے بارے میں کیا ہو گا، اس سے پوچھ گچھ ہو گی یا نہیں ہو گی، اس کے بارے میں بھی ہمارا پورا نظام خاموش ہے۔ جب اس قسم کے واقعات ہوں گے پھر یہ جو آئین کی خلاف ورزی ہے یہ ایک norm بنتا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں صرف ایک اور comment add کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں پر فنانس منسٹر موجود ہیں اگر وہ جواب دیں۔ آئی ایم ایف کے ساتھ جو مذاکرات ہو رہے تھے۔ اس میں ایک چیز سامنے آئی کہ شاید ان کی طرف سے کچھ شرائط میں یہ بھی ایک شرط تھی کہ آپ کے جو employees ہیں، بیوروکریسی ہے یا جتنے بھی officers ہیں وہ اپنے assets declare کریں گے۔ پھر ہم نے میڈیا میں یہ بھی خبر دیکھی، منسٹر صاحب ہی اس کی بہتر وضاحت کر سکتے ہیں کہ اس میں جوڈیشری اور جرنیلوں اور آرمی کو exempt کر دیا گیا اور باقی civil officials کو پابند کیا گیا ہے کہ آپ اپنے assets declare کریں گے۔ اس کا ڈیٹیل میں پتہ نہیں ہے لیکن ہم اس کی وضاحت ضرور چاہیں گے منسٹر صاحب سے کہ اگر یہ ٹھیک ہے پھر تو یہ ایک ریاست نہیں ہو گی، یہ ایک ملک نہیں ہوا۔ کیوں اتنی special treatment ان کے ساتھ؟ یا پھر ہم ان کو اجازت دے رہے ہیں کہ یہاں آپ جو بھی کرتے ہیں آپ کو اجازت ہے، آپ کے علاوہ جو باقی پاکستان ہے ان کو اس طرح کی کسی چیز کی اجازت نہیں ہو گی۔ ان کو پھر ہر چیز کا جواب دینا پڑے گا۔ یہ وضاحت ہم منسٹر صاحب سے ضرور چاہیں گے۔ شکریہ جی۔

24 فروری 2023ء

سرکاری ملازمت میں سابقہ فاٹا کا کوٹہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: سوال نمبر 15۔

Govt Jobs; Ex–Fata Quota

15. ***Mr. Mohsin Dawar:**

Will the Minister In-charge of the Establishment Division be pleased to state:

(a) *whether the quota has been reserved for Ex-FATA in Government jobs before its merger into the Khyber-Pakhtunkhwa;*

(b) *if so, the details thereof; if not, the reasons thereof; and*

(c) *what corrective measures are being taken by the Government in this regard?*

Minister In-charge of the Establishment Division: (a) Yes.

(b) Before merger of FATA with Khyber Pakhtukhwa, the following merit and provincial/regional quota was observed in filling vacancies reserved for direct recruitment to posts in the Federal Government:

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

Merit	7.5%
Punjab (including Federal Area of Islamabad)	50%
Sindh	19%

The share of Sindh will be further sub-allocated in the following ratio:

Urban Areas namely Karachi, Hyderabad and Sukkur	40% of 19% or 7.6%
Rural Areas *i.e.*, rest of Sindh excluding Karachi, Hyderabad and Sukkur	60% of 19% or 11.4%
Khyber Pakhtunkhwa	11.5%
Balochistan	6%
Gilgit-Baltistan (NA)/FATA	4%
AJ&K	2%

After merger of FATA in Khyber Pakhtunkhwa, the Federal Cabinet in its meeting held on 14-01-2020 under Case No.17/02/2020 considered the summary titled "Report for Cabinet on Bifurcation of 4% Combined Quota of FATA/Gilgit-Baltistan" and decided as under:

"The Cabinet considered the summary titled 'Report for Cabinet on Bifurcation of 4% Combined Quota of FATA/ Gilgit-Baltistan' dated 6th December, 2019, submitted by the Establishment Division and approved that 4% combined quota of FATA/ Gilgit-Baltistan be bifurcated in accordance with the proportionate population figures of 2017 Census among both the regions by rounding it off to 3:1 (i.e. 3% FATA and 1% GB respectively. The bifurcated share of FATA may not be merged into KP and be observed independently for next 10 years in conjunction with the ten-year Development Plan devised to bring the erstwhile FATA at par with the Khyber Pakhtunkhwa socially and economically".

(c) Since a quota has been reserved for ex-FATA for ten years, therefore, no further corrective measures are required. In pursuance of above decision of the Cabinet, this Division *vide* OM No. 4/10/2006-R-II dated 14-02-2020 has already issued revised instructions regarding bifurcation of 4% combined quota of Ex-FATA/GB and its observance **(Annex-I)**.

(Annexure has been placed in the National Assembly Library)

جناب محسن داوڑ: سپیکر صاحب! جواب تسلی بخش ہے۔

27 مارچ 2023ء

فاٹا کے لئے ریلیز شدہ بجٹ

جناب سپیکر: اگلا سوال مسٹر محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: سوال نمبر 19۔

Funds Released to Ex-FATA

19. •Mr. MohsinDawar:

Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state:

(a) *the total amount of funds released by the Federal Government for the newly merge tribal districts (Ex-FATA) during the financial year 2022-23;*

(b) *how much amount has been allocated from the total released amount to;*

(c) *the repatriation/compensation of Temporarily Displaced Persons (TDP's); and*

(d) *the amount allocated for development projects?*

Minister for Finance and Revenue (Mr. Muhammad Ishaq Dar):
(a) An amount of Rs. 50,120.0 million has been released to KP Government so far (upto 17-02-23) during C.F.Y. 2022-23 to meet current & development expenditures of erstwhile FATA.

(b) Rs. 115,200.0 million (Rs.60.0b for current & Rs. 55.2b for Development) has been allocated for current and development expenditures of erstwhile FATA during C.F.Y. 2022-23.

(c) No amount has been allocated for TDPs during C.F.Y. 2022-23.

(d) Rs. 55,200.0 million has been allocated for development of erstwhile FATA during C.F.Y.

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

Mr. Speaker: Answeer be taken as read, supplementary please.

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ موجودہ financial year میں Ex-FATA کے لیے کتنا فنڈ مختص کیا گیا ہے اور اب تک کتنا release ہوا ہے اور یہ جو figures اس سوال میں بتائے گئے ہیں، یہ شرمناک ہیں اور ہم پہلی دفعہ اس کے خلاف public میں آرہے ہیں، یہ پچھلے ایک سال سے مسلسل ہم Prime Minister Sahib سے بھی ملے، وہ بھی ہمارے ساتھ وعدے کرتے رہے، احسن اقبال صاحب سے بھی ملے، وہ بھی ہمارے ساتھ وعدے کرتے رہے لیکن ابھی تک آپ خود اندازہ لگالیں جناب سپیکر! کہ یہ کس کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ پچپن ارب کی allocation ہے اور اب تک جو 4th quarter بھی release ہوگی اور انہیں نے صرف پانچ ارب روپے release کیے ہیں۔ یہ کس کو دھوکہ دے رہے ہیں؟ جناب سپیکر! آپ پچھلے پندرہ بیس کے جو Budget figures ہیں نکال کر دیکھ لیں اتنی کم allocation اور اتنا کم release کبھی نہیں ہوا ہے۔ پچھلے سال جو کہا جاتا تھ کہ PSDP کی 4th quarter release، بالکل ہوئی نہیں۔ اس میں بھی چالیس ارب روپے release ہوئے۔ اس دفعہ پانچ ارب صرف release ہوئے ہیں کیا یہ مضحکہ خیز نہیں ہے؟

میں نے ایک اور بات بھی پوچھی کہ یہ جو IDPs کے لیے ہر سال پیسے مختص ہوتے تھے۔ ابھی بھی ہمارے **شمالی وزیرستان** میں میرانشاہ بازار، میر علی بازار، دتہ خیل بازار، غلام خان بازار، دیگان بازار، ان کی compensation رہتی ہے، CLCP کی compensation رہتی ہے۔ سوال پوچھا گیا کہ کتنے پیسے رکھے گئے ہیں اور جواب بڑی ہٹ دھرمی سے دیا گیا کہ ایک روپیہ پر بھی نہیں رکھا گی اور اس سے پہلے بھی بارہا ہماری وزیراعظم صاحب سے بھی میٹنگ ہوئی، احسن اقبال صاحب سے بھی میٹنگ ہوئی، ایک روپیہ بھی مختص نہیں کیا گی۔ جب ڈال کمائے جارہے تھے ان علاقوں میں آپریشن کے نام پر تو اس وقت کافی پیسہ آرہا تھا، اربوں کے حساب سے ڈالز آرہے تھے۔ اب اس کی دوبارہ آبادکاری کی بات ہے تو ایک روپیہ بھی مختص نہیں کیا گیا۔ آخر میں مجھے یہ بھی بتادیں کہ انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ ساٹھ ارب ہم نے current کے لیے رکھے ہیں اور پچپن development کے لیے رکھے ہیں۔ پچپن میں سے ابھی تک صرف پانچ release ہوئے ہیں۔ یہ current میں کتنے release ہوئے ہیں؟ یہ بھی ہمیں بتادیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا صاحبہ۔

ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا: شکریہ سپیکر صاحب۔ اس کے جواب میں محترم آنریبل ممبر کو بتاتی ہوں کہ ہم نے جو ڈیٹیل دی ہوئی ہے اس میں یہ ہے کہ اس سال جو پیسے مختص کیے گئے ہیں اس میں sixty is on the current side اور current کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو Budget operations and maintenance ہوتا ہے اس پر other than development of the area اس پر آپ کو جو allocate کیے گئے allocation was sixty billion, already released is 40 Billion جو Finance کرتی ہے۔ آپ جو Point raise کر رہے ہیں وہ Development side کا Point ہے۔ Development side is looked after by thr planning division. میرے خیال سے یہ سوال آپ ان کی طرف کریں تو وہ details آپ کو بتائیں گے کہ کون سے Projects ہیں اور کس طرح اس پر کیا release ہو رہا ہے؟ جو ہماری طرف سے پیسے ہیں وہ ہم نے release کر دیئے ہیں on the current side۔

دوسرا سوال جو آپ نے پوچھا on the TDP's گزارش ہے کہ اس میں جو total amount approved تھی جو 2014-15 اور 2015-16 میں approve کیا گیا تھا وہ 95 بلین کی total amount approved تھی۔ ابھی تک 112 بلین already release ہو چکے ہیں۔ which is an excess of the amount originally allocated. تو یہ excessive amount تقریباً کوئی سولہ سترہ بلین کی already جاچکی ہے TDPs پر، اس لیے اس طرح بجٹ میں، کیونکہ **آئی ایم ایف** کی وجہ سے constraints بھی تھے مزید پیسے نہیں رکھے، جو allocated amount تھی، جو approved amount تھی وہ already دی جاچکی ہے, in fact, in excess of it اور 95 کے بدلے 112، اس کا کیس تھوڑا کم بنتا ہے۔ البتہ جو دوسرا پوائنٹ انہوں نے raise کیا ہے regarding the development releases میرے خیال سے احسن اقبال صاحب کی منسٹری سے پوچھیں ت بہتر ہو گا وہ Planning Division کی بات ہے۔

جناب سپیکر: محسن صاحب! کوئی clarification ہے؟

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

40 release کر دیا ہے۔ 40 اس لیے کیا ہے میں ہم نے current میں ہم نے
جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! انہوں نے بتا تو دیا تھا کہ current میں ہم نے 40 release کر دیا ہے۔ 40 اس لیے کیا ہے وہ ہمارے لیے نہیں ہے وہ فوج کے لیے ہے جو وہاں پر extra allowances لیتے ہیں، وہ پیسے ہمارے لیے نہیں ہے۔ اس لیے ساٹھ میں سے وہ چالیس ارب یکشت release ہو گی ہے۔ ہمارا جو development کا ہے وہ پچپن ہے اور اس میں ابھی تک پانچ ارب روپے ہوا ہے۔ اس لیے وہ نہیں ہو رہا ہے کیونکہ وہ ہماری ترقی پر لگ رہا ہے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ جو انہوں نے کہا کہ 100 بلین کی allocation تھی۔ جناب سپیکر! اس سے بھی JF-Thunder خریدے گئے ہیں۔ ہم ریکارڈ اور facts کے ساتھ یہ ساری چیزیں prove کر کے دے سکتے ہیں۔ ہم نے متعلقہ منسٹری سے سوال کیا تھا اور متعلقہ منسٹری ہمیں جواب نہیں دے رہی ہے۔ ان کے سوال پلاننگ کی طرف بھیجے تھے۔ جناب سپیکر! ہم اس رویے کے خلاف اور ہمارے ساتھ بار بار وعدہ خلافی ہوئی ہے، Prime Minister Sahib نے بھی ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا، احسن اقبال صاحب نے وعدہ کیا تھا اور ہم اس کے خلاف بشمول ہمارے دو وفاقی وزراء واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ساجد طوری صاحب۔

وزیر برائے سمندر پار پاکستانی و ترقی انسانی وسائل (جناب ساجد حسین طوری): شکریہ جناب۔ سر! اس طرح ہے کہ چار ارب ساٹھ کروڑ روپے release ہو چکے ہیں۔ خیبر پختونخوا گورنمنٹ میں خدا کی قسم بارہ فیصد ongoing scheme پر لے رہے ہیں اور آٹھ فیصد نئی سکیموں پر لے رہے ہیں۔ میڈم خدا کے لیے تھوڑی monitoring کر لیں کہ کیا ہو رہا ہے لیکن ہمارے ساتھ بالکل غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ وزیر اعظم سے ہماری میٹنگ ہو چکی ہے، احسن اقبال سے ہو چکی ہے اور فنانس منسٹر صاحب ملتے بھی نہیں ہے تو ہم walk-out کرتے ہیں سارے۔ اس طرح نہیں چلے گا۔ تین releases میں ابھی تک ایک بھی نہیں ہوا ہے۔ پچھلے اپریل سے لیکر، اور اس طرح نہیں چلے گا پچیس ارب ہمارا IDPs کا ہے اور اس کے علاوہ 35 ارب NFC کا ہے۔ کیا دے رہے ہیں صرف باتیں کر رہے ہیں۔

(اس موقعہ پر وزیر برائے مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی جناب عبدالشکور، وزیر برائے سمندر پار پاکستانی و ترقی انسانی وسائل جناب ساجد حسین طوری اور جناب محسن داوڑ ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا صاحبہ respond کر لیں۔

ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا: میں گزارش کرنا چاہ رہی ہوں۔ جو میں بار بار کہہ رہی ہوں کہ جو point raise کیا گیا وہ development side پر کیا گیا ہے۔ Development کی Division ہے ہم اپنے initiatives لیکر Development سے ان کی meeting کراتے ہیں۔ Development Division بتائے کہ ان کے projects کی کیا position ہے۔ میرے خیال میں یہ best way forward ہے تو معزز ممبران سے کہتی ہوں کہ باوجود اس کے کہ یہ Finance کا mandate نہیں ہے یہ Planning Division کا mandate ہے۔ ہم meeting رکھوا دیں گے تا کہ یہ جو grievances ہیں اس کو resolve کرا سکیں اور کچھ پیش رفت ہو جائے تو we can volunteer for a meeting immediately.

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ مہرین رزاق بھٹو not present محترمہ طاہرہ اورنگزیب صاحبہ۔

محترمہ طاہرہ اورنگزیب: سوال نمبر 21۔

Inflation Increase

.12 •Ms. Tahira Aurangzeb:

Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state the reasons for increase in inflation rate in the country during the present regime?

Minister for Finance and Revenue (Mr. Muhammad Ishaq Dar): National CPI (NCPI) inflation jumped to 27.6 percent in January 2023 from 24.5 percent recorded in December. As a result, average inflation during July-Jan has reached to 25.4 percent.

(1) Lingering impact of Russia Ukraine war is keeping energy and food prices at the elevated levels. This, along with supply chain bottleneck, fuelled inflation globally and Pakistan is no exception.

(2) Higher international commodity prices that inflated import bill increased pressures on exchange rate amid weak forex reserves buffer which controlled towards higher inflation.

(3) Contrary to the seasonal trends, this year is an exception as due to the lingering impact of floods, wheat and other food items had to be imported at higher cost. Materialization of second rounds effect of supply shocks also contributed to inflation.

(4) Fiscal consolidation measures taken to improve Pakistan's macro-economic conditions have also impacted inflation.

Scanned with CamScanner

Mr. Speaker: Answer be taken as read, supplementary please.

محترمہ طاہرہ اورنگزیب: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ افراطِ زر میں بے انتہا اضافہ ہوا گزشتہ چار سالہ حکومت کی نااہلی کی وجہ سے تو یہ عمرانی دور کے برے اثرات جو ہیں میرا منسٹر صاحبہ سے یہ سوال ہے کہ عمرانی دور کے برے اثرات کب تک ختم ہو سکیں گے تاکہ ہمارے افراطِ زر میں کمی ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا صاحبہ۔

ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا: شکریہ جناب سپیکر! آپ نے افراطِ زر کے بارے میں پوچھا۔ پوائنٹ یہ ہے کہ میں خود agree کرتی ہوں یہ پاکستان کا اس وقت burning issue ہے۔ ہم سب اس کی زد میں آئے ہوئے ہیں اور یہ ملک بھی۔ پوائنٹ یہ ہے کہ یہ افراطِ زر جو ہے وہ بہت حد تک ہو کیوں رہا ہے؟ ذرا سوچنے والی بات یہ ہے کہ ہم اس نوبت پر کیوں آئے۔ اتنا high level of inflation ہو کیوں رہا ہے؟ اس کے بارے میں میں بتانا چاہتی ہوں اس کی چار پانچ important وجوہات ہیں۔ کچھ ہمارے domestic reasons ہیں international major reasons ہیں۔ ہوا یہ ہے کہ یہ time پر جب افراطِ زر بڑھنا شروع ہوا global economic recession پر Ukraine War کی وجہ سے آپ کی commodity prices high پر گئی اور اس کے ساتھ ساتھ جو global developments ہوئیں اس کی وجہ سے commodity prices میں ابھی تک اس تیز رفتاری سے کمی نہیں آئی ہے۔ complicate ہو گئی ہے یہ ساری چیزیں کہ US کی economy نے devaluation بار بار کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہماری exchange صرف ہمارا exchange rate نہیں کافی ممالک میں exchange rate پر pressure پڑا ہے۔ یعنی ہمارا جو افراطِ زر ہے اس کا بہت بڑا component جو ہے وہ imported inflation ہے۔ Problem یہ ہوا ہے کہ ہمیں basic items کرنے پڑے۔

پچھلی Government کی آپ کوتاہی سمجھ لیجیے lack of initiative سمجھ لیجیے wrong decision making سمجھ لیں کہ ہم اس نوبت پر آ کھڑے ہوئے ہیں کہ ہمیں wheat تک import کرنی پڑ رہی ہے تو جب wheat تک آپ import کریں گے اور ان حالات میں کریں گے جب Ukraine کی war چل رہی ہو اور wheat کی prices بڑھی ہوئی

ہیں۔ جب اس حالات میں کریں گے کہ currency depreciate ہو رہی ہے بہت سی global economies میں کہ اس کا impact ہمارے عام آدمی پر اور افراطِ زر پر ہونا ہی ہونا ہے۔ problem یہ ہے اس سے زیادہ اور complicated domestic factor جس کی وجہ سے یہ چل رہی ہے وہ یہ ہے یہ جو provincial governments جن کو بہت important role play کرنا چاہیے price monitoring کی وہ اپنا role properly اس وقت play نہیں کر پائی ہیں۔

پچھلی گورنمنٹ خاص کر پنجاب اور KP کی اور اب بھی میں یہ کہتی ہوں کہ جو role play کرنا چاہیے تاکہ supply chain ensure ہو اور market committees کا جو role ہے اس کو تھوڑا سا monitor کرنے کی ضرورت ہے تو میں honourable Members سے یہ کہتی ہوں کہ یہ problem ہم سب کی problem ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں اس کو حل کرنے کے لیے۔ ہمیں provincial governments کی help بھی چاہیے اس میں اور حالات جیسے global economy کے بہتر ہوں گے۔ خاص طور پر in terms of reduction in commodity prices تو یہ چیز آگے بڑھے گی تو bear with us ہم کوشش کر رہے ہیں important یہ ہے کہ ہم اس کو counter کیسے کر رہے ہیں۔

ہم نے BISP میں جو stipends ہیں وہ بڑھائے ہیں اس وجہ سے تاکہ لوگوں کو تھوڑا relief ملے۔ دوسرا اہم رمضان پیکیج لیکر آئے ہیں۔ main چیز ہے جو عام آدمی کے consumption کے items ہیں اس میں ہمیں relief ملے اور ہم مزید پیٹرول کی prices کے لیے بھی دیکھ رہے ہیں کہ targeted subsidies بھی ہم بڑھائیں۔ ہم نے اس بجٹ میں in any case جو BISP کی subsidy کے پیسے ہیں وہ بڑھا کر 40 billion extra ڈال دی ہیں۔ ایجنڈا پر ہے relief provide کرنا چاہیے لوگوں کو اور control کر رہے ہیں to the extent we can give in the economic situation. Thank you.

(اس موقع پر وزیر برائے مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی جناب عبدالشکور، وزیر برائے سمندر پار پاکستانی و ترقی انسانی وسائل جناب ساجد حسین طوری اور جناب محسن داوڑ ایوان میں واپس آ گئے)

(c) ketabton.com: The Digital Library
Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

29 مارچ 2023ء

سپریم کورٹ (Practice) اینڈ (Procedure) Bill میں ترمیم

Mr. Speaker: Clause 5, amendment. There is an amendment in clause 5, standing in the name of **Mr. Mohsin Dawar, MNA**. Now, I call upon **Mr. Mohsin Dawar** to move the amendment.

Mr. Mohsin Dawar: Amendment in Supreme Court (Practice and Procedure) Bill, 2023. In the Supreme Court (Practice and Procedure) Bill, 2023 in clause (5) in sub clause (1) for the words "a final", the words "an" shall be substituted.

جناب محسن داوڑ: دوسرا ابھی پڑھوں۔ اس کی اگر تھوڑی سی تفصیل بتاؤں۔ سپیکر صاحب! اس میں گزارش یہ ہے کہ "a final" کا "a final order words" اگر آپ یہ پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ یہ just پڑھ لیں تاکہ ریکارڈ پر آجائے۔

جناب محسن داوڑ: یہ جو original bill میں ہے from a final oreder of a bench of the supreme court اب اس کو ہم نے replace کیا ہے کہ a final replace "an order" ہوا ہے "an" سے۔ اطلب اگر final order تو آئے گا تب آئے گا وہ interim orders میں اتنا کٹھ کر جاتے ہیں تو final oreder کا انتظار کرنے سے پہلے ہی وہ اپنا کام نکال چکے ہوتے ہیں۔ تو یہ ہماری request ہے کہ یہ Amendment کو word "a final" کو "an" سے "replace" کیا جائے۔

Mr. Speaker: Minister of Law and Justice do you oppose it?

Senator Azam NazeerTarar: Sir! I do not oppose it for the reasons

کہ سر! بہت سی legislations ہیں جن میں جو order کا word use کیا گیا ہے an order اور صحیح فرمایا ہے کہ کئی دفعہ situations ایسی آتی ہیں جن میں final order ہی first order کے طور پر پاس کر دیا جاتا ہے۔ تو کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک۔ اس میں مسائل آجاتے ہیں میرے دوست نے توجہ مبذول کرائی ہے میں سمجھتا ہوں یہ مناسب ترمیم ہے اس کو adopt کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر: آپ اس کے ساتھ جو اور amendment آپ نے دی ہے وہ بھی آپ کرنا چاہتے ہیں؟ جی محسن داوڑ صاحب کر لیں

Mr. Mohsin Dawar: Sir! Clause 5 (2). In the Supreme Court (Practice and Procedure) Bill, 2023 in clause 5, for the sub-clause (2), the following shall be substituted, namely:-

"(2) The right of appeal under sub-section (1)shall also be available to an aggrieved person against whom an order has been made under Clause (3) of Article 184 of the Constitution, prior to the commencement of this Act:

Provided that the appeal under this sub-section shall be filed within thirty days of the commencement of this Act."

سپیکر صاحب! گزارش یہ ہے کہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جس طرح بل کے پیش ہونے کے بعد discussion ہوئی یا کل سے discussion جاری ہے کہ یہ کب کا ہو جانا چاہیے لیکن ہم تماشا دیکھ رہے تھے اور اب اگر ہوا ابھی لیکن جو suffer ہوئے ہیں، جو ان کے affectees ہیں ان کو کوئی remedy نہیں ملے گی۔ یہ تب سے لاگو ہوگا جب یہ پاس ہو جائے گا اور وہ قانون جب بن جائے گا لیکن جو لوگ اس سے affect ہوئے ہیں۔ یہاں پر Article 10 کا بھی ذکر ہوا، fair trial کا بھی ذکر ہوا۔ کئی اس طرح

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کیسز ہیں جن میں لوگ 184 (3) سے effect ہوئے ہیں۔ یہاں پر ہمارے ساتھ سیاسی کیسز بھی ہوئے ہیں، میاں نواز شریف صاحب کا کیس بھی ہوا ہے، یوسف رضا گیلانی صاحب کا بھی کیس ہوا ہے، جہانگیر ترین کا کیس بھی ہوا ہے۔ ہم ان کیسز کے facts میں نہیں جاتے لیکن ان لوگوں کو پھر وہ remedy نہیں رہی۔ کچھ عرصہ پہلے میں کراچی میں گیا تھا وہاں پر نسلہ ٹاور کو مسمار کیا جا رہا تھا۔ وہاں بھی جب حکومت سے ہم نے پوچھا تو وہ بھی 184 (3) کا تھا اور سپریم کورٹ کا suo-moto تھا۔ اب suo-moto میں جو آپ نے کر دیا وہ کر دیا لیکن ان لوگوں کا نہ trial ہوا اور نہ پھر ان کو اپیل کا حق دیا گیا۔

کل سے یہ چیز discussion میں آئی ہے۔ Bar کی سینئر لیڈر شپ نے بھی، کیونکہ Bar کے ایک کارکن کی حیثیت سے اور ایک وکیل کی حیثیت سے بھی، Bar کی سینئر لیڈر شپ نے بھی یہ تجویز مجھے دی کہ آپ اس کو پیش کریں اور جو already aggrieved ہیں ان کو بھی ایک موقع ملنا چاہیے subject to کہ وہ تیس دن کے اندر اپیل کو فائل کریں۔

جناب سپیکر: جناب بلاول بھٹو زرداری صاحب۔

جناب بلاول بھٹو زرداری: سپیکر صاحب! ویسے یہ جو amendment ہے، اس کے پیچھے جو سوچ ہے اچھی ہے مگر میرے خیال میں بہتر ہو گا کہ جو ہمارا آج کا مقصد ہے کہ جس بل کو ہم پاس کر رہے ہیں اس پر ہم زیادہ زور دیں اور اس پر اگر ہمارے پاس ٹائم ہوتا تو Peoples Party would like to be able to have a second look at **Mohsin Dawar's** amendment and; ہم کسی اور وقت یہ بھی پاس کر سکتے تھے۔

جناب سپیکر: منسٹر فار لاء اینڈ جسٹس۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: سر! قانون جب بن رہے ہوتے ہیں تو وہ کسی ایک موقع کے لیے یا اس ماحول کے لیے نہیں ہیں۔ **محسن داوڑ صاحب** کی بات آئینی طور پر اور قانونی طور پر بالکل جائز ہے۔ آج سے پہلے بے تحاشہ ایسے قوانین بنے ہیں جن میں retrospective effect بھی دیا گیا یا procedural حوالے سے اس کو retrospective effect دیا گیا یا one time dispensation دی گئی۔ one time dispensation کا مطلب ہے کہ پچھلے برسوں میں ان دنوں میں even جو pending cases بھی ہیں سپریم کورٹ میں، اگر ان کیسز کے فیصلے ہونے کے اکتیس روز کے بعد یہ قانون نافذ ہو گا تو آپ کی intention یہ

ہے کہ جو اکتیسویں روز والا ہے وہ اس سے نکل جائے گا within 30 days والے رہ جائیں گے اور اس کو vice-versa بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

یہ ایک one time dispensation provision دے رہی ہے کہ جب یہ قانون نافذ العمل ہو جائے گا pending cases میں بھی اور جو decide ہوئے ہیں ان میں بھی اگر aggrieved party موجود ہے یعنی کہ وہ matter in fructuous نہیں ہو سکا تو یہ land reforms میں بھی ہوا تھا اور بہت ساری legislations میں آیا۔ ان کو آپ 30 days کی ایک window دے رہے ہیں کہ They can file an appeal and it is for that committee, وہ جو تین ججز کی ہے وہ examine کر لیں گے کہ اگر وہ کیس سمجھتے ہیں کہ ایسا ہے جس کو fix کر کے سننا چاہیے، وہ fix ہو جائے گا ورنہ وہ اس examination سے نکل جائے گا۔ تو یہ ایک right of appeal ہے جو کہ consistency دینے کے لیے اور Article 25 کیونکہ Preamble میں ہم نے کہا کہ Article 4, Article 10(a) جو fair trial کا right guarantee کرتا ہے اور جو اٹھارویں ترمیم کے ٹائم پر ہم لے کے آئے تھے اور بلاشبہ پیپلز پارٹی گورنمنٹ کی بہت بڑی contribution تھی اور اس وقت اپوزیشن نے بھی اس کو سپورٹ کیا تھا۔ This is one time dispensation, it would not open up a Pandora box. It would not open up, یہ ان بیس، تیس، چالیس، پچاس cases پر جو قومی اہمیت کے ہیں ان کو one time dispensation ہے کہ, within 30 days that matter can be brought before the Supreme Court, اور اس پر اپیل فائل کر کے پھر اس کی جو admissibility ہے وہ court دیکھے گی۔ میری رائے یہ ہے اور یہ matter ابھی سینیٹ میں بھی جانا ہے۔ ایک مناسب ترمیم ہے، اس سے Article 10A کے جو ingredients ہیں، جو guarantees ہیں، جو rights ہیں Article 4, Article 10A میں ایک مثال دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! Article 25 کہتا ہے کہ سب لوگوں سے ایک جیسا سلوک ہونا چاہیے۔ ایک شخص کی جائیداد جو کروڑوں روپے کی ہے اس کا فیصلہ کر دیا گیا 184 (3) میں یعنی نہ اسے سول کورٹ ملی، نہ اس کو سیشن کورٹ ملی، ڈسٹرکٹ کورٹ ملی نہ اس

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کو ہائی کورٹ ملی۔ سپریم کورٹ کے دو یا تین جج صاحبان نے بیٹھ کے اس کی نسلوں کی جو جائیدادیں ہیں ان کا فیصلہ کر دیا اور ایک سے لے کے دوسرے کو دے دیا۔ وہ اب اپنا سب کچھ گنوا کے بیٹھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم Article 10A کی بات کرتے ہیں، Article 4 کی بات کرتے ہیں، Article 25 کی بات کرتے ہیں اور ہم یہ across the board دے رہے ہیں سب کو، تو اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ یہ جو amendment آئی ہے اس کے ذریعے سے ایک one time dispensation within 30 days آپ سپریم کورٹ کے در پر دستک دے سکتے ہیں It would be open for the court to decide that matter or not.

جناب سپیکر: جی محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ ہم تو being a political worker اور یہ کل سے ڈیبیٹ ہو رہی ہے۔ یہ کب کا ہو جانا چاہیے تھا۔ آج ہمارے اوپر آن پڑی ہے تب ہی ہم یہ legislation اور سب اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہ جو لوگ تھے سالہا سال سے suffer کر رہے تھے، یہ ان کے لیے ہم نے ایک remedy رکھی ہے۔ یا ہم یہ کہیں کہ چونکہ ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں تھا۔ کراچی میں صبح لوگ اٹھ رہے تھے اور ان کی بلڈنگ کو مسمار کر دیا گیا تھا۔ ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں تھا اور ان کے پاس نہ حکومت تھی، نہ اتنا بڑا mandate تھا، نہ ان کے پاس اتنی بڑی سپورٹ تھی اور اس طرح کے ہزاروں کیسز ہیں، ان کو بھی کوئی نہ کوئی remedy ملنی چاہیے۔ اگر ایک چیز کل کے ٹھیک ہے تو وہ گزرے ہوئے کل کے لیے بھی میرے خیال میں ٹھیک ہی ہو گی۔

جناب سپیکر: مسٹر خرم دستگیر صاحب۔

وزیر برائے توانائی (جناب خرم دستگیر خان): مسٹر سپیکر بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم پاکستان کے عوام کے behalf پر یہاں ان کی نمائندگی کے لیے موجود ہیں اور اس ایوان نے پاکستان کی پارلیمان نے جب آئین پاکستان میں Article 25 ڈالا تو اس کو ہمیں بار بار پڑھنا چاہیے۔ جناب سپیکر! آرٹیکل 25 یہ کہتا ہے کہ پاکستان کا ہر شہری، All citizens are equal before the law and are entitled to equal protection of the law. لہٰذا یہ تو ہم سب کو معلوم ہے اور ہم کہتے ہیں کہ تمام شہری قانون کے سامنے برابر ہیں لیکن جو دوسرا حصہ ہے میں اس کی بنیاد پر جو **محسن داوڑ صاحب** نے

propose amendment کی اس کو سپورٹ کرنا چاہتا ہوں۔ ہر شہری کو قانون کا برابر تحفظ بھی حاصل ہے۔ ہم قانون کے سامنے برابری میں liable بھی ہیں لیکن ہمیں اس کا برابر تحفظ بھی حاصل ہے۔ جبکہ یہ ایوان آج پاکستان میں ایک تاریخ رقم کر رہا ہے۔ پارلیمان کی خود مختاری کے حوالے سے قانون سازی کے حوالے سے اور پاکستان کے عوام کے حق حاکمیت کے حوالے سے تو ہمیں یہ جو بہت بنیادی حق حاصل ہے کہ ہم برابر بھی ہیں اور ہمیں برابر تحفظ بھی ملے گا تو اس لیے یہ ہمیں آگے بڑھنا چاہیے اور اس کا بار بار اعادہ کرنا چاہیے کہ پاکستان کے آئین کے ابتدائیہ میں جناب سپیکر! یہ لکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے بعد پاکستان میں اعلیٰ ترین حاکمیت اس ملک کے عوام کے منتخب نمائندوں کو حاصل ہو گی۔ اس میں کسی اور ادارے کا ذکر نہیں ہے elected representative of the people of Pakistan hold the highest authority اور یہ وہ authority نہیں ہے وہ authority یہ ہے کہ میرا جو ووٹر ہے گوجرانوالہ شہر میں جو ایک گلی میں بیٹھا ہے جو اپنا کام کر رہا ہے میں اس کے تحفظ میں یہاں پر کھڑا ہوں۔ یہاں کا ہر رکن اس ایوان کا رکن جو ہے وہ اپنے اپنے ووٹر کے تحفظ کے لیے اس کے حقوق کو آگے بڑھانے کے لیے اس کی فلاح کے لیے، اس کے بچوں کے مستقبل کے لیے یہاں موجود ہے تو لہٰذا یہ legislation بار بار کہا جا رہا ہے۔ لیکن کسی نے کہا ہے the time is always right to do the right thing صحیح کام کرنے کے لیے ہر وقت صحیح ہے۔ اگر آج ہم اس پر convince ہیں کہ یہ قانون سازی یہ تین کام کرے گی۔ ایک جس کا ہم نے ذکر کیا کہ جو ہمیں قانون برابر تحفظ چاہیے جو آئین کا ایک حصہ کہتا ہے کہ ہر شہری کو fair trial ملنا چاہیے یہ اس حقوق کو آگے بڑھا رہا ہے اس کو protection دے رہا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! ایک آئین کے ستون جو کہ عدلیہ ہے اس کے اندر شفافیت بھی لا رہا ہے اور یہ جو شفافیت ہے یہ پاکستان کے عوام کی منشاء ہے کہ ہم نے، یہاں ذکر ہوا 1980ء سے لیکر 2023ء تک یہ تجربہ ہو چکا ہے کہ کیا جب ان اداروں کے اوپر یہ ذمہ داری دی گئی تو کیا ان کے معاملات کے اندر شفافیت آئی یا نہیں آئی۔ ان کی جو exercise of authority تھی وہ درست تھی یا نہیں تھی اور سپریم کورٹ میں جناب سپیکر! ایک لمبی تاریخ ہے jurist prudence کی جو انتظامیہ کو یعنی حکومت کو یہ کہتی ہے کہ آپ کی جو authority ہے وہ unlimited نہیں ہے۔ آپ نے اس authority کو کسی structure میں استعمال کرنا ہے یہ بار بار ہمیں اس کا درس دیا گیا کہ بیشمار محکموں کے اوپر legislation ہوئی ہے تو یہ حقوق جو ہیں میری استدعاء ہو گی کہ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

physician heal thyself کہ جہاں بھی authority کا استعمال ہونا ہے وہ کسی structure میں آنا ہے اور ہم 23 سال کا تجربہ کر چکے ہیں۔ پاکستان کی عوام کی منشاء ہے یہ جو authority ہے اس کو بھی کسی structure میں آنا چاہیے اور یہ بھی اس legislation میں واضح ہو رہا ہے کہ اس ایوان کی منشاء یہ بھی ہے کہ یہ جو authority کا استعمال ہے judicial authority کا اس کے اندر بھی اجتماعی دانش ہے۔ Collective wisdom ہے۔

آج نہ صرف آئین پاکستان کو آگے بڑھانے کا دن ہے۔ پاکستان کے عوام کے حق حاکمیت کی تجدید کا دن ہے اور یہ آئین پاکستان زندہ دستاویز ہے آج ہم نے اس عمل سے جو ہم کرنے اب جا رہے ہیں تو انشاء اللہ یہ ایوان اس آئین کے ایسے حصے میں نئی زندگی پھونکے گا جو نہیں پھونک گئی اور ہم اسی طریقے سے آگے بڑھ سکتے ہیں کہ مشکل وقت میں جب ہمارے اوپر ذمہ داری آئی تو ہم نے کوئی پیٹرول بم نہیں پھینکے اور نہ ہم کوئی جتھہ لیکر حملہ آور نہیں ہوئے۔ اس ایوان نے اپنا بنیادی کام کیا اور وہ کام یہ ہے کہ پاکستان کے عوام کے behalf پر اس ملک کو کیسے چلانا ہے۔ کیسے آگے لیکر جانا ہے اس کا یہ ایوان اپنی ذمہ داری پوری کر رہا ہے اور اسی ذمہ داری پوری کرنے کے لیے اس ایوان کا ہر رکن جو یہاں موجود ہے وہ مبارکباد کا مستحق ہے۔

جناب سپیکر: رمیش کمار صاحب۔

جناب رمیش کمار وانکوانی: شکریہ جناب سپیکر! میں نے بل کے اوپر آج صبح کمیٹی کے اوپر بھی deliberation ہوئی۔ میں اس وقت بھی موجود تھا بہت اچھا بل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کمیٹی کو power ہونا اچھا یہ ہوتا کہ سپریم کورٹ خود کرتی۔ مگر تین سال پہلے جب کھوسہ صاحب نے یہی propose کیا تھا مگر تین سال تک full court نہیں ہونے کی وجہ سے آج پارلیمنٹ اس کے اوپر legislation کر رہی ہے۔ اپیل کے حوالے سے suo-moto کی کمیٹی کے حوالے سے اور Constitutional matter کے اوپر پانچ ججز کے سننے کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے valid points ہیں اور یہ ہونے چاہئیں۔ مگر ابھی ایک amendment آئی ہے میرے دوست **محسن داوڑ صاحب** نے جو دی ہے یہ amendment سر! وہاں پر محسن شاہنواز رانجھا نے بھی discuss کی۔ اس وقت بھی میں نے یہ کہا کہ ایک اچھا impression جا رہا ہے کہ اس legislation کے اوپر چاہے سپریم کورٹ یا judiciary کافی لوگ اس کے اوپر جب support کر رہے ہیں اور ایک positive way میں

direction جا رہی ہے تو آپ کیوں اس کو retrospective لیکر اور ماضی میں ان چیزوں کو لیکر آ رہے ہیں کہ وہ دوبارہ criticize ہو جائے تو میری اس کے اوپر گزارش یہ ہوگی کہ یہ جو بات ایک positive direction میں جا رہی ہے چیزیں اس کو آپ جانے دیں۔ مگر یہ جو پہلی amendment تھی وہ ٹھیک تھی دوسری جو amendment ہے وہ خوامخواہ غیر ضروری آج پھر ایک اچھی amendment کے اوپر پھر شام کو criticism شروع ہو جائے گا اور اس کے لیے اگر مناسب وقت کے اوپر کیا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: منسٹر فار لاء ایک سیکنڈ۔ جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! پھر وہ وہی جو پرانے احساسات ہیں ہمارے۔ میں احترام کرتا ہوں جو بھی اس کو oppose کر رہا ہے۔ لیکن وہ ہی پرانے احساسات جو اندر کا خوف ہے ناں وہ پتہ نہیں کیوں آج پھر باہر نکل آیا ہے۔ میرے سامنے جو بات کی گئی تو مطلب کیوں ہر گھبرا رہے ہیں۔ ایک تو یا تو principally اس چیز سے agree کرتے ہیں وہ تو یہ disagree کرتا ہوں تو پھر تو الگ چیز ہے یا پھر اسی بات کو بنیاد بنا کر وہ لوگ کیا کہیں گے یہ باتیں ہوں گی وہ باتیں ہوں گی وہ تو آپ جو بھیکریں جس طرح بھی کریں وہ اسی طرح کریں تو میرے خیال میں میرٹ پر آپ اگر discussion کریں کہ اگر کوئی اس سے agree کرتا ہے تو ٹھیک ہے۔ Otherwise صرف اس بنیاد پر کہ لوگ کیا کہیں گے تو وہ تو میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وزیر برائے قانون و انصاف جناب اعظم نذیر تارڑ۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: سر! میں نے جیسے عرض کیا مجھے جب **محسن داوڑ صاحب** نے یہ بھجوائی ہے amendment اس کو میں نے دیکھا **محسن صاحب** نے مجھے یہ بھی بتایا کہ کچھ سینئرز ہیں Bar سے ان سے بھی ان کی صبح مشاورت ہوئی ہے سر! دیکھیں Article 10A آنے کے بعد جو آئین کا اب حصہ ہے جو fundamental right ہے۔ right of fair trail includes right of an appeal اور یہ آپ کوئی ایسا Pandora box نہیں کھول رہے ہیں۔ آپ one time dispensation کے ساتھ ensure کر رہے ہیں ایک دن کی یا چھ دن کی یا دو مہینے کے ساتھ کوئی بندہ محروم نہ رہ جائے اور یہ اس ایوان کا کلی اختیار ہے کہ وہ قانون سازی کرتے وقت اس کو اس طرح کا رنگ اور روپ دینا چاہتا ہے یعنی کہ effect کس طرح سے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

دے گا۔ ایک صورت یہ تھی کہ جیسے نیب کے قانون میں retrospective effect دے دیا گیا۔ اسے 1985ء سے لاگو کر دیا گیا حالانکہ وہ فوجداری قانون تھا اس کو جرم بنا دیا گیا accumulation of assets کو۔ اس قانون میں سپریم کورٹ نے کہا full bench بیٹھا انہوں نے کہا کہ یہ مقننا کا یعنی legislature کا اختیار ہے کہ وہ قانون سازی کرتے وقت اس شق کو یا پورے قانون کو retrospective یا prospective رکھی جائے یہ صرف ایک اپیل کا right ہے جس کے اوپر یہ بات ہو رہی ہے rest of the provisions جو ہیں وہ retrospective in nature نہیں ہیں۔ Right of appeal ایک Fundamental Right ہے۔ شریعت میں بھی اس کا ذکر ہے۔ 1988ء سپریم شریعت ایپلیٹ بینچ نے بھی کہا کہ جس statute میں اپیل نہیں ہے وہ شریعت سے بھی متصادم ہے۔

اسی طرح Constitution بھی ہمیں یہ guarantee کرتا ہے کہ due process of law, fair trail, equality before law جو میں نے پہلے عرض کیا کہ وہ شخص جس کا کیس دو مہینے پہلے decide ہو چکا ہے یا چار ماہ پہلے وہ روئے گا کہ جی مجھے اس قانون سے پھل کیوں نہیں مل سکتا۔ یہ بار آور کیوں نہیں ہو سکتا past and closed transactions ویسے ہی گئی وہ تو نہیں کھل پائیں گی۔ لیکن کم از کم right of appeal کے حوالے سے یہ اتنی بات رکھنی چاہیے اور یہ صرف اس ایک clause کی حد تک وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ اس میں ایک one time dispensation کر کے 30 days کی window دیں تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں۔ آئینی حوالے سے میں سمجھتا ہوں اس میں کوئی امر مانع نہیں ہیں۔ یہ اس ہاؤس کا اختیار ہے۔ اگر ہاؤس اس سے اکثریت سے منظور کرتا ہے it would be validly enacted law.

جناب سپیکر: جناب بلاول بھٹو زرداری صاحب۔

جناب بلاول بھٹو زرداری: جناب سپیکر صاحب! جیسے میں نے پہلے کہا there is nothing wrong with the spirit of the Bill اور جب آپ alliance میں ہوتے ہیں تو آپ consensus کے ساتھ بل پاس کروا دیتے ہیں۔ تو ہمارے اتحادی اس شق کے حامی ہیں تو پاکستان پیپلز پارٹی بھی ساتھ ہے۔

Mr. Speaker: Now, I put the amendment, as moved by **Mr. Mohsin Dawar**, to the House. The Question is that the amendment, as moved, be adopted.

(The amendment was adopted)

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر صاحب! میں مشکور ہوں بلاول بھٹو زرداری صاحب کا کہ انہوں نے although کہ میری صبح لاء منسٹر صاحب سے بات ہوئی تھی لیکن بہرحال broader اس پہ consensus پہلے پیدا ہو جانا چاہیے تھا۔ بہرحال میں appreciate کرتا ہوں and I am very thankful۔

Mr. Speaker: Now, I put clause 5, as amended, to the House. The question is that clause 5, as amended, do stand part of the Bill.

(The clause 5, as amended, stands part of the Bill.)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

30 مارچ 2023ء

قومی مہاجرین کا بِل

THE NATIONAL REFUGEES BILL, 2023

جناب ڈپٹی سپیکر: آئٹم نمبر 12 محسن داوڑ صاحب move کریں۔

Mr. Mohsin Dawar: I beg to move for leave to introduce a Bill to prescribe the principles, conditions and procedures for the granting, exclusion, cessation, cancellation and revocation of refugee status, as well as the status of rights and obligations of applicants for refugee status and persons recognized as refugees in the Islamic Republic of Pakistan [The National Refugee Bill, 2023].

Mr. Deputy Speaker: Minister of State for Law, do you oppose it?

Senator Shahadat Awan: Not opposed.

Mr. Deputy Speaker: Now, I put the Motion to the House. The Question is that the leave to introduce a Bill to prescribe the principles, conditions and procedures for the granting, exclusion, cessation, cancellation and revocation of refugee status, as well as the status of rights and obligations of applicants for refugee status and persons recognized as refugees in the Islamic Republic of Pakistan [The National Refugee Bill, 2023], be granted. (The leave was granted.)

Mr. Deputy Speaker: Item No. 13. Mohsin Dawar Sahib.

Mr. Mohsin Dawar: I introduce a Bill to prescribe the principles, conditions and procedures for the granting, exclusion, cessation, cancellation and revocation of refugee status, as well as the status of rights and obligations of applicants for refugee status and persons recognized as refugees in the Islamic Republic of Pakistan [The National Refugee Bill, 2023].

Mr. Deputy Speaker: The Bill in Question stands introduced.

ڈی ایس پی اقبال مہمند کی وفات

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ کل لکی مروت میں ایک واقعہ ہوا ہے اور **ڈی ایس پی اقبال مہمند** جو کہ ایک شاعر بھی تھے اور ان کا ایک شعر جو ان کی شخصیت کی عکاسی کرتا ہے۔ (پشتو) کل رات دہشت گردی کے ایک واقعے میں وہ اپنے چار ساتھیوں سمیت جام شہادت نوش کر گئے ہیں۔ جتنی آسانی سے وہ دہشت گرد وہاں سے چلے گئے اور مسلسل یہ واقعات ہو رہے ہیں۔ وہاں پر ہماری غیر سنجیدگی کا یہ عالم ہے کہ جب پشاور کا واقعہ ہوا تو اس کے بعد بھی یہاں پر حکومت کی طرف سے یقین دہانی کرائی گئی تھی۔ Interior Minister نے خود یہاں پر Floor of the House کہا تھا کہ اس کے اوپر وزیر اعظم policy statement دیں گے اور ہم آرمی چیف کو بھی بلائیں گے اور اداروں کے لوگوں کو بھی بلائیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے ایک APC کا بھی علان کیا تھا۔ پھر اس کے بعد نہ وزیر اعظم صاحب کی وہ statement دیکھی، نہ آرمی چیف کو یہاں پر بلایا گیا۔ نہ ان سے کوئی پوچھ گچھ ہوئی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ نہ اس کے بعد پھر Interior Minister Sahib نے اس کے بارے میں کوئی رائے دی ہے۔ اس APC کا بھی ابھی تک پتہ نہیں چلا ہے۔ میرے خیال میں ابھی بھی ہماری ترجیحات میں یہ بات نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اگر ترجیحات میں ہوتی تو ایسا نہ ہوتا۔ میں بار بار یہ بات یہاں پر کہتا ہوں کہ یہ دہشت گردی جب Attock cross کر کے یہاں تک پہنچ جائے گی تو تب ہی شاید ہم اس کو seriously لیں otherwise ہمارا کوئی serious لینے کا ابھی جو ہمیں اندازہ ہو رہا ہے کوئی ارادہ نہیں ہے۔ ایک بہت ہی افسوسناک واقعہ ہوا ہے۔ آپ اگر اس پر direction جاری کر دیں کہ اس واقعے کی بھی اور جو پشاور کا واقعہ ہوا ہے اس کی بھی ابھی تک کوئی رپورٹ پیش نہیں ہوئی ہے یہاں پر۔ ہم نے اس وقت بھی یہ بات کی تھی اس وقت بھی detail مانگی تھی۔ کیا تحقیقات ہوئی اور کون کہاں سے ملوث تھا اور اس پر اس House کو inform نہیں کیا گیا۔ تو اس پر آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس پر رپورٹ منگوا لیں اور اس پر ایک detail briefing یہ جو Joint Session میں یہ وہ 12 topics اس کے ساتھ club کر دیے گئے ہیں کہ دنیا جہاں کا جو بھی topic ہے اس میں club کر دیا گیا ہے۔ Militancy پر specifically علیحدہ ایک بحث ہونی چاہیے اور Joint Session میں ہونی چاہیے۔ لیکن again یہاں پر ترجیحات کچھ اور ہیں تو میں یہی چند گزارش کرنا چاہتا تھا۔ **اقبال مہمند** کا ایک شعر پڑھنا چاہتا ہوں اور آپ کی اجازت چاہتا ہوں۔ ان کا ایک شعر تھا کہ (پشتو) بہت شکریہ۔

شہید اقبال مہمند کے لئے دعائے مغفرت

FATEHA PRAYER

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ ایک بہت دلیر آفیسر تھے **اقبال مہمند صاحب** اور وہ وہاں پر ڈیوٹی ادا کرتے ہوئے شہید ہوئے ہیں چترالی صاحب ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔ اس کے ساتھ پولیس والے بھی تھے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

POINTS OF ORDER

جناب ڈپٹی سپیکر: اور یہ دونوں واقعات جو محسن داوڑ صاحب نے اٹھائے ہیں ان دونوں کی reports منگوائی جائے اور ایوان کے سامنے پیش کی جائیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

03 اپریل 2023ء

بلوچستان میں FC کے کردار پر بحث

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب! اسی سلسلے میں بات ہے۔ ابھی ایک سوال ہو چکا ہے اور آپ بات کریں اور واپس لیکر آئیں دوستوں کو۔ جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: یہ جناب سپیکر! F.C کے جو کرتوت ہیں بلوچستان میں یہ آج کے نہیں ہیں یہ مجبوراً جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں being a State Minister یا اور جو ہمارے ساتھی ہیں بھوتانی صاحب یہ وہاں پر اس طرح کی دہشت گردی جاری ہے وہ استحصال کی ایک انتہاء ہے اور یہ آج ایک واقعہ ہوا ہے جو ریکارڈ پر یہاں پر آیا ہے اور آج یہاں اسمبلی میں اس پر بحث ہو رہی ہے۔ حالانکہ اس طرح کے واقعات وہاں پر ہر دوسرے دن ہوتے ہیں۔ لیکن آپ اس طرح نہ کریں۔ مثال آپ کام کچھ اور ہو اور آپ علاقے کو کالونی کے طور پر use کر رہے ہوں۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ تو کالونیز میں ہی ہوتا ہے یہ مہذب ممالک میں نہیں ہوتا اور یہ صرف ایک واقعہ ہے۔ جتنے بھی بارڈر ایریاز ہیں ان میں جو situation ہے وہ آپ دیکھ لیں یا ایک مہینے پہلے میں ہرنائی گیا تھا وہاں پر ہمارے اکرم شاہ کی فاتحہ خوانی پر میں تین دن رہا تو وہاں پر جو میں نے واقعات سنیں کہ وہاں پر باقاعدہ F.C والوں نے local جو mine owners ہیں ان کے ساتھ زبردستی contract کیا کہ آپ نے per ton ہمیں اتنا بھتہ دینا ہوگا۔ جس کو Provincial Home Secretary اور Deputy Commissioner نے اس کے خلاف لکھ کر بھی دیا ہے کہ اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی وہ وہاں پر بھتہ لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: داوڑ صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ اس پر جب تک کوئی تفتیش نہیں ہو جاتی اس طرح کی کوئی allegation میں سمجھتا ہوں کہ بغیر ثبوت کے تو نہیں لگا سکتے ہیں۔

جناب محسن داوڑ: آپ کمیٹی بنائیں اس کے خلاف پھر پتہ چل جائے گا۔

جناب سپیکر: جناب عبدالرحمٰن کانجو صاحب آپ کیا کہتے رہیں؟

عبدالرحمٰن خان کانجو: جناب سپیکر! اس کے متعلقہ داوڑ صاحب ہمیں اس بندے سے جس کو یہ mines owners سے یا ٹھیکیداروں سے ہمیں درخواست دلا دیں انشاءاللہ اس کے اوپر کمیٹی بھی بنے گی اور مکمل کارروائی بھی کرائیں گے۔

جناب سپیکر: ابھی جو منسٹر صاحب نے اس پر بات کی ہے آپ اس پر عمل کریں تاکہ حقائق سامنے آسکیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

13 اپریل 2023ء

وزیرستان میں متوقع ملٹری آپریشن پر اعتراض

جناب سپیکر: خواجہ محمد آصف صاحب، محسن داوڑ۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! یقیناً یہ جو نیشنل سیکورٹی کمیٹی کی میٹنگ ہوئی، اس کے بعد جو press release آئے اور اس press release میں ایک اور military operation کے بارے میں ذکر ہوا ہے کہ ایک اور military operation یہاں پر ہوگا۔ جناب سپیکر! یہ اسمبلی گواہ ہے کہ جب سے ہم اس اسمبلی میں آئے ہیں وہاں پر ہم بیٹھے ہوئے تھے اور میری پہلی تقریر سے لے کر آج تک جتنی بھی میں نے تقاریر کی ہیں میرے خیال میں ستر اسی فیصد کی تقاریر میں نے law and order پر کی ہوں گی اور وہاں پر militancy کی re-emergence کے اوپر کی ہوگی۔ اس پر کسی نے اس وقت توجہ نہیں دی۔ میں پچھلی حکومت کی بات کر رہا ہوں کہ جب یہ سارا سلسلہ چل رہا تھا تو یہاں سے ساری maneuvering ہو رہی تھی، افغانستان کو کنٹرول کے لیے وہاں پر اپنی مرضی کی حکومت کے impose کرنے کے لیے۔ یہ ساری maneuvering ہو رہی تھی اور اس کے لیے ہمارے علاقے کے بھی حالات خراب کر دیے گئے تھے کیونکہ وہ ساری سپلائی یہاں سے ہو رہی تھی۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ پھر جب مذاکرات کی بات آئی تو پہلے دن سے جب ہمارے علم میں یہ بات آئی کہ وہاں پر جرگے جا رہے ہیں، وہاں پر اس وقت کے کور کمانڈر پشاور جاتے تھے اور لوگوں کو لیکر جاتے تھے اور وہاں پر جرگے کرتے تھے۔ اس وقت یہاں پر تمام forums پر اس چیز کو record پر رکھا تھا یہ ہاؤس گواہ ہے۔

جناب سپیکر: ایک second آپ کو interrupt کروں۔ میں ایک second آپ کو interrupt کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی information کے لیے اور پورے اپنے فاضل ممبران کے لیے۔ کل security پر یہاں آپ کو in camera briefing دی

جائے گی کل اڑھائی بجے اور تمام MNAs یہاں پر موجود ہوں گے۔ میرے خیال میں کل یہ معاملات discuss کیے جائیں۔ آج نہ کیے جائیں۔

جناب محسن داوڑ: میں ایک منٹ میں تقریر ختم کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ operations ہوئے full fledge operations ہوئے۔ لوگوں نے گھر بار بھی چھوڑے پورے کے پورے شہر خالی بھی ہوئے اور پورے کے پورے شہر مسمار بھی ہوئے اور دہشت گردی پھر بھی ختم نہیں ہوئی۔ وہ اس لیے ختم نہیں ہوئی کہ آپ confuse ہیں۔ آپ کی policy میں clarity نہیں ہے۔ آپ mix signals بھیجتے ہیں ایک کو support کرتے ہیں دوسرے کو نہیں support کرتے ہیں۔ اس طریقے سے مسائل حل نہیں ہوتے اور دوسرا کہتے ہیں کہ اعتماد کا بھی بہت بڑا فقدان ہے۔ عوام اب اعتماد نہیں کر رہی ہے۔ یہ جو پچھلے دو درجن operations ہوئے۔

جناب سپیکر: یہ باتیں کل کرنے والی ہیں۔

جناب محسن داوڑ: چلو بہر حال آج ہم نے record پر لائی تھیں، کہ ان کا بھی تھوڑا احتساب ہونا چاہیے۔ جنہوں نے ان کو واپس آباد کیا تھا۔

جناب سپیکر: خواجہ محمد آصف صاحب۔

وزیر برائے دفاع (خواجہ محمد آصف): بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب سپیکر! پہلے ہی بات آپ نے سمیٹ دی ہے کہ کل یہاں پر security کے اوپر جو meeting ہے تمام MNAs یہاں پر موجود ہوں گے یہ بڑی relevant باتیں جو ہیں **علی وزیر** اور **محسن داوڑ** نے کی ہیں اور جو میرے دوسرے بھائی کرنا چاہتے ہیں یہ بڑی relevant باتیں ہیں۔ یہ کل بھی ہوں گی۔ ایک بات میں clarify کر دوں لمبی بات نہیں کروں گا کہ یہ شاخسانہ جو ہے تقریباً تین چار دہائیوں کا ہے جو ہماری ریاست کی غلط پالیسیاں اور تمام تر غلط پالیسیاں جو ہیں آمرانہ دور میں ان کی بنیاد رکھی گئی۔ پہلے جنرل ضیاء کے پہلی افغان جنگ جو ہے اس وقت ہوئی۔ دوسری جنگ جو ہے نائن الیون کے بعد جنرل مشرف نے شروع کی۔ یہ سارا ملبہ اس وقت کا اکٹھا ہوا ہے اور یہ ان کی بات بالکل درست ہے۔ سو فیصد ہی درست ہے یہ سارا جو وہاں پر لوگ عذاب میں ہیں ہمارے بھائی، ہماری

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

بہنیں عزیز جو وہاں پر رہتے ہیں۔ وہ ان علاقوں کے اندر وہ اپنے ناکردہ گناہوں کی سزا بھگت رہے ہیں۔ ان لوگوں کا کوئی قصور نہیں تھا۔ ریاست کی پالیسی تھی، اسلام آباد میں یہ decisions ہوئے۔ جنرل ضیاء الحق کے وقت بھی فردواحد کا decision تھا اس کے بعد جنرل مشرف کا بھی فردواحد کا decision تھا۔ ہمارے فوجی شہید ہوئے۔ ہزاروں civilian شہید ہوئے، پولیس والے شہید ہوئے، ایف سی والے شہید ہوئے، رینجرز والے شہید ہوئے۔ ان کا کون حساب دے گا؟ یہ صحیح مانگ رہے ہیں حساب۔ اب جو ہے latest جو tragedy ہوئی ہے کہ وہاں سے لوگوں کو یہاں پر لا کر بسایا گیا ہے وہ اپنے بچوں کے سمیت میں اپنی families سمیت یہاں آ کر پاکستان میں بس گئے ہیں۔ ان کو کچھ اور نہیں آتا سوائے دہشت گردی کے۔ انہوں نے آنکھیں دہشت گردی میں کھولی ہیں اور افغانستان میں جو لڑتے رہے ہیں اور وہ آج پاکستان میں آ گئے ہیں اور جب سے وہ یہاں پر آ گئے ہیں تو دہشت گردی جو ہے وہ بڑھ گئی ہے۔

جن ذمہ دار افسران نے فیصلہ کیا کہ ان لوگوں کو یہاں پر لانا ہے۔ ان کو یہاں پر بسانا ہے، ان کو civilian population امن والی جو population تھی۔ جہاں آبادیوں میں امن تھا۔ ان میں لا کر ان کو بسایا گیا تو اب جو ہے وہاں امن تباہ ہو گیا ہے اور واپس دہشت گردی آ گئی ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کو واپس لایا گیا۔ یہ صحیح بات کر رہے ہیں کہ ان لوگوں کی accountability ہونی چاہیے جنہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان لوگوں کو لا کر یہاں پر بٹھانا ہے۔ یہ کس قسم کی goodwill تھی یہ goodwill نہیں تھی یہ پاکستان کی اور خصوصاً ہمارے ان علاقوں کی تباہی کا جو ہے وہ نسخہ تھا اور آج یہ ان لوگوں کو سیاسی پشت پناہی جو ہے وہ حاصل ہے۔ ان میں سے لوگ جو ہیں جا کر زمان پارک بھی بیٹھے ہوئے ہیں یہ صرف کچے میں نہیں ہیں یہ زمان پارک میں بھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ عمران خان کی بھی پشت پناہی کر رہے ہیں تو یہ جو entanglement ہے اس وقت political situation کے اندر اس میں یہ جو element introduce ہوا ہے یہ بڑا خوفناک ہے۔ یہاں پر political workers جتنے بھی بیٹھے ہوئے ہیں علی وزیر نے قید بھگتی ہے باقی لوگوں نے وزیراعظم صاحب نے قید بھگتی ہے۔ یہ جو ڈرامے ہیں shields لگا کر ایک شخص آ رہا ہے کہہ رہا ہے کہ مجھے جان کا خطرہ ہے اگر تمہیں جان کا اتنا خوف ہے تو ناں اتنا پنگے لو جتنے لے رہے ہو۔ آرام سے

گھر میں بیٹھو جا کے۔ پھر اس طرح تو ہوتا ہے پھر اس طرح کے کاموں میں۔ تو یہ ان کاموں میں تو پھر جان کا خطرہ ہوتا ہے اور face کرنا پڑتا ہے۔

تو جناب والا! میرا خیال ہے کل تو یہ بات اُدھار کر لیتے ہیں چوبیس گھنٹے کا یہ کُھل کے بات کریں، **محسن داوڑ صاحب** بھی، میرے بھائی کھڑے ہے وہ بھی۔ یہ سارے کل بات کریں اور یہاں پر military leadership ہو گی وہ اس کا جواب بھی دینگے۔ وہ بالکل اس بات کا cognizance ہیں ان کو اس بات، کہ جی یہ لوگ جو وہاں سے آئے ہیں بلکہ ابھی بھی اس طرف سے بھی لوگ آ رہے ہیں وہاں سے جو آ کر یہاں پر۔ یہ چیزیں جو ہیں یہ میرا خیال ہے کل ایک proper forum ہو گا اس سے بات ہو جائیگی انشاءاللہ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

17 اپریل 2023ء

مفتی عبدالشکور کی اچانک موت پر اظہار افسوس

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ مختصر کیجیے گا اور بھی ممبران بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب سپیکر! **مفتی عبدالشکور** صاحب کا واقعہ ان کا ہمارے ہاں سے چلے جانا اور اتنی اچانک موت ایک انتہائی افسوسناک واقعہ اور ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ اس ملک کی سیاست کے لیے علاقے کی سیاست کے لیے بہت نقصان ہے۔ جناب سپیکر! یقین جانیے بہت ایسے چند افراد ہمارے معاشرے میں ہوتے ہیں جو اتنے self-made ہوتے ہیں جو grass root level سے اٹھ کر یہاں تک اس پارلیمان تک پہنچتے ہیں اور پھر اس پارلیمان میں پہنچ کر بھی کچھ وہ پاکستان کی وفاقی کابینہ میں پھر اپنے لیے حصہ بناتے ہیں۔ آپ سب نے سوشل میڈیا پر دیکھا ہو گا کہ جس علاقے سے وہ belong کرتے تھے وہاں پر ان کا کچا مکان ہے۔ کل میں گیا تھا ان کے جنازے پر۔ آپ اگر وہ علاقے دیکھیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ کیسے possible ہوا کہ اس علاقے سے بندہ اتنی محنت کر کے اس مقام تک پہنچا ہے کہ اس نے یہاں پر پاکستان کے پارلیمنٹ میں اپنے لیے جگہ بنائی پھر اس نے وفاقی کابینہ میں اپنے لیے جگہ بنائی تو بہت ہی چند لوگ ایسے grass root political workers ہوتے ہیں جو اس مقام تک پہنچتے ہیں تو اس میں ان کی بھرپور محنت ہوتی ہے۔ پرائم منسٹر صاحب نے ان کے بارے میں بات کی کہ حج کے حوالے سے جو ان کے انتظامات تھے اور قادر پٹیل صاحب نے بھی بات کی تو یہی ایک خاصا ہوتا ہے ایک political worker کا کیونکہ اس کو آگاہی ہوتی ہے حالات اور واقعات کی کہ issues کو کس طریقے سے دیکھنا ہوتا ہے عوام کے ساتھ کس طریقے سے connect ہونا ہوتا ہے تو وہ ایک political worker کو ہی ان تمام چیزوں کی awareness ہوتی ہے۔ میں ان کی سیاسی پارٹی **جمیعت علمائے اسلام** کے ساتھ ان کے خاندان کے ساتھ ہم اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں

جگہ عطا فرمائے۔ یقیناً ایک بہت بڑا نقصان ہے ایک irreparable loss ہے اور یہ خلاء بہت مشکل سے پورا ہو گا۔ ان کی تنظیم کے لیے بھی اور ان کے گھر والوں کو اللہ صبر جمیل عطا فرمائے۔

سابقہ فاٹا کی فنڈز

Ex-FATA; Funds Status

39. *Mr. Mohsin Dawar:

Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state:

(a) *the details of the total amount reserved, released and utilized for Ex-FATA during June, 2018 to December, 2021 under the head of development; and*

(b) *the present status of each head against which such funds were released?*

Minister for Finance and Revenue (Mr. Muhammad Ishaq Dar): (a) The detail of amount reserved, released and utilized is as under;

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

(Rs.in billion)

F.Y	Reserved/ Allocated	Released	Utilized	Amount adjusted from KP own share
2018-19*	-	-	-	-
2019-20	72.5	37.3	38.1	1.2
2020-21	48.1	48.1	47.1	-
2021-22 (upto June,2022)	52.7	44.8	53.4	7.6
Total	173.3	130.2	138.6	8.8

(b) Rs. 55.2 billion have been reserved/allocated during current financial year 2022-23 for development of erstwhile FATA as per following detail;

(Rs. in billion)

S.#	Component	Allocation 2022-23	Released so far
1	Merged Areas (Erstwhile FATA) 10 years Development Plan/ Accelerated Implementation Plan (AIP)	30.0	*3.0 *As per new mechanism approved by Cabinet, 20% of the allocation is to be utilized through M/o H&W and 80% through a Steering Committee. So far Rs.5.0 billion has been surrendered in favour of H&W Division
2	Merged Districts of Khyber Pakhtunkhwa (Normal ADP of Erstwhile FATA)	25.0	9.1
3	Zyara to Daboori Road Orakzai Agency	0.2	0.05
	Total	55.2	12.15

* Since matters of ex-FATA were being dealt by SAFRON Division till 2018, on the recommendation of that Division the question was forwarded to Govt. of Khyber Pakhtunkhwa for provision of information regarding release and utilization of funds before, 2019. However, Government of Khyber Pakhtunkhwa (Newly Merged Areas Wing) has provided the information from June, 2019 to 2021-22 and expressed its inability to provide the utilization of budget of 2018.

26 اپریل 2023ء

سوات سی ٹی ڈی میں دھماکہ

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ، سپیکر صاحب! یہ جو تخت لاہور کی لڑائی ہے اس پر بات کرنے سے پہلے پختونخوا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس پر بھی ایک دو منٹ بولوں گا۔ جناب سپیکر! پچھلے دنوں سوات میں سی ٹی ڈی پولیس سٹیشن میں ایک دھماکہ ہوا اور apparently سب کا جو initial information آئی تھی وہ یہی تھی کہ ایک خودکش دھماکہ ہوا ہے اور اس میں 20 کے قریب جانیں گئی ہیں لیکن بعد میں پھر وہ جو پولیس officials تھے ان کی statements آئیں اور انہوں نے کہا کہ یہ کوئی خودکش دھماکہ نہیں تھا، پولیس سٹیشن کے اندر ہی جو بارود تھا اور شارٹ سرکٹ کی وجہ سے اس بارود کے پھٹنے سے یہ دھماکہ ہوا ہے۔ تو جناب سپیکر! خدشات ابھی تک موجود نہیں۔ یہ نہ کوئی اتنا معمولی واقعہ ہے کہ اس کو اس طریقے سے نظر انداز کر دیا جائے۔ اس کی proper تحقیقات ہونی چاہئیں۔ اگر دہشت گردی کا واقعہ ہوا ہے تو اس پر بھی میں یہاں پر یہ بات ضرور کہوں گا کہ یہاں پر نیشنل سیکورٹی کی میٹنگز ہو جاتی ہیں ان میں تقاریر بھی ہو جاتی ہیں suggestions بھی ہو جاتی ہیں لیکن پھر یہ پتہ نہیں چلتا کہ پالیسی کس طرف جا رہی ہے۔ کوئی پالیسی بنی بھی یا نہیں بنی یا وہی پرانی پالیسیاں چل رہی ہیں۔ تو سوات میں یہ جو واقعہ ہوا ہے اس کی تحقیقات ہونی چاہئیں۔

صحافی گوہر نوید کی اغواء

دوسری بات، جناب سپیکر! چند دن پہلے ہی بنوں میں ہمارے ایک بڑے قریبی دوست، ہمارے ایک صحافی، ایک کافی progressive آواز بھی ہیں، صحافت کی دنیا کے **گوہر وزیر صاحب** ہیں ان کو بنوں سٹی سے اغوا کیا گیا اور good طالبان، جناب

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سپیکر! توجہ چاہوں گا کیونکہ یہ good طالبان جو ہوتے ہیں یہ وہ طالبان ہوتے ہیں جن کو ریاست کا تحفظ حاصل ہوتا ہے اور وہ اسی تحفظ کے نیچے پھر یہ غنڈہ گردی کرتے ہیں۔ خیبر نیوز کے صحافی **گوہر وزیر صاحب** کو اٹھایا گیا اور چوبیس گھنٹے تک اس پر تشدد کیا گیا اور اس تشدد کے بعد ان کو چھوڑ دیا گیا۔ اس پلیٹ فارم سے صوبائی حکومت سے کہوں گا کہ اگر اس پر بھی آپ رپورٹ منگوالیں کہ یہ وہاں پر کیا اندھیر نگری ہے کہ دن دیہاڑے آپ بنوں سٹی سے ایک صحافی کو اغواء کیا جاتا ہے اور جو ہم بار بار کہہ رہے ہیں کہ دہشت گردی اس لیے ختم نہیں ہوتی کہ good and bad کی تفریق ابھی تک جاری ہے۔ ہم اس کی مذمت بھی کرتے ہیں اور صوبائی حکومت سے رپورٹ منگوائی جائے۔

جناب سپیکر! اب یہ جو تخت لاہور کی لڑائی ہے جس میں اب چند ججز، سپریم کورٹ کی چیف جسٹس کی سربراہی میں کھلے عام سامنے آکر وہ ایک انتہائی depression میں ایک سیاسی جماعت کو ہر صورت مسلط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پہلے ان کو پنجاب کی حکومت آئین کو نئے سرے سے لکھ کر پلیٹ میں رکھ کر ان کے حوالے کر دی۔ یہ جواب ڈرامہ چل رہا ہے اور آئے دن جس طریقے سے بڑی ہٹ دھرمی کے ساتھ وہ ایک منصف کی طرح نہیں بلکہ ایک political worker کی طرح، ایک سیاسی جماعت کے کارکن کی طرح وہ بڑا bluntly ایک سیاسی جماعت کو سپورٹ کر رہے ہیں۔

توہین پارلیمنٹ کرنے والوں سے پوچھ کچھ کی جائے

جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں بھی تھوڑا سوچنا ہوگا کہ اگر ہم اس وقت کھڑے ہو جاتے جب انہوں نے آئین کو re-write کر دیا تھا تو شاید آج جس ماحول اور جس پوزیشن پر ہم کھڑے ہیں اس تک نوبت نہیں پہنچتی۔ ہم نے اس وقت بھی compromise کیا اور compromise کرتے کرتے آج یہاں اس مقام تک پہنچ گئے ہیں۔ جناب سپیکر! اگر آج اس کے بعد ایک اور compromise بھی ہوا تو تاریخ اس پورے ایوان کو معاف نہیں کرے گی۔ ان جج صاحبان جن کو سیاست کا شوق ہے یا طاقت یا حکومت کا شوق ہے ان کی خدمت میں ہم یہی گزارش کریں گے کہ اگر آپ کو سیاست کا شوق ہے تو آپ

انصاف کی جس کرسی پر بیٹھے ہیں، آپ برائے مہربانی استعفیٰ دے کر آئیں، سو **بسم اللہ** سیاست میں اپنے آپ کو آزمائیں اور آپ اور نہیں کونسلر کی نشست سے ہی شروع کریں اور آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ووٹ لینا کتنا مشکل ہے، ایک کونسلر بننا، پھر کونسلر کو چھوڑیں، ایک **ایم پی اے** یا ایک **ایم این اے** بننا، پھر اتنے بڑے ایوان کو کتنی آسانی سے آپ bulldoze کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس debate میں نہیں جاؤں گا کہ نوے دن میں الیکشن ہوں، آئین کیا کہتا ہے اور کیا نہیں کہتا لیکن جس ہٹ دھرمی سے اس پورے نظام کو bulldoze کر رہے ہیں۔ جب پورے ہاؤس کا ایک sense آیا اور انہوں نے مطالبہ کیا اور ججز کا آپس میں اختلاف رائے آیا تو تقاضا یہ تھا کہ وہ اسی وقت full Bench بنا دیتے اور ان کو خوف کس چیز سے ہے۔ مطلب وہ all and all تو نہیں ہیں، سپریم کورٹ وہ اکیلے تو نہیں ہیں، سپریم کورٹ میں جتنے بھی پندرہ ججز ہیں وہ سب مل کر سپریم کورٹ بناتے ہیں۔ ان کو پتہ تھا کہ فیصلہ کچھ اور ہوگا یا فیصلہ جو بھی ہو۔ انہوں نے کیوں سپریم کورٹ کو one man show بنایا ہوا ہے؟ یہ کھلے عام violation کر رہے ہیں۔ ہمیں اس کی روک تھام کرنی ہوگی۔ I agree کہ جس طریقے سے یہاں Privilege Motion کی بات ہوئی کیوں کہ انہوں نے توہین پارلیمنٹ کی ہے اور جس طریقے سے وہ statements کر رہے ہیں ان کو پتہ ہی نہیں ہے کہ مثالی پارلیمنٹ بنتی کیسے ہے اور انتخابات ہوتے کیسے ہیں اور پھر ایک وزیر اعظم کتنے کروڑوں ووٹوں کے ساتھ اس منصب پر فائز ہوتے ہیں۔ ان کو بہت ہی شوق ہے تو ان کے جو یہاں پر سینئر ہیں کہ یہاں پر ایک اور بھی چیف جسٹس تھے ان کو بھی suo-moto کا بہت زیادہ شوق تھا، پوری parallel government suo-moto notices کے ذریعے چلاتے تھے، بعد میں ان کو پھر وہی شوق retirement کے بعد بھی رہا اور انہوں نے پھر سیاسی پارٹی بھی بنائی اور اس سیاسی پارٹی کے پلیٹ فارم سے میرے علم میں نہیں ہے کہ انہوں نے کسی کونسلر کی سیٹ بھی ابھی تک جیتی ہو۔ موجودہ چیف جسٹس صاحب بھی شوق پورا کر لیں اور سیاست میں آئیں، ان کو لگ پتہ جائے گا کہ ووٹ کس طرح لیا جا سکتا ہے اور الیکشن کس طرح جیتا جا سکتا ہے اور حکومت کس طرح بنتی ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ایک فیصلہ آتا ہے کہ آپ آپس میں بیٹھیں۔ بھائی آپ ہوتے کون ہیں؟ آپ سپریم کورٹ چلا رہے ہیں یا پنچایت چلا رہے ہیں جو آپ لوگوں کو کہہ رہے ہیں کہ آپس میں بیٹھ کر فیصلہ کر لیں۔ کتاب میں جو لکھا ہے کہ آپ کو اسی کے مطابق چلنا ہو گا۔

میں آخر میں ایک اور چیز کی بات کروں گا کہ یہاں پر ججز کا جو کردار ہے، مختلف دو لائنز بڑی کھل کر لیے ہوئے ہیں۔ میں ایک شکوہ بھی یہاں پر کروں گا، حکومت کے جو وفاقی وزراء ہیں، موجودہ حکومت میں جن جن کے پاس بھی اختیارات ہیں کہ ہمارے صوبے کو آپ لوگوں نے کیوں ignore کیا ہوا ہے۔ میں بڑے افتخار کے ساتھ آج یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ میں کسی صوبے پر تنقید نہیں کرنا چاہتا ہوں لیکن یہ بات ریکارڈ پر ضرور رکھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبے سے جو elevations ہوئیں اور سپریم کورٹ میں جو ججز بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے جتنا اس آئین کی لاج رکھی ہے اور اپنے ادارے کی لاج رکھی ہے وہ بھی سب کچھ ریکارڈ پر ہے۔ اس کے باوجود بھی آپ ignore کر رہے ہیں۔ کتنا اور آخری دفعہ کب؟ میرے خیال میں جسٹس یحییٰ آفریدی if I am not wrong اس کے بعد کون سے سپریم کورٹ کے جج کی elevation ہمارے صوبے سے ہوئی یا جسٹس جمال مندوخیل صاحب کے بعد بلوچستان سے۔ وہ اسی حکومت میں چند ججز کو ہائی کورٹ سے یہاں پر elevate بھی کیا گیا تھا۔ اس میں ہمارے دو صوبوں کو بالکل ignore کر دیا گیا تھا اور اس کا نتیجہ پھر آپ کے سامنے ہے۔ بطور پختونخوا سے ایک رکن قومی اسمبلی یہ بھی ہمارا گلہ ہے اور میں اس کو ریکارڈ پر رکھنا چاہتا ہوں اور یہ بھی ہمارا مطالبہ ہو گا۔ لاء منسٹر مجھے correct کریں گے کہ ایک آدھ کی شاید ابھی بھی ہے۔ اس پر ہمارے صوبے کا حق بنتا ہے۔ خالی ہے تو ہمارے صوبے کا اس پر حق بنتا ہے جناب سپیکر! ہمیں ignore کیا جا رہا ہے اور بار بار ہماری پشاور ہائی کورٹ کو ignore کیا جا رہا ہے۔ اس پر ہمارا حق بنتا ہے اور میں انشاء اللہ یہ بھی یقین دہانی کراتا ہوں پورے اس ایوان کو کہ وہ مایوس نہیں کرے گا، اپنے ادارے کین بھی لاج رکھیں گے، قانون اور آئین کا لاج رکھیں گے اور یہ میرا دعویٰ ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں یہی کہوں گا کہ میرے خیال میں اگر آپ کو پارلیمنٹ کو ہی as a whole Privilege Committee declare کر کے یہاں پر ہی ان کو call کریں اور جو پارلیمنٹ کی توہین کی ہے اس کی پوچھ گچھ ہو تو میرے خیال میں وہ پھر مناسب رہے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ایوان کی کارروائی بروز جمعرات، 27 اپریل، 2023ء، دن تین بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(ایوان کی کارروائی بروز جمعرات، 27 اپریل، 2023ء، دن تین بجے تک ملتوی کر دی گئی)

Scanned with CamScanner

27 اپریل 2023ء

پرائم منسٹر آف پاکستان میاں شہباز شریف کی پہلی تقریر

جناب سپیکر: میاں محمد شہباز شریف صاحب آنریبل پرائم منسٹر آف پاکستان۔

وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان (میاں محمد شہباز شریف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قابل احترام جناب سپیکر! انتہائی قابل احترام مخلوط حکومت کے زعماء اور میرے تمام معزز ممبران قومی اسمبلی! میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ آج ایک مرتبہ اس معزز ایوان نے جناب بلاول بھٹو صاحب کے Motion پر مجھ ناچیز کو عزت سے نوازا اور 180 ووٹوں سے مجھے یہاں پر اعتماد کا ووٹ دلوایا اور میں سب کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! آپ کو اور آپ کے توسط سے اپنے تمام زعماء جن میں جناب آصف علی زرداری صاحب، جناب بلاول بھٹو صاحب، جناب مولانا فضل الرحمٰن صاحب، جناب مولانا اسعد محمود، جناب ڈاکٹر خالد مقبول صدیقی صاحب، جناب سردار اختر مینگل صاحب، جناب سردار خالد مگسی صاحب، جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب، جناب چوہدری سالک حسین صاحب، جناب ایمل ولی خان صاحب، جناب امیر حیدر خان ہوتی صاحب، جناب نوابزادہ شاہزین بگٹی صاحب، **جناب محسن داوڑ صاحب**، جناب اسلم بھوتانی صاحب، جناب پروفیسر ساجد میر صاحب، جناب ڈاکٹر عبدالمالک صاحب، جناب آفتاب شیر پاؤ صاحب، جناب محمود اچکزئی صاحب، جناب شاہ احمد نورانی صاحب اور جناب علی نواز شاہ صاحب، ان سب کا فرداً فرداً اور اجتماعاً میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ اس ایوان نے جو ایک مرتبہ پھر مجھ ناچیز پر اعتماد کیا ہے، میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کا مان رکھوں گا کبھی اس کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گا۔

جناب عالی! آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ Ruling دیں کہ پاکستان کی جس جس عدالت میں financial matter میں اگر stay order دیا ہوا ہے تو stay order کے تمام ریکارڈ منگوالیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ بڑے نامی گرامی وکیل اور ججوں کو پیسے دے کر، ان کے broker کو پیسے دے کے stay کے بھول جاتے ہو۔ پاکستان کی معاشی صورت حال یہ ہے کہ پی ٹی سی ایل سے حساب لے لیں کہ چار ارب ڈال سے زیادہ پاکستان کا مقروض ہے Etisalat Company اس کے اوپر کیوں ایکشن نہیں لیا جاتا ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ سارے stay orders کے جو مقدمات ہیں وہ آپ منگوالیں اور آپ کو پتہ چل جائے گا کہ پاکستان کو معاشی طور پر کتنا نقصان پہنچایا جارہا ہے۔

جناب عالی! آپ نے جو اس ہاؤس کی کمیٹی بنائی اور اس کمیٹی نے جو احکامات دیے، اسلام آباد ہائی کورٹ ان کو stay پر stay دے رہا ہے۔ بھائی کس بات کا؟ آپ نے Article 69 نہیں پڑھا ہے کہ اس ہاؤس کی یا کمیٹی کی proceeding میں کوئی عدالت interference نہیں کر سکتی۔ اس کا بھی حساب لینا چاہیے۔ جناب عالی! جاگ پارلیمان جاگ، تیری پگ نوں لگ گیا داغ۔ آج اگر ہم نہیں اٹھے تو کبھی نہیں اٹھیں گے۔ پارلیمان کو اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے اور اپنا تشخص برقرار رکھنے کے لیے کھڑے ہونا پڑے گا۔ Thank you۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ایوان کی کارروائی بروز جمعہ، 28 اپریل، 2023ء، دن گیارہ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(ایوان کی کارروائی بروز جمعہ، 28 اپریل، 2023، دن گیارہ بجے تک ملتوی کر دی گئی)

(c) ketabton.com: The Digital Library
Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

09 مئی 2023ء

خیبر پختونخواہ کو گندم کی ترسیل پر پابندی

POINTS OF ORDER

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! کافی عرصے سے تقریباً مہینہ ہو گیا ہے ہمارے خیبر پختونخوا کو جو گندم کی ترسیل ہوتی تھی پنجاب سے اس پر ایک غیر اعلانیہ پابندی لگا دی گئی ہے۔ پابندی تو کافی عرصے سے تھی لیکن تقریباً اپریل سے تو permanent پابندی لگا دی گئی ہے۔ اب یہ جناب سپیکر! آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ ہمارے خیبر پختونخوا کے جو فلور ملز مالکان ہیں انہوں نے کل ہڑتال بھی کی ہے اور وہ احتجاج بھی کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ یہ آئین کی بھی خلاف ورزی ہے۔ پاکستان کا آئین اس کے بارے میں بالکل clear ہے۔ یہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 151 کی جو (3) Clause ہے:

(3) A Provincial Assembly or a Provincial Government shall not have power to–

(a) make any law, or take any executive action, prohibiting or restricting the entry into, or the export from, the Province of goods of any class or description,..

اب جناب سپیکر! یہ کھلم کھلا پاکستان کے آئین کی بھی خلاف ورزی ہے اور فیڈریشن بلکہ جو federating units ہیں ان کو ایک بہت غلط signal بھی جاتا ہے۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہو رہا ہے یہ بار بار ہوتا ہے۔ ہمیشہ ہر سال یہ مسئلہ ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے۔ جناب سپیکر! وہ احساس پھر آگے بڑھتا ہے کہ بھئی اگر آپ گندم بند کر دیں گے تو وہاں سے پھر بجلی بند ہو جائے گی۔ جناب سپیکر! اس بات کا نوٹس لیں اور پنجاب حکومت سے اس کے بارے میں رپورٹ طلب کریں کہ کس بنیاد پر یہ ہوا ہے۔ کوئی written

order بھی نہیں تھے۔ ظاہری بات ہے پھر آئین سے contradiction آتی ہے۔ مطلب کوئی written order بھی نہیں ہے۔ verbally انہوں نے بند کی ہے۔ خیبر پختونخوا کو گندم کی ترسیل روکی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: میں ایک گزارش کروں کہ آج آپ لوگوں کا day ہے آج Private Member's Day ہے۔ تو اگر آپ لوگ پوائنٹ آف آرڈرز لینا شروع کریں گے تو وقت ختم ہو جائے گا۔ لیڈر آف دی اپوزیشن۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! میں نے چند دن پہلے یہاں پر عرض کی تھی کہ پاکستان تحریک انصاف کے ٹکٹ سب رہے ہیں کیونکہ پنجاب میں انہوں نے ابھی تک ٹکٹس تقسیم کیے ہیں اور بجوں کے ذریعے۔ جناب سپیکر! میں نے اس دن بھی بات کی تھی اور آج بھی اس ہاؤس کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ بجوں کے ذریعے پنجاب اسمبلی کے ٹکٹس بیچے گئے ہیں لوگوں کو دیے گئے ہیں لیکن اب جناب سپیکر! انتہائی افسوس ناک بات ہے جس کو مجھے کرتے ہوئے شرم آ رہی ہے کہ عمران خان نے، جن کو تحریک انصاف نے ٹکٹس دیے ہیں ان سے بھی کروڑوں روپیہ لے لیا۔ جن کو ٹکٹس نہیں دیے ان سے بھی کروڑوں روپے ہضم کر کے ڈکار مار گئے ہیں کوئی گوگی کھا گئی کوئی پتہ نہیں بنی گالہ میں کون کھا گیا۔ اب نیا ڈرامہ کرنے لگا ہے جناب سپیکر! عمران خان اور وہ یہ کرنے لگا ہے اور اعلان کرنے لگا کہ میں نے پنجاب کے اندر جو ٹکٹس دیے تھے وہ میں تمام کینسل کرنے جا رہا ہوں۔ جناب سپیکر! چونکہ اس کو بہت زیادہ لوگ چھوڑ گئے تھے۔ اگر ایک حلقے میں 10 candidates تھے ایک کو ٹکٹ ملا اور 9 لوگ چھوڑ گئے اور انہوں نے investment بھی بند کر دی ہے انہوں نے جلوسوں میں بھی آنا بند کر دیا ہے انہوں نے پہرے دینے بھی بند کر دیے۔ تو اب اس نے ایک نیا فراڈ کیونکہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ فراڈیہ آدمی ہے آپ نے دوسرا لفظ کا مجھے منع کیا ہے کہ آپ نے نہیں کہنا اور وہ میں نہیں کہتا۔ لوٹ مار اس کا کام ہے۔ اب لوٹ مار کے لیے پنجاب کے دیے ہوئے تمام ٹکٹس یہ cancel کرنے لگا ہے۔ ایک دفعہ پھر یہ بندر کا کھیل شروع کرنے لگا ہے سب کو پیچھے لگانے لگا ہے کہ دوبارہ ٹکٹوں کی تقسیم میں خود کروں گا۔ تمام جو لوگ جن کو پہلے ٹکٹس نہیں ملے وہ میرے گھر پر آ کر پہرہ بھی دیں اور میرے جلسوں میں بھی آئیں میری ریلیوں میں بھی آئیں میری حفاظت بھی کریں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تو میں پنجاب کے ان لوگوں کو اس ہاؤس کے ذریعے یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ خدا کے لیے اس فراڈیے سے بچیں۔ یہ ایک دفعہ پھر آپ سے فراڈ کر کے لوٹنے کے لیے تیاری کر رہا ہے۔ اس کی اس تیاری کو ناکام بنائیں۔ یہ اب اکیلا رہ گیا ہے۔ پرسوں ہمارے شہر میں اس نے ہڑتال کی کال دی تھی فیصل آباد میں اور اس کال پر 20 لوگ بھی نہیں تھے۔ جناب سپیکر! یقین جانیں میں آپ کو حلفاً کہہ رہا ہوں کہ 20 آدمی نہیں تھے۔ یہ اب اس کی حالت ہو چکی ہے۔ یہ اب تنہائی کا شکار ہے، مایوس ہے۔ میں پنجاب کے عوام کو خصوصی طور پر اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لیے اس شر سے، اس فتنے سے اور اس شیطان سے بچیں۔ بہت مہربانی شکریہ۔

جناب سپیکر: میر منور علی تالپور۔

میر منور علی تالپور: Thank you very much۔ اس وقت ہم سندھ واسی بہت پریشان ہیں کیونکہ ہمیں پانی کا اپنا شیئر نہیں مل رہا ہے۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ downstream ہمارے پاس گڈو بیراج 25 سے 26 ہزار کیوسک پانی ہے۔ تو جناب عالی! اس طرح Indus river کے اوپر پانی کی اگر shortage ہو گی اور مرکز خاموش رہے گا تو ایک صوبہ بلکہ اس کے ساتھ دو صوبے اور بھی ہیں بلکہ بلوچستان برے طریقے سے متاثر ہوتا ہے۔ ایک گزارش یہ ہے اور میں نے سنا ہے کہ ہمارے پڑوسی ملک نے دریا انڈس کے اوپر ایک tunnel بنا کر اس کے اندر سے وہ پہاڑوں میں سے tunnel کر کے ہمارا پانی لے کر آگے انہوں نے ایک ڈیم بنا دیا ہے۔ ہماری حکومت خاموش ہے۔ اگر اتنا بڑا Indus river کے اوپر treaty ہے ان کی before partition there was a treaty on river Indus اور other جتنے بھی river ہیں ستلج، بیاس تو آپ لوگوں نے یا پاکستان کی گورنمنٹ نے بیچ دیا ہے خود ان کو واپس دے دیا ہے۔ اب راوی، چناب اور پنجاب والے بڑے بھائیوں کے پاس ہے۔ تو ہم چھوٹے بھائیوں نے کیا قصور کیا ہے کہ ہمیں پانی اس وقت نہیں مل رہا ہے۔ ,Unfortunately ہماری کمیٹی کے ممبر ہیں نواب یوسف تالپور صاحب اور ان کی طبیعت ناساز ہے اور کافی عرصے سے ہماری کمیٹی کی میٹنگز نہیں ہو سکی ہیں۔ میں آپ کے توسط سے اور آپ کی چیئر سے گزارش کروں گا کہ آپ intervene کریں اور آپ ہم ممبران کو سنیں، بلوچستان کے بھی، سندھ کے بھی اور آپ مہربانی کریں کہ ہمیں اپنا share ملے۔ اس وقت ایک صوبے کو پانی ملے اور دوسرے صوبے میں بالکل خراب حالت ہو۔

پچھلے سال ہم سندھ کے لوگ ویسے ہی سیلاب کی وجہ سے برباد ہو گئے کہ اتنا بڑا سیلاب آیا، ساری فصلیں تباہ ہو گئیں۔ آپ سندھ سانگھڑ میں رہے ہیں، آپ کی کافی سندھ کے ساتھ محبت ہے۔ آپ ماشاءاللہ سندھی اچھی بول لیتے ہیں۔ میں آپ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ اس میں کچھ کریں گے۔ Thank you very much۔

جناب سپیکر: شکریہ تالپور صاحب۔ جناب مرتضیٰ جاوید عباسی صاحب۔

وزیر برائے پارلیمانی امور (جناب مرتضیٰ جاوید عباسی): آٹے کے حوالے سے **محسن داوڑ صاحب** نے بات کی۔ خیبر پختونخوا میں شدید shortage کے ساتھ قیمتوں میں بھی بے تحاشہ اضافہ ہو گیا ہے۔ جب پنجاب میں کٹائی شروع ہوئی ہے، توکل وزیراعظم صاحب کے نوٹس میں اس کو لایا گیا ہے۔ مشیر وزیراعظم امیر مقام صاحب اور میں نے بھی کہ فوری طور پر یہ جو پابندی ہے، جس طرح **محسن داوڑ صاحب** نے کہا ہے کہ کوئی باضابطہ طور پر کسی notification یا پنجاب کی حکومت کے فیصلے پر نہیں ہے بلکہ یہ verbal directions ہیں۔ انشاءاللہ آج اس پر ہم فیصلہ کرواتے ہیں تاکہ خیبر پختونخوا میں جو آٹے کی shortage ہے اور قیمتوں میں اضافہ ہے اس کو control کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ مولانا عبدالاکبر چترالی صاحب آپ کا بھی یہی سوال تھا؟

مولانا عبدالاکبر چترالی: جناب سپیکر! شکریہ۔ یقیناً کراچی سے لے کر چترال تک، گوادر سے لے کر خیبر تک یہ ایک ملک ہے اور اس میں قوانین سب کے لیے ہیں، آئین کی بھی الحمدللہ آپ گولڈن جوبلی منا رہے ہیں۔ آئین نے بھی سب لوگوں کو ایک جیسے حقوق دیے ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! اس وقت صورت حال یہ ہے کہ جو ٹرک چوری چھپے وہاں سے آٹا لے کے آتے ہیں ان سے ایک لاکھ روپیہ فی ٹرک رشوت لی جاتی ہے۔ خیبر پختونخوا کے لوگ انتہائی ذہنی اذیت سے گزر رہے ہیں۔ ایک تو shortage ہے اور اس صورت حال میں پھر اگر پنجاب کے خلاف نفرت بھی اس پر پیدا ہو رہی ہے اور یہ پیدا نہیں ہونی چاہیے اور ایک صوبہ اگر دوسرے کے خلاف ہو جائے تو ملک آگے نہیں چل سکتا۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ وزیراعظم صاحب نے ایکشن لیا ہے اور لے رہے ہیں۔ اس پر بھی آپ توجہ دیں کہ یہ رشوت کیوں لی جا رہی ہے، جا بجا ان کو تنگ کیوں کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! یہ ایک مستقل سلسلہ ہے اور سلسلے کو بند ہونا چاہیے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب والا! میری پھر گزارش ہوگی کہ یہ آپ کا ہی دن ہے۔

16 مئی 2023ء

ڈی جی آئی ایس پی آر کی طرف سے خبر

جناب سپیکر: محسن نماز ظہر کا پندرہ منٹ کا وقفہ کر لیں؟ محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: سپیکر صاحب! صرف ایک منٹ بولوں گا۔ ہماری Standing Committee کی میٹنگ بھی جاری ہے۔ I wanted to talk earlier also. جناب سپیکر! یہ جو کچھ پچھلے چند دنوں میں ہوا اسی کے تسلسل میں کل ایک آئی ایس پی آر کی press release آئی۔ اس میں یہ کہا گیا کہ ہم trial کریں گے ان سب لوگوں کو آرمی ایکٹ اور Secret Services Act کے تحت۔ جناب سپیکر! یہ جو کچھ تشدد ہوا اس کو کوئی بھی justify نہیں کر سکتا۔ پھر بات وہاں پر آجاتی ہے کہ طاقتور پر بس نہیں چلتا اور کمزور پر غصہ ٹھنڈا نہیں ہوتا کہ جو لوگ اس لیول تک پہنچے ہیں، اس mindset تک پہنچے ہیں کہ وہ جب نکلتے ہیں وہ سب کچھ گرا دیتے ہیں، جلا دیتے ہیں۔ ان کو یہاں تک کس نے پہنچایا؟ اس کے بارے میں کوئی نہیں سوچتا اور نہ ہی کوئی بتاتا ہے۔ یہ کوئی ایک دن کی بات نہیں تھی۔ یہ جو hybrid regime impose کیا گیا اس ملک کے اوپر اس کے جو Architects تھے وہ سب معلوم ہیں، جو directors ہیں وہ سب معلوم ہیں۔ اگر واقعی کوئی ایکشن لینا ہے تو ان لوگوں کے خلاف لیں۔ جو پچھلی فوجی قیادت تھی انہی نے ان کو install کیا وہ سب مان بھی رہے ہیں اور عمران خان خود بھی مان رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ جو آرمی ایکٹ اور Secret Services Act کے تحت civilians کو trial کرنے کی جو بات ہے یہ انتہائی خطرناک ہے۔ میں یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہوں being a political worker اور یہ ہاؤس اس بات کا گواہ رہے گا کہ اس سے پھر بچے گا کوئی بھی نہیں۔ یہ ایک norm بن جائے گا اور precedent بن جائے اور پھر تمام political workers کو یہ چیز کاٹے گی۔ اس سے کوئی بھی پھر بچ نہیں پائے گا۔ فی الحال وقتی کسی کو کچھ نہ کچھ فائدہ ہو جائے گا لیکن تاریخ پھر گواہ ہے کہ جو

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ایک کام کسی بھی مقصد کے لیے ایک دفعہ ہو جائے اس کو پھر آپ undo کرنے کے لیے شاید آپ کو بہت کچھ کرنا پڑے۔ یہ مناسب نہیں ہے اور اس پر حکومت کو غور کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ کی بات آگئی۔ ایک بات ہم سب کو میرا خیال ہے بطور پاکستانی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ کوئی ملک بھی اس چیز کی اجازت نہیں دے سکتا کہ اس کے حساس اداروں کے اوپر اس طریقے سے حملے کی جائیں، اس کے جی ایچ کیو کے اوپر حملہ کیا جائے اور کور کمانڈرز کے گھروں پر حملہ کیا جائے، یہ تو نہ سیاست ہے، نہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی دہشت گردی کا کوئی extreme قسم کا نظام ہے۔ یہ سب چیزیں ہمیں اپنے ذہن میں رکھنی چاہییں۔

میں نماز ظہر کے لیے پندرہ منٹ کا وقفہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد آکے ملتے ہیں۔

(اجلاس کی کارروائی نماز ظہر کے لئے پندرہ منٹ تک کے لئے ملتوی کر دی گئی)

30 مئی 2023ء

ڈالر کی قیمت میں بے قابو اضافہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن داوڑ صاحب! آپ move کرتے ہیں Item No. 02 کو؟

جناب محسن داوڑ: جی۔ جناب ڈپٹی سپیکر: جی move کریں۔

Mr. Mohsin Dawar: I beg to invite attention of the Minister for Finance and Revenue to a matter of urgent public importance regarding uncontrolled hike in Dollar rate in the open market in the country, causing grave concern amongst the public.

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

17 جون 2023ء

بجٹ پر بحث

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2023-24

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب سپیکر! بجٹ سیشن میں debate ہوتی ہے جو آنے والے سال کے لیے منصوبہ بندی کی ہوتی ہے۔ لیکن جو political environment ہے اس کو دیکھتے ہوئے انسان سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ ہم کہاں سے شروع کریں اور کہاں پر اس کو ہم end کریں۔ کل رات کا یہی ارادہ تھا کہ ہم بجٹ پر بحث کریں گے، growth rate پر بحث کریں گے۔ اپنی جو inflation ہے اور ہمارے جو Foreign Exchange Reserves ہیں اور ہمارا جو Current Account Deficit ہے۔ ان تمام issues پر بحث ہوگی۔ لیکن صبح جب ہم اٹھے تو social media پر دیکھا کہ ہمارا ایک دوست اور PTM کے رہنما اور ایک بڑے فعال activist **عالمزیب محسود** جو کہ enforced disappearances پر انہوں نے کافی کام کیا ہے اور وہ باقاعدہ data collection میں کئی سال سے وہ مصروف تھے۔ تو کل رات اس کے گھر ہر چھاپہ مارا گیا اور اس کو اپنی بھتیجی کے ساتھ وہاں سے اس کو اٹھالیا گیا اور صبح جب اس کو عدالت میں پیش کیا گیا اور پوری رات اس پر تشدد بھی ہوا اور جب اس کو عدالت میں پیش کیا گیا تو اس پر چرس کا پرچہ کاٹا گیا۔ اب جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ 75 سال سے ہم ایک ہی دائرے میں گھوم رہے ہیں جب ہم وہاں پر تھے تب بھی یہی کچھ ہو رہا تھا۔ اب جب ہم یہاں پر آگئے ہیں تو تب بھی وہ ہی کچھ ہو رہا ہے اور پھر کل جب وہاں پر جائیں گے تو شاید یہی تسلسل پھر بھی چلتا رہے گا تو ایسی صورتحال میں جب ہم بجٹ کے figures اور اپنے growth rate کو دیکھتے ہیں پھر اپنی معیشت کو دیکھتے ہیں۔ یہاں ملک میں جو investment ہے اس کو ہم دیکھتے ہیں تو معیشت کیوں بہتر ہوگی ہمارے exports کیوں بڑھیں گے۔ کیوں، جب یہاں پر اس طرح کا سیاسی ماحول جب تک ہوگا کہ سیاسی ورکرز کو اٹھایا جائے گا اور اس کو چرس کے پرچوں میں اندر کیا جائے گا۔ مطلب دنیا میں کوئی اتنا بے وقوف ہے کہ وہ آئے گا اور پھر اس ملک میں investment کرے گا۔ اور یہ اب پوری دنیا نے بات کہنا شروع کردی ہے مطلب یہ IMF کی Chief Nathan Porter پاکستان میں جو ان کی سربراہ ہیں اور انہوں نے اپنی statement میں واضح طور پر کہہ دیا۔ ان کے بغیر ہم اپنا ملک ہی نہیں چلا سکتے ہیں۔ یہ جو موجودہ بجٹ ہم نے پیش کیا ہے۔ یہ بھی ہم ان کے بغیر نہیں چلا سکتے ہیں اور اب انہوں نے باقاعدہ dictation بھی دینا شروع کردی ہے اور وہ کہتی ہیں کہ

We take note of the recent political developments and while we do not comment on domestic politics. We do hope that a peaceful way forward is found in the line with the Constitution in rule of law.

اب یہ جب آپ کا اپنا ہاؤس in order نہیں ہوگا تو پھر دنیا تو یہ بات کہے گی اب اور پھر آپ میں وہ confidence بھی نہیں ہوگا کہ پھر آپ اپنے آپ کو defend کرسکیں۔ دنیا کے کسی بھی forum میں، مطلب اس کو کون justify کر سکتا ہے کہ ایک political worker کو آپ اٹھائیں اور اس کے اوپر چرس کا پرچہ۔ مطلب قانون اور بالکل اندھیر نگری ہے۔ جس کا جہاں پر جتنا بس چلتا ہے وہ اس کا اتنا ہی misuse کرتا ہے اور قانون کو، میں ہمیشہ سے کہتا آرہا ہوں کہ weaponize کیا گیا ہے۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب محسن داوڑ: قانون کو جس مقصد کے لئے بنایا گیا ہے اس مقصد کے لئے نہیں استعمال کیا جاتا۔ قانون کو آوازوں کو دبانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور بدقسمتی سے یہ اب بھی ہو رہا ہے تو میں گزارش کروں گا اب یہ بھی پتہ نہیں چل رہا کہ otherwise بھی ہم نے یہ example دیکھی ہیں لیکن اب تو یہ جو نگران حکومتیں ہیں وہ ویسے بھی بڑی کمزور ہوتی ہیں، وہ تو ویسے ہی انہوں نے dictation کے ذریعے ہی سسٹم کو چلانا ہوتا ہے۔ لیکن یہ بڑا افسوسناک ہے جناب سپیکر! یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ جس مقصد کے لئے PDM بنی تھی جو initially جو Charter of Demand تھا وہ مطلب جب یہاں پر ان کو اقتدار ملا

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

وہی چیز پھر بھی repeat ہو رہی ہے۔ تو میرا خیال میں یہ بڑا ایک افسوسناک عمل ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ اور اس کی روک تھام اگر کسی بھی stage پر نہیں کی گئی۔ دیکھیں Charter of Democracy میں ایک ایسی stage آئی تھی جب ہماری ملک کی سیاسی تاریخ میں ان چیزوں کو روکا گیا اور اس کے بعد حکومتیں بدلیں لیکن اس لیول کی political victimization پھر کبھی نہیں ہوئی۔ اب ہم پھر یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ جو hybrid regime جس طریقے سے install کی گئی تھی اور اس کی تسلسل میں ابھی تک یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کو روکنا ہوگا۔ اگر نہیں روکا تو پھر وہ ایک ہی circle میں یہ سارا سلسلہ چلتا رہے گا۔ کوئی بھی نہیں بچے گا۔ مجھے ابھی بھی یاد ہے کہ نومبر 2021ء میں وہاں پر میں نے تقریر کی تھی اور وہ اس وقت یہاں پر پی ٹی آئی والے بیٹھے تھے اور اس وجہ سے میں نے تقریر کی، وہ کوئی ایک بل لا رہے تھے جس پہ انہوں نے کہا تھا کہ بھئی جو کوئی فوج کے خلاف بولے گا اس کے خلاف اتنی اتنی ان کو سزا ہو گی۔ اب وہاں پر جب ہم نے اس پہ اعتراض کیا۔ یہاں سے پی ٹی آئی والے بڑے بڑبڑا رہے تھے کہ بھئی یہ وہ کر رہا ہے۔ تو اس وقت بھی میں نے ان کو کہہ دیا تھا کہ یہ وقت بڑا کم ہے۔ یہ کل آپ ہی کو کاٹے گا۔ وہ پھر practically سب کچھ دیکھ لیا۔ مطلب اس کو روکنا ہو گا کسی نہ کسی stage پر۔

معیشت بھی، تب یہاں پر آج کل Charter of Economy پہ بہت زیادہ بحث ہو رہی ہے لیکن economy مطلب کس طرح اس پر آپ debate کر سکتے ہیں، کس طرح اس میں آپ بہتری لا سکتے ہیں۔ جب آپ کی سیاسی صورت حال یہ ہو جائے، جب ملک میں قانون اور آئین نام کی کوئی چیز ہی نہ ہو تو سیاسی صورت حال جب stable نہ ہو تو پھر معیشت تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ یہاں پر investment آئے اور آپ کی growth rate بڑھے اور آپ کی foreign exchange reserves وہ بڑھے۔

باقی وہ جو یہاں پر law and order کی situation ہے میں تفصیل سے اس پہ بات کرنا چاہتا تھا کہ یہ بجٹ کے جو figures ہیں کیا کیا situation ہے۔ لیکن میں اس پہ کیونکہ یہ جو حالات دیکھ رہا ہوں۔ آج صبح جو ہوا اس کے بعد میرا دل نہیں کر رہا کہ اس پر میں بہت زیادہ کچھ تفصیل سے بولوں۔ لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ ساتھ ہی ساتھ یہ جو law and order کی situation ہے اس میں وہ بھی دن بہ دن بگڑ رہی ہے اور وہ میں اس اسمبلی میں پہلے دن سے جب میری تقریر تھی اس سے لے کر

آج تک میں تسلسل یہ بات کرتا رہا ہوں کہ
تب ہمیں پھر جا کر کبھی یاد آتی ہے۔ law and order کی situation دن بہ دن بگڑتی ہے، کوئی بہت بڑا سانحہ ہوتا ہے
دن سے زیادہ نہیں، وہ بھی صرف ایک دن اس پر بحث ہوتی ہے پھر باقی خیر خیرت ہے۔ ایک آدھ national security کی meeting یہاں بلائی جاتی ہے اور اس کے علاوہ ایک
تو ڈپٹی سپیکر صاحب! آپ بھی، آپ کو بھی پتہ ہے کہ الیکشن آنے والا ہے اور الیکشن campaign آپ کے لئے کتنی مشکل
ہو گی اور پھر ہمارے لیے کتنی مشکل ہو گی بالکل میدان جنگ ہے اور وہاں پر باقاعدہ ایک conventional war کی تیاری کی
جا رہی ہے اور بدقسمتی یہ ہے کہ جو mainstream پاکستان ہے وہ اس پورے عمل سے بالکل غافل ہیں۔ تو یہ تو یہاں دو چیزیں ہیں
یا تو deliberately وہ space دی جا رہی ہے کہ بھئی یہ علاقہ کسی اور کے حوالے کر دیا جائے اور یا مثال پھر وہ matter کیونکہ وہ
بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ matter نہیں کرتا، جو بھی وہ وہاں پہ mainstream پاکستان کے سرحد پہ کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن یہ
چیز دیکھیں ناں پھر رکتی نہیں ہیں۔ Initially افغانستان میں جو کچھ ہو رہا تھا یہاں پہ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ بھئی یہ ہمارا مسئلہ نہیں
ہے لیکن نہ پھر خیبر پختونخوا بلکہ یہ پورے ملک میں یہ چیز پھر پھیلے گی۔ پہلے ہی جو جنگ ہوئی ہے یہاں پر جو operations ہوئے
ہیں ان operations کے نتائج ہم نے دیکھے ہیں کہ وہاں پر صرف بازار مسمار ہوئے ہیں، اور میرانشاہ بازار کے جو متاثرین تھے میں
یہاں یہ بات صرف اس لئے کر رہا ہوں otherwise میں بجٹ پر تقریر نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ ان لوگوں کے مطالبات ہیں جو
میرانشاہ بازار کے متاثرین ہیں وہ بے چارے، ابھی تک ان کو compensation نہیں ملی۔ پچھلی دنوں ہماری steering
committee کی یہاں پر meeting ہوئی **احسن اقبال صاحب** کی سربراہی میں تو کچھ رقم تو اس میں انہوں نے وہ مختص کی لیکن
وہ جو باقی بقایاجات ہیں اس پر بھی تفصیلی، اس پہ اس کا بندوبست بھی، اس پہ تھوڑا سا نظر ثانی کی ضرورت ہے اور وہ اس کی
allocation بھی ہونی چاہیے۔ کیونکہ تین سال، چار سال ایک ongoing project ہے تو جتنے بھی بقایاجات ہیں میرانشاہ بازار
کے اور اس کے بعد اور بھی مختلف جو commercial losses ہیں نارتھ وزیرستان کی میر علی میں، دتہ خیل میں دیگان اور غلام
خان مختلف جگہوں پہ اس کی بھی assessment ہونی چاہیے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ایک اور چیز جو tax exemption ہے ہم نے پرائم منسٹر صاحب سے تو بات کی ہے کہ جس مقصد کے لیے یہ tax exemption دی گئی تھی ہمارے ex-FATA اور PATA کو کہ بھئی تھوڑی یہاں پر industry لگے اور یہ at par آئیں دوسرے علاقوں کے برابر آئیں۔ وہ اس سے وہ فائدہ اٹھایا نہیں گیا کیونکہ ابھی تک وہاں پر land disputes وغیرہ x, y, z یہ چیزیں ہیں اور law and order کی situation ایسی ہے کہ وہاں پر کوئی investment کرتا نہیں ہے تو پھر وہ ٹیکس exemptions کا جس مقصد کے لئے دیا تھا تو ابھی تک وہ فائدہ لوگوں نے اٹھایا نہیں ہے۔ تو یہ جو ہے اس سال پورا ہو رہا ہے تو اس میں بھی tax exemption دینی چاہیے۔ وہ اس کو تو مزید دس سال تک بڑھنا چاہیے۔ اس پر ہم نے amendment بھی جمع کرادی ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ جو route CPEC ہے یہاں پر غلام خان border جو ہے وہ ایک سب سے جو shortest route ہے ہمارے port سے Central Asia تک تو وہ ہم مشکور ہیں کہ اس دفعہ اس کی feasibility study کے لئے کچھ رقم مختص کر دی گئی ہے لیکن امید ہے کہ آنے والے دنوں میں اس کو باقاعدہ CPEC کا حصہ بنایا جائے گا اور اس کو عملی جامعہ پہنایا جائے گا۔

تو میں جناب سپیکر! اجازت چاہوں گا میں کافی کچھ اپنے ساتھ آج لکھ کر لایا تھا بجٹ کے اوپر بحث کرنے کے لئے لیکن آج صبح جو واقعہ ہوا جس طریقے سے **عالمزیب محسود** کو اٹھایا گیا اور اس پر بڑی بے شرمی سے چرس کا پرچہ کاٹا گیا تو یہ انتہائی شرمناک ہے۔ تو اس کے بعد میرا دل نہیں کر رہا تھا کہ میں اس بجٹ پر بہت زیادہ بحث کروں۔ .Thank you very much

19 جون 2023ء

علی وزیر کی گرفتاری

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ہم ہر دفعہ جب یہاں اٹھتے ہیں تو mostly اسی ایشو پر بولتے ہیں کہ کسی نہ کسی ساتھی کو گرفتار کر لیا گیا۔ کسی نہ کسی کو اٹھا لیا گیا۔ آج صبح اطلاع ملی کہ ہمارے ممبر قومی اسمبلی **علی وزیر صاحب** کو **شمالی وزیرستان** سے گرفتار کر لیا گیا۔ اب گرفتاری ہوئی، کس بنیاد پر ہوئی یہ تو ایک الگ سی debate ہے ابھی تک کوئی clue کسی کو نہیں دیا گیا۔ وہاں پر جہاں وہ ہوتے ہیں وہاں سے نکل رہے تھے تو چیک پوسٹ پر ان کو روکا اس کے بعد ان کے ساتھ جو ساتھی تھے جن سے ہمارا رابطہ ہوا ابھی تک ان کو بھی اس کا کوئی whereabouts نہیں بتایا گیا۔ Apparently جو سوشل میڈیا پر چل رہا ہے اور جو صحافی حضرات اپنے sources سے بتا رہے ہیں کہ ان کو پکڑا شمالی وزیرستان میں گیا ہے اور ان کے اوپر کوئی FIA cyber crime کا پرچہ پشاور میں ڈالا گیا ہے۔ تو جناب سپیکر! پھر یہاں پر ہم قانون اور آئین اور یہ چیزیں، مطلب یہ سب کچھ جا چکا ہے۔ یہاں پر کوئی قانون اور آئین نام کی چیز نہیں ہے۔ بہر حال اس پر بعد میں debate کریں گے لیکن جناب سپیکر! اگر آپ at least اتنی معلومات تو کریں کہ charge کیا ہے اور ابھی تک اس کو عدالت میں پیش نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان کا کوئی whereabouts فی الحال پتہ ہے۔ تو اگر ذرا معلومات ہو جائے، باقی تو یہاں پر ویسے بھی اندھیر نگری بن چکی ہے۔

جناب سپیکر! دیکھیں یہ جو اب نیا بل یہاں پر پاس کیا ہے، ہم قوانین پھر کس لئے پاس کرتے ہیں۔ ان کا پھر جب اس طریقے سے مذاق اڑایا جاتا ہے۔ اسی tenure میں ہم نے یہ ایک ایکٹ پاس کیا تھا کہ سیشن کے دوران اگر کسی ممبر کو گرفتار کیا جائے تو سپیکر نیشنل اسمبلی سے permission لی جائے گی۔ ساتھ ہی ساتھ اس کے Production Order کی بات ہے کہ وہ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

بھی by default خود ہی ایشو ہو گا۔ تو سیشن جاری ہے، سپیکر نیشنل اسمبلی سے permission نہیں لی گئی یہ تو مطلب arrest نہیں اس کو تو ہم اغواہی کہہ سکتے ہیں۔

23 جون 2023ء

جوبائیڈن اور انڈیا پرائم منسٹر کی ملاقات

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! وہ ایشو جو یہاں پر raise ہوا اور انڈیا پرائم منسٹر اور جوبائیڈن کی ملاقات کے بعد ان کی جو communiqué پبلک ہوئی ہے۔ اس میں پاکستان کے حوالے سے جو بات کی ہے اس میں خواجہ صاحب نے بھی وزیر دفاع صاحب نے بھی اس پر بات کی۔ فارن افیئر کی کمیٹی کے پلیٹ فارم پر بھی ان تمام ایشوز کو پچھلے دنوں ہماری ایک public hearing میں جس پر ہم نے کافی debate کی۔ میں بھی ان سے متفق ہوں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اپنے ہاؤس کو in order کرنا چاہیے۔ جب آپ کی اپنی صفیں درست ہوں گی اس کے بعد پھر آپ پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکے گا۔ جناب سپیکر! جب ہم خود ہی مانتے ہیں کہ ہم نے کرائے کی جنگیں لڑی ہیں تو وہ چیزیں ابھی تک موجود ہیں۔ پھر تو لوگ یہ الزام ضرور لگائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آگیا۔

پشاور ہائی کورٹ کے ججز کی تعداد کو بڑھا دیا جائے

جناب محسن داوڑ: ایک اور چیز بلکہ آخری چیز جناب سپیکر! ہمارے پشاور ہائی کورٹ میں ججز کی تعداد انتہائی کم ہے۔ پچھلی حکومت میں ایک پرائیویٹ ممبر بل۔۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر ان دی ہاؤس۔ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب محسن داوڑ: as a Private Member ایک بل میں نے submit کیا تھا اور وہ جب اسٹینڈنگ کمیٹی میں وہ بل آیا تو اس میں اس وقت کے جو لاء سیکرٹری تھے ابھی بھی وہی ہیں انہوں نے کہا تھا کہ گورنمنٹ نے خود اپنی سمری move کر دی ہے لہٰذا آپ اپنے بل کو واپس لیں۔ میں نے اپنا بل واپس ابھی تک نہیں لیا لیکن ان کی سمری ابھی تک approve نہیں ہوئی۔ **اسحاق** ڈار صاحب بھی اس وقت موجود ہیں۔ اگر **اسحاق ڈار صاحب** تھوڑی توجہ دیں۔

جناب سپیکر: Order in the House please آپ چیمبر میں تشریف لائیں یہ مسئلہ دیکھتے ہیں انشاء اللہ۔

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! ایک final comment ہے۔ لاء منسٹری کہہ رہی ہے کہ وہ سمری فنانس میں رکی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: داوڑ صاحب! off-hand تو پتہ نہیں چلے گا آپ میرے پاس چیمبر میں آئیں گے تو ہم حل نکال لیں گے۔

جناب محسن داوڑ: اوکے۔ انشاء اللہ۔

ANNOUNCEMENT REG: CONTINUATION OF BUDGET SESSION DURING WEEKEND (SATURDAY & SUNDAY)

جناب سپیکر: یہاں میں فاضل ممبران کے لیے ایک important announcement کرنا چاہ رہا ہوں کہ Saturday and Sunday دونوں دن اجلاس ہو گا اور بجٹ پر کارروائی ہو گی اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کو آگے بڑھائیں گے۔ ایوان کی کارروائی بروز ہفتہ، 24 جون، 2023ء، دن گیارہ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(ایوان کی کارروائی بروز ہفتہ، 24 جون، 2023ء، دن گیارہ بجے تک ملتوی کر دی گئی)

24 جون 2023ء

شمالی وزیرستان کی گیس

جناب سپیکر: محسن داوڑ صاحب بات کرنا چاہ رہے ہیں بڑی دیر سے کوئی۔

جناب محسن داوڑ: شکریہ سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! گیس کے بارے میں بات ہو رہی تھی اور **شمالی وزیرستان** بھی تقریباً وہاں پر جو گیس identify ہو چکی ہے۔ تقریباً 1 trillion cubic feet تک وہ جو ابھی تک انہوں نے بتایا کہ 1 trillion cubic feet تک گیس یہاں پر موجود ہے۔ اور یہ تقریباً ڈیڑھ بلین ڈالر کی جو foreign remittance ہے جو ہم pay کرتے ہیں LNG کو import کرنے کے لیے، اس سے قومی خزانے کو saving ہو گی۔ اب گزارش یہ ہے جناب سپیکر! کہ ایک تو ہم نے یہاں پر، مجھے نہیں یاد کہ آخری دفعہ کب ہم نے Petroleum Minister کو یہاں پر دیکھا تھا۔ اگر آپ کو یاد ہو تو آپ بتا دیں ہمیں تو یہ نہیں یاد کہ آخری دفعہ ہم نے ان کو کب دیکھا تھا یہاں پر۔ اور last time بھی اسی ایشو پر ہم نے Call Attention جمع کرایا ہوا تھا میں نے، **جمال الدین صاحب** نے، **علی وزیر صاحب** I don't know اس وقت میرے خیال میں وہ جیل میں تھے اس وقت بھی۔ تو وہ اس کو ہم نے request کی تھی کہ اس کو کمیٹی میں refer کیا جائے۔ تو نہ وہ چیز کمیٹی میں refer ہوا ہے، نہ یہاں پر اس نے کوئی تسلی بخش ہمیں جواب دیا ہے۔ تو گیس وہاں سے پائپ لائن جاری ہے اور لوکل جو ہے تو وہی سوئی والا کیس جو ہے اس کا ہی action replay ہے۔ ہمیں پتہ نہیں ہے کہ بھئی یہ گیس نام کیا چیز ہوتی ہے لوکل لوگوں کو کوئی provide نہیں کی جا رہی ہے اور اس کی پائپ لائنز بچھائی جا رہی ہیں تقریباً میانوالی تک پہنچ گئے ہیں۔ تو یہ نامناسب ہے اور پھر اگر کوئی پھر کل، تو ذرا اس کو آپ گزارش کریں مطلب ہم نے پہلی بھی request کی تھی جب Call Attention پر یہ بات ہم نے اٹھائی تھی کہ اس کو کمیٹی میں بھیج دیں گے خصوصی یہ نارتھ وزیرستان کا specific جو گیس مسئلہ ہے اس پر کافی وہاں پر احتجاج بھی ہوئے ہیں اور یہاں پر پرائم منسٹر صاحب نے ایک کمیٹی بھی بھیجی وہ وہاں پر انہوں نے پھر وعدے وعید بھی ان کے ساتھ ہوئے لیکن ابھی تک

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ان کے مسائل کی حل تو دور کی بات ان سے بات تک نہیں ہوئی کہ بھئی ہم آپ کو کیا دے رہے ہیں یہ اس کے مد میں اور آئین اس کے بارے میں clear ہے یہاں پر مجھ سے پہلے **شازیہ مری صاحبہ** نے بھی اس کا quote کیا ہے کہ province کا اس میں کیا حق ہے، concerned district کا اس میں کتنا حق بنتا ہے۔ تو وہ اس پر گزارش ہے اس ایشو کو، خصوصاً یہ نارتھ وزیرستان کے ایشو کو آپ کمیٹی میں بھیجیں۔ پچھلی دفعہ بھی ہم نے request کی تھی کمیٹی میں بھیجا گیا تھا لیکن پھر وہ بات غائب ہو گئی۔

جناب سپیکر: بالکل میں جتنے بھی اس وقت فاضل ممبران نے گیس، یہ جو نیشنل گیس کے حوالے سے جو issue raise کیے ہیں میں انہیں concerned Standing Committee میں بھیجتا ہوں with the direction کہ عید کے فوراً بعد اس کی میٹنگ کی جائے اور اس کی رپورٹ اس ہاؤس میں پیش کی جائے۔

20 جولائی 2023ء

عتیق داوڑ صاحب کی سہادت پر اظہار تعزیت

جناب سپیکر: شکریہ۔ محسن داوڑ صاحب! اگر مختصر کر لیں تو We are on the way.

جناب محسن داوڑ: شکریہ جناب سپیکر! میں انتہائی مختصر بات کروں گا۔ مجھے اندازہ ہے کہ legislation کافی ہے لیکن جناب سپیکر! مجبوری ہوتی ہے بات کرنا اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ جب دیکھتے ہیں اپنے ساتھیوں کو میں اس وقت چائنہ میں تھا پارلیمنٹ کے ایک delegation کے ساتھ اور اس وقت مجھے اطلاع ملی اپنے حلقے سے ہمارے بڑے قریبی دوست **عتیق داوڑ صاحب** جو ہماری پارٹی کے لوکل رہنما تھے۔ ان کو target killing میں وہاں پر شہید کیا گیا اور تحقیقات ہم تو کیا کریں گے کیونکہ وہ تو نہیں ہوئی کیونکہ وہاں پر تو State writ تقریباً ختم ہو چکی ہے اور اس بات کو میں تقریباً جب سے اس پارلیمنٹ کا ممبر بنا ہوں، بار بار اس چیز کو میں repeat کرتا آرہا ہوں کہ وہاں پر حالات کس طرف چلے گئے ہیں اور ان کی تحقیقات تو دور کی بات، پرچہ کاٹنے میں بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تو **عتیق داوڑ صاحب** ہمارے دوست ہیں اور پچھلے پانچ سال میں ہم نے دیکھا ہے ساتھیوں کو وقتاً فوقتاً ایک ایک کو ٹارگٹ ہوتے ہوئے۔ گلہ ہمارا تب آتا ہے کہ جو mainstream پاکستان ہے ان کے لیے یہ چیزیں matter نہیں کرتیں اور اس وقت تک matter نہیں کرے گی۔ اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو۔ لیکن جب یہ ان کی گھر کی دہلیز تک یہ بات نہیں پہنچے گی اس وقت تک یہ بات matter نہیں کرے گی۔ لیکن دو blast ہوئے ہیں پچھلے دو دنوں میں، پشاور میں ہوا ہے، باڑہ میں ہوا ہے، دونوں یہ suicide blasts ہیں۔ آپ دیکھیں ناں جس شدت کے ساتھ suicide blast پھٹ رہے ہیں یہ ایک بہت تشویش کی بات ہے۔ یہاں پر seriousness کا ہم نے تماشا دیکھا ہوا ہے کہ جب پشاور کا blast ہوا اس کے بعد seriousness کتنی تھی، Joint Session بلایا گیا اس میں کتنی seriousness تھی، کتنی دفعہ اس پر debate ہوئی۔ نہیں

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہوتی۔ بہر حال وہ اس وقت تک نہیں ہوگی جس طرح میں نے کہا کہ جب تک یہ چیز mainstream پاکستان کی دہلیز تک نہیں پہنچتی۔

اغوا گردی کی روک تھام کی جائے

دوسری چیز جناب سپیکر! ٹانک کے ایک رہائشی **خالد بھٹنی** جو کہ ایک سیکورٹی گارڈ تھے کمپنی میں اس کو اغواء کیا گیا کشمور میں یا کچے کے جو ڈاکو ہیں اور ان کی ایک routine بن گئی ہے۔ لوگوں کو اٹھاتے ہیں پھر ان پر تشدد کرتے ہیں اور پھر ویڈیو وائرل کرتے ہیں تو اس بیچارے کے اوپر بھی تشدد ہو رہا ہے اور اس کے قبیلے کے لوگ وہاں پر گئے ہوئے ہیں انہوں نے وہاں پر روڈ بھی بند کیا ہے۔ لیکن ابھی تک ان کا کوئی پتہ نہیں چل رہا ہے تو اس پر بھی اسی پلیٹ فارم سے اگر سندھ گورنمنٹ سے گزارش کی جائے کہ وہ اس پر ایک رپورٹ جمع کرائے کہ کیا کیا ہے انہوں نے ابھی تک اس شخص کی بازیابی کے لیے۔ ساتھ ہی ساتھ بھوتانی صاحب نے بھی بات کی جناب سپیکر! بلوچستان کے ضلع وڈھ کے حالات کافی دنوں سے خراب ہیں اور وہاں پر ایک سیاسی شخصیت یہاں پر ہمارے آپ کے، ہم سب کے بڑے محترم **جناب اختر مینگل صاحب** ان کو ایک دانستہ طور پر ان کو corner کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ان کو دیوار سے لگانے کی کوشش کی جارہی ہے اور وہ دن دہاڑے ہو رہا ہے۔ بڑا in the broad day light بڑا openly سب کچھ ہو رہا ہے کہ وہاں پر جو death squad ہے وہاں مطلب ریاست کی اتنی capacity نہیں ہے کہ وہ ان کو روک سکے یا پھر کچھ اور ہے مطلب وہ درپردہ ان کے ساتھ ملی ہوئی ہے ان کو support کر رہی ہے۔ ایک سیاسی شخصیت کو خاموش کرنے کے لیے۔ میرے خیال میں اس سے اس طرح کے معاملات سے سیاسی شخصیات نہ پہلے خاموش ہوئے تھے نہ اب خاموش ہوں گے اور یہ میرے خیال میں یہ اس طرح رکنے والا نہیں ہے۔ لیکن بہر حال پھر بھی پارلیمنٹ کو کردار ادا کرنا چاہیے کہ اس میں اپنا بھرپور وفاقی حکومت مداخلت کرے۔ صوبائی حکومت بھی مداخلت کرے اور اس کی روک تھام ہو۔

آخر میں ایک چیز میں یہ کہوں گا کہ آج کل جو کچھ ہو رہا ہے جو سیاسی ماحول ہم دیکھ رہے ہیں یہ پچھلے 75 سال سے ایک ہی گردش میں ہم گھوم رہے ہیں۔ ایک سیاسی حکومت آتی ہے دوسرے کی مار پیٹ کرتی ہے اور پھر وہ اس کے بعد پھر اس کی طرف

سے بدلا آتا ہے۔ جناب سپیکر! آج کل جو کچھ ہو رہا ہے **تحریک انصاف** کے لوگ جس قسم کے بھی مقدمے میں ملوث ہیں ان کو قانون کے مطابق ان کے ساتھ treatment ہونی چاہیے لیکن قانون کو پھر weaponize بھی نہیں کرنا چاہیے کہ کبھی چرس کا پرچہ کاٹ دیا، کبھی چوری کا پرچہ کاٹ دیا۔ جو کچھ مقدمات ہیں وہ بالکل اس میں عدالت میں ان کو آپ پیش کریں۔ لیکن یہ نہیں کہ راتوں رات ان کے اوپر آپ چوری کا پرچہ کاٹ کر کسی دور دراز ضلع میں منتقل کر دیں اور ساتھ ہی ساتھ جناب سپیکر! ان کے جو رشتہ دار ہیں، پچھلے دنوں ہمارے **جنوبی وزیرستان** کے ایم پی اے ان کے والد **نصر اللہ وزیر صاحب** کو جو ایک retired bureaucrat ہیں، ان کا **پی ٹی آئی** کے ساتھ دور دور تک ان کا تعلق کوئی نہیں تھا۔ ان کو پشاور میں رات کو اٹھالیا ان کو ان سے گھر سے۔ صرف یہ تھا کہ ان کا بیٹا ایم پی اے تھا۔ ساتھ ساتھ ہی اس طرح کے اور بھی بہت کیسز ہیں جن میں بچوں کو، بھائیوں کو اسی طریقے سے اٹھایا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! ایک خدشہ بھی اس کا ظاہر کیا ہے، جناب سپیکر! اس کی پھر یہ repetition ہوگی، مطلب کہ یہ اڑھائی سال سے زیادہ حکومتیں رکنے والی نہیں ہیں یہ تو اب trend بن گیا ہے۔ پھر وہ ان کی حکومت آئے گی اس کے بعد اس کا رد عمل اسی طریقے سے پھر یہی ہوگا۔ جناب سپیکر! تو اس کے لیے روک تھام ہونی چاہیے۔

کوئلہ کان کنوں کے ساتھ انصاف کی جائے

آخری پوائنٹ جناب سپیکر! آج ہماری Human Rights Committee کی میٹنگ تھی۔ اس میں agenda Item تھا کہ ہرنائی میں جو coal miners ہیں ان کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے، ان کے trucks کو جلایا جاتا ہے، ان کی mines میں بارود پھینک کر چلے جاتے ہیں اور مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ وہاں پر ایک ان کا اور FC کے مابین ایک معاہدہ ہوا تھا۔ جس کو پھر صوبائی حکومت نے پھر Cabinet نے پھر Home Department نے سب نے اس کو رد کیا تھا۔ معاہدہ یہ ہوا تھا کہ یہاں پر جو coal miners ہیں وہ FC کو per ton 230 روپے دیں گے۔ جب تک یہ معاہدہ چل رہا تھا اور اس کے بدلے وہ سیکیورٹی دیں گے، سیکیورٹی دینا ان کے لیے تو وہ تنخواہ لیتے ہیں۔ اس کے لیے اضافی پیسے لینے کی کیا ضرورت ہے۔ جب تک وہ معاہدہ چل رہا تھا تب تک ٹھیک تھے اور جب یہ معاہدہ ختم ہوا۔ آج ڈی جی جو تھے بلوچستان کے Mines and Minerals کے اس نے کہہ دیا کہ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جب تک یہ معاہدہ تھا تب تک حالات ٹھیک تھے۔ جب وہ معاہدہ ختم ہوا تو اس کے بعد پھر سے وہاں پر حالات خراب ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ تو جناب سپیکر! یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ جب ریاست بھتہ لینا شروع کر دے تو میرے خیال میں بڑی افسوسناک بات ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آ گیا۔

08 اگست 2023ء

الوداعی تقریر

POINT OF ORDER

جناب سپیکر: جناب محسن داوڑ صاحب۔

جناب محسن داوڑ: بہت شکریہ جناب سپیکر! کہ آپ نے وقت دیا۔ میں اس پارلیمنٹ کی آخری اور الوداعی تقریر کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! آپ کا بھی مشکور ہوں کہ پچھلے ڈیڑھ سال آپ کو موقع ملا، کم از کم وہ صورت حال تو نہیں رہی کہ جب ہم بات کرنا شروع کرتے تھے تو شروع ہوتے ہی پھر ہمارا مائیک بند ہو جاتا تھا۔ آپ نے space دینے کی کوشش کی اور ایک باوقار طریقے سے اس اسمبلی کو چلایا اس پر ہم آپ کے مشکور ہیں اور ہمیں جو وقت دیا اس پر بھی آپ کے مشکور ہیں۔ جناب سپیکر! میں ایک دفعہ پھر اپنے حلقے **شمالی وزیرستان** کے عوام کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے تمام تر حالات کے باوجود۔۔۔۔

(مداخلت)

(اس موقع پر اراکین پریس گیلری اجلاس کی کارروائی کا بائیکاٹ کر گئے)

جناب محسن داوڑ: وہ ہو جائے گا۔ جناب سپیکر! میڈیا نے پھر سے بائیکاٹ کیا ہے اس پر اگر آپ کسی وفاقی وزیر صاحب کو بھیج دیں۔

جناب سپیکر: کل رانا تنویر حسین صاحب نے یہ مسئلہ حل کر دیا تھا تو اب پھر گیلری خالی ہو گئی۔ چلیں ابھی داوڑ صاحب بات کر لیں۔

جناب محسن داوڑ: آپ کسی کی ڈیوٹی لگائیں کہ ان کے پاس جائے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب سپیکر: محسن صاحب! آپ بات کریں لہنی۔

جناب محسن داوڑ: تو میں جناب سپیکر! ایک دفعہ پھر مشکور ہوں اپنے حلقے **شمالی وزیرستان** کے عوام کا کہ انہوں نے ایک پولیٹیکل ورکر کو تمام جو حالات تھے جتنی بھی difficulties تھے ان سب کے باوجود جتنے بھی ایک oppressive environment تھا اس کے باوجود انہوں نے ان سب کا مقابلہ کیا اور مجھے اس ایوان تک پہنچایا اور ان تمام اپنے ساتھیوں کا، اپنے دوستوں کا، اپنے ورکرز کا، پولیٹیکل ورکرز کا ہماری پارٹی کے اس وقت جو بھی ہمارے ساتھ تھے ان سب کا مشکور ہوں کیونکہ حالات ایسے تھے کہ اکثر ہمارے ساتھی جب بھی ہمارے badges کے ساتھ ہمارے پوسٹرز کے ساتھ چیک پوسٹوں پر جاتے تھے تو ان کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا جس کی وجہ سے کئی دفعہ کسی اور سیاسی جماعت کے لبادے میں ہمارے دوست کام کرتے رہے ہیں۔ تو یہ ایک ناممکن کام تھا جس کو ہمارے حلقے کے عوام نے ممکن بنایا تو میں اپنے حلقے کے عوام کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو توقعات تھی ظاہری بات ہے اس ایوان کو جب دور سے ہم دیکھتے ہیں بطور ایک سیاسی ورکر یا بطور ایک عام شہری کے تو حالات کچھ اور نظر آتے ہیں توقعات کچھ اور ہوتی ہیں۔ لیکن جب یہاں پر آتے ہیں تو پھر اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں پر کام نکالنا کتنا زیادہ مشکل ہے۔ اور اختیار کیا ہے پھر یہاں پر اس پارلیمنٹ کے پاس۔ پھر یہاں پر ہمارے ورکرز کے پاس ہمارے MNAs کے پاس کتنا اختیار ہے۔ اس میں ٹھیک ہے کچھ غیر جمہوری قوتیں جو ہیں ان کا بھی ہاتھ ہو گا۔ لیکن کافی حد تک اس میں پھر ہمارا اپنا بھی حصہ ہے، ہمارے اپنی بھی یہاں پر ہمارے جو ساتھی۔ ہمارے MNAs جو وزیر بن جاتے ہیں تو اس کے بعد عام عوام تو چھوڑیں ہمارے اپنے MNAs کے ساتھ ان کا پھر جو رویہ ہوتا ہے تو وہ اس ہاؤس کی بے توقیری میں اس کو طریقے سے اس پارلیمنٹ کی یہاں پر عوام کی جو نمائندگان ہیں۔ اس میں ہماری اپنی بھی کافی اس میں حصہ ہے۔

باقی جو قوتیں ہیں جنہوں نے space چھینا ہے پارلیمنٹ سے وہ تو الگ سی debate ہیں لیکن اس میں ہمارا اپنا بھی حصہ ہے اور اس کو ہم دوسری طریقے سے حل کر ہی نہیں سکتے۔ سب سے پہلے تو ہم نے خود ان کا احترام کرنا ہو گا، اس پارلیمنٹ کا احترام کرنا ہو گا، یہاں کے ممبران کا احترام کرنا ہو گا۔

پشتون خطے میں دہشت گردی

بہر حال ایک وعدہ ضرور تھا اپنے حلقے کے عوام کے ساتھ کہ یہ جو دہشتگردی کی چھاپ لگادی گئی تھی ان کے اوپر اور مارا بھی ان کو تھا اور وہ ہمارے پشتو میں کہتے ہیں کہ (پشتو) ملامت بھی ان کے اوپر تھی۔ ان کے اوپر پوری دنیا کی سازشیں وہ اٹھا کر وہاں پر سارے پراجیکٹ وہاں پر impose کر دیے تھے اور اس کے باوجود پھر یہاں پر locally ان کو پھر ملامت کیا جاتا تھا تو ان کی rational profiling بھی ہوتی تھی پوری all over the country وہ جہاں بھی جاتے تھے ایک دہشت گرد کی نظر سے ان کو دیکھا جاتا تھا۔ ہم اگر کچھ اور نہ بھی کر سکیں کیونکہ یہ جو ایک دہشت گردی کی گیم ہے یہ اب لوکل بھی نہیں، ایک بین الاقوامی ایک نئی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ لیکن کم از کم اتنا ہم نے کوشش کرنے کی ضرورت محسوس کی کہ وہ تشخص جو مسخ کر دیا گیا تھا وہ ایک غلط تصویر جو بنادی گئی تھی پوری دنیا کے سامنے اور پورے ملک کے سامنے اس کو ہم نے ہٹانے کی ضرور کوشش کی۔ اور یہ بات ہم نے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ جو دہشتگردی ہے یہ local ایک چیز نہیں ہے یہ وہاں سے نہیں ابھری، یہ وہاں کے لوگ دہشت گرد نہیں ہیں، یہ دہشت گردی ان کے اوپر تھوپی گئی تھی۔

میں جناب سپیکر! پاکستان بھر کی یہ جو یوتھ ہیں ان کو بھی ایک میسج بھیجنا چاہتا ہوں کہ میری اور مجھ جیسے اور دوسرے ساتھیوں کی یہاں پر موجودگی وہ ان کو بھی ایک پیغام دیتی ہے کہ یہاں پر بظاہر بعض چیزیں ناممکنات میں سے نظر آتی ہیں۔ وہ ان کے لیے شاید ایک بہت بڑا اپنے سامنے ایک hurdle تصور کرتے ہیں کہ شاید یہاں پر آنا ان کے لیے ناممکن چیز ہو۔ لیکن میرے خیال میں یہ ان کو ایک پیغام میں بھی دینا چاہتا ہوں اور ہمارے اور ہم جیسے اور ہمارے ساتھیوں کی موجودگی میں ان کو یہ پیغام جاتا ہے کہ everything is possible بالکل میرے جیسے اور بھی لوگ یہاں پر آسکتے ہیں۔ ان میں ظاہری جو hurdles اس میں نظر آتی ہیں کہ بھئی اس کے لیے شاید بہت زیادہ وسائل اور بہت زیادہ پیسے کی ضرورت ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس ایک مضبوط بیانیہ ہو، ایک strong political narrative ہو تو میرے خیال میں آپ کا راستہ پھر کوئی بھی نہیں روک سکتا اور یہاں پر ہماری سیاست میں کافی بڑا vacuum رہے۔ تو ملک بھر کے نوجوانوں کو میں یہ اس بات سے ایک encouragement ہمیں دینی چاہیے، political parties کو بھی چاہیے کہ وہ youth کو اپنے پارٹی میں space دیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب سپیکر! میں پچھلے دنوں ملک سے باہر تھے یہاں پر 30 جولائی کو باجوڑ میں ایک واقعہ ہوا۔ **جمعیت علمائے اسلام** کے
ایک پروگرام میں وہاں پر ایک دھماکہ ہوا اس دھماکے میں 70 سے زیادہ لوگ شہید ہوئے۔ جناب سپیکر! یہ بھی یہ وہی مسئلہ ہے
جس پر ہم پچھلے چار پانچ، پانچ سال جتنا میرا tenure گزرا ہے پہلی تقریر سے لے کر آخری تقریر جو آج میں کر رہا ہوں مسلسل اس
چیز کی طرف میں نے نشاندہی کرنے کی کوشش کی تھی۔

ایک زمانہ یہ تھا کہ جب ہم وہاں سے تقریر کرتے تھے تو جیسے میں دہشت گردی کا ذکر کرتا تھا کہ دہشت گرد ابھر رہے
یہاں سے ہمارے سپیکر وہ میرا مائیک بند کر دیتے تھے۔ مطلب یہ کوئی کسی کے خلاف بات نہیں کہ ہمارے اوپر جو آفت آئی تھی
ہم اس کا اظہار کر رہے تھے اس کو دنیی کو یا اپنی پارلیمنٹ کو بتا رہے تھے، اس ملک کے اداروں کو بتا رہے تھے۔ لیکن یہاں پر پھر
response یہ ہوتا تھا کہ دہشت گردی کے خلاف بات کرنا شاید کوئی بہت بڑی ملک دشمنی ہو۔ تو یہ رویہ تھا اس رویے کی وجہ سے
آج جو حالات ہیں ہم پھر وہ دیکھ رہے ہیں اور یہ اسی 45 سالہ جنگ کا تسلسل ہے جو افغانستان میں شروع ہوئی، جو امریکی ایجنڈا تھا
ان کے مفاد کے لیے ان کے interest کے لیے انہوں نے ایک جنگ یہاں پر شروع کی اور اس کے مختلف دور اور مختلف شکل
نے، مختلف ادوار میں، مختلف شکلوں میں وہ ہمارے سامنے آتی رہی۔

جناب سپیکر! Doha Agreement کے بعد اس پورے region میں ایک نئی جنگ شروع ہو گئی۔ ایک نیا great
game یہاں پر اس پورے خطے میں شروع ہوئی۔ اور Doha deal کے ذریعے جس طریقے سے افغانستان کی ریاست کو de-
recognize کیا گیا اور de-recognition کے بعد ان پھر وہاں پر افغانستان کے جیلوں میں جو لوگ قید تھے ان کو چھڑوایا گیا۔
اور اس کے بعد پھر جس طریقے سے طالبان کو مسلط کیا گیا افغانستان کے اوپر۔ اور پھر اسی کے تسلسل میں ان پورے طالبان کے
ساتھ مذاکرات کی آڑ میں ان کو پھر بسایا گیا across the پختونخواہ اور بلوچستان ان تمام علاقوں میں۔ یہ اسی great game کا
تسلسل تھا۔

ہمارا مسئلہ یہ تھا کہ بطور ریاست ہم اس پوری گیم میں facilitator رہیں Doha Agreement میں بھی ہم
نے facilitate کیا۔ اس تصور کے ساتھ افغانستان کے takeover میں بھی ہم نے facilitate کیا۔ یہ جو concept تھا اس کے

ساتھ کہ وہاں پر اگر وہ آئیں گے تو یہاں پر ہمارے اپنے لوگوں کی حکومت ہو گی۔ اور یہ جو اپنے لوگوں کی ان کی حکومت جب سے
آئی ہے تو پھر اس کے بعد یہاں پر National security briefing میں ہمیں بتایا گیا تھا کہ 15 اگست سے پہلے کا جو سال تھا اور
15 اگست کے بعد کا جو سال ہے۔ ان دو سال کا comparison ہمیں جو بتایا گیا تھا تو 100 فیصد یہاں پر دہشتگردی کے واقعات
میں اضافہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر! یہ میں بڑے دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اور اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ وہ تمام لوگ جنہوں نے
افغانستان میں طالبان کے takeover کو اور یہ میں بار بار دہراتا ہوں کہ جس جس نے بھی افغانستان میں طالبان کے takeover
کو celebrate کیا تھا وہ سب اس دہشت گردی کے ذمہ دار ہیں۔ وہ سب اس میں شامل رہیں۔ اور یہ جو کچھ جو خون بھی آج بہہ رہا
ہے تو وہ سب لوگ جنہوں نے وہاں پر طالبان کو support کیا تھا اور وہاں پر ان کے takeover کو یہاں پر ان کا جشن منایا تھا ان
کے ہاتھ ان کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس پہ توجہ کی ضرورت ہے اور یہ اگر seriously اس پر میں بطور سیاسی ورکر جناب سپیکر! جتنا سمجھتا ہوں،
میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم ایسی جگہ پر پہنچ چکے کہ شاید ہمارے ساتھ بچاؤ کا راستہ شاید ابھی بچہ نہیں ہے۔ جتنے گھمبیر مسئلے میں ہم
پھنس گئے ہیں شاید اب اس سے راستہ نکلنا بھی ممکن نہیں ہے۔ ایسا راستہ ہو ہی نہ۔ لیکن پھر بھی اگر سوچ و بچار شروع ہو جائے
ابھی seriously اس پر بحث شروع ہو جائے تو میرے خیال میں کوئی راستہ پھر بھی شاید نکل آئے۔ لیکن اگر تھوڑے عرصہ بعد
مزید ہم سے مزید غفلت ہوئی تو شاید پھر یہ موقع بھی نہ رہے اور وہ جو ڈیزائن ہے جناب سپیکر! وہ انتہائی خطرناک ہے۔ اور اس
ڈیزائن میں شاید یہ بھی شامل ہو کہ جس طرح وہاں پر takeover کیا ہے اسی طرح ہمارے پختونخواہ میں بھی طالبان takeover
کریں کیونکہ اسی طریقے سے انہوں نے جناب سپیکر! یہاں پر shadow governors اور اپنے Intelligence Chief کا
انتخاب اور ان کا اعلان پہلے سے ہی کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں دوسرے جس چیز پر بحث کرنا چاہوں گا یہاں پر چند دن پہلے ہمارے ایک اور پرائم منسٹر صاحب کو گھڑی،
ایک گھڑی توشہ خانہ میں convict کر دیا تھا۔ جناب سپیکر! بالکل قانون ہونا چاہیے جو بھی اس میں violation ہو۔ لیکن یہ بھی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تو آپ ذرا سوچیں میں ان کے نظریات سے انتہائی درجے ان کی، ہم پہ جو ان کی حکومت میں گزری میں اس کو بیان نہیں کرنا چاہتا، نہ ان کے نظریات کو کوئی justify کرے گا نہ ہی کوئی کر سکتا ہے کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں اور ہمیں یہ یقین ہے کہ ان کو launch ہی اس لئے کیا تھا کہ پارلیمنٹ کو بے توقیر کیا جائے، جمہوریت کو بے توقیر کیا جائے، یہاں پر اخلاقی اقدار اور سیاسی اقدار کو گرایا جائے لیکن یہ ساری بحث ایک طرف رکھ کر بھی اگر ہم اس بات پر ذرا سوچیں کہ یہاں پر صرف سیاستدان ہی، elected جس طریقے سے بھی ہوں بہرحال پرائم منسٹر ہی، civilians ہی کیوں اس طریقے سے target ہوتے ہیں۔ یہاں پر ہم نے کبھی ججز کا احتساب نہیں دیکھا۔ یہاں پر جو غداری کے مقدمات میں convicted جنرل ہیں ان کا کبھی احتساب نہیں دیکھا اور ہمارے پرائم منسٹر کو کبھی ایک گھڑی کے جرم میں ان کو convict کر دیا جاتا ہے، کبھی ان کو اقامہ کے جرم میں convict کر دیا جاتا ہے۔

میرے خیال میں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ خان صاحب نے بھی dialogue کا راستہ ہی نہیں چھوڑا تھا اور ایک ایسا environment بنا دیا تھا، by default پچھلے 75 سال سے ہم ایک ہی گردش میں گھوم رہے ہیں۔ ایک مار کھاتا ہے پھر باقی سب تماشا دیکھ رہے ہوتے ہیں، پھر دوسرے کو اٹھا کر اس کے ذریعے دوسرے کو پیٹتے ہیں پھر جب اس کی باری آتی ہے تو پھر دوسرے تماشا دیکھتے ہیں۔ تو ہم ایک circle میں گھوم رہے ہیں۔ شاید اب یہ چند دن جیل میں گزاریں تو ان کا بھی ارتقائی عمل شاید اس حد تک پہنچ جائے کہ وہ بیٹھنے اور dialogue کے قابل ہو جائیں تاکہ اس کے بعد ہم پھر آپس میں بیٹھیں، کل بھی اس پر بحث ہوئی تھی **بلاول بھٹو صاحب** نے اس پر بات کی تھی کہ ایک updated version of Charter of Democracy کی ہمیں ضرورت ہے۔ ملک بھر کی سیاسی قوتوں کو مل کر اس پر بیٹھنا ہو گا۔

Mr. Speaker: Thank you.

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! میری آخری بات۔

جناب سپیکر: میرا business ہے میں نے آپ کو ٹائم دیا ہے کل آپ نے بات نہیں کی تھی۔

جناب محسن داوڑ: دو تین منٹ، میں سمیٹ رہا ہوں۔ میں آخری بات کر رہا ہوں، میں اس پر آخری دو باتیں کروں گا۔ ایک تو اسمبلی تحلیل ہو رہی ہے اور اس کے بعد census پر بھی میں ایک بات کروں گا یہ دو باتیں رہ گئی ہیں۔ جناب سپیکر! اسمبلی پر

پہلے تو میری بطور سیاسی ورکر یہ رائے ہے کہ یہ اسمبلی کی dissolution اور اسمبلی کو توڑنا یہ میرے خیال میں ہم مختلف نئی قسم کی روایات کو ہم جنم دے رہے ہیں جو کہ مناسب نہیں ہے۔ ہم اگر اپنا ٹائم پورا کرتے اور اس کے دو مہینے بعد الیکشن ہو جاتا تو اپنے ہی natural flow کو اس پورے process میں چھوڑ دیا جاتا۔ لیکن اب جب یہ اسمبلی dissolve ہو رہی ہے اور dissolve ہونے کے بعد یہ پھر جو اچانک CCI کا فیصلہ آیا اور اس میں پھر نئے census کو قبول کیا گیا اور census کے بعد یہ تاثر حقیقت بن رہا ہے کہ شاید الیکشن اب وقت پر نہ ہوں۔

جناب سپیکر! میں صرف اتنی بات کہوں گا یہاں پر ہماری عمر کے مطابق یہاں پر ہمارے سیاستدان، ہمارے مشران بیٹھے ہیں ان کی سیاست ہے، آپ کا بھی کافی تجربہ ہے لیکن بطور ایک سیاسی ورکر میں یہ کہتا ہوں کہ اگر ایک دفعہ یہ driving seat ہم نے اپنے آپ سے لے کر کسی اور کو دے دی تو پھر فیصلہ وہی کرے گا۔ یہ فیصلہ پھر ہمارے ہاتھ میں نہیں ہو گا یہ بات پھر تین مہینے تک نہیں یہ پھر سالوں تک بھی چل سکتی ہے۔ **ضیاء الحق** کا دور بھی ہمارے سامنے ایک ایسا precedent موجود ہے۔

جناب سپیکر! census پر میں یہ بات کروں گا کہ ہماری **احسن اقبال صاحب** کی سربراہی میں جو last میٹنگ ہوئی تھی اس میں جو census کا ڈیٹا ہمیں دکھایا گیا تھا اور یہ جو کل census کا اعلان ہوا ہے اس میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ جو ہمیں initial ڈیٹا بتایا گیا تھا اس میں بلوچستان کی آبادی ڈبل ہو گئی تھی اور اس میں اور بھی جیسے سندھ میں بھی کافی اضافہ ہے، خیبر پختونخواہ میں بھی کافی اضافہ ہوا تھا اور personally میرے ساتھ تو یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ جو بھی IDPs ان کو وہاں پر اپنے District میں count کیا جائے گا لیکن ان کو بھی انہوں نے اپنے District میں count نہیں کیا اور واقعی صوبے میں جتنے بھی census تھے وہ proper وہ والے ررزلٹ نہیں ہیں تو ہمیں دکھائے گئے تھے۔ بلوچستان کی آبادی ڈبل ہو گئی تھی۔ کل جو انہوں نے دکھایا ہے وہ تو انہوں نے balance کر دیا ہے بالکل انیس بیس کا فرق ہے جو 2018ء کے census میں اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا point آگیا۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جناب محسن داوڑ: جناب سپیکر! آخری بات میں یہ کہوں گا کہ کل یہاں پر Offical Secret Act میں ترمیم ہوئی اس سے پہلے بھی ایک ہفتہ یہاں پر مختلف قسم کی متنازعہ legislation ہوئی۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ جو Offical Secret Act ہے یہ اتنا خطرناک ہے کہ کل یہ across the board تمام سیاسی ورکرز پر apply ہو گا۔ ہمیں اور یس خٹک کا کیس یاد ہے ہم نے اس وقت بھی۔۔۔

جناب سپیکر: جی OK thank you۔ ابھی میں پہلے Business لوں گا۔ دیکھیں ابھی happy ending کریں۔ اب آپ اپنا ٹائم مکمل کر رہے ہیں تو آپ کی اچھی گفتگو ہونی چاہیے۔ ابھی بھی وہی ہے ہم اسی طریقے سے چل رہے ہیں ہم نے کیا سیکھا ہے؟ اگر آپ اجازت دیں آج شاید آخری Private Member's Day رہے ہمارے بہت سارے ممبران کے بل ہیں تو میں Business لینا چاہتا ہوں۔ داوڑ صاحب میں نے آپ کو بہت ٹائم دے دیا آپ تشریف رکھیں پھر وقت ہوا تو آپ کو دوبارہ دے دیں گے۔

ختم شدہ

یادداشت

Scanned with CamScanner

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library